صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی مترجم

۷۴۲۲ احادیث نبوی کا روح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ

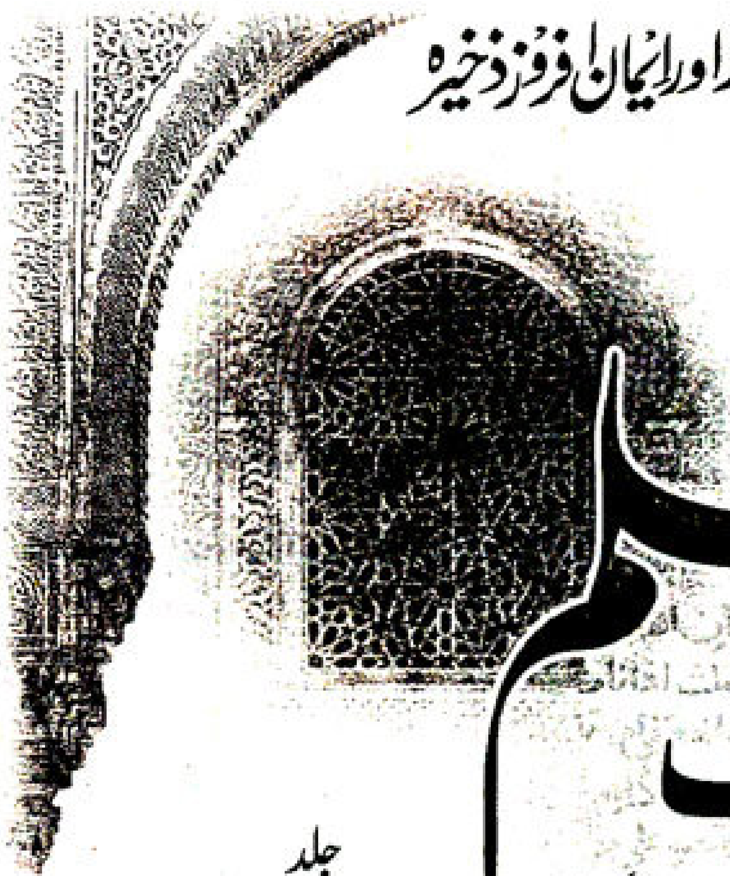
ترجمہ: علامہ وحید الزمان

ناشر: خالد احسان پبلشرز لاہور

www.islamiurdubook.blogspot.com


صحیح
مسلم
شریف

۷۴۲۲ ، احادیثِ نبوی کا رُوح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ



صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی مترجم

جلد

سوم

امام مسلم بن الحجاج نے کئی لاکھ احادیث نبوی سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:
علامہ وحید الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ ناشر

﴿الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و على آله و اصحابه اجمعين﴾

محترم قارئین!

حدیثِ رسولؐ اور اس کے علوم کے ساتھ اشتغال اللہ تعالیٰ کے خاص کرم اور نعمتوں میں سے ہے۔ یہ مشغولیت اللہ تعالیٰ محض اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتے ہیں کہ جن پر اس کی خاص رحمت اور نظرِ کرم ہوتی ہے۔

الحمدللہ یہ اعزاز والد گرامیؒ (بشیر احمد نعمانی) کو نعمانی کتب خانہ کے قیام کے فوراً بعد ہی حاصل ہوا کہ علوم حدیثِ رسولؐ میں صحاح ستہ کی کتب کے تراجم اور ان کی اُردو زبان میں شروحات کی وسیع پیمانے پر اشاعت کرنے کی پاکستان میں ابتداء ہمارے ادارہ نے کی اور عوام الناس' اُردو پڑھے لکھے لوگ اور علوم جدیدہ کے حامل علماء وطلباء ہر ایک کو حدیث اور علوم حدیث کی تشنگی دُور کرنے کا موقع ملا۔

ان تراجم میں علامہ وحید الزماںؒ کا نام ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور فرمودات سے اظہارِ محبت کرتے ہوئے علم حدیث کے میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں آج تک ہونے والے دیگر تراجم میں انہی سے بکثرت استفادہ کیا جا رہا ہے۔

''نعمانی کتب خانہ'' کے شائع کردہ ان تراجم احادیث کی اشاعت کے لیے اُس دور کے تقاضوں کے مطابق دُور دراز علاقوں سے کہنہ مشق خطاط حضرات کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ تراجم صحاح ستہ میں ہمارے ادارہ کے شائع شدہ نسخے کم وبیش گذشتہ پچاس برس سے تا حال بیشتر دینی وعلمی لائبریریوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

علمی وتحقیقی میدان میں کمپیوٹر کی آمد سے جو انقلابی تبدیلیاں رُونما ہوئی ہیں ان کی روشنی میں ہم (مسلم شریف مع مختصر شرح النوویؒ) موجودہ ایڈیشن نئی کمپوزنگ اور جدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجودہ ایڈیشن کو درج ذیل طباعتی خوبیوں سے مزین کیا گیا ہے۔ جس سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ ''مسلم شریف'' کا موجودہ ایڈیشن مارکیٹ میں موجود دیگر اُردو نسخوں میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔

- تمام احادیث کو نئے سرے سے جدید اُردو کمپیوٹر کمپوزنگ سے آراستہ کیا گیا ہے اور راوی حدیث کے بعد متن حدیث کا مرکزی حصہ الگ فونٹ (سٹائل) میں لکھا گیا ہے تا کہ حدیث میں فرمان رسول کا حصہ نمایاں ہو جائے۔

❀ تمام احادیث کی نئے سرے سے نمبرنگ کی گئی ہے تا کہ قارئین کو دیگر کسی اردو کتاب سے حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔اس سلسلہ میں جو عالمی معیار کے مطابق نمبر رائج ہیں انہی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

❀ اردو زبان میں شائع شدہ دیگر تراجم میں بعض احادیث سرے سے موجود ہی نہ تھیں ان کو عربی کے سابقہ اصل نسخہ سے نقل کروا کر ترجمہ بھی کروایا گیا ہے۔الحمدللہ اب اس نسخہ میں مکمل احادیث موجود ہیں۔

❀ عربی اعراب کی درستگی کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر اردو زبان کے پرانے الفاظ کو جدید الفاظ میں تبدیل کیا گیا ہے۔

بحیثیت ناشر کسی دینی کتاب کی اصل اشاعتی خوبصورتی کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب کوئی قاری کتاب کے نفس مضمون کو آسانی اور خوبصورتی سے پڑھ کر سمجھ لے اور اس پر عمل کرے یہ تمام تبدیلیاں اور کاوشیں اسی سلسلہ میں کی جاتی ہیں۔

اس عظیم الشان کتاب کی کمپوزنگ' پروف ریڈنگ' ڈیزائننگ اور نظر ثانی میں ہمیں اپنے نہایت قابل احترام دوست جناب ابوبکر قدوسی صاحب اوران کے معاونین کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے ہم دل کی گہرائیوں سے اُن کے شکر گزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مساعیٔ حسنہ میں شرکت کرنے والے ہم تمام کارکنان کو دین اور آخرت کی کامیابی و کامرانی سے نوازے۔(آمین)

آخر میں ہم اللہ کے حضور نہایت عاجزی وانکساری سے سربسجود دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں اور ہمارے والدین کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

محمد ضیاء الحق نعمانی و محمد عثمان ظفر
نعمانی کتب خانہ (لاہور۔گوجرانوالہ)

❀❀❀❀❀

فہرست صحیح مسلم مترجم مع شرح نووی جلد سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الزَّكَاةِ
زکوٰۃ کے مسائل

زکوٰۃ لغت میں بڑھنے اور پاک کرنے کو کہتے ہیں اور زکوٰۃ شرعی سے چونکہ مال کی ترقی اور برکت ہوتی ہے اور دینے والا اس کا گناہوں سے اور رذالت بخل سے پاک ہو جاتا ہے اس لیے اس کو زکوٰۃ کہا۔ اور بعضے لوگوں نے کہا اس کا اجر بڑھتا ہے اس لیے زکوٰۃ کہا اور بعضوں نے کہا زکوٰۃ اپنے دینے والے کا تزکیہ کرتی ہے یعنی گواہی دیتی ہے اس کے سچے ایمان کی جیسے آنحضرتؐ نے فرمایا اَلصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ یعنی صدقہ دعویٰ ایمان کی دلیل ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے نقل کیا مازریؒ سے کہ زکوٰۃ شرع میں مواسات کے لیے ہے اور مواسات نہیں ہوتی مگر بڑھتے ہوئے مال میں۔ اسی لیے مال نصاب میں جو نامی یعنی بڑھنے والا ہو جیسے نقد اور کھیتی اور چارپائے ہیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس قسم کے مال میں بالاجماع زکوٰۃ واجب ہے اور اس کے سوا اور مالوں میں اختلاف ہے جیسے عروض وغیرہ میں یعنی سامان خانگی وغیرہ میں۔

۲۲۶۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ)).

۲۲۶۳- ابو سعید خدری نے نبیؐ سے روایت کیا کہ فرمایا پانچ ٹوکروں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں۔

۲۲۶٤- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۲۶۴- عمرو بن یحییٰؒ نے اس اسناد سے مثل اسکے روایت کی۔

۲۲۶٥-عن يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

۲۲۶۵- یحییٰ نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

وسق، صاع اور رطل کی تحقیق

(۲۲۶۳) ☆ نوویؒ نے فرمایا ہے کہ وسق یعنی ٹوکرا ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ہر صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا بغدادی کے حساب سے۔ اور بغداد کے رطل میں کئی قول ہیں سب سے مشہور یہ ہے کہ رطل بغدادی ایک سو اٹھائیس درہم اور چار اسباع ایک درہم کے اور بعضوں نے ایک سو تیس درہم کہا ہے۔ غرض پانچ وسق اس حساب سے ایک ہزار چھ سو رطل ہوئے۔ اور حافظ ترمذیؒ نے بھی فرمایا ہے کہ صاع نبی کا بھی پانچ رطل اور ثلث رطل کا ہوتا ہے اور صاع کوفہ والوں کا آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ تمام ہوا کلام ترمذیؒ کا۔

سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَأَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفِّهِ بِخَمْسِ أَصَابِعِهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ پانچ انگلیوں سے اشارہ فرما کے وہی حدیث فرماتے تھے جو اوپر گزری۔

۲۲۶۶- عَنْ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ)).

۲۲۶۶- ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں۔

۲۲۶۷- عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ تَمْرٍ وَلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ)).

۲۲۶۷- ابوسعید خدریؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا پانچ وسق (یعنی ٹوکرا یا گونی) سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں اور نہ اس سے کم غلہ میں زکوٰۃ ہے۔

۲۲۶۸- عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ)).

۲۲۶۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلہ اور کھجور میں زکوٰۃ نہیں جب تک کہ پانچ وسق تک نہ ہو اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں۔

اوقیہ اور درہم کی تحقیق

مترجم کہتا ہے پانچ وسق تخمیناً پانچ من پختہ ہوئے اور من چالیس سیر کا ہے اور امام نوویؒ نے فرمایا کہ اوقیہ شرعیہ باجماع محدثین و فقہاء واہل لغت کے چالیس درہم ہے اور یہ اوقیہ حجاز کا ہے اور اصحاب شافعیہ نے باجماع کہا ہے کہ ہر درہم چھ دانق ہے اور دس درہم کے سات مثقال ہوتے ہیں اور مثقال جاہلیت اور اسلام میں یکساں رہا ہے۔

مترجم کہتا ہے اور پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوتے ہیں اور تولوں کے حساب سے دو سو درہم ساڑھے باون تولے ہیں اور یہ نصاب چاندی کا ہے کہ اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۲۲۶۸) ☆ ہر اوقیہ چالیس درہم کا ہے- پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوئے اور اس زمانہ میں کہ سن ایک ہزار تین سو چار (۱۳۰۴ھ) ہے پانچ اوقیہ کے ساڑھے باون روپے کلدار ہوتے ہیں اور تیئیس ریال فرانسہ مکہ میں ہوتا ہے اور مغربی ریال ساڑھے بائیس ہوتے ہیں اور سونے کا نصاب بیس دینار ہے اور دینار ساڑھے تین روپیہ کا ہوتا ہے اور درہم پانچ آنے سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے اور وسق ساٹھ صاع کا اور صاع چار مد کا اور مد دو رطل کا اور رطل آدھ سیر آدھ پاؤ کا اور سیر اسی روپیہ کلدار کا۔ یہ تفصیل روپیہ کی مولانا اسحاق صاحب سے ہے اور باقی عبداللہ سراج محدث مکہ زادھا اللّٰہ شرفاً و تعظیمًا سے خبر دی اس کی مترجم کو مولوی محمد صاحب سہارنپوری مہاجر مکہ نے اللہ رحمت کرے ان پر وقت قراءت مسلم کے۔

۲۲۶۹– و حَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ.

۲۲۶۹– مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۷۰– عَنْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى بْنِ آدَمَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بَدَلَ التَّمْرِ ثَمَرٍ.

۲۲۷۰– ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں تمر کی جگہ ثمر کا لفظ ہے یعنی پھلوں میں زکوٰۃ نہیں جب تک پانچ وسق نہ ہوں۔

۲۲۷۱–عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((**لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ**)).

۲۲۷۱– ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اور اس میں پانچ اوقیہ وسق سے کم میں آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ نہیں۔

بَاب مَا فِيهِ الْعُشْرُ أَوْ نِصْفُ الْعُشْرِ

باب: عشر اور نصف عشر کا بیان

۲۲۷۲–عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((**فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ**

۲۲۷۲– جابرؓ نے رسول اللہؐ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جس میں نہروں سے اور مینہ سے پانی دیا جاوے اس میں دسواں حصہ

(۲۲۷۱) ☆ ورق بکسر راء مہملہ چاندی کو کہتے ہیں مضروب ہو خواہ غیر مضروب۔ اور اہل لغت کا اس میں اختلاف ہے کہ اصل اس کی کیا ہے؟ بعضوں نے کہا ہر چاندی پر استعمال کرتے ہیں اور بعضوں نے کہا ورق اسی کو بولیں گے جس پر سکہ ہو اور بے سکہ کی چاندی پر مجازاً بول سکتے ہیں اور اکثر اہل لغت کا یہی قول ہے۔ اور نصاب سونے کا کسی روایت صحیح میں وارد نہیں ہوا مگر بعض احادیث میں بیس مثقال مروی ہوا ہے۔ اگرچہ وہ روایتیں ضعیف ہیں مگر اس پر اجماع ہو گیا ہے اور امت نے ان روایتوں کو قبول کر لیا ہے اور یہ سب کا اتفاق ہو گیا ہے کہ جانوروں میں اور سونے چاندی میں جب تک پورا سال نہ گزرے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی سوا ان چیزوں کے جن میں عشر لیا جاتا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے شافعیؒ نے کہ جو چاندی دو سو درہم سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے مگر مذہب ان کا بے دلیل ہے اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں اور شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے کہ دراہم مغشوشہ یعنی کھوٹے روپیوں میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں جب تک ان سے ساڑھے باون تولہ کو نہ پہنچے جو نصاب ہے چاندی کا اور یہ حدیث ان کی مؤید ہے۔ (نوویؒ)

(۲۲۷۲) ☆ یہ حکم ہے زراعتوں کا کہ اگر وہ آسمان کے یا ندی کے پانی سے پیدا ہوں جس میں محنت کم ہوتی ہے تو دسواں حصہ زکوٰۃ ہے ورنہ بیسواں حصہ اور اس پر اتفاق ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ جتنی چیزیں زمین سے نکلتی ہیں جیسے پھل اور غلہ اور پھول وغیرہ سب میں زکوٰۃ ہے سوا گھاس اور لکڑی کے یا خاص چیزوں میں ہے؟ غرض ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان سب میں ہے اور جمہور نے بعض میں زکوٰۃ خاص کی ہے جیسے گیہوں اور جو اور جوار اور کھجور اور انگور ہے اور حضرت عمرؓ اور علیؓ اور عائشہؓ کا قول ہے کہ سبز ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں اور زمین عشری (ث کے ساتھ) اس کا بھی حکم مینہ سے سینچی ہوئی کا ہے یعنی اس میں بھی عشر دینا ہوتا ہے اور عشری وہ زمین ہے جس میں اوپر سے پانی دینے کی حاجت نہ ہو بلکہ اس کے درخت اپنی جڑوں سے رطوبت زمین کی جذب کریں اور ترو تازہ رہیں۔

وَفِيمَاسُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ)).

زکوٰۃ ہے اور جو اونٹ لگا کر سینچی جاوے اس میں بیسواں حصہ۔

بَابُ لَا زَكَاةَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَفَرَسِهِ

باب: غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں

۲۲۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ)).

۲۲۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

۲۲۷٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَمْرٌو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ زُهَيْرٌ يَبْلُغُ بِهِ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ)).

۲۲۷۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۷٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۲۲۷۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۷٦- عن أَبِي هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ))

۲۲۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلام کی زکوٰۃ نہیں مگر صدقہ فطر ہے۔

۲۲۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ

۲۲۷۷- ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کو زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا اور انھوں نے آکر کہا کہ ابن جمیل

(۲۲۷۳) نوویؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اصل ہے اس بات کی کہ ضروری چیزوں میں زکوٰۃ نہیں جیسے گھوڑے اور غلام ہیں اور یہی قول ہے تمام علماء کا سلف سے خلف تک۔ مگر ابو حنیفہ اور ان کے شیخ حماد بن سلیمان اور امام زفر نے اس میں بھی زکوٰۃ واجب کہی ہے اور کہا ہے کہ جب گھوڑے نر مادہ ملے ہوں یا صرف مادہ ہوں تو ہر ایک میں ایک دینار زکوٰۃ دے یا نہیں تو اس کی قیمت کر کے ہر دو سو درہم میں پانچ درہم دے مگر ان کی کوئی حجت نہیں اور یہ حدیث صریح ان کے مذہب کا رد کرنے والی ہے۔

(۲۲۷۴) ☆ نوویؒ نے کہا اس سے ثابت ہوا کہ صدقہ فطر غلام کی طرف سے مالک کو دینا ضروری ہے خواہ غلام اپنی خدمت کے لیے ہو خواہ تجارت کے لیے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ اور اہل کوفہ نے کہا ہے کہ تجارت کے غلاموں میں صدقہ فطر واجب نہیں۔ اور داؤد ظاہریؒ کا قول ہے کہ مالک پر صدقہ غلام کا واجب نہیں بلکہ غلام اپنی مزدوری میں سے باجازت مالک کے ادا کر دے۔ اور قاضی عیاض نے ابی ثور سے بھی یہی نقل کیا ہے اور شافعی اور جمہور علماء کا مذہب مکاتب کے لیے یہ ہے کہ نہ اس پر فطرہ واجب ہے نہ مالک پر اور عطاء اور مالک اور ابی ثور کے نزدیک سید پر واجب ہے اور بعض اصحاب شافعی بھی اسی کے قائل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درہم بھی باقی ہے۔ اور مکاتب وہ غلام ہے کہ جس سے اسکے مالک نے کہا ہو کہ اتنا روپیہ مثلاً سو دو سو ہم کو کما کر دے دے تو تو آزاد ہے۔

(۲۲۷۷) ☆ نوویؒ نے فرمایا ہے کہ انھوں نے خالدؓ سے زکوٰۃ مانگی اس خیال سے کہ شاید وہ تجارت کے لیے ہیں اور زکوٰۃ اس میں واجب ہے اور حضرت نے فرمایا کہ وہ تو جہاد کے لیے ہیں اور ابھی حولان حول نہیں ہوا اور یا یہ مراد ہے کہ جب اس نے مال سارا اللہ کی راہ میں کر دیا ہے تو زکوٰۃ واجبہ کیوں نہ ادا کرے گا اور بعضوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور داؤد ظاہری نے کہا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ تمام ہوا قول نوویؒ کا۔ اور شوکانیؒ نے الدرر البہیہ میں لکھا ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں اور جناب مولانا مولوی صدیق حسن صاحبؒ نے روضۃ الندیہ میں لکھا

جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدْ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)).

اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عباس رسول اللہ ﷺ کے چچاان صاحبوں نے زکوٰۃ نہیں دی تو آپ نے فرمایا کہ ابن جمیل تو اس کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ محتاج تھا اور اللہ نے اس کو امیر کر دیا اور خالد پر تم زیادتی کرتے ہو اس لیے کہ اس نے تو زر ہیں اور ہتھیار تک اللہ کی راہ میں دے دیئے ہیں (یعنی پھر زکوٰۃ کیوں نہ دے گا) اور رہے عباس سو ان کی زکوٰۃ اور اتنی ہی اور میرے ذمہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمر! چچا تو باپ کے برابر ہے۔

ﷺ اس کی شرح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ؐ کے زمانہ مبارک میں اگرچہ تجارت جاری تھی مگر کوئی دلیل جو تجارت کے مال میں زکوٰۃ واجب کرے وارد نہیں ہوئی اور وہ جو ابوداؤد اور دارقطنی اور بزار نے جبر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ؐ ہم کو حکم فرماتے تھے کہ ہم زکوٰۃ دیتے رہیں ان مالوں کی جو بیچنے کے لیے رکھے ہیں تو اس کو ابن حجرؒ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی اسناد میں جہالت ہے اور جو حاکم اور دارقطنی نے عمران سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اونٹ میں صدقہ ہے اور بکری میں صدقہ ہے اور بزا زاء نقطہ دار سے ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کو فتح الباری میں ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ اس کے سب طرق ضعیف ہیں اور ایک سند کو اس کی کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں (یہ کہنا بھی ضعیف ہونے سے خالی نہیں) اور ایسی روایتوں سے حجت قائم نہیں ہوتی اور فرضیت قطعی ثابت نہیں ہو سکتی علی الخصوص ایسے امور میں جو نہایت کثرت سے جاری ہوں۔ اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ مستدرک میں جو یہ حدیث آئی ہے تو اس میں یہ لفظ ہے کہ بُرٌ میں صدقہ ہے اور بُرٌ بے نقطہ کی راسے گیہوں کے معنوں میں ہے اور کہا ہے کہ اگرچہ دارقطنی نے اس کو نقطہ دار زا سے روایت کیا ہے مگر طرق اس کے ضعیف ہیں اور حاکم نے اگرچہ اس حدیث کی اسناد کی تصحیح کی ہے جیسے کہ محلی شرح منہاج میں ہے مگر جب اس میں احتمال ہو گیا کہ وہ لفظ راسے ہے یا زا نقطہ دار سے تو استدلال کے قابل نہ رہا اور حاکم کے مقابلہ میں حافظ ابن حجرؒ اس کی تضعیف کر رہے ہیں اور ابو ہریرہؓ سے اوپر مروی ہو چکا کہ حضرت نے فرمایا مسلمان کے غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی حال میں صدقہ نہیں۔ اور ابن منذر نے اگرچہ نقل کیا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہونے پر اجماع ہوا ہے مگر یہ نقل ان کی صحیح نہیں۔ اس لیے کہ اول تو ظاہر یہ جو ایک فرقہ محدثین اسلام کا ہے اس کے وجوب کا انکار کر رہا ہے پھر اجماع اس کے وجوب پر کیوں کر ہو سکتا ہے اور یہ جو خالد کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ان سے تجارت کا مال خیال کر کے زکوٰۃ طلب کی (یعنی جیسے ابھی نووی کے کلام میں اسی فائدہ کے ابتداء میں گزرا) اس سے معلوم ہوا کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے یہ استدلال بھی صحیح نہیں اس لیے کہ اول تو ثابت نہیں کہ وہ تجارت کا تھا دوسرے رسول اللہ ؐ نے خود فرمادیا کہ اس نے خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور بعد وقف کے زکوٰۃ نہیں۔ تیسرے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب وہ ایسا سخی اور دل والا ہے کہ سب مال اپنا خدا کی راہ میں دے چکا ہے تو زکوٰۃ کیوں رکھے گا۔ غرض اس سے اموال تجارت میں زکوٰۃ کا وجوب نہیں ثابت ہوتا۔ غرض وجوب زکوٰۃ پر تجارت کے مال میں کوئی دلیل قطعی موجود نہیں اور اصل اشیاء میں براءت ہے جب تک دلیل وجوب کی ثابت نہ ہو اور اجماع کا حجت ہونا اس کے درمیان خود اختلاف ہے کہ حصول المامول اور ارشاد الفحول میں مذکور ہے۔ تمام ہوا کلام مولانا صدیق حسن صاحب کا۔

مترجم کہتا ہے غرض یہ ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ کی فرضیت قطعی نہیں ہے اس لیے اکابر نے تصحیح کی ہے اس قول کی کہ منکر اس کا کافر نہیں اور یہ موافقت جمہور اگر کوئی ادا کرے تو ثواب سے خالی نہیں مگر امام کو جبراً وصول کرنا نہیں پہنچتا کہ اخذ مال مسلم بغیر حق لازم نہ آئے۔

بَاب زَكَاةِ الْفِطْرِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ

باب: صدقۂ فطر کا بیان

۲۲۷۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنْ الْمُسْلِمِينَ.

۲۲۷۸- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر رمضان کے بعد لوگوں پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا ہے ہر آزاد اور غلام مرد و عورت پر جو مسلمان ہو۔

۲۲۷۹- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ حُرٍّ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ

۲۲۷۹- ابن عمرؓ نے کہا مقرر کیا رسول اللہؐ نے صدقہ فطر کا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر غلام اور آزاد پر چھوٹے اور بڑے پر۔

۲۲۸۰- عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ

۲۲۸۰- حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا صدقہ فرض کیا ہر آزاد اور غلام پر اور مذکر و مؤنث پر ایک صاع کھجور یا جو سے- حضرت نافع نے کہا کہ پھر لوگوں نے تجویز کر لیا اس کو آدھا صاع گیہوں کے برابر-

۲۲۸۱- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَوْ

۲۲۸۱- نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا صدقہ فطر میں ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع

(۲۲۷۸) ☆ صدقہ فطر جمہور سلف و خلف کے نزدیک فرض ہے اس حدیث کے ظاہر کی رو سے اور بعض اہل عراق اور اصحاب مالک اور بعض اصحاب شافعیؒ نے کہا ہے کہ سنت ہے واجب نہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ واجب ہے فرض نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کے مذہب میں واجب اور فرض میں فرق ہے اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ وہ منسوخ ہو گیا جب زکوٰۃ فرض ہوئی اور یہ غلط ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ فرض و واجب ہے (کذا قال النووی فی شرح)۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ وقت وجوب اس کا رمضان کے بعد ہے۔ چنانچہ شافعیؒ کا قول ہے کہ غروب شمس جب ہو پچھلی تاریخ میں رمضان کی اور رات شروع ہو عید الفطر کی جب واجب ہوتا ہے- اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک طلوع فجر سے عید کے واجب ہوتا ہے۔

(۲۲۸۱) ☆ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ صدقہ فطر لڑکے کی طرف سے بھی دینا چاہیے جیسے اسکے اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے اور ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے شہر والوں پر اس کا وجوب ہے ویسے ہی گاؤں والوں پر اور جنگلوں پر اور یہی مذہب ہے مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور شافعی اور احمدؒ اور جماہیر علماء کا اور عطاء اور زہری اور ربیعہ اور لیث کا قول ہے کہ سوائے شہر والوں کے اوروں پر واجب نہیں ہوتا اور ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو اپنے اہل و عیال کی قوت سے عید کے دن زیادہ رکھتا ہو اس پر صدقہ واجب ہے اور یہی قول ہے امام شافعیؒ کا۔ اور ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ جس کو زکوٰۃ لینا روا ہے اس پر صدقہ واجب نہیں اور امام مالکؒ اور ان کے اصحاب میں اختلاف ہے اور ان روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زوجہ پر بھی واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنا صدقہ اپنے مال سے ادا کرے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا اور امام مالکؒ اور شافعی اور جمہور کا قول ہے کہ خاوند

صَاعٍ مِنْ شَعِيرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ النَّاسُ عَدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

جو کا۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر لوگوں نے تجویز کیا کہ دو مد گیہوں کے (جو قیمت میں اس کے برابر ہوتے ہیں)۔

۲۲۸۲– عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ أَوْ رَجُلٍ أَوْ امْرَأَةٍ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

۲۲۸۲– عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا صدقۂ فطر کا رمضان کے بعد ہر ایک مسلمان پر آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا ایک صاع کھجور کا یا جو کا۔

۲۲۸۳–عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ.

۲۲۸۳– ابو سعید خدریؓ کہتے تھے کہ ہم صدقۂ فطر نکالتے تھے (یعنی رسول اللہؐ کے زمانہ میں) ایک صاع طعام کا (یعنی گیہوں کا) یا ایک صاع جو کا یا کھجور کا یا پنیر کا یا انگور کا۔

۲۲۸٤– عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ إِنِّي أَرَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ.

۲۲۸۴– ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے زمانہ میں صدقۂ فطر ہر چھوٹے، بڑے، آزاد، غلام کی طرف سے ایک صاع گیہوں یا ایک صاع پنیر یا جو یا کھجور یا انگور نکالتے تھے۔ پھر جب حضرت معاویہؓ حج کو یا عمرہ کو آئے تو لوگوں سے منبر پر وعظ کیا اور اس میں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ دو مد (یعنی نصف صاع) شام کے سرخ گیہوں کا برابر ہوتا ہے ایک صاع کھجور کے (یعنی قیمت میں)۔ سو لوگوں نے اس کو لے لیا اور ابو سعید نے کہا میں تو وہی نکالے جاؤں گا جو نکالتا تھا (یعنی ایک صاع) جب تک جیوں گا (سبحان اللہ یہ اتباع تھا حدیث کا اور نفرت تھی رائے اور قیاس سے)۔

۲۲۸٥–عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ

۲۲۸۵۔ اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو مذکورہ بالا

ﷺ شوہر اس کی طرف سے دیوے جیسے عورت کو نفقہ دیتا ہے اور معلوم ہوا کہ یہ جو فرمایا باب کی پہلی روایت میں کہ جو مسلمان ہو اس سے کافر نکل گئے۔ غرض کسی کا غلام یا بیوی یا لڑکا یا باپ اگر کافر ہو تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں اگرچہ نفقہ ان کا واجب ہے اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ اور جماہیر علماء کا۔ اور کوفیوں اور اسحٰق اور بعض سلف کا قول یہ ہے کہ غلام کافر سے بھی دینا واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع واجب ہے۔ پھر اگر سوا گیہوں کے اور انگور خشک کے ہو تو بالاجماع ایک صاع واجب ہے اور اگر گیہوں اور انگور ہو تو مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہور کے نزدیک جب بھی صاع ہی واجب ہے اور ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک نصف صاع واجب ہے۔ اور جمہور کی حجت ابو سعیدؓ کی روایت ہے جو آگے آتی ہے کہ اس میں ایک صاع انگور کا مذکور ہے اور اسی طرح کی صاع طعام کا اور طعام اہل حجاز کی اصطلاح میں گیہوں کو کہتے ہیں اور صاع کا بیان اس سے اوپر کے باب میں ہو چکا ہے۔

زَكَاةَ الْفِطْرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِينَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ مُعَاوِيَةُ فَرَأَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ بُرٍّ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذَلِكَ.

حدیث کا ہے۔

۲۲۸۶– عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ الْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالشَّعِيرِ.

۲۲۸۶– ابو سعید نے کہا صدقہ فطر ہم دیتے ہیں پنیر اور کھجور اور جو سے۔

۲۲۸۷–عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا جَعَلَ نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ عَدْلَ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَنْكَرَ ذَلِكَ أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ لَا أُخْرِجُ فِيهَا إِلَّا الَّذِي كُنْتُ أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ

۲۲۸۷–ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جب حضرت معاویہؓ نے نصف صاع گیہوں کا مقرر کیا ایک صاع کھجور کے برابر تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو وہی دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیتا تھا ایک صاع کھجور یا انگور یا جو یا پنیر۔

بَابُ الْأَمْرِ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ

باب: عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جائے

۲۲۸۸–عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

۲۲۸۸– عبداللہ بن عمرؓ نے کہا رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ صدقہ فطر ادا کیا جاوے نماز کو نکلنے سے پہلے۔

۲۲۸۹–عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ

۲۲۸۹– عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ فطر ادا کر دیا جاوے

(۲۲۸۸) ☆ اوپر کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے حنفیہ نے کہ نصف صاع خط صدقہ فطر میں دینا ان کے آگے کافی ہے حسب تجویز حضرت معاویہؓ۔ اور جمہور اس کے خلاف ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ قول صحابیؓ ہے اور ابو سعیدؓ وغیرہ جو مدت تک آنحضرتؐ کی خدمت میں رہے حضرت معاویہؓ کا خلاف کیا اور حضرتؐ کے زمانہ کا جو معمول تھا اس کو سند لائے۔ پھر حضرت معاویہؓ کے قول کو کیوں کر ترجیح ہو سکتی ہے آپ کے زمان مبارک کے معمول پر۔ دوسرے یہ کہ حضرت معاویہؓ نے تصریح کر دی کہ یہ میری رائے ہے اور یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ جب صحابہؓ کا اختلاف ہو تو کسی کا قول اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اب حدیث اور قیاس دونوں کو دیکھنا چاہیے تو دونوں سے ثابت ہوا ایک صاع کا مشروط ہونا حدیث میں تو آہی چکا ہے اور قیاس بھی چاہتا ہے کہ انگور، کھجور کے برابر گیہوں بھی ہے۔ اور مستحب وقت یہی ہے کہ عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے جیسا حدیث میں آچکا ہے۔

إِلَى الصَّلَاةِ.

لوگوں کے جانے سے پہلے نماز کو۔

بَاب إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ

باب: زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب

۲۲۹۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ

۲۲۹۰- ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی چاندی سونے کا مالک ایسا نہیں کہ زکوٰۃ اس کی نہ دیتا ہو مگر وہ قیامت کے دن ایسا ہوگا کہ اس کی چاندی سونے کے تختے بنائے جاویں گے اور وہ جہنم کی آگ میں گرم کیے جاویں گے، پھر اس کا ماتھا اور کروٹیں اس سے داغی جاویں گی اور اس کی پیٹھ۔ اور جب وہ ٹھنڈے ہو جاویں گے پھر گرم کیے جاویں گے پچاس ہزار برس کے دن پھر اس کو یہی عذاب ہوگا یہاں تک کہ فیصلہ ہو اور بندوں کا اور اس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف۔ ان سے عرض کیا کہ اے رسول اللہؐ! پھر اونٹوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کا حق نہیں دیتا اور اس کے حق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دودھ دوہے جس دن ان کو پانی پلاوے (عرب کا معمول تھا کہ تیسرے یا چوتھے دن اونٹوں کو پانی پلانے لے جاتے وہاں مسکین جمع رہتے۔ مالک اونٹوں کے ان کو دودھ دوہ کر پلاتے حالانکہ یہ واجب نہیں ہے مگر آپ نے اونٹوں

(۲۲۹۰) ☆ اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے اول یہ کہ سزا جنس گناہ سے ہے۔ دوسرے یہ کہ جو نسی نعمت خدا کا حق نہ ادا کیا جائے وہ باعث وبال ہے۔ تیسرے واجب ہونا زکوٰۃ کا گائے بیل میں اور یہ روایت اس کے وجوب کی سب روایتوں سے زیادہ صحیح ہے۔ چوتھے استدلال کیا ہے اسی حدیث سے حنفیہ نے کہ گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور مذہب ان کا یہ ہے کہ اگر سب گھوڑے نر ہوں تو زکوٰۃ نہیں اور اگر نر و مادہ دونوں ملے ہوں یا صرف مادہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے اور مالکؒ کو اختیار ہے چاہے ہر گھوڑے بدلے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت جوڑ کر چالیسواں حصہ قیمت کا ادا کرے۔ اور امام مالکؒ اور شافعیؒ اور جماہیر علماء کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں اگلی حدیث کے موافق کہ آپ نے فرمایا مسلمان پر اس کے گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں۔ اور جو حق اس حدیث میں مذکور ہے اس سے اس کی خبر گیری مراد ہے اور کسی دوست کو مانگے دینا۔ پانچویں فضیلت مجاہد کے گھوڑے کی کہ مرد عابد، زاہد گوشہ نشین، چلہ کش سے ہزار درجہ اس کا گھوڑا افضل ہے۔ چھٹے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ رسول اللہ ﷺ کو اجتہاد روا نہیں آپ جو حکم فرماتے تھے وحی سے فرماتے تھے۔ اسی لیے گدھوں کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ مجھ پر کچھ وحی نہیں ہوئی۔ مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ آپ کو اجتہاد جائز تھا مگر گدھوں کے بارے میں آپ کا اجتہاد یہی ٹھہرا کہ ان میں زکوٰۃ فرض نہ کی جائے۔

اللهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْخَيْلُ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَرَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)).

کا ایک حق اس کو بھی قرار دیا ہے)۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ اوندھا لٹایا جاوے گا ایک برابر زمین پر اور وہ اونٹ نہایت فربہ ہو کر آویں گے کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا اور اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ پھر جب ان میں کا پہلا جانور روندتا چلا جاوے گا پچھلا آ جاوے گا۔ یوں ہی عذاب ہوتا رہے گا سارا دن کہ پچاس ہزار برس کا ہو گا یہاں تک کہ فیصلہ ہو جائے بندوں کا پھر اس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف۔ پھر عرض کیا اے رسول اللہ کے! اور گائے بکری کا کیا حال ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی گائے بکری والا ایسا نہیں جو اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ اوندھا لٹایا جاوے گا ایک چٹ پر صاف زمین پر اور ان گائے بکریوں میں سب آویں گی کوئی باقی نہ رہے گی اور ایسی ہوں گی کہ ان میں سینگ مڑی ہوئی نہ ہوں گی نہ بے سینگ کی نہ سینگ ٹوٹی اور آ کر اس کو ماریں گی اپنے سینگوں سے اور روندیں گی اپنے کھروں سے۔ جب اگلی اس پر سے گزر جاوے گی پچھلی پھر آوے گی۔ یہی عذاب ہو گا اس پر پچاس ہزار برس کے دن پھر یہاں تک کہ فیصلہ ہو جاوے بندوں کا پھر اس کی راہ کی جاوے جنت یا دوزخ کی طرف۔ پھر عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے! اور گھوڑے؟ آپ نے فرمایا گھوڑے تین طرح پر ہیں ایک اپنے مالک پر بار ہے یعنی وبال ہے۔ دوسرا اپنے مالک کا عیب چھپانے والا ہے۔ تیسرا اپنے مالک کے ثواب کا سامان ہے۔ اب اس وبال والے گھوڑے کا حال سنو جو باندھا ہے اس لیے کہ لوگوں کو دکھلاوے اور لوگوں میں بڑ مارے اور مسلمانوں سے عداوت کرے، سو یہ اپنے مالک کے حق میں وبال ہے اور وہ جو عیب چھپانے والا ہے وہ گھوڑا ہے کہ اس کو اللہ کی راہ میں باندھا

ہے (یعنی جہاد کے لیے) اور اس کی سواری میں اللہ کا حق نہیں بھولتا اور نہ اس کے گھاس چارہ میں کمی کرتا ہے تو وہ اس کا عیب چھپانے والا ہے اور جو ثواب کا سامان ہے اس کا کیا کہنا وہ گھوڑا ہے کہ باندھا اللہ کی راہ میں اہل اسلام کی مدد او رحمایت کے لیے کسی چراگاہ یا باغ میں پھر اس نے جو کھایا اس چراگاہ یا باغ سے اس کی گنتی کے موافق نیکیاں اس کے مالک کے لیے لکھی گئیں اور اس کی لید اور پیشاب تک نیکیوں میں لکھا گیا اور جب وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک دو ٹیلے پر چڑھ جاتا ہے تو اس کے قدموں اور اس کی لید کی گنتی کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب اس کا مالک کسی ندی پر لے جاتا ہے اور وہ گھوڑا اس میں سے پانی پی لیتا ہے اگرچہ مالک کا پلانے کا ارادہ بھی نہ تھا تب بھی اس کے لیے ان قطروں کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں جو اس نے پیے۔ (یہ ثواب تو بے ارادہ پانی پی لینے میں ہے پھر جب پانی پلانے کے ارادہ سے لے جائے تو کیا کچھ ثواب نہ پائے گا۔) پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اور گدھے کا حال فرمایئے؟ آپ نے فرمایا گدھوں کے بارے میں میرے اوپر کوئی حکم نہیں اترا بجز اس آیت کے جو بے مثل اور جمع کرنے والی ہے **فمن یعمل** آخر تک یعنی جس نے ذرہ کے برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا یعنی قیامت کے دن اور جس نے ذرہ برابر بدی کی وہ بھی اسے دیکھے گا۔

۲۲۹۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا حَقَّهَا وَذَكَرَ فِيهِ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا وَقَالَ يُكْوَى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ وَظَهْرُهُ)).

۲۲۹۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی اونٹوں والا نہیں ہے جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو اور نہیں کہا کہ اس کا حق اس سے۔ اور اس میں ذکر کیا کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا اور کہا کہ داغی جائیں گی اس کے ساتھ اس کی دونوں کروٹیں اور ماتھا اور پیٹھ۔

۲۲۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ

۲۲۹۲- ابوہریرہؓ نے فرمایا کہا رسول اللہؐ نے کوئی صاحب کنز

ﷺ ((مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُ إِلَّا أُحْمِيَ عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُجْعَلُ صَفَائِحَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبِينُهُ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَضَى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ كُلَّمَا مَضَى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قَالَ سُهَيْلٌ فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ الْبَقَرَ أَمْ لَا قَالُوا فَالْخَيْلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا أَوْ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا قَالَ سُهَيْلٌ أَنَا أَشُكُّ الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَلِرَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَيُعِدُّهَا لَهُ فَلَا تُغَيِّبُ شَيْئًا فِي بُطُونِهَا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرًا وَلَوْ رَعَاهَا فِي مَرْجٍ مَا

(یعنی خزانہ والا) ایسا نہیں ہے جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر گرم کیا جاوے گا وہ خزانہ اس کا جہنم کی آگ میں اور اس کے تختے بنائے جائیں گے پھر داغی جائیں گی اس سے ان کی دونوں کروٹیں اور ماتھا جب تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اتنے بڑے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے پھر اس کی راہ نکلے جنت کو جانے کی یا دوزخ کو۔ اور جو اونٹ والا ایسا ہو کہ ان کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ لٹایا جاوے گا ایک پٹ پر زمین برابر میں اور وہ اونٹ آویں گے فربہ ہو کر جیسے دنیا میں بہت فربہی کے وقت تھے اور وہ اس کو روندیں گے۔ اور جب ان میں کا پچھلا اس پر سے نکل جاوے گا اگلا پھر لوٹ آوے گا (یہی صحیح ہے اور اوپر کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ان میں کا پہلا روندتا چلا جاوے گا پچھلا آوے گا یہ راوی کی غلطی ہے اس لئے کہ اس میں معنی صحیح نہیں ہوتے۔ نووی) یہاں تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اتنے بڑے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے پھر اس کی راہ نکلے جنت میں جانے کی یا دوزخ میں۔ اور جو بکری والا ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ لٹایا جاوے گا ایک پٹ پر برابر زمین میں اور وہ آویں گی بہت موٹی ہو کر جیسی دنیا میں تھیں اور اس کو روندیں گی اپنے کھروں سے اور کونچیں گی اپنے سینگوں سے کہ ان میں کوئی سینگ مڑی ہوئی اور بے سینگ والی نہ ہوگی۔ جب اس پر سے پچھلی گزر جائے گی اگلی پھر آجائے گی یہی عذاب ہوتا رہے گا جب تک اللہ فیصلہ کرے اپنے بندوں کا ایسے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے تمہاری زندگی کے حساب سے پھر اس کی راہ نکالی جاوے گی جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ سہیل نے کہا اور میں نہیں جانتا کہ گائے کا ذکر بھی آپ نے کیا یا نہیں؟ پھر عرض

أَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَهْرٍ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَبْوَالِهَا وَأَرْوَاثِهَا وَلَوْ اسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلًا وَلَا يَنْسَى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا وَأَمَّا الَّذِي عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخًا وَرِيَاءَ النَّاسِ فَذَاكَ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ قَالُوا فَالْحُمُرُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْجَامِعَةَ الْفَاذَّةَ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ))۔

کی اور گھوڑے اے رسول اللہ کے؟ آپ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی میں بہتری یا فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں بہتری بندھی ہے۔ سہیل نے کہا مجھے اس میں شک ہے کہ آپ نے فرمایا ان میں بہتری ہے قیامت کے دن تک (یعنی جہاد کا بڑا سامان گھوڑا ہے اور بہتری دین و دنیا کی جہاد میں ہے)۔ پھر فرمایا گھوڑے تین قسم میں ہیں ایک تو آدمی کے لیے ثواب ہے دوسرا پردہ ہے (اس کے عیبوں کا) تیسرا وبال و عذاب ہے سو جو ثواب ہے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جس نے گھوڑا باندھا اللہ کی راہ میں اور تیار رکھا اسی کے واسطے (یعنی جہاد کو) سو وہ تو جو غائب کرتا ہے اپنے پیٹ میں اللہ اس کے مالک کے لیے ثواب لکھتا ہے (یعنی اس کا دانہ چارہ سب موجب ثواب ہے) اور اگر اس کو کسی چراگاہ میں چرایا تو جو کچھ اس نے کھایا اللہ نے اسے ثواب میں لکھایا جس نہر سے اس نے پانی پلایا اس کے ہر قطرہ پر جو اس نے پیٹ میں اٹھایا ایک ثواب ہے یہاں تک کہ اس کے پیشاب اور لید میں ثواب کا ذکر فرمایا اور اگر ایک دو ٹیلے پر کود گیا تو ہر قدم پر جو اس نے دھرا ایک ثواب لکھا گیا۔ اور جو مالک کا پردہ ہے وہ اس کا گھوڑا ہے جس نے احسان کرنے کو اور اپنی خوبی کے لیے باندھا اور اس کی سواری کا حق نہ بھولا (یعنی دوستوں کو مانگے دیا کبھی کبھی غرباء کو چڑھالیا) اور نہ اس کے پیٹ کا (یعنی دانے چارے پانی مسالے کی خبر رکھے) اس کی تکلیف اور آرام میں۔ اور جو وبال وعذاب ہے وہ اس کا گھوڑا ہے جس نے اترانے اور سرکشی اور شرارت کے لیے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے باندھا سو وہ اس پر وبال ہے۔ پھر عرض کی کہ گدھے کا حال فرمایئے اے رسول اللہ! فرمایا اللہ نے مجھ پر اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں اتارا مگر یہ آیت جامع بے مثل فمن یعمل الایۃ۔

۲۲۹۳- و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۲۲۹۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۹۴- سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَدَلَ عَقْصَاءُ ((عَضْبَاءُ)) وَقَالَ ((فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَظَهْرُهُ وَلَمْ يَذْكُرْ جَبِينَهُ)).

۲۲۹۴- سہیل سے تیسری سند سے یہی روایت آئی ہے اور اس میں عضباء کا لفظ ہے اور پیشانی کے داغ کا ذکر نہیں۔

۲۲۹۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْمَرْءُ حَقَّ اللَّهِ أَوْ الصَّدَقَةَ فِي إِبِلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ.

۲۲۹۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی روایت مروی ہے جو سہیل نے اپنے باپ سے اوپر روایت کی۔

۲۲۹۶- عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((يَقُولُ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَأَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِقَوَائِمِهَا وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيهَا جَمَّاءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ)) قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُا هَذَا الْقَوْلَ

۲۲۹۶- جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ جو اونٹ والا حق نہ ادا کرے وہ قیامت کے دن آئے گا اور وہ اونٹ بھی بہت سے بہت ہو کر آئیں گے اور مالک ان کا ایک پٹ پر زمین پر بٹھایا جائے گا اور وہ اس پر اپنے پیروں اور کھروں سے کودیں گے۔ اور جو گائے والا اس کا حق نہ ادا کرے گا وہ قیامت کے دن آویں گی بہت سے بہت اور اس کو بٹھا کر ایک پٹ پر زمین میں اپنے سینگوں سے کوچیں گی اور پیروں سے روندیں گی۔ اور جو بکری والا اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ بھی قیامت کے دن بہت سے بہت ہو کر آویں گی اور اس کو ایک پٹ پر زمین میں بٹھا کر اپنے سینگوں سے کوچیں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی اور ان میں بے سینگ کی کوئی نہ ہو گی اور نہ کوئی سینگ ٹوٹی۔ اور جو خزانے والا ایسا ہے کہ اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ قیامت کے دن آئے گا ایک گنجا اژدہا بن کر (یعنی جس کے زہر کی تیزی سے اس کے خود بال جھڑ جاتے ہیں اور اپنی دم پر اتنا کھڑا ہو جاتا ہے کہ سوار کے سر تک اس کا منہ پہنچ جاتا ہے) اور اس کے پیچھے لگے گا منہ کھول کر جب اس کے پاس آئے گا تو مالک اس سے بھاگے گا اور وہ پکارے گا کہ لے اپنا

ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُا قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْإِبِلِ قَالَ ((حَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

خزانہ جو تو نے چھپا رکھا تھا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے (شاید یہ ندا اللہ کی طرف سے ہو گی)۔ پھر جب وہ دیکھے گا کہ یہ مجھے نہیں چھوڑتا تو اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور وہ اسے ایسا چبائے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔ ابوالزبیر نے کہا ہم نے سنا عبید بن عمیر سے وہ یہی بات کہتے تھے پھر ہم نے جابرؓ سے پوچھا تو وہ بھی بولے مثل عبید بن عمیر کے اور ابوالزبیر نے کہا سنا میں نے عبید بن عمیر سے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ اے رسول اللہ! اونٹ کا کیا حق ہے؟ فرمایا اس کو پانی پر دوہ لینا (کہ اس میں جانوروں کو آرام ہوتا ہے اور فقیروں کو کچھ دودھ مل جاتا ہے) اور اس کا ڈول مانگے کو دینا (یعنی پانی پلانے کا) اور اس کے نر کو نطفہ لینے کے لیے مانگے دینا اور اس کو اللہ کی راہ میں سواری میں دینا (یعنی جہاد میں)۔

۲۲۹۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ إِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُ إِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ حَيْثُمَا ذَهَبَ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَيُقَالُ هٰذَا مَالُكَ الَّذِي كُنْتَ تَبْخَلُ بِهِ فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا

۲۲۹۷- جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو اونٹ والا اور گائے والا اور بکری والا اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ قیامت کے دن بٹھایا جائے گا ایک پٹ پر زمین پر اور کھروں والا جانور اس کو اپنے کھروں سے روندے گا اور سینگوں والا اپنے سینگوں سے کونچے گا اس دن کوئی جانور بے سینگ کا نہ ہو گا نہ کوئی سینگ ٹوٹا۔ ہم نے عرض کی اے رسول اللہ! کیا ہے حق ان کا؟ فرمایا اس کے نر کو نطفہ کے لیے دینا اور اس کے ڈول کو مانگے دینا اور اس کا دودھ پینے کے لیے مانگے دینا اور جب پانی پلا دیں اس کو دوہ لینا (اونٹوں کو چوتھے پانچویں دن پانی پلانے کو لاتے ہیں اور وہاں فقراء جمع ہوتے ہیں پھر وہاں دوہنے میں بھی جانوروں کو آرام ہوتا ہے اور فقراء کو بھی دودھ مل جاتا ہے) اور اللہ کی راہ میں سواری اور بوجھ لادنے والے کو دینا اور جو صاحب مال اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں

كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ)).

دیتا وہ مال اس کا قیامت کے دن ایک اژدھا گنجا بن جائے گا اور اپنے مالک کے پیچھے دوڑے گا جدھر وہ بھاگے گا اور وہ اس سے بھاگے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ یہ وہی مال ہے جس میں تو بخیلی کرتا تھا (یعنی زکوٰۃ نہ دیتا تھا' صدقہ فطرنہ ادا کرتا تھا)۔ پھر جب وہ دیکھے گا کہ یہ میرا پیچھا نہ چھوڑے گا تو اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور وہ اژدہا اس کا ہاتھ ایسے چبا ڈالے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔

بَاب إِرْضَاءِ السُّعَاةِ

٢٢٩٨– عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ نَاسًا مِنْ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَنَا فَيَظْلِمُونَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: ((**أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ**)) قَالَ جَرِيرٌ مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ.

باب :زکوٰۃ کے تحصیلداروں کے راضی کرنے کا بیان

٢٢٩٨- جریرؓ نے کہا چند لوگ گاؤں کے آئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور عرض کی بعضے تحصیلدار ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں (یعنی جانور اچھے سے اچھا لیتا ہے حالانکہ متوسط لینا چاہیے)۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم راضی کر دیا کرو اپنے تحصیلداروں کو (یعنی اگرچہ وہ تم پر زیادتی بھی کریں)۔ جریرؓ نے کہا جب سے میں نے یہ سنا رسول اللہ ﷺ سے تب سے کوئی تحصیل دار میرے پاس سے نہیں گیا مگر خوش ہو کر۔

٢٢٩٩– حَدَّثَنَا إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

٢٢٩٩۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ لَا يُؤَدِّي الزَّكَاةَ

٢٣٠٠– عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ ((**هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ**)) قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى

باب: زکوٰۃ نہ دینے والوں کو سخت سزا دیئے جانے کا بیان

٢٣٠٠- ابوذرؓ نے کہا کہ میں نبیؐ کے پاس پہنچا اور آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہی نقصان والے ہیں۔ تب میں آپ کے پاس آیا

(٢٢٩٨) ☆ یعنی ان سے نرمی سے بات کرو تکرار نہ کرو جو حق زکوٰۃ ہے اس کو بخوشی ادا کرو اور اس زیادتی سے تحصیلدروں کی وہ زیادتی مراد ہے جس سے فاسق نہ ہو ورنہ در صورت فسق کے وہ قابل عزل ہے اور اس صورت میں حد شرعی سے زیادہ اس کو دینا روا نہیں۔

جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ قَالَ ((هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ)).

اور بیٹھ گیا اور نہ ٹھہر سکا کہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی اے رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ بہت مال والے ہیں مگر جس نے خرچ کیا ادھر اور ادھر اور جدھر مناسب ہوا اور دیا آگے سے اور پیچھے اور داہنے سے اور بائیں سے اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ (یعنی جہاں دین کی تائید اور خدا رسولؐ کی مرضی دیکھے وہاں بے تکلف خرچ کیا) اور جو اونٹ والا' گائے والا' بکری والا کہ ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت کے دن آویں گے وہ جانور ان سب دنوں سے موٹے ہو کر اور چربیلے جیسے دنیا میں تھے اور اپنے سینگ سے اس کو کوچیں گے اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گے جب پچھلا انکا گذر جائے گا اگلا پھر اس پر آ جائے گا۔ یہی عذاب ہوتا رہے گا جب تک کہ فیصلہ ہو بندوں کا۔

٢٣٠١- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَمُوتُ فَيَدَعُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا أَوْ غَنَمًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا)).

٢٣٠١- ابوذرؓ سے دوسری سند سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ جو زمین پر مر جائے اور اونٹ اور گائے اور بکری چھوڑ دے اور اس کی زکوٰۃ نہ دیوے آگے وہی حدیث بیان کی۔

٢٣٠٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارٌ أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ عَلَيَّ)).

٢٣٠٢- ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبیؐ نے فرمایا مجھے یہ آرزو نہیں کہ یہ احد کا پہاڑ میرے لیے سونا ہو جائے اور تین دن سے زیادہ میرے پاس ایک دینار بھی باقی رہے مگر وہ دینار کہ وہ اپنے کسی قرض خواہ کو دینے کے لیے اٹھا رکھوں۔

٢٣٠٣- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

٢٣٠٣- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ

باب: صدقہ کی ترغیب دینا

٢٣٠٤- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ

٢٣٠٤- ابوذرؓ نے کہا کہ میں نبیؐ کے ساتھ تھا مدینہ کی

(٢٣٠٤) ☆ اس حدیث میں ترغیب ہے صدقہ پر تمام امور خیر میں اور اشارہ ہے اس طرف کہ کسی امر خیر میں مال کو نہ روکے بلکہ ☜

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً وَنَحْنُ نَنْظُرُ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا ذَاكَ عِنْدِي ذَهَبٌ أَمْسَى ثَالِثَةً عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللهِ هَكَذَا حَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَهَكَذَا عَنْ شِمَالِهِ)) قَالَ ثُمَّ مَشَيْنَا فَقَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ)) قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى قَالَ ثُمَّ مَشَيْنَا قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ كَمَا أَنْتَ حَتَّى آتِيَكَ)) قَالَ فَانْطَلَقَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عُرِضَ لَهُ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَتْبَعَهُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ ((لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ)) قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ فَلَمَّا جَاءَ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي سَمِعْتُ قَالَ فَقَالَ : ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ

کنکریلی زمین میں بعد دوپہر کے اور ہم احد کو دیکھ رہے تھے تب مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی حاضر ہوں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ یہ احد میرے پاس سونا ہو کر تین دن بھی اس میں سے ایک دینار میرے پاس بچے مگر وہ دینار کہ میں کسی قرض کے سبب سے اٹھا رکھوں اور اگر یہ سونا ہو جائے تو میں اللہ کے بندوں میں یوں بانٹوں اور آپ نے اپنے آگے ایک لپ بھر کر اشارہ کیا اور اسی طرح داہنے اور بائیں اشارہ کیا۔ ابوذرؓ نے کہا پھر ہم چلے اور آپ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا بہت مال والے وہی ثواب کم پانے والے ہیں قیامت کے دن (یعنی زھد کے درجات عالیہ سے محروم رہنے والے) مگر جس نے خرچ کیا ادھر ادھر اور جدھر مناسب ہوا۔ آپ نے پھر ایسا ہی اشارہ کیا جیسے پہلے کیا تھا۔ پھر ہم چلے اور آپ نے فرمایا اے ابوذر! تم یونہی رہنا جیسے اب ہو (یعنی یہاں سے کہیں نہ جانا) جب تک کہ میں نہ آؤں۔ پھر آپ چلے گئے یہاں تک کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے پھر میں نے کچھ گنگناہٹ اور آواز سنی اور دل میں کہا کہ شاید رسول اللہؐ کو کوئی دشمن ملا ہو اور میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے پیچھے جاؤں اتنے میں یاد آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہیں رہنا جب تک میں نہ آؤ تمہارے

ؒ جو باتیں ترقی ایمان و اسلام اور رفاہ عامہ کی ہو سب میں یہ دل خوشی مال کو خرچ کرے یہی شکر یہ ہے بہت مال ہونے کا نہ یہ کہ اپنی ہوائے نفسانی اور تقاضائے شیطانی میں اسراف بے جا کرے۔ اور اس روایت سے اوپر جو روایتیں گزریں ان سے معلوم ہوا کہ قسم بغیر ضرورت کے تاکید کلام کے لیے بھی کھانا درست ہے اور احادیث صحیحہ میں ایسی قسمیں بہت آئی ہیں اور اہل سنت کا ایک بہت بڑا مسئلہ اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا معتزلہ نے انکار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اصحاب کبائر یعنی جو لوگ کبیرہ گناہوں میں آلودہ ہوئے ہیں اور توحید پر مرے ہیں وہ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں جائیں گے اگرچہ ایک مدت اپنے گناہوں کی سزا پانے کے لیے دوزخ میں مقیم و معذب رہیں اور خوارج نے بھی اس کا انکار کیا ہے اور معلوم ہوا کہ زنا اور چوری تمام کبائر میں زیادہ بے حیائی کی بات ہے۔

لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)).

پاس۔ غرض میں آپ کا منتظر رہا پھر آپ جب تشریف لائے تو میں نے اس آواز کا جو سنی تھی آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ وہ جبرائیلؑ تھے (ان کے اوپر سلامتی ہو) اور وہ میرے پاس آئے اور انھوں نے فرمایا کہ جو مرے آپ کی امت میں سے اور شریک نہ کیا ہو اس نے اللہ کا کسی چیز کو (یعنی پنجہ، شدہ، جھنڈے، نیزے، گرو، چیلے، نبی وولی، بھوت وپری کو) وہ جنت میں جائے گا (یعنی اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد یا انبیاء و اولیاء کی شفاعت یا ارحم الراحمین کی رحمت کاملہ کے سبب سے بخشے جانے کے بعد)۔ میں نے کہا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ جبرائیل نے کہا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو۔

۲۳۰۵- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنْ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ اجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَا هُنَا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى لَا أَرَاهُ

۲۳۰۵- ابوذرؓ نے کہا کہ میں نکلا ایک رات اور دیکھا کہ رسول اللہؐ اکیلے چلے جا رہے تھے کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہے تو میں سمجھا کہ آپ کو منظور ہے کہ کوئی ساتھ نہ آئے (ورنہ صحابہ کب آپ کو اکیلا چھوڑتے) تو میں یہ سمجھ کر چاندنی کے سایہ میں چلنے لگا (تاکہ حضرت ان کو نہ دیکھیں) تو آپ نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی ابوذرؓ اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے۔ آپ نے فرمایا ابوذرؓ آؤ پھر آپ کے ساتھ میں چلا تھوڑی دیر اور آپ نے فرمایا جو لوگ دنیا میں بہت مال والے ہیں وہ کم درجہ والے ہیں قیامت کے دن مگر جسے اللہ تعالیٰ مال دیوے اور وہ پھونک پر اڑادے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے اور کرے اس مال سے بہت خوبیاں۔ پھر انھوں نے کہا میں آپ کے ساتھ تھوڑی دیر ٹہلتا رہا پھر آپ نے فرمایا یہاں بیٹھو

(۲۳۰۵) ☆ نوویؒ نے کہا کہ اس سے شراب کی سخت مذمت معلوم ہوئی کہ گویا ذہن میں جبریل اور نبیؐ کے یہ بہت بڑا گناہ تھا اور چوری اور زنا سے بڑھ کر تھا جب اس کا ذکر کیا آنحضرتؐ کے تعجب دور کرنے کو۔

فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ : ((ذَاكَ جِبْرِيلُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ)).

اور مجھے ایک صاف زمین پر بٹھادیا کہ اس کے گرد کالے پتھر تھے اور مجھ سے فرمایا کہ تم یہیں بیٹھے رہو جب تک میں لوٹ کر آؤ اور آپ چلے گئے ان پتھروں میں یہاں تک کہ میں آپ کو نہ دیکھتا تھا اور وہاں بہت دیر تک ٹھہرے رہے۔ پھر میں نے سنا کہ آپ کہتے چلے آرہے تھے کہ اگرچوری کرلے اور زنا کرلے؟ پھر آئے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے کہا اے نبی اللہ کے اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے (سبحان اللہ یہ کمال عشق اور محبت کا فقرہ ہے صحابہؓ کے زباں زد رہتا تھا) کون تھا ان کالے پتھروں میں؟ میں نے تو کسی کو نہ دیکھا جو آپ کو جواب دیتا؟ آپ نے فرمایا جبرائیلؑ تھے کہ وہ میرے آگے آئے ان پتھروں میں اور فرمایا کہ بشارت دو اپنی امت کو کہ جو مرا اور اس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اے جبرائیل! اگرچہ وہ چوری کرے اور زنا کرے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ میں نے دوبارہ پھر کہا اگرچہ وہ چوری کرے یا زنا کرے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ میں نے تیسری بار پھر کہا اگرچہ وہ چوری اور زنا کرے؟ انھوں نے کہا ہاں اگرچہ وہ شراب پئے۔

بَاب فِي الْكَنَّازِينَ لِلْأَمْوَالِ وَالتَّغْلِيظِ عَلَيْهِمْ

باب: مال کو خزانہ بنانے والوں کے بارے میں اور ان کو ڈانٹ

۲۳۰۶ - عَنْ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ رضي الله عنه قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَبَيْنَا أَنَا فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مَلَأٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ أَخْشَنُ الثِّيَابِ أَخْشَنُ

۲۳۰۶- احنفؒ نے کہا میں مدینہ میں آیا اور ایک حلقہ میں بیٹھا تھا کہ اس میں قریش کے سردار تھے کہ ایک شخص آیا موٹے کپڑے پہنے ہوئے سخت جسم والا اور سخت چہرہ والا اور ان کے

(۲۳۰۶) ☆ اس حدیث میں تعلیم ہے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کی اور تہدید اور تنبیہ ہے مانعان زکوٰۃ کو اور جمہور کے نزدیک کنز جس کی برائی قرآن میں اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ آئی ہے اور اسی طرح سے حدیث میں وہ ہے جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور جب زکوٰۃ دے دے پھر وہ کنز نہ رہا خواہ وہ زیادہ ہو یا کم اور حضرت ابوذرؓ امیر الزاہدین کا مذہب یہ تھا کہ جو اپنی حاجت ضروری سے زیادہ آدمی رکھ چھوڑے وہ سب کنز ہے۔ غرض ان کا مذہب مشہور وہی ہے جو جمہور کا مذہب مذکور ہوا۔

الْجَسَدِ أَخْشَنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَشِّرْ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفَيْهِ وَيُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيَيْهِ يَتَزَلْزَلُ قَالَ فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُءُوسَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ رَجَعَ إِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَدْبَرَ وَاتَّبَعْتُهُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ هَؤُلَاءِ إِلَّا كَرِهُوا مَا قُلْتَ لَهُمْ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا إِنَّ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانِي فَأَجَبْتُهُ ((**فَقَالَ أَتَرَى أُحُدًا**)) فَنَظَرْتُ مَا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَبْعَثُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَقُلْتُ أَرَاهُ فَقَالَ ((**مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ**)) ثُمَّ هَؤُلَاءِ يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَلِإِخْوَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَعْتَرِيهِمْ وَتُصِيبُ مِنْهُمْ قَالَ لَا وَرَبِّكَ لَا أَسْأَلُهُمْ عَنْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينٍ حَتَّى أَلْحَقَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ.

پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ خوشخبری دے مال جمع کرنے والوں کو گرم پتھر کی جو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس کی چھاتی کی نوک پر رکھا جائے گا یہاں تک کہ شانے کی ہڈی سے پھوٹ نکلے گا اور شانے کی ہڈی پر رکھا جاوے گا تو چھاتیوں کی نوک سے پھوٹ نکلے گا-وہ پتھر ایسا ہی ہلتا ہوا آرپار ہوتا رہے گا۔ کہا راوی نے پھر جھکا لیے لوگوں نے سر اور میں نے ان میں سے کسی کو نہ دیکھا کہ ان کو کچھ جواب دیتا اور پھر وہ پھرے اور میں ان کے پیچھے ہوا (کیوں نہ ہوں یہ طالب حدیث ہیں) یہاں تک کہ ایک کھمبے کے پاس پہنچ گئے اور میں نے کہا کہ میں تو یہی خیال کرتا ہوں۔۔۔۔ کہ آپ نے جو کچھ کہا ان کو بہت برا لگا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ یہ کچھ عقل نہیں رکھتے (یعنی دین کی) اور میرے دوست ابوالقاسمؐ نے مجھ کو بلایا اور میں گیا اور فرمایا کہ تم احد کو دیکھتے ہو؟ میں نے اپنے اوپر کی دھوپ کو دیکھا اور یہ سمجھا کہ شاید آپ مجھے اپنے کسی کام کے لیے وہاں بھیجنا چاہتے ہیں اور میں نے عرض کی کہ ہاں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اگر ہو بھی تو میں خرچ کر دوں مگر تین دینار (یعنی تین جن کا اوپر ذکر ہوا کہ قرض کیلئے رکھوں) پر یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے- پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا اپنے بھائیوں قریش کے ساتھ کیا حال ہے کہ تم ان کے پاس کسی ضرورت کیلئے نہیں جاتے اور نہ ان سے کچھ لیتے ہو؟ انھوں نے کہا مجھے قسم ہے تمہارے رب کی کہ نہ میں ان سے دنیا مانگوں گا نہ دین میں کچھ پوچھوں گا (اس لیے کہ میں ان سے زیادہ جانتا ہوں)۔ یہاں تک کہ ملوں گا میں اللہ سے اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ سے۔

٢٣٠٧- عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَرَّ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ بَشِّرْ

۲۳۰۷- احنف بن قیس نے کہا میں چند لوگوں قریش کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ابوذر آئے اور فرمانے لگے بشارت دو کنز

الْكَانِزِينَ بِكَيٍّ فِي ظُهُورِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِنْ قِبَلِ أَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ قَالَ ثُمَّ تَنَحَّى فَقَعَدَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا أَبُو ذَرٍّ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تَقُولُ قُبَيْلُ قَالَ مَا قُلْتُ إِلَّا شَيْئًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي هَذَا الْعَطَاءِ قَالَ خُذْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْيَوْمَ مَعُونَةً فَإِذَا كَانَ ثَمَنًا لِدِينِكَ فَدَعْهُ.

جمع کرنے والوں کو ایسے داغ سے جو ان کے پیٹ پر لگائے جائیں گے اور ان کی گدیوں میں لگائے جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے نکل آئیں گے پھر وہ کنارے ہو گئے اور میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ ابوذرؓ ہیں اور میں ان کی طرف کھڑا ہوا اور میں نے کہا یہ کیا تھا جو میں نے ابھی سنا کہ آپ ابھی کہہ رہے تھے؟ انھوں نے کہا میں وہ ہی کہہ رہا تھا جو سنا میں نے ان کے نبیؐ سے۔ پھر میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں اس عطا میں (یعنی جو مال غنیمت سے امراء مسلمانوں کو دیا کرتے ہیں)؟ انھوں نے فرمایا تم اس کو لیتے رہو کہ اس میں مدد خرچ ہے پھر جب یہ تمہارے دین کی قیمت ہو جائے تب چھوڑ دینا (یعنی دینے والے تم سے مداہنت فی الدین چاہیں تو نہ لینا)۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ

باب: سخاوت کی فضیلت کا بیان

۲۳۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَمِينُ اللهِ مَلْأَى وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلْآنُ سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)).

۲۳۰۸-ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدمؑ کے! خرچ کر کہ میں بھی تیرے اوپر خرچ کروں۔ اور فرمایا حضرتؐ نے کہ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے رات دن کے خرچ کرنے سے کچھ کم نہیں ہوتا۔

۲۳۰۹- عَنْ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ

۲۳۰۹-ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تم لوگوں پر خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا

(۲۳۰۸) ☆ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہاتھ ایک چیز ہے بلا کیف کہ اللہ پاک کے لیے ثابت ہے اور اسی سے خرچ فرماتا ہے اور پکڑتا ہے اور تولتا ہے اور دونوں ہاتھ اس کے قرآن سے ثابت ہیں کہ فرماتا ہے لما خلقت بیدی اور فرماتا ہے بل یداہ مبسوطتان اور ان آیتوں سے اور بہت سی حدیثوں سے جن میں دونوں ہاتھوں کا ذکر ہے بخوبی ثابت ہوا کہ یہ صفت قدرت کی مغایر ہے ورنہ قدرت کا تثنیہ محال ہے۔ پس تاویل ان کی قدرت سے باطل ہے اور یہ قول ہے جہمیہ اور معتزلہ کا۔ چنانچہ تصریح کی اس کی امام اعظمؒ نے اپنے وصیت نامہ میں جو فقہ اکبر مشہور ہے۔

(۲۳۰۹) ☆ اس حدیث میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے دو ہاتھ ہیں اور تاویل ہاتھ کی قدرت سے باطل ہے اور صحابہؓ اور تابعین اور تمام اسلاف صالحین ان پر بغیر تاویل ایمان لاتے رہے اور محالات سے ہے یہ امر کہ تاویل ضرور ہوتی اور رسول اللہؐ ہم سے نہ بیان فرماتے یہاں تک کہ گلزار دنیا سے تشریف لے جاتے۔ اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ تاخیر بیان کی اس کے وقت سے جائز نہیں اور یہ بھی

اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنَّ اللهَ قَالَ لِي أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَمِينُ اللهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضَ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)).

اور فرمایا کہ اللہ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے کم نہیں ہوتا رات دن کے خرچ کرنے میں۔ بھلا غور تو کرو کہ کیا کچھ خرچ کیا ہوگا جب سے آسمان اور زمین کو بنایا تو اب تک ذرا بھی کم نہیں ہوا جو اس کے سیدھے ہاتھ میں ہے اور عرش اس کا پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں موت ہے اور جس کو چاہتا ہے بلند کرتا ہے جس کو چاہتا ہے پست کرتا ہے۔

بَاب فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ

باب: اہل و عیال پر خرچ کرنے کا بیان

۲۳۱۰- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: ((أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ)) قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ أَوْ يَنْفَعُهُمْ اللهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمْ.

۲۳۱۰- ثوبانؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا بہتر اشرفی جس کو آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہے جسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے (اس لیے کہ بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا نفقہ فرض ہے جیسے بیوی، صغیر اولاد) اور اسی طرح وہ اشرفی جس کو اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) اور وہ اشرفی جس کو خرچ کرتا ہے اپنے رفیقوں پر اللہ کی راہ میں۔ اور ابو قلابہ نے کہا شروع کیا عیال سے پھر کہا ابو قلابہ نے کہ اس سے بڑھ کر کس کا ثواب ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے یا نفع دے ان کو اللہ پاک اس کے سبب سے اور بے پروہ کر دے ان کو۔

ف محال ہے کہ صحابہؓ کے کان میں لفظ ید کا جس کی اردو ہاتھ ہے پڑتا اور ان کے عقیدوں کے خلاف ہوتا اور وہ آنحضرتؐ سے اس کی مراد کو جو حقیقت میں اس لفظ سے مباینت رکھتی ہوتی' دریافت نہ کرتے اور سلف صالحین صحابہؓ سے نہ پوچھتے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ تاویل باطل ہے اور یہ تقلید فلاسفہ مسلمانوں میں پھیلی ہے۔ پس مومن کامل کو ضروری ہے کہ ان سب صفات پر جیسے کتاب و سنت میں وارد ہوئی ہیں ایمان رکھے اور کیفیت اس کی خدا کے سپرد کرے۔ یہی طریقہ ہے اسلاف صالحین کا صحابہؓ و تابعین سے اور ائمہ مجتہدین سے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اس روایت میں جو لفظ قبض وارد ہوا ہے یہ دو طرح مروی ہوا ایک قاف اور بے کے ساتھ اور یہی مشہور روایت ہے اور معنی اس کے موت کے ہے جیسے ترجمہ میں مذکور ہوئے۔ دوسری فا اور یے کے ساتھ اس کے معنے احسان اور عطاء اور رزق واسع کے ہیں اور بلندی اور پستی سے مراد کشادگی اور تنگی رزق کی ہے۔

(۲۳۱۰) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے آدمی کو نفقات واجبہ میں خرچ کرنا ضروری ہے پھر نفقات مستحبہ میں جب واجبات سے فاضل ہو۔

۲۳۱۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ)).

۲۳۱۱- ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا ایک اشرفی تم نے اللہ کی راہ میں دی اور ایک اپنے غلام پر خرچ کی (یا کسی غلام کے آزاد ہونے میں دی) اور ایک مسکین کو دی اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچ کی تو ثواب کی رو سے بڑی وہی اشرفی ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچ کی۔

۲۳۱۲- عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو إِذْ جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوتَهُمْ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: ((كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ)).

۲۳۱۲- خیثمہؓ نے کہا ہم عبداللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا داروغہ آیا اور انھوں نے پوچھا کہ تم نے غلاموں کو خرچ دے دیا؟ اس نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا دے دو اس لیے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ جس کو خرچ دیتا ہے اس کا خرچ روک رکھے۔

بَاب الِابْتِدَاءِ فِي النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ

باب: پہلے اپنی ذات پر پھر اپنے گھر والوں پر پھر قرابت والوں پر خرچ کرنے کا بیان

۲۳۱۳- عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ فَقَالَ لَا فَقَالَ ((مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي)) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهَكَذَا وَهَكَذَا)) يَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ.

۲۳۱۳- جابرؓ نے کہا ایک شخص نے ایک غلام آزاد کیا اپنے مرنے کے بعد (یعنی کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے) اور اس کی خبر پہنچی رسول اللہ ﷺ کو تو آپ نے فرمایا تیرے پاس اور مال ہے اس کے سوا؟ اس نے کہا نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کون خریدتا ہے اس کو مجھ سے؟ تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم کو خرید لیا اور درہم حضرت کے پاس لے آئے۔ آپ نے مالک غلام کو دے دیئے اور فرمایا پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو پھر اگر بچے تو اپنے گھر والوں پر پھر بچے تو اپنے ناتے والوں پر پھر بچے تو ادھر ادھر اور اشارہ کرتے تھے آپ آگے اور داہنے اور بائیں۔

(۲۳۱۳) ☆ نوویؒ نے فرمایا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو مال خرچ کرنے کی ترتیب۔ دوسرے جب دو خرچ آن پڑیں تو اس میں سے جس کی تاکید زیادہ ہو اس کو مقدم رکھے۔ تیسرے یہ کہ جب مال ضرورت سے زیادہ ہو تو جمیع انواع خیر میں خرچ کر لے نہ ایک نوع خاص میں۔ چوتھی معلوم ہوا کہ بیع مدبر کی روا ہے اور مدبر وہ غلام ہے جس سے میاں کہے کہ میرے بعد تو آزاد ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ بیع مدبر روا ہے اور امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے کہ روا نہیں مگر جبکہ مالک پر قرض ہو اور یہ حدیث صاف ان پر حجت ہے۔

۲۳۱۴- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ.

۲۳۱۴- جابرؓ سے دوسری سند مذکور ہے اور اس سے بھی یہی روایت مروی ہوئی۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ اس مالک کا نام ابومذکور تھا اور غلام کا یعقوب۔

بَاب فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوا مُشْرِكِينَ

باب: والدین اور دیگر اقرباء پر خرچ کرنے کی فضیلت اگرچہ وہ مشرک ہوں

۲۳۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَى وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَى وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((بَخْ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ)) فَقَسَمَهَا

۲۳۱۵- انسؓ نے کہا ابوطلحہ انصاریؓ مدینہ میں بہت مالدار تھے اور بہت محبوب مال ان کا بیرحاء ایک باغ تھا مسجد نبویؐ کے آگے اور رسول اللہؐ اس میں جاتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے۔ انسؓ نے کہا جب یہ آیت اتری کہ نہ پہنچو گے تم نیکی کی حد کو جب تک نہ خرچ کرو گے اپنی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں تو ابوطلحہ نے کھڑے ہو کر رسول اللہؐ سے عرض کی کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ تم نیکی کی حد کو نہ پہنچو گے جب تک اپنے محبوب مال نہ خرچو اور میرے سب مالوں سے زیادہ محبوب بیرحاء ہے اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ سے اس کے ثواب کا اور اس کے آخرت میں جمع ہو جانے کا اللہ کے پاس امیدوار ہوں۔ سو اس کو آپ جہاں چاہیں رکھ دیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کیا خوب یہ تو بڑے نفع کا مال ہے یہ تو بڑے نفع کا مال ہے۔ میں نے سنا جو تم نے کہا اور میں مناسب جانتا ہوں کہ تم اسے اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔ پھر اس کو

(۲۳۱۵) ☆ نوویؒ نے فرمایا اس سے کئی مسائل ثابت ہوئے اول یہ کہ جائز ہے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبداللہ بن شخیر کہتے تھے کہ یہ روا نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اللہ نے فرمایا اور مضارع کا صیغہ بولنا روا نہیں۔ غرض یہ حدیث ان پر حجت ہے۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ مستحب ہے صدقات اور خیرات میں اہل علم و فضل سے مشورہ لینا جیسے انھوں نے رسول اللہؐ سے مشورہ لیا اور معلوم ہوا کہ صدقہ عزیزوں، قرابت داروں کو دینا افضل ہے بہ نسبت غیروں کے جب عزیز محتاج ہوں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قرابت قریبہ کے لوگ نہ ہوں تو قرابت بعیدہ والوں کو دے اس لئے کہ ابوطلحہؓ نے وہ باغ ابی بن کعب اور حسان بن ثابت کو تقسیم کیا اور وہ ان کے ساتویں دادا میں جا کر ملتے ہیں چنانچہ آگے آتا ہے۔

أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ.

ابو طلحہؓ نے اپنے عزیزوں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

۲۳۱۶- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَرَى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فَأُشْهِدُكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي بَرِيحَا لِلّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : ((**اجْعَلْهَا فِي قَرَابَتِكَ**)) قَالَ فَجَعَلَهَا فِي حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

۲۳۱۶- انسؓ نے کہا جب آیت مذکور اتری ابو طلحہؓ نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا پالنے والا، رزق دینے والا ہمارے مال طلب فرماتا ہے (اور ہم کو نہایت فخر کی جگہ ہے کہ شاہنشاہ عالی جاہ بے پرواادنیٰ غلام سے کوئی شے طلب فرمائے زہے و زہے قسمت) سو میں گواہ کرتا ہوں آپ کو اے رسول اللہؐ! کہ میں نے اپنی زمین جس کا نام بیر حاء ہے اللہ کی نذر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے قرابت والوں کو دے دو۔ سو انھوں نے حسانؓ اور ابی بن کعب کو بانٹ دیا۔

۲۳۱۷- عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ : ((**لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ**)).

۲۳۱۷- میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک لونڈی آزاد کی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور اس کا ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کو اپنے ماموں کو دے دیتیں تو بڑا ثواب ہوتا۔

۲۳۱۸- عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : ((**تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ**)) قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ يَجْزِي عَنِّي وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بَلِ ائْتِيهِ أَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَاجَتِي حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ

۲۳۱۸- زینبؓ عبداللہ کی بی بی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گروہ عورتوں کے صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور سے ہو۔ انھوں نے کہا پھر میں عبداللہؓ اپنے شوہر کے پاس آئی اور میں نے کہا تم مفلس خالی ہاتھ آدمی ہو اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ ہم لوگ صدقہ دیں سو تم جا کر حضرت سے پوچھو کہ اگر میں تم کو دے دوں اور صدقہ ادا ہو جائے تو خیر ورنہ اور کسی کو دے دوں۔ تو عبداللہ نے مجھ سے کہا تم ہی جا کر حضرت سے پوچھو۔ پھر میں آئی اور ایک عورت انصار کی حضرت کے دروازے پر کھڑی تھی اس کا بھی کام یہی تھا جو میرا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا رعب بہت تھا اور بلال نکلے تو ہم نے کہا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دو کہ

(۲۳۱۷) ☆ اور بخاری میں اصیلی کی روایت میں اخواتك وارد ہوا ہے یعنی اگر تم اپنی بہنوں کو دیتیں تو ثواب ہوتا اور دونوں روایتیں صحیح ہیں اور حضرتؐ نے دونوں بار ایسا ہی فرمایا اور اس میں ماں کے اقارب کے ساتھ سلوک کرنا ہے کہ ماں کا حق بڑا ہے۔

اَتَتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى أَزْوَاجِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ هُمَا فَقَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((**لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ**)).

دو عورتیں دروازے پر پوچھتی ہیں کہ اگر اپنے شوہروں کو صدقہ دیں تو ادا ہو جائے گا یا نہیں یا ان یتیموں کو دیں جن کو وہ پالتے ہیں؟ اور حضرت کو یہ خبر نہ دینا کہ ہم لوگ کون ہیں۔ زینبؓ نے کہا پھر بلال گئے اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ کون ہیں؟ تو بلالؓ نے عرض کی کہ ایک عورت ہے انصار کی اور دوسری زینبؓ ہیں۔ آپ نے فرمایا کون سی زینب ہیں؟ انھوں نے کہا عبداللہ کی بی بی۔ تب فرمایا بلالؓ سے آپ نے کہ ان کو اس میں دونا ثواب ہے ایک ثواب تو قرابت والوں سے سلوک کرنے کا دوسرا صدقہ کا۔

۲۳۱۹- عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَذَكَرْتُ لِإِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَ قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَآنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((**تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ**)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

۲۳۱۹- حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے دوسری سند سے وہی مضمون مروی ہے۔ اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ میں مسجد میں تھی اور حضرت نے مجھے دیکھا اور فرمایا **صدقہ دو** اگرچہ اپنے زیور میں سے ہو۔

۲۳۲۰- عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِي أَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ ((**نَعَمْ لَكِ فِيهِمْ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ**)).

۲۳۲۰- زینب ام سلمہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ! کیا مجھے ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے سے ثواب ہے؟ اور میں ان کو چھوڑنے والی نہیں کہ ادھر ادھر پریشان ہو جائیں اس لیے کہ وہ میرے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک جو تم ان پر خرچ کرتی ہو اس میں ثواب ہے۔

۲۳۲۱- عَنْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

۲۳۲۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۳۲۲- عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً**)).

۲۳۲۲- ابو مسعودؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو خرچ کرتا ہے مسلمان اپنے گھر والوں پر اور اس میں ثواب کی امید رکھتا ہے تو وہ صدقہ ہے اس کے لیے۔

(۲۳۲۰) ☆ زینبؓ کی ان سب روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدقہ تطوع تھا۔ (النوویؒ)

٢٣٢٣- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ.

٢٣٢٣-مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٣٢٤- عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَوْ رَاهِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

٢٣٢٤-اسماء ابو بکرؓ کی صاحبزادی نے عرض کی کہ اے رسول اللہ ﷺ میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے(دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ وہ مشرکہ ہے) کیا میں اس سے سلوک اور احسان کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

٢٣٢٥- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ: ((نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ)).

٢٣٢٥- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں آئی ہے اور مشرکہ ہے جس زمانہ میں آپ نے قریش مکہ سے صلح کی تھی پھر کیا میں اس سے احسان کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں احسان کرو اپنی ماں سے۔

بَاب وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنْ الْمَيِّتِ إِلَيْهِ

باب: میت کے ایصال ثواب کا بیان

٢٣٢٦- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

٢٣٢٦- حضرت عائشہؓ ام المومنین سے روایت ہے کہ ایک شخص آئے اور انھوں نے پوچھا نبیؐ سے کہ میری ماں فوراً مر گئی اور وصیت نہ کرنے پائی اگر بولتی تو صدقہ دیتی تو اگر میں صدقہ دوں اسے ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(٢٣٢٦) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینا میت کی طرف سے میت کو نفع دیتا ہے اور اس کو باتفاق علمائے اہل سنت کے ثواب پہنچتا ہے اور اسی طرح دعا کے پہنچنے میں بھی اجماع ہے اور دین کے ادا میں بھی اور ان سب میں نصوص وارد ہوئے ہیں اور ایسے ہی قرض کا بھی اور ایسے ہی حج کے تطوع کا بھی اگر اس نے وصیت کی ہو اور اختلاف ہے روزوں میں جو میت کے ذمہ ہیں اور مذہب راجح اس کا جواز ہے اس لیے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے اور اصحاب شافعیہ کے مذہب میں قراءت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وہ بھی پہنچتا ہے اور احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہی ہے اور باقی نماز اور تمام عبادتیں اس کا ثواب شافعیہ اور جمہور کے نزدیک نہیں پہنچتا اور امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ سب کا ثواب پہنچتا ہے حج کی طرح سے۔ کذا قال النووی۔ مترجم کہتا ہے کہ ثواب کا وجود جب ہوگا کہ جب وہ مال حلال ہو اور کوئی بدعت اس کے ساتھ مخلوط نہ ہو جیسے سوم' چہارم' برسی اور ششماہی وغیرہ تاریخوں کا اپنی جانب سے مقرر کرنا یا کھانے کے اقسام اپنی جہالت سے مقرر کرنا کہ بی بی کی صحنک دہی خشکے ہی پر ہو اور نہ کھانے والی اپنی طرف سے مقرر کرنا کہ صحنک کو عورتیں کھائیں مرد نہ کھائیں دو خصی نہ کھائے۔ شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والے نہ کھائیں چاہے شراب پینے والے کھائیں اور پھر اس میں نیت خالص اللہ کے واسطے ہو نہ یہ کہ برادری میں نام ہو کہ واہ صاحب باوا کا سوم کس دھوم سے کیا اور دادا کے چالیسویں میں خوب حصے بانٹے اور مصارف صدقات میں خرچ کیا جائے۔ غرض جب یہ امور موجود ہوں گے جب وجود ثواب کا مستحق ہوگا۔ پھر ایصال کا خیال بھی ہو سکتا ہے ورنہ بغیر ان امور کے ثواب ہی نہیں ایصال کا کیا ذکر ہے جیسے وضو نہیں تو نماز کا کیا ذکر۔

۲۳۲۷- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ تُوصِ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ وَلَمْ يَقُلْ ذَلِكَ الْبَاقُونَ.

۲۳۲۷- ہشام نے دوسری اسناد سے یہی روایت کی اور ابواسامہ کی روایت میں ہے کہ انھوں نے وصیت نہیں کی جیسے ابن بشر کی روایت میں ہے اور راویوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

بَاب بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ

باب: ہر نیکی صدقہ ہے

۲۳۲۸- عَنْ حُذَيْفَةَ فِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)).

۲۳۲۸- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیکی صدقہ ہے۔

۲۳۲۹- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ ((أَوَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرًا)).

۲۳۲۹- ابوالاسود دیلی سے روایت ہے کہ ابوذرؓ نے کہا کہ چند اصحاب نبیؐ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے رسول اللہؐ! مال والے سب مال لوٹ لے گئے اس لیے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اپنے زائد مالوں سے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لیے بھی تو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور اچھی بات سکھانا صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے بدن کے ٹکڑے میں صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے بدن سے اپنی شہوت نکالتا ہے (یعنی اپنی بی بی سے صحبت کرتا ہے) تو کیا اس میں ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں دیکھو تو اگر اسے حرام میں صرف کرلے تو وبال ہوا کہ نہیں؟ اسی طرح جب حلال میں صرف کرتا ہے تو ثواب ہوتا ہے۔

۲۳۳۰- عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ

۲۳۳۰- حضرت عائشہؓ ام المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہر آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں سو

(۲۳۲۸) ☆ یعنی مثل صدقہ کے ہر نیکی میں ثواب ہے اور کسی نیکی میں بخل نہ کرنا چاہیے۔

عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللهَ وَحَمِدَ اللهَ وَهَلَّلَ اللهَ وَسَبَّحَ اللهَ وَاسْتَغْفَرَ اللهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ)) وَالثَّلَاثِ مِائَةِ ((السُّلَامَى فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ)) قَالَ أَبُو تَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَ ((يُمْسِي)).

جس نے اللہ کی بڑائی بیان کی اور اللہ کی حمد کی اور لا الہ الا اللہ کہا اور سبحان اللہ کہا اور استغفر اللہ کہا اور پتھر لوگوں کی راہ سے ہٹادیا یا کوئی کانٹا یا ہڈی راہ سے ہٹادی یا اچھی بات سکھائی یا بری بات سے روکا اس تین سو ساٹھ جوڑوں کی گنتی کے برابر وہ اس دن چل رہا ہے اور ہٹ گیا اپنی جان کو لیکر دوزخ سے۔ ابو توبہ نے اپنی روایت میں یہ بھی کہا کہ شام کرتا ہے وہ اسی حال میں۔

۲۳۳۱- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي زَيْدٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ)) وَقَالَ فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ.

۲۳۳۱- حضرت معاویہ نے بھی روایت کی دوسری اسناد سے اسی کی مثل صرف اتنا ہے کہ او امر بمعروف کہا یعنی واؤ عطف کی جگہ او کہا کہ وہ اس دن شام کرتا ہے۔

۲۳۳۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ)) بِنَحْوِ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ ((فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ)).

۲۳۳۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مروی ہوئی دوسری سند سے۔

۲۳۳۳- عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ ((يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ)) قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ ((يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوِ الْخَيْرِ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ ((يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ)).

۲۳۳۳- سعید بن ابو بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ دادا سے وہ نبیؐ سے کہ ہر مسلمان کے اوپر صدقہ ہے۔ پھر عرض کی کہ اگر نہ ہو سکے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمائے اور اپنی جان کو نفع دے اور صدقہ بھی دے۔ پھر عرض کی بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ تو آپ نے فرمایا حاجت والے کی جو حسرت و افسوس کر رہا ہے مدد کرے۔ پھر عرض کی بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ تو آپ نے فرمایا دستور کی اور نیک بات سکھادے۔ پھر عرض کی بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ تو فرمایا شر سے باز رہے کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

۲۳۳۴- و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۳۳۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۲۳۳۱) ☆ اس روایت سے معلوم ہوا کہ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ ثابت ہوا کہ یہ سب دوزخ سے نجات دینے والیاں ہیں۔
(۲۳۳۳) ☆ ان سب صدقات سے تطوع مراد ہے نہ کہ صدقہ واجبہ۔

۲۳۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)).

۲۳۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت روایتیں کیں انہی میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ایک ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے۔ تو دو آدمیوں میں انصاف کر دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ کسی کی مدد کر دینا اتنی بھی کہ اسے سواری پر چڑھا دیا یا اس کا مال لاد دیا یہ بھی ایک صدقہ ہے اور فرمایا کہ عمدہ بات یہ بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو وہ مسجد کو جاتے رکھتا ہے نماز کے لیے یہ بھی ایک صدقہ ہے اور تکلیف کی چیز راہ سے ہٹا دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

بَاب فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ

باب: سخی اور بخیل کے بارے میں

۲۳۳۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)).

۲۳۳۶- ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا جس وقت بندے صبح کرتے ہیں دو فرشتے اترتے ہیں ایک تو یہ کہتا ہے کہ یا اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ! بخیل کو تباہ کر۔

بَاب التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ لَا يُوجَدَ مَنْ يَقْبَلُهَا

باب: صدقہ دینے کی ترغیب پہلے اس سے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے

۲۳۳۷- عَنْ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَيُوشِكُ الرَّجُلُ يَمْشِي بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الَّذِي أُعْطِيَهَا لَوْ جِئْتَنَا بِهَا بِالْأَمْسِ قَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْآنَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا)).

۲۳۳۷- حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے صدقہ دو' قریب ہے کہ ایسا وقت آ جائے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر نکلے گا اور جس کو دینے لگے گا وہ کہے گا کہ اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا مگر آج تو مجھے حاجت نہیں ہے۔ غرض کوئی نہ ملے گا جو اسے قبول کر لے۔

(۲۳۳۶) ☆ معلوم ہوا کہ بخیل کو فرشتے بھی کوستے ہیں آدمی نے کوسا تو کیا برا کیا۔

(۲۳۳۷) ☆ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ صدقہ دینے میں دیر نہ کرو جو کچھ دینا ہو آج دے لو کل پر مت رکھو اور ڈرانا ہے آخر زمانے کے حال سے کہ اس وقت مال کی کثرت ہو گی اور خزانے زمین کے نکل پڑیں گے اور برکتوں کا مینہ برسے گا اور یہ یاجوج وماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد ہو گا جب حضرت عیسیٰؑ کی کفش برداری اور مہدیؑ کے دین کی خدمت گزاری سے اس امت کو شرف حاصل ہو گا۔

۲۳۳۸- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ)).

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ بَرَّادٍ ((وَتَرَى الرَّجُلَ)).

۲۳۳۸- ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے سونے کا صدقہ لے کر پھرے گا اور کوئی نہ ملے گا کہ اس کو قبول کرلے اور ایک ایک آدمی کو دیکھنے والا دیکھے گا کہ اس کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں لگی ہوں گی اور پناہ پکڑیں گی اس کی مردوں کے کم ہونے سے اور عورتوں کے زیادہ ہونے سے۔ اور ابن براد کی روایت میں ہے کہ دیکھے گا تو۔

۲۳۳۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيضَ حَتَّى يَخْرُجَ الرَّجُلُ بِزَكَاةِ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَأَنْهَارًا)).

۲۳۳۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت نہ آوے گی جب تک کہ مال بہت نہ ہو جائے اور بہہ نہ نکلے۔ یہاں تک کہ اپنی زکوٰۃ لے کر آدمی نکلے اور کسی کو نہ پاوے گا جو اس کو قبول کرلے۔ یہاں تک کہ زمین عرب کی چراگاہ اور نہریں ہو جائیں گی۔

۲۳۴۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ صَدَقَةً وَيُدْعَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَا أَرَبَ لِي فِيهِ)).

۲۳۴۰- ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ نبیؐ نے فرمایا قیامت نہ آوے گی جب تک مال بہت ہو کر بہہ نہ نکلے اور یہاں تک کثرت ہو کہ مال والا سوچے کہ اس کا صدقہ کون لے گا اور آدمی صدقہ لینے کو بلایا جاوے تو وہ کہے گا کہ مجھے تو اس کی حاجت نہیں ہے۔

۲۳۴۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَقِيءُ

۲۳۴۱- ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو قے کر دے گی جیسے

(۲۳۳۸) ☆ اس حدیث میں خبر ہے بڑی بڑی لڑائیوں کی اور نہایت درجہ کثرت سے قتال کی کہ مرد ان میں کام آئیں گے عورتیں رہ جائیں گی کہ اپنے سودا سلف کام کاج کے لیے ایک مرد سے زیادہ نہ پائیں گی اور یہ حال وہی دجال ملعون کے بعد ہوگا جب عیسیٰؑ رونق افروز دنیا ہوں گے اور پروردگاران کے دیدار فرحت آثار سے ابصار امت مرحومہ کو پرانوار کرے گا۔ اور سونے کی قید اس لیے لگائی کہ جب سونا لینے والا کوئی نہ ہوگا تو چاندی، تانبے یعنی روپے پیسے کو کون پوچھے گا۔

(۲۳۳۹) ☆ یعنی قلت سے مردوں کے زمین میں کوئی زراعت نہ کرے اور زمین بنجر پڑ جائے کہ جانوروں کی چرائی کے سوا اور کسی کام کی نہ رہے اور یہ لڑائی کی کثرت اور قتل کی شدت کے سبب سے ہوگا۔

(۲۳۴۱) ☆ اس حدیث میں یہ خبر ہے کہ قیامت کے قریب زمین اپنے خزانے اگل دے گی اور ہر شخص اس کی برائی بیان کرے گا اور اس کی آفتوں اور بلاؤں کو یاد کرے گا اور کوئی نہ لے گا۔

الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنْ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ رَحِمِي وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قُطِعَتْ يَدِي ثُمَّ يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا))۔

بڑے کھمبے ہوتے ہیں سونے سے اور چاندی سے اور خونی آوے گا اور کہے گا کہ اسی کے لیے میں نے خون کیا تھا اور ناتوں کا کاٹنے والا آوے گا اور کہے گا کہ اسی کے لیے میں نے اپنے ناطے والوں کا حق کاٹ لیا اور چور آوے گا اور کہے گا کہ اسی کے واسطے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر سب کے سب اسے چھوڑ دیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہ لے گا۔

بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنْ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا

باب: پاک کمائی سے صدقہ کا قبول ہونا اور اس کا پرورش پانا

٢٣٤٢ – عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ حَتَّى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنْ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ))۔

۲۳۴۲- ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص صدقہ دیتا ہے پاک مال سے اور اللہ قبول نہیں کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) پھر جب کوئی پاک مال سے صدقہ دیتا ہے تو رحمٰن اپنے داہنے ہاتھ میں اس کو لیتا ہے اگرچہ وہ ایک کھجور بھی ہو (عرب میں اس سے حقیر کوئی شے نہیں) اور وہ رحمٰن کی ہتھیلی میں بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے بچھڑے کو پالتا ہے یا اونٹ کے بچے کو۔

٢٣٤٣ – عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لاَ يَتَصَدَّقُ أَحَدٌ بِتَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ إِلَّا أَخَذَهَا اللهُ بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ قَلُوصَهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ أَوْ أَعْظَمَ))۔

۲۳۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون روایت کیا ہے دوسری سند سے مگر اس میں اونٹ کے بچے کی جگہ جوان اونٹنی مذکور ہے۔

٢٣٤٤ – عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ رَوْحٍ ((مِنْ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ فَيَضَعُهَا فِي حَقِّهَا)) وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ ((فَيَضَعُهَا فِي مَوْضِعِهَا))۔

۲۳۴۴- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں پاک کسب کا ذکر ہے اور یہ زیادہ ہے کہ اس صدقہ کو اپنے حق کی جگہ میں خرچ کرے۔

(۲۳۴۲) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تک کے ہاتھ ہیں اور اس میں چیزوں کو لیتا ہے اور پالتا ہے اور پرورش کرتا ہے اور بلا کیف اس پر ایمان لانا ہر مومن پر ضروری ہے اور جو کیفیت اس کے وہم میں آئے اس سے اس تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات کو منزہ جانے۔ یہی تصدیق انبیاء ہے اور سوا اس کے اور چہ میگوئیاں مقلدان فلاسفہ ملاعنہ کی ہیں نعوذ باللہ منھا۔

۲۳۴۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ عَنْ سُهَيْلٍ.

۲۳۴۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۳۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ)) فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ((يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ)).

۲۳۴۶- حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (یعنی صفات حدوث اور سمات نقص و زوال سے) اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) اور اللہ پاک نے مومنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں اور فرمایا اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں۔ پھر ذکر کیا ایسے مرد کا جو کہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گرد و غبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو۔

بَاب الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ

باب: ایک کھجور یا ایک کام کی بات بھی صدقہ ہے اور دوزخ سے آڑ کرنے والا ہے

۲۳۴۷- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ)).

۲۳۴۷- حضرت عدیؓ نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے جو کر سکے تم میں سے کوئی کہ بچے آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا بھی دے کر ہو تو بھی کر گزرے۔

۲۳۴۸- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا

۲۳۴۸- عدیؓ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ سے بات کرنا ہو گی اس طرح کہ اللہ کے اور اس کے بیچ میں کوئی ترجمہ کرنے والا نہ ہو گا اور آدمی

(۲۳۴۶) ☆ یہ حدیث بڑی جڑ ہے ایمان و اسلام کی اور اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کھانا، کپڑا، گھر، مکان سب حلال کمانا ضرورت ہے ورنہ اللہ کی مقبولیت سے ہاتھ دھونا چاہیے۔ اور معلوم ہوا کہ حرام خور بھی اللہ کو اوپر ہی جانتے ہیں کہ دعا میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر جو اس کے بھی منکر ہیں وہ حرام خوروں سے بھی بدتر ہیں اور حلال خوروں سے بھی بدتر۔

(۲۳۴۷) ☆ یعنی اس کو بھی حقیر نہ جانے اور خوشی سے بجالائے کہ وہ بھی اگر مقبول ہو جائے تو کافی ہے نجات کے لیے۔

(۲۳۴۸) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ بھی سبب نجات کا ہے اور کلمہ طیبہ سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا جو بات ایسی ہو کہ اس کا

يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) زَادَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ ((وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)) و قَالَ إِسْحَقُ قَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ.

داہنی طرف دیکھے گا تو اس کے اگلے پچھلے عمل نظر آئیں گے اور بائیں طرف دیکھے گا تو وہی نظر آئیں گے اور آگے دیکھے گا تو کچھ نہ سوجھے گا سوا دوزخ کے جو اس کے منہ کے سامنے ہوگی۔ سو بچو آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر بھی۔ اور دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے کہ اگرچہ ایک پاکیزہ بات بھی کہہ کر ہو۔

۲۳۴۹– عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّارَ فَأَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ ((اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو كُرَيْبٍ كَأَنَّمَا وَقَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ.

۲۳۴۹– عدیؓ نے کہا رسول اللہؐ نے دوزخ کا ذکر کیا اور منہ پھیرلیا اور بہت منہ پھیرا اور فرمایا بچو تم دوزخ سے۔ پھر منہ پھیرا اور بہت منہ پھیرا یہاں تک کہ گمان کیا ہم نے کہ گویا وہ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں پھر فرمایا بچو تم دوزخ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر ہو اور یہ بھی نہ پاوے تو اچھی سی کوئی بات کہہ کر ہی۔ اور ابو کریب کی روایت میں گویا کا لفظ نہیں ہے۔

۲۳۵۰– عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)).

۲۳۵۰– عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور تین بار منہ پھیرا اور فرمایا بچو تم آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر ہو اور اگر وہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہہ کر۔

۲۳۵۱– عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ

۲۳۵۱– منذر بن جریر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے دن کے شروع میں سو کچھ لوگ آئے ننگے پیر ننگے بدن' گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنی ہوئیں

ﷺ سے کسی نیک بندہ کا جی خوش ہو اور وہ خوشی مباح یا مستحب ہو اور اس میں ترغیب ہے صدقہ کی اور تعلیم ہے کہ صدقہ قلیل دینے میں آدمی عار نہ کرے اور نہ لینے والا اس سے شرمائے۔

(۲۳۴۹) ☆ سبحان اللہ یہ رسول اللہؐ کی تعلیم اور طرز کلام تھا کہ حبیبوں کو کمال خوف و خطر دوزخ کا ہو جائے اور شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے دوزخ کر دی ہو یا یہ بھی کچھ بعید نہیں اس لیے کہ دوزخ و جنت دونوں موجود ہیں اور جو موجود ہو اس کا دیکھنا محال نہیں۔ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنھوں نے بارہا دوزخ اور جنت کی بیداری میں سیر کی ہے۔

(۲۳۵۱) ☆ رسول اللہؐ کی خوشی لوگوں کی ہمدردی دیکھ کر ہوئی اور غریبوں کی پرورش اور لوگوں کا خرچ کرنا بے دریغ اللہ کی راہ میں اور رسول اللہؐ کی فرمانبرداری اور مسلمانوں کی شفقت اپنے بھائیوں پر دیکھ کر اور ایسے مقام میں ہر مسلمان کو شادی مبارک چاہیے اور اس حدیث سے اہل بدعت جن کو مذاق حدیث نہیں ہے اپنی احداث بدعات پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روایت مخصص ہے کل بدعۃ ﷺ

عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ((إِلَى آخِرِ)) الْآيَةِ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ((وَالْآيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ)) اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ ((تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ)) حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ

اپنی تلواریں لٹکائی ہوئیں' اکثر بلکہ سب ان میں قبیلہ مضر کے لوگ تھے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک بدل گیا ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر آپ اندر آگئے پھر باہر آئے (یعنی پریشان ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا شفقت تھی اور کیسی ہمدردی تھی) اور بلال کو حکم فرمایا کہ اذان کہو اور تکبیر کہی اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی کہ اے لوگو! ڈرو اللہ سے جس نے تم کو بنایا ایک جان سے (یہ اس لیے پڑھی کہ معلوم ہو کہ سارے بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں) ان الله كان عليكم رقيبا تک پھر سورۂ حشر کی آیت پڑھی اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور غور کرو کہ تم نے اپنی جانوں کے لیے کیا بھیج رکھا ہے جو کل کام آئے۔ (پھر تو صدقات کا بازار گرم ہوا) اور کسی نے اشرفی دی اور کسی نے درہم کسی نے ایک صاع گیہوں کسی نے ایک صاع کھجور دینا شروع کیے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ایک ٹکڑا ہی کھجور کا ہو (جب بھی لاؤ)۔ پھر انصار میں سے ایک شخص توڑا لایا کہ اس کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا (واہ شاباش جوان مرد اللہ ایسی ہی توفیق دے سب مسلمانوں کو) پھر تو لوگوں نے تار باندھ دیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے کھانے اور کپڑے کے اور یہاں تک (صدقات جمع ہوئے) کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو میں دیکھتا تھا چمکنے لگا تھا گویا کہ سونے کا ہو گیا تھا جیسے کندن۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے اسلام میں آکر نیک بات (یعنی کتاب و سنت کی بات) جاری کی اس کے لیے اپنے عمل کا

ؒ ضلالۃ کی اور مراد اس سے محدثات باطلہ ہیں اور بدع مذمومہ اور غرض ان کے پاس یہ ہے کہ جو بدعات اپنے نفس کے موافق ہوں ان کو اس کلیہ سے خارج کر کے جاری رکھیں حالانکہ یہ استدلال اور تقریر ان کی محض باطل ہے کئی وجوہ سے۔ اول یہ کہ یہاں حضرتؐ نے کسی نئے احداث کا ذکر نہیں کیا جو یہ حدیث احداث کی مخصص ہو۔ ثانیاً یہ کہ صحابہؓ نے اس وقت کوئی نئی بات نہیں کی تھی کہ جس پر آپ نے یہ فرمایا ہو۔ پس اس سے نئی بات مراد لینا محض سیاق و سباق کلام سے منہ موڑنا ہے۔ ثالثاً یہ کہ سن اور سنت کے معنی طریقہ مسلوکہ ہیں لغت میں نہ کہ احداث امر جدید۔ تو اب اس حدیث میں وہی طریقہ مسلوکہ جاری کر دینا مراد ہے نہ یہ کہ کوئی نئی بات نکالنا۔ رابعاً یہ کہ صدہا حدیثوں میں احداث اور بدعت کی برائی ہی برائی ہے۔ پھر اس میں رسول اللہؐ اس کو حسن کیوں فرماتے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اب یہ سمجھنا چاہیے کہ جو سنتیں اور مستحبات ایسے ہیں کہ جن پر لوگوں نے التفات اور عمل چھوڑ دیا اس پر جس نے عمل جاری کیا وہ سنت حسنہ کا جاری کرنا ہوا اور اسی ؒ

شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ))۔

بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آکر بری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب و سنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بار کچھ گھٹے۔

۲۳۵۲- عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَدْرَ النَّهَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُعَاذٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ خَطَبَ.

۲۳۵۲- ترجمہ وہی جو اوپر گزرا۔ اس روایت میں بس اتنی بات زیادہ ہے کہ پھر آپ نے ظہر کی نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا۔

۲۳۵۳- عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ مِنْبَرًا صَغِيرًا فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((**أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللهَ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ**)) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ .

۲۳۵۳- منذر بن جریر نے وہی روایت کی اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ نے ظہر پڑھی اور چھوٹے منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور اما بعد کہا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا ہے آخر حدیث تک۔

۲۳۵٤- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((**عَلَيْهِمُ الصُّوفُ**)) فَرَأَى سُوءَ حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ.

۲۳۵۴- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا چند لوگ گاؤں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ ان پر کپڑے تھے اون کے۔ آپ نے ان کا برا حال دیکھا کہ محتاج ہیں پھر ذکر کی ساری حدیث۔

لله طرح جو مکروہات و محرمات شرعی کو ترویج کرنے لگا وہ قول ثانی میں داخل ہوا۔ اس صورت میں کل محدثۃ بدعۃ کی تاویل بھی نہیں کرنی پڑتی اور نہ کلام شارع میں منافات لازم آتی ہے۔ اب باقی رہے وہ امور جو بعد سلف صالحین کے بضرورت جاری ہوئے جیسے کلام اللہ کے اعراب وغیرہ ان کو بدعت کہنا بھی بے ادبی ہے بلکہ ضرورت شرعی ان کو ملحق بالسنۃ کہنا چاہیے۔ اسی طرح جو امور بعینہ رسول اللہؐ اور خیر القرون میں پائے گئے وہ سنت اور جن کا نظیر پایا گیا اور بعینہ نہ پائے گئے وہ ملحق بالسنۃ کہے جاویں۔ تو نہ منافات کلام شارع میں آتی ہے نہ کسی کلیہ کی تاویل کرنی پڑتی ہے اور نہ خرابیاں لازم آتی ہیں و ذلک تحقیق انیق۔

بَابُ الْحَمْلِ بِأُجْرَةٍ يُتَصَدَّقُ بِهَا وَالنَّهْيِ الشَّدِيدِ عَنْ تَنْقِيصِ الْمُتَصَدِّقِ بِقَلِيلٍ

باب: حمال مزدوروں کو بھی صدقہ کرنا چاہیے

۲۳۵۵- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ قَالَ فَتَصَدَّقَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ قَالَ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِشَيْءٍ أَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ وَلَمْ يَلْفِظْ بِشْرٌ بِالْمُطَّوِّعِينَ.

۲۳۵۵- ابومسعودؓ نے کہا ہم کو حکم ہوا صدقہ کا اور ہم بوجھ ڈھویا کرتے تھے اور صدقہ دیا ابوعقیل نے آدھا صاع (یعنی دو سیر) اور ایک شخص نے کچھ اس سے زیادہ دیا۔ تو منافق کہنے لگے اللہ کو اس کے صدقہ کی کچھ پروا نہیں ہے اور اس دوسرے...... نے تو صرف دکھانے ہی کو صدقہ دیا ہے۔ پھر یہ آیت اتری کہ جو لوگ طعن کرتے ہیں خوشی سے صدقہ دینے والے مومنوں کو اور ان لوگوں کو جو نہیں پاتے ہیں مگر اپنی مزدوری۔ اور بشر کی روایت میں مطوعین کا لفظ نہیں ہے۔

۲۳۵۶- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا.

۲۳۵۶۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں ہے کہ ہم اپنی کمروں پر بوجھ اٹھاتے تھے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ

باب: دودھ والا جانور مفت دینے کی فضیلت

۲۳۵۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ ((أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ نَاقَةً تَغْدُو بِعُسٍّ وَتَرُوحُ بِعُسٍّ إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيمٌ)).

۲۳۵۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جو کسی گھر والوں کو ایک اونٹنی ایسی دیتا ہے جو صبح اور شام ایک گھڑا بھر دودھ دیتی ہے تو اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔

۲۳۵۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى فَذَكَرَ خِصَالًا وَقَالَ ((مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً غَدَتْ بِصَدَقَةٍ وَرَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوحِهَا وَغَبُوقِهَا)).

۲۳۵۸- ابوہریرہؓ نے نبیؐ سے روایت کی کہ آپ نے کئی باتوں سے منع فرمایا تھا اور فرمایا کہ جس نے منیحہ دیا اس کے لیے ایک صدقہ کا ثواب صبح کو ہوا اور ایک شام کو' صبح کا صبح کے پینے سے اور شام کا شام کے دودھ پینے سے۔

(۲۳۵۵) ☆ اس حدیث میں صحابہؓ کی سچی اطاعت اور خلوص اور فرمانبرداری معلوم ہوتی ہے کہ باوجود اس تنگی کے کہ سوا مزدوری کے اور کچھ ان کے پاس نہ تھا جب بھی فرمانبرداری اور سخاوت میں سرگرم تھے اور مزدوری کر کے صدقہ دیا کرتے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

(۲۳۵۷) ☆ یہ ثواب ہے منیحہ کا اور منیحہ عرب میں کہتے ہیں دودھ والے جانور کو چند روز دینا کہ پھر دودھ پی کر پھیر دیں یا بالکل ہی دے ڈالنا کہ پھر نہ پھیرے۔

بَابُ مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ

باب: سخی اور بخیل کی مثال

۲۳۵۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَيْهِ جُبَّتَانِ أَوْ جُنَّتَانِ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْآخَرُ فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ أَنْ يَتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَيْهِ أَوْ مَرَّتْ وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ)) أَثَرَهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ .

۲۳۵۹- ابوہریرہؓ نے نبیؐ سے روایت کی کہ فرمایا مثال خرچ کرنے والے کی اور صدقہ دینے والے کی (یہاں راوی سے غلطی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ مثال بخیل کی اور صدقہ دینے والے کی) مانند اس شخص کی ہے کہ اس کے اوپر دو کرتے ہوں یا دو زرہیں (راوی کو شک ہے مگر دو زرہیں صحیح ہے) ان دونوں کی چھاتی سے گلے تک۔ پھر جب خرچ کرنے والا چاہے اور دوسرے راوی نے کہا کہ جب صدقہ دینے والا صدقہ دینا چاہے تو وہ زرہ کشادہ ہو جائے اور اس کے سارے بدن پر پھیل جائے (یعنی اسی طرح صدقہ دینے والے کا دل کشادہ ہو جاتا ہے) اور جی کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور جب بخیل خرچ کرنا چاہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جائے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر کس جائے یہاں تک کہ ڈھانپ لے اس کے پوروں تک کو اور مٹا دے اس کے قدموں کے نشان کو جو زمین پر ہوں اور ابوہریرہؓ نے کہا کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں کرتا۔

۲۳۶۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تُغَشِّيَ

۲۳۶۰- ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان فرمائی کہ ان کی مثال دو آدمیوں کی سی ہے کہ ان دونوں پر دو زرہیں ہوں لوہے کی کہ ان دونوں کے ہاتھ ان کی چھاتیوں میں بندھے ہوں اور ان کے گلوں میں پھر صدقہ دینے والا جب ارادہ کرلے صدقہ دینے کا تو وہ زرہ اس کی کشادہ ہو جائے یہاں تک کہ اسکے پوروں کو ڈھانپ لے (اور اس کے ہاتھ بھی

(۲۳۵۹) ☆ یہ فقرہ (یہاں تک کہ ڈھانپ لیوے اس کے پوروں کو اور مٹا دے اس کے نشان قدم کو) یہ سخی کی شان میں ہے کہ اس کی زکوٰۃ اتنی کشادہ ہو جاتی ہے مگر یہ راوی سے غلطی ہوئی کہ اس نے بخیل کی شان میں ذکر کر دیا اور اس کے بعد کا فقرہ کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتا یہ بخیل کی شان میں ہے جیسے اگلی روایت میں اسی طرح مذکور ہے۔

(۲۳۶۰) ☆ اس حدیث سے ثابت ہوا کرتا پہننا رسول اللہ کا اور بخاری نے یہی باب بنایا ہے کہ گریبان کرتے کا سینہ پر رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس قصہ سے ایسا ہی کرتا آپ کا معلوم ہوتا ہے۔

أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا)) قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ .

کھل جائیں اس کے کشادہ ہونے سے)اور اس کے قدم کے نشان جو زمین پر ہوں اس کو بھی مٹادے (یعنی بخیلی کے عیب سخاوت سے ڈھک جاتے ہیں یا گناہ معاف ہو جاتے ہیں)اور وہ تو زرہ گویا زمین پر لٹکتی ہے کہ اس کے قدموں کے نشانوں کو مٹاتی ہے اور بخیل کا حال ایسا ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے صدقہ کا زرہ اس کی تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اس کا اپنی جگہ پر پھنس جاتا ہے اور کہا راوی نے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ؐ کو کہ اپنے گریبان میں ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے (تاکہ سامعین کے ذہن میں اس کے تنگ ہونے کی تصویر بن جائے)اور اگر تم ان کو دیکھتے تو وہ کہتے کہ کشادہ کرنا چاہتے تھے اور زرہ کشادہ نہ ہوتی تھی۔

٢٣٦١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ إِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَإِذَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا)) قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((فَيَجْهَدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ)).

٢٣٦١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی کہ ان پر زرہ ہو لوہے کی پھر جب سخی نے چاہا صدقہ دے زرہ اس کی کشادہ ہو گئی یہاں تک کہ اس کے قدموں کا اثر مٹانے لگی اور جب بخیل نے چاہا کہ صدقہ دے وہ تنگ ہو گئی اور اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس گیا اور ہر حلقہ اپنے دوسرے حلقہ میں کس گیا۔ راوی نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ کشادہ ہو مگر وہ نہیں کشادہ ہوتی۔

بَابُ ثُبُوتِ أَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ وَإِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِي يَدِ غَيْرِ أَهْلِهَا

باب: صدقہ دینے والے کو ثواب ہے اگرچہ صدقہ فاسق وغیرہ کو پہنچے

٢٣٦٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ اللَّيْلَةَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ

٢٣٦٢- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں آج کی رات کچھ صدقہ دوں گا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا (یہ صدقہ کو چھپانا منظور تھا کہ رات کو لے کر نکلا)اور ایک زناکار عورت کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر صبح کو لوگ

(٢٣٦٢) ☆ یہ صدقہ نفل تھا کہ اس میں جس کا کلیجہ تر ہو ثواب ہے مگر زکوٰۃ فرض غنی کو دے گا تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى غَنِيٍّ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ وَعَلَى سَارِقٍ فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ أَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ قُبِلَتْ أَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ يَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ سَرِقَتِهِ))۔

چرچا کرنے لگے کہ آج کی رات ایک شخص زناکار کے ہاتھ صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا اللہ! تیرے لیے ہیں سب خوبیاں کہ میرا صدقہ زناکار کو جاپڑا اور پھر اس نے کہا کہ آج اور صدقہ دوں گا۔ پھر نکلا اور ایک غنی مالدار کو دے دیا اور لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی مالدار کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا اللہ! تیرے لیے ہیں سب خوبیاں میرا صدقہ مالدار کے ہاتھ جاپڑا۔ تیسرے دن پھر اس نے کہا کہ میں صدقہ دوں گا اور وہ نکلا اور صدقہ ایک چور کے ہاتھ میں دے دیا اور صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی چور کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا تجھی کو ہیں سب خوبیاں میرا صدقہ زناکار عورت اور مالدار مرد اور چور کے ہاتھ میں جاپڑا۔ پھر اس کے پاس ایک شخص آیا (یعنی فرشتہ یا نبی اس زمانہ کے علیہ السلام) اور اس نے کہا کہ تیرے سب صدقے قبول ہو گئے زناکار عورت کا تو اس نظر سے کہ شاید وہ اس دن زنا سے باز رہی ہو (اس لیے کہ پیٹ کے لیے زنا کرتی تھی) رہا غنی اس کا اس لیے قبول ہوا کہ شاید اسے شرم آئے اور عبرت ہو کہ اور لوگ صدقہ دیتے ہیں لاؤ میں بھی دوں اور وہ خرچ کرے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اور چور کا صدقہ اس لیے کہ شاید وہ اس شب کو چوری نہ کرے (اس لیے کہ آج کا خرچ تو آ گیا)۔

بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ الْأَمِينِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ بِإِذْنِهِ الصَّرِيحِ أَوِ الْعُرْفِيِّ

باب: خازن امانتدار اور عورت کو صدقہ کا ثواب ملنا جب وہ اپنے شوہر کی اجازت سے خواہ صاف اجازت ہو یا دستور کی راہ سے اجازت ہو صدقہ دے

۲۳۶۳- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِينَ الَّذِي يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ))۔

۲۳۶۳- ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو خزانچی مسلمان امانت دار ہو جو خرچ کرتا ہو اور کبھی فرمایا دیتا ہو جس کا حکم ہوا ہو اور پوری رقم دیتا ہو (یعنی تحریر بہ رشوت نہ کاٹتا ہو) اور پوری خیرات دیتا ہو اپنے دل کی خوشی کے ساتھ اور جس کو حکم ہوا ہو اسکو پہنچائے وہ بھی ایک صدقہ دینے والا ہے۔

٢٣٦٤- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : ((إِذَا أَنْفَقَتْ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا)).

۲۳۶۴- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے اناج سے خرچ کرے بغیر فساد کے (یعنی جتنا دستور ہے جیسے فقیر کو ٹکڑا یا سائل کو ایک مٹھی جس میں شوہر کی رضا عادت سے معلوم ہوتی ہے) تو ہوگا اسکو ثواب اس کے خرچ کرنے کا اور شوہر کو اس کے کمانے کا اور خزانچی کو بھی اسی کی مثل کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کا ثواب نہ گھٹے گا (یعنی ہر ایک کو خداوند تعالیٰ ایک ثواب دے گا نہ کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کو شریک کردے)۔

٢٣٦٥- عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا)).

۲۳۶۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس میں ہے کہ اپنے خاوند اناج سے۔

٢٣٦٦- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((إِذَا أَنْفَقَتْ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا)).

۲۳۶۶- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہؐ نے جب عورت اپنے خاوند کے گھر سے خرچ کرے بغیر فساد کے تو ہوگا واسطے عورت کے اجر اس کا اور واسطے عورت کے بہ سبب اس کے خرچ کرنے کے اور خزانچی کو بھی مثل اس کی سوا اس بات کے کہ کم کیا جائے اجر ان کے سے کوئی چیز۔

٢٣٦٧- عَنْ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ .

۲۳۶۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ مَا أَنْفَقَ الْعَبْدُ مِنْ مَالِ مَوْلَاهُ

باب: غلام کا اپنے مالک کے مال سے خرچ کرنا

٢٣٦٨- عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَأَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ : ((نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ)).

۲۳۶۸- عمیر جو غلام آزاد ہیں آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنے مالکوں کے مال سے کچھ صدقہ دوں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اور ثواب اس کا تم دونوں کو ہے آدھا آدھا۔

(۲۳۶۸) ☆ آبی اللحم کے معنی گوشت سے انکار رکھنے والا۔ یہ صحابیؓ تھے رسول اللہؐ کے اور نام ان کا عبد اللہ تھا یا سلف یا حویرث اور انھوں نے ایام جاہلیت میں قبل اسلام کے ان جانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا جو بتوں کے اوپر چڑھائے جاتے تھے اور یہ حنین میں شہید ہوئے۔

لطیفہ ☆ سبحان اللہ، صحابہ کا کیا حال تھا کہ قبل اسلام بھی ایک فطری تقویٰ رکھتے تھے۔ ایک آج کے نام کے مسلمان ہیں کہ سینکڑوں بکرے شیخ سدو کے ہضم کر جاتے ہیں اور ڈکار تک بھی نہیں لیتے۔ انا للہ

٢٣٦٩- عَنْ عُمَيْرًا مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ رضي الله عنه قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَاءَنِي مِسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذَلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ فَقَالَ يُعْطِي طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهُ فَقَالَ ((**الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا**)).

٢٣٦٩- عمیرؓ نے جو غلام آزاد ہیں آبی اللحم کے انھوں نے کہا مجھے حکم دیا میرے مالک نے کہ گوشت سکھاؤں اور ایک فقیر آ گیا سو میں نے اسے کھانے کے موافق دے دیا اور جب مالک کو خبر ہوئی تو مجھے مارا اور میں رسول اللہؐ کے پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا (سبحان اللہ آپ امان تھے یتیموں اور بیواؤں اور مظلوموں کے) آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا اس کو کیوں تم نے مارا؟ انھوں نے عرض کی کہ یہ میرا کھانا میرے بغیر حکم کے دے دیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا ثواب تم دونوں کو ہے۔

٢٣٧٠- عن أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**لَا تَصُمْ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنْ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهِ لَهُ**)).

٢٣٧٠- ابوہریرہؓ نے رسول اللہؐ سے روایت کی اور کئی حدیثیں ذکر کیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی عورت روزہ (نفل) نہ رکھے اور شوہر اس کا حاضر ہو مگر اس کے حکم سے اور نہ اس کے گھر میں کسی (اپنے محرم) کو آنے دے جب وہ حاضر ہو مگر اس کے حکم سے (پھر جب وہ حاضر نہ ہو تو بدرجہ اولیٰ اس کے بغیر حکم اور رضا کے جو پہلے سے معلوم نہ ہو چکی ہو کسی کو آنے نہ دینا چاہیے) اور جو خرچ کرتی ہے اس کی کمائی سے بغیر اس

(٢٣٦٩) ☆ غرض اذن دو طرح کا ہے ایک تو زبان سے مالک نے یا شوہر نے کہہ دیا ہو کہ اس سائل کو دے دو یا عادت سے مالک اور شوہر کے معلوم ہو کہ وہ سائل اور فقیر کے دینے سے ناراض نہیں ہوتا یہ اذن عرفی ہے۔ غرض جب تک ان دونوں میں سے کسی قسم کا اذن نہ ہو تو اس کے مال میں دوسرے کو خواہ بی بی ہو یا لونڈی، غلام تصریف روا نہیں اور عمیرؓ سے جو یہ فعل واقعہ ہوا تو ان کو خیال ہوا کہ مولی اس سے مانع نہ ہونگے اسی خیال سے دے دیا۔ بعد معلوم ہوا کہ وہ راضی نہ تھے۔ اس لیے عمیرؓ کو اجر ہوا کہ انھوں نے مولی کی رضامندی کے خیال سے کیا تھا اور ثواب دونوں کو ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ ثواب ہے نہ یہ کہ ایک ہی ثواب میں دونوں کا حصہ ہے جیسا ظاہر سے مفہوم ہوتا ہے اور یہی تاویل اس حدیث کی معتبر ہے۔

(٢٣٧٠) ☆ یعنی نامحرم کو آنے دینا ہی نہ چاہیے اور محرم کو جب شوہر نہ ہو تو آنا جانا منع ہے۔ رہا جب وہ حاضر ہو یعنی گھر میں ہو یا شہر میں اور اس کی مرضی بھی معلوم ہو تو مضائقہ نہیں اور روزہ سے مراد وہ روزہ ہے جس کے دن معین نہیں جیسے قضا کے روزے یا نفل کے سوا رمضان کے اور یہ نہی روزے سے شافعیہ کے نزدیک نہی تحریمی ہے یعنی جب تک شوہر اجازت نہ دے تو ایسا روزہ حرام ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ مرد کو ہر وقت حق ہے کہ جب چاہے اس سے صحبت کرے اور عورت کو ضروری ہے کہ اس کی فرمانبرداری کرے بغیر تاخیر و تامل کے اور روزہ کے سبب سے اس کار خیر میں خلل واقع ہوتا ہے لہٰذا بغیر اسکے حکم کے جائز نہیں (سبحان اللہ اس شریعت غرا اور ملت بیضا میں ہر ایک کے حق کی کیا رعایت ہے واہ واہ واہ۔)

کے حکم (خاص) کے اگرچہ حکم عرفی موجود ہے تو اس میں بھی اس کے مرد کو آدھا ثواب ہے یعنی مرد کو کمانے کا عورت کو دینے کا۔

بَابُ مَنْ جَمَعَ الصَّدَقَةَ وَأَعْمَالَ الْبِرِّ

باب: صدقہ سے اور چیز ملانے کا بیان

٢٣٧١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلَى أَحَدٍ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)).

٢٣٧١- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے خرچ کیا ایک جوڑا (یعنی دو پیسے یا دو روپیہ یا دو اشرفی) اپنے مال سے اللہ کی راہ میں پکارا جائے گا جنت میں کہ اے بندے اللہ کے یہاں آ تیرے لیے یہاں خیر و خوبی ہے۔ پھر جو نماز کا عاشق ہے وہ نماز کے دروازہ سے پکارا جائے گا اور جو جہاد کا عاشق ہے وہ جہاد کے دروازہ سے اور جو صدقہ کا وہ صدقہ کے دروازہ سے اور جو روزہ کا وہ روزے کے دروازے سے۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ اے رسول اللہؐ کے! جو سب دروازوں سے پکارا جائے گا اس کو کیا کام کرنا ضروری ہے؟ کیا کوئی ایسا ہوگا جو سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور میں (اللہ کے فضل سے) امید رکھتا ہوں کہ تم انہی میں سے ہو گے۔

٢٣٧٢- عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ يُونُسَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ .

٢٣٧٢- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٣٧٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ ذَلِكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ قَالَ

٢٣٧٣- روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک جوڑا خرچ کیا اللہ کی راہ میں بلاتے ہیں اس کو سب خزانچی جنت کے ہر دروازہ کے اور کہتے ہیں کہ اے فلانے آ۔ تو ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! ایسے شخص پر تو پھر کوئی خرابی نہیں آنے کی یا ایسے شخص کو تو کچھ مشکل نہیں۔ آپ

(٢٣٧١) ☆ یوں تو ہر مومن سب قسم کی نیکیاں بجالاتا ہے مگر ہر شخص کی طبیعت میں ایک قسم کی نیکی کا ذوق و شوق زیادہ ہوتا ہے جیسے بہادر کو جہاد کا سخی کو صدقہ کا تو وہ اسی نیکی والوں میں گنا جائے گا۔ اور اس حدیث نے کمر توڑ دی روافض کی جو طعن کرتے ہیں ابوبکر صدیق پر یعنی یہ صاف نص اور تصریح ہے اس کی کہ خاتمہ آپ کا حسن اور خوبی پر ہوگا اور جنت میں ہر دروازے کے لوگ مشتاق ہونگے کہ آپ ادھر سے آویں تو ہم کو فخر ہو پھر جو جنت والوں کے باعث افتخار کو برا جانے وہ آفت نار میں پڑ کر خوار ہو اور ریان کے معنی سیر و آسودہ اور خنک کر دینے والا چونکہ روزہ دار بھوکے پیاسے رہتے ہیں اس لیے وہ دروازہ ان کے لیے خاص ہوا۔

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)).

نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ تم بھی ان میں ہو گے (یعنی سب دروازوں سے جنت کے پکارے جاؤ گے)۔

۲۳۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

۲۳۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون تم میں سے آج روزہ دار ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ آپ نے فرمایا کون جنازہ کے ساتھ گیا ہے؟ ابوبکرؓ نے کہا میں۔ آپ نے فرمایا کس نے مسکین کو آج کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکرؓ نے کہا میں نے۔ فرمایا کون آج مریض کی عیادت کو گیا تھا؟ ابوبکر نے کہا میں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب کام ایک شخص میں جب جمع ہوتے ہیں تو وہ ضرور جنت میں جاتا ہے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْإِحْصَاءِ

باب: خرچ کرنے کی فضیلت اور گن گن کر رکھنے کی کراہت

۲۳۷۵- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنْفِقِي أَوِ انْضَحِي أَوِ انْفَحِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ)).

۲۳۷۵- اسماء، ابوبکر کی صاحبزادی رسول اللہؐ کی سالی نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ خرچ کر اور گن گن کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا (یعنی کم دے گا)۔

۲۳۷۶- عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((انْفَحِي أَوِ انْضَحِي أَوْ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ)).

۲۳۷۶- ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ نہ سینت رکھ نہیں تو اللہ تجھ پر سینت رکھے گا (یعنی نہ دے گا)۔

۲۳۷۷- عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا نَحْوَ حَدِيثِهِمْ .

۲۳۷۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۳۷۸- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا

۲۳۷۸- اسماء ابی بکر کی صاحبزادیؓ آئیں رسول اللہؐ کی خدمت میں اور عرض کی کہ یارسول اللہؐ میرے پاس تو کچھ نہیں مگر جو زبیرؓ

(۲۳۷۴) ☆ اس حدیث میں بعضے جاہل واعظ جو جمعہ کے دن کی قید لگاتے ہیں وہ محض بے اصل ہے۔

(۲۳۷۵) ☆ راوی کو شک ہے کہ انفقی کہا یا اس کے سوا اور لفظ کہا۔

(۲۳۷۸) ☆ زبیر کے دینے سے یہ مراد ہے کہ جو ان کے خرچ کو دیتے ہوں کہ اس میں انہیں اختیار ہے یا اذن عرفی ہونا ضروری ہے۔ اور صدقہ دینے کے لیے جیسے ہم اوپر کہہ آئے ہیں۔

مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ ((ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ)).

میرے کو دیتے ہیں تو کیا مجھے گناہ ہوگا اگر میں اس میں سے کچھ صدقہ دوں؟ آپ نے فرمایا جتنا تم دے سکو اتنا دو اور سینت کر نہ رکھو نہیں تو اللہ بھی تمہیں نہ دے گا سینت کر رکھے گا۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِالْقَلِيلِ وَلَا تَمْتَنِعُ مِنَ الْقَلِيلِ لِاحْتِقَارِهِ

باب: تھوڑے صدقہ کی فضیلت اور اس کو حقیر نہ جاننے کا بیان

۲۳۷۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)).

۲۳۷۹- ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا! اے مسلمان عورتو! کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو حقیر نہ جانے اگرچہ ایک بکری کا کھر ہی دے (یعنی نہ لینے والا اسکو حقیر سمجھ کر انکار کرے نہ دینے والا شرمندہ ہو کر دینے سے باز رہے)۔

بَابُ فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ

باب: صدقہ کو چھپا کر دینے کی فضیلت

۲۳۸۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)).

۲۳۸۰- ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا سات شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا (یعنی عرش کے نیچے) جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو حاکم منصف (جو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرے خواہ بادشاہ ہو خواہ کوتوال وغیرہ)۔ دوسرے وہ جوان جو اللہ کی راہ عبادت کے ساتھ بڑھا ہو۔ تیسرے وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور دل اس کا مسجد میں لگا رہے۔ چوتھے وہ دو شخص کہ محبت کریں آپس میں اللہ کے واسطے اسی کے لیے ملیں اور اسی کے لیے جدا ہوں۔ پانچویں جو مرد ایسا متقی ہو کہ اسے کوئی عورت حسب و نسب والی، مالدار زنا کے لیے بلائے اور وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں (اور زنا سے باز رہے)۔ چھٹا جو صدقہ دے کہ ایسا چھپا کر کہ داہنے کو نہ خبر ہو کہ بائیں ہاتھ نے خرچ کیا (اور یہ تصحیف ہے صحیح یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ داہنا کیا خرچ کرتا ہے)۔ ساتویں جو اللہ کو اکیلے میں یاد کرے اور اس کے آنسو ٹپک پڑیں (یعنی اللہ کی محبت یا خوف سے)۔

۲۳۸۱-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ وَقَالَ ((وَرَجُلٌ

۲۳۸۱- ابوہریرہؓ سے وہی روایت ہے جو دوسری سند سے مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جو شخص نکلے مسجد سے اور دل اس کا مسجد

مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ)).

بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الصَّحِيحِ الشَّحِيحِ

٢٣٨٢ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ فَقَالَ ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلَ حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا أَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)).

٢٣٨٣ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا فَقَالَ ((أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَلَا تُمْهِلَ حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)).

٢٣٨٤ - حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ.

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَأَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَأَنَّ السُّفْلَى هِيَ الْآخِذَةُ

٢٣٨٥ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ

میں لگا ہو جب تک پھر لوٹ کر نہ جاوے۔

باب: خوش حالی اور تندرستی میں صدقہ کرنے کی فضیلت

۲۳۸۲-ابوہریرہؓ نے کہا ایک شخص آیا رسول اللہؐ کے پاس اور عرض کی اے رسول اللہؐ افضل اور ثواب میں بڑا صدقہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صدقہ دے تو اور تو تندرست ہو اور حریص ہو اور خوف کرتا ہو محتاجی کا اور امید رکھتا ہو امیری کی وہ افضل ہے اور یہاں تک صدقہ دینے میں دیر نہ کرے کہ جب جان حلق میں آجاوے تو کہنے لگے یہ فلانے کا ہے یہ مال فلانے کو دو اور وہ تو خود اب فلانے کا ہو چکا (یعنی تیرے مرتے ہی وارث لوگ لے لیں گے)۔

۲۳۸۳- ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اتنا فرق ہے کہ رسول اللہؐ سے جب پوچھا تو آپ نے فرمایا آگاہ ہو قسم ہے تیرے باپ کی۔ باقی حدیث وہی ہے۔

۲۳۸۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اس میں ہے کہ کون سا صدقہ افضل ہے۔

باب: صدقہ دینا افضل ہے لینا افضل نہیں

۲۳۸۵- عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اور آپ منبر پر صدقہ کا ذکر کرتے تھے اور کسی سے سوال نہ کرنے کا اور فرمایا کہ

(۲۳۸۲) ☆ ایسا صدقہ دینا گویا حلوائی کی دوکان دادا جی کی فاتحہ۔

(۲۳۸۳) ☆ اور حدیثوں میں اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانے کو منع اور شرک فرمایا ہے اور یہاں جو آپ سے قسم اس کے باپ کی نکل گئی یہ عادت کی راہ سے زبان پر جاری ہو گئی تعمداً اور قصداً نہیں تھی۔ قصداً ایسی قسم کھانا منع ہے۔

عَنِ الْمَسْأَلَةِ ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ)).

اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

٢٣٨٦- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضي الله عنه حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)).

٢٣٨٦- حکیم بن حزامؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد صدقہ دینے والا غنی رہے (یعنی یہ نہیں کہ سب مال لٹا کر آپ فقیر ہو بیٹھے) اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور صدقہ پہلے اس کو دے جس کا نان و نفقہ اپنے ذمہ ہے (جیسے لونڈی، غلام، نوکر چاکر)۔

٢٣٨٧- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)).

٢٣٨٧- حکیم بن حزامؓ نے کہا میں نے نبیؐ سے مال مانگا تو آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ مال ہرا ہرا میٹھا ہے سو جس نے لیا اس کو بغیر مانگے یا لیا دینے والے کی خوشی سے نہ آپ زبردستی تقاضا کر کے اس میں برکت ہوتی ہے اور جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے لیا (یعنی سوال کر کے لجاجت کر کے) اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کا حال ایسا ہوتا ہے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ عمدہ ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

٢٣٨٨- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)).

٢٣٨٨- ابوامامہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے بیٹے آدم کے تو جو چیز ضرورت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کر تا رہ یہ بہتر ہے تیرے لیے اور اگر اس کو بھی روک رکھے جیسے ضرورت کے موافق کو روکتا ہے تو برائی تیرے حق میں اور تجھ پر ملامت نہیں ضروری خرچ کے موافق رکھنے میں اور صدقہ پہلے اس کو دے جس کا خرچہ تیرے ذمہ پر ہو اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

باب: سوال کرنے کی ممانعت

٢٣٨٩- عن مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه يَقُولُ إِيَّاكُمْ وَأَحَادِيثَ إِلَّا حَدِيثًا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ

٢٣٨٩- حضرت معاویہؓ نے فرمایا بچو تم حدیث کی روایت سے مگر وہ حدیثیں جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تھیں اس لیے کہ

(٢٣٨٩) ☆ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ممالک یہود و نصاریٰ کی فتح ہوئی اور روایات اہل کتاب کی لوگوں میں کثرت سے پھیلیں۔ اس لیے آپ نے حکم کیا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی روایات کی طرف رجوع کرو کہ وہ زمانہ ربط و ضبط کا تھا اور غیر قوموں سے اختلاط نہ تھا اور بعد ان کے پھر حدیث مدون ہو گئی اور علم من جمیع الوجوہ محفوظ ہو گیا۔

فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يُخِيفُ النَّاسَ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ ((مَنْ يُرِدْ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)) وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

حضرت عمرؓ لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے اللہ پاک سے اور سنا ہے میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے اور سنا میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے میں تو فقط خزانچی ہوں پھر جس کو میں دل کی خوشی سے دوں (یعنی بغیر سوال اور لجاجت سائل کے) تو اس میں اس کو برکت ہوتی ہے اور جس کو میں مانگنے سے اور اس کے ستانے سے دوں اس کا حال ایسا ہے کہ گویا کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔

۲۳۹۰- عَنْ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ فَوَاللهِ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّي شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكَ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ)).

۲۳۹۰- حضرت معاویہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہؐ نے تم سوال میں ہٹ نہ کیا کرو اس لیے کہ اللہ کی قسم مجھ سے جو مانگتا ہے کوئی چیز اور اس کے سوال کے سبب سے میرے پاس سے چیز خرچ ہوتی ہے اور میں اس کو برا جانتا ہوں تو اس میں برکت کیونکر ہوگی۔

۲۳۹۱- عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي دَارِهِ بِصَنْعَاءَ فَأَطْعَمَنِي مِنْ جَوْزَةٍ فِي دَارِهِ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۳۹۱- عمرو بن دینار نے وہب منبہ سے روایت کی اور کہا کہ میں ان کے گھر گیا صنعاء میں اور مجھے انھوں نے اپنے احاطہ کے جوز کھلائے اور ان کے بھائی نے روایت کی کہ میں نے سنا معاویہ بن ابی سفیان سے سنا کہ میں نے رسول اللہؐ سے پھر روایت بیان کی مثل اس کے جو اوپر گزری۔

۲۳۹۲- عن مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ رضي الله عنه وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ يُرِدْ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللهُ)).

۲۳۹۲- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے تھے اور روایت کی کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جس کی اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہے۔

(۲۳۹۲) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین میں سمجھ پیدا ہونے سے بہتری کوئی نہیں کہ اس سے آدمی کی دنیا و آخرت دونوں درست ہو جاتی ہیں۔ پس ہر مسلمان کو اس میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور معلوم ہوا کہ دینے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں آنحضرتؐ بھی باوجود علو مرتبت اور رفع منزلت کے بانٹنے ہی والے ہیں۔ پھر بدہوش نصیب کدھر رہے پھر یہ نادان لوگ جو اولیاء و انبیاء سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اولاد، جورو مانگتے ہیں محض بے دین اور جاہل ہیں۔

بَاب الْمِسْكِينِ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ

باب: مسکین کون ہے؟

۲۳۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِي اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ)) الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ ((فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ)) قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا)).

۲۳۹۳- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مسکین وہ نہیں جو گھومتا رہتا ہے اور لوگوں کے گرد رہتا ہے اور ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور لے کر لوٹ جاتا ہے۔ پھر لوگوں نے عرض کی کہ مسکین کون ہے اے رسول اللہ کے؟ آپ نے فرمایا جس کو اتنا خرچ نہیں ملتا جو اس کی ضرورت بشری کی کفایت کرتا ہو اور نہ لوگ اسے مسکین جانتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے۔

۲۳۹٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِالَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا)).

۲۳۹۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو کھجور یا ایک دو لقمہ لے کر لوٹ جاتا ہے۔ مسکین وہ ہے جو سوال نہیں کرتا' تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتے نہیں لپٹ کر۔

۲۳۹٥- عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِسْمَعِيلَ .

۲۳۹۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب كَرَاهَةِ الْمَسْأَلَةِ لِلنَّاسِ

باب: لوگوں سے سوال کرنے سے کراہت

۲۳۹٦- عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى يَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ)).

۲۳۹۶- عبداللہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہمیشہ تم میں کا آدمی مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ سے ملے گا اور اس کے منہ پر ایک ٹکڑا بھی گوشت کا نہ ہو گا یعنی حشر میں۔

۲۳۹۷- عَنْ أَخِي الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ((مُزْعَةٌ)).

۲۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں مزعة کا لفظ نہیں۔

(۲۳۹۳) ☆ بہت سے اہل وعیال والے غریب و مسلمان ایسے ہی ہیں کہ باوجود محنت و مشقت کے ان کی ضروریات کے موافق نہیں ملتا اور تنگ دست اور قرضدار رہتے ہیں انہیں دینا اور ان کی دل جوئی اور مدد کرنا ہزار مسکین کے دینے سے اولیٰ ہے۔ ہر مالدار کو اس کا خیال ضرور رہے۔

(۲۳۹۶) ☆ گوشت کا نہ ہونا چہرہ پر عبارت ہے گویا بے آبرو ہونے اور کمر و اور ذلیل ہونے سے یعنی سوال موجب ذلت و بے آبروئی ہے۔

۲۳۹۸– عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ)).

۲۳۹۸– حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن آوے گا اور اس کے منہ پر ایک بوٹی گوشت کی نہ ہو گی۔

۲۳۹۹– عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ)).

۲۳۹۹– ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا جو لوگوں سے مانگتا رہتا ہے ان کے مال اپنا مال بڑھانے (یعنی نہ ضرورت اور کفایت کے لیے) تو وہ چنگاریاں مانگتا ہے پھر چاہے کم لے یا زیادہ لے۔

۲۴۰۰– عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَتَصَدَّقَ بِهِ وَيَسْتَغْنِيَ بِهِ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ ذَلِكَ فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)).

۲۴۰۰– ابوہریرہؓ نے کہا میں نے سنا رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے اگر کوئی صبح کو جا کر ایک گٹھا لکڑی کا اپنی پیٹھ پر لادے اور اس سے صدقہ دے اور اپنا کام بھی نکالے کہ لوگوں کا محتاج نہ ہو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ دیں یا نہ دیں اور بلاشبہ اوپر کا ہاتھ افضل ہے نیچے کے ہاتھ سے اور پہلے صدقہ اس کو دے جو تیرے سر روٹی کھاتا ہے۔

۲۴۰۱– عَنْ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَاللهِ لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بَيَانٍ .

۲۴۰۱– قیس نے کہا ہم پاس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آئے تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم اگر کوئی صبح کو جاوے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لادے اور بیچے۔ آگے وہی روایت کی جو اوپر گزری۔

۲۴۰۲– عن أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَأَنْ يَحْتَزِمَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً مِنْ حَطَبٍ فَيَحْمِلَهَا عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا يُعْطِيهِ أَوْ يَمْنَعُهُ)).

۲۴۰۲– ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی لکڑی کا گٹھا لادے اپنی پیٹھ پر اور اس کو بیچے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے سوال کرنے سے کسی شخص سے کہ معلوم نہیں کہ وہ دے یا نہ دے۔

۲۴۰۳– عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ أَمَّا هُوَ

۲۴۰۳– ابوادریس خولانی ابومسلم خولانیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے کہا کہ روایت کی مجھ سے ایک دوسرے

(۲۴۰۳) ☆ یہ کمال ایفائے بیعت تھی اور نہایت درجہ کی پرہیزگاری اور اطاعت تھی رسول اللہ کی اور یہ بہت بڑا درجہ ہے اور ابومسلم جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ بڑے زاہد ہیں اور کرامات ان کی مشہور ہیں۔ اسلام لائے وہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں اور اسود عنسی مردود جو دعوئ نبوت کا کرتا تھا اس نے ان کو آگ میں ڈال دیا اور وہ نہ جلے پھر لاچار ہو کر ان کو چھوڑ دیا اور وہ ہجرت کر کے رسول اللہؐ کی طرف چلے کہ آپ ﷺ

فَحَبِيبٌ إِلَيَّ وَأَمَّا هُوَ عِنْدِي فَأَمِينٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً فَقَالَ ((**أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ**)) وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ قَالَ ((**أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ**)) فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ قَالَ ((**أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ**)) قَالَ فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ قَالَ ((**عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيعُوا وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا**)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ.

امانتدار نے اور بے شک وہ میرے دوست اور میرے نزدیک امانتدار ہیں عوف بن مالک اشجعیؓ انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے پاس تھے نو یا آٹھ یا سات آدمی اور آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہؐ سے اور ہم ان دنوں بیعت کر چکے تھے تو ہم نے عرض کی کہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہؐ سے پھر ہم نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ ہم تو بیعت اول کر چکے ہیں اب کس بات کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا کہ عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک کرو اس کے ساتھ کسی کو اور نمازوں کی پنجگانہ اور اللہ کی فرمانبرداری کرو اور ایک بات چپکے سے کہی کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔ تو میں نے ان میں سے بعضوں کو دیکھا کہ ان کا کوڑا گر پڑتا تھا (یعنی اونٹ پر سے) تو کسی سے سوال نہ کرتے کہ وہ اٹھا دے۔

بَاب مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْأَلَةُ

باب: کس شخص کو سوال کرنا جائز ہے

٢٤٠٤- عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ ((**أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا**)) قَالَ ثُمَّ قَالَ ((**يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ**

۲۴۰۴- قبیصہؓ نے کہا میں قرضدار ہو گیا تھا ایک بڑی رقم کا (یعنی دو قبیلوں کی اصلاح وغیرہ کے لیے یا کسی اور امر خیر کے واسطے) اور رسول اللہؐ کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تم ٹھہرو کہ ہمارے پاس صدقات کا مال آئے تو ہم اس میں سے کچھ تم کو دیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے قبیصہ سوال حلال نہیں مگر تین شخصوں کو ایک تو وہ جو قرضدار ہو جائے کسی امر خیر میں تو حلال ہو جاتا ہے اس کو سوال یہاں تک کہ مل جائے اس کو اتنا مال کہ درست ہو جائے اس کی گزران' پھر سوال سے باز رہے۔ دوسرے وہ شخص کہ پہنچی ہو آفت اس کے مال میں کہ ضائع ہو گیا ہو مال اس کا تو حلال ہو جاتا ہے سوال اس کو یہاں تک کہ مل جائے اس کو اتنی رقم کہ درست ہو جائے اس کی گزران۔ راوی کو

ﷺ نے وفات فرمائی اور بڑے بڑے صحابہؓ سے ملاقات کی ہے مثل ابی بکر صدیق وغیرہؓ کے اور اس پر اتفاق ہے محدثین اور مورخین اور ارباب سیر کا اور سمعانی نے انساب میں جو نقل کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ایمان لائے یہ غلط ہے باتفاق مورخین وغیرہم کے۔ (النوویؒ)

مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتًا يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا))۔

شک ہے کہ قوام فرمایا یا سداد معنی دونوں کے ایک ہیں۔ تیسرا وہ کہ پہنچا ہو اس کو فاقہ اور تین شخص عقل والوں میں سے اس کی قوم کے گواہی دیں کہ اس کو بیشک فاقہ پہنچا ہے اس کو بھی سوال جائز ہے جب تک کہ اپنی گزران درست ہونے کے موافق نہ پائے اور سوا ان لوگوں کے اے قبیصہؓ سوال حرام ہے اور سوا انکے جو سوال کرنے والا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔

بَاب إِبَاحَةِ الْأَخْذِ لِمَنْ أُعْطِيَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ

باب: بغیر خواہش اور سوال کے لینا جائز ہے

۲۴۰۵– عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خُذْهُ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ))۔

۲۴۰۵– سالمؓ نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے کہا رسول اللہؐ مجھے کچھ مال دیا کرتے تھے اور میں کہتا تھا کہ جو مجھ سے زیادہ احتیاج رکھتا ہو اس کو عنایت کیجئے یہاں تک کہ ایک بار مجھے آپ نے کچھ مال دیا اور میں نے عرض کیا کہ جسے مجھ سے زیادہ حاجت ہو اسے عنایت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اس کو لے لو اور اس مال میں سے جو تمہارے پاس بغیر لالچ کے اور بغیر مانگے آئے اس کو لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ آئے اس کا خیال بھی نہ کرو۔

۲۴۰۶– عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعْطِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْعَطَاءَ فَيَقُولُ لَهُ عُمَرُ أَعْطِهِ يَا

۲۴۰۶– سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ عمر بن خطاب کو کچھ مال دیا کرتے تھے اور وہ عرض کرتے تھے کہ یارسول اللہؐ! کسی ایسے شخص کو عنایت کیجئے جو مجھ سے

(۲۴۰۵) ☆ شاید یہ مثل اسی حدیث سے نکلی ہے مصرع۔ چیزیکہ بے سوال رسد دادہ خداست

اس حدیث سے کمال زہد اور بے رغبتی اور لاطمعی اور ایثار حضرت عمرؓ کا معلوم ہوتا ہے اور اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جس کو مال آجائے اسے قبول کرنا چاہیے یا نہیں اور اس میں تین مذہب ہیں اور صحیح و مشہور مذہب یہ ہے کہ سوا سلطان کے اور کا مال قبول کرنا مستحب ہے اور جمہور کا بھی قول ہے اور عطیہ سلطان کا۔ سو بعضوں نے اس کو حرام کہا ہے اور بعضوں نے حلال۔ اور صحیح یہ ہے کہ عطایائے سلطانی میں مال حرام غالب ہے۔ غرض اگر مال حرام غالب ہو تو لینا روا نہیں ورنہ خیر مباح ہے اور ایسا ہے جو ایسے شخص کے پاس مال آئے جو اس کا مستحق نہیں اور اس میں مال حرام غالب نہیں تو لینا روا ہے اگر لینے والے میں کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو اور بعضوں نے اس مباح کو واجب رکھا ہے خواہ سلطان سے ہو یا اس کے غیر سے اور بعضوں نے مستحب کہا ہے سلطان کے عطیہ کو نہ اور کے۔

رَسُولَ اللهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)) قَالَ سَالِمٌ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ .

زیادہ احتیاج رکھتا ہو۔ تو ایک بار رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ مال لے لو اور اپنے پاس رکھو خواہ صدقہ دے دو اور جو اس قسم کے مال سے تمہارے پاس آئے اور تم نے اس کی خواہش نہ کی ہو اور نہ مانگا ہو تو اس کو لے لیا کرو اور اپنے دل سے خواہش نہ کیا کرو۔ سالم نے کہا اسی سبب سے ابن عمر کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے اور اگر کوئی دیتا تھا تو پھیر نہ دیتے تھے۔

٢٤٠٧– عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ .

۲۴۰۷۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٤٠٨– عَنْ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ وَأَجْرِي عَلَى اللهِ فَقَالَ خُذْ مَا أُعْطِيتَ فَإِنِّي عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَمَّلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ)).

۲۴۰۷۔ ابن ساعدی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا مجھے حضرت عمرؓ نے صدقہ کا عامل کیا۔ جب میں فارغ ہوا اور صدقہ کا مال ان کو لا کر دے دیا تو مجھے کچھ اجرت لینے کا حکم کیا۔ میں نے کہا میں نے تو اللہ کے واسطے یہ کام کیا ہے اور مزدوری میری اللہ پر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں جو دیتا ہوں لے لو۔ ایک بار میں نے بھی رسول اللہؐ کے زمانہ میں صدقہ اکٹھا کیا تھا اور آپ نے مجھے بھی کچھ اجرت دی اور میں نے ایسا ہی کہا جیسے تم نے کہا سو مجھ سے فرمایا رسول اللہؐ نے جب بغیر مانگے تمہارے کچھ ملے تو کھاؤ اور صدقہ دو۔

٢٤٠٩– عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ .

۲۴۰۹۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا

باب: حرص دنیا کی مذمت

٢٤١٠– عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ)).

۲۴۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑھے کے جینے اور مال کی حرص جوان ہے۔

٢٤١١– عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولُ الْحَيَاةِ وَحُبُّ الْمَالِ)).

۲۴۱۱۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

(۲۴۱۰) ☆ یہ مصرع اس حدیث کے موافق ہے۔ ع مرد چوں پیر شود حرص جواں گردد۔

٢٤١٢- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ)).

۲۴۱۲۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٤١٣- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ.

۲۴۱۳۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٤١٤- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ .

۲۴۱۴۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ لَابْتَغَى ثَالِثًا

باب: اگر آدم کے بیٹے کے پاس دو وادیاں مال کی ہوں تو وہ تیسری چاہے گا

٢٤١٥- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

۲۴۱۵- انسؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا اگر آدمی کے دو جنگل ہوں مال کے تو بھی وہ تیسرا ڈھونڈتا رہے اور پیٹ نہیں بھرتی آدمی کا مگر مٹی۔ اور رجوع ہوتا ہے اللہ کا اس پر جو توبہ کرے (یعنی جو دنیا کی حرص سے باز آئے اسے گنج قناعت فرماتا ہے)۔

٢٤١٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فَلَا أَدْرِي أَشَيْءٌ أُنْزِلَ أَمْ شَيْءٌ كَانَ يَقُولُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ .

۲۴۱۶-انسؓ نے کہا سنا میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے یہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ پر یہ بات اتری تھی یا خود فرماتے تھے۔ پھر بیان کی روایت ابو عوانہ کی جو اوپر گزری۔

٢٤١٧- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنَّ لَهُ وَادِيًا آخَرَ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَاللهُ يَتُوبُ عَلَى مَنْ تَابَ)).

۲۴۱۷- حضرت انسؓ نے آنحضرتؐ سے روایت کی کہ فرمایا اگر آدمی کا ایک جنگل سونے کا ہو تو بھی آرزو کرے کہ دوسرا ہو اور اس کا منہ نہیں بھرتی مگر مٹی (گور کی) اور اللہ رجوع کرتا ہے اس کی طرف جو توبہ کرے۔

٢٤١٨- عَنْ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِلْءَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ إِلَيْهِ

۲۴۱۸- عبداللہ بن عباسؓ نے کہا میں نے سنا رسول اللہؐ سے کہ اگر آدمی کا ایک میدان مال سے بھرا ہو تو بھی چاہے گا کہ اسی کے برابر اور ہو۔ اور آدمی کا جی کسی چیز سے نہیں بھرتا سوا مٹی کے اور

(۲۴۱۵) ☆ یہ شعر اس حدیث کے موافق ہے ۔

چشم تنگ کور دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

مِثْلُهُ وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَاللهُ يَتُوبُ عَلَى مَنْ تَابَ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا أَدْرِي أَمِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَمِنَ الْقُرْآنِ لَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ .

رجوع ہوتا ہے اللہ کا اس پر جو توبہ کرے۔ ابن عباسؓ نے کہامیں نہیں جانتا کہ یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں اور زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ میں نہیں جانتا قرآن میں سے ہے اور ابن عباس کانام نہیں لیا۔

۲۴۱۹- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رضي الله عنه إِلَى قُرَّاءِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ ثَلَاثُ مِائَةِ رَجُلٍ قَدْ قَرَءُوا الْقُرْآنَ فَقَالَ أَنْتُمْ خِيَارُ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقُرَّاؤُهُمْ فَاتْلُوهُ وَلَا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمُ الْأَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ كَمَا قَسَتْ قُلُوبُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ سُورَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا فِي الطُّولِ وَالشِّدَّةِ بِبَرَاءَةَ فَأُنْسِيتُهَا غَيْرَ أَنِّي قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَكُنَّا نَقْرَأُ سُورَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا بِإِحْدَى الْمُسَبِّحَاتِ فَأُنْسِيتُهَا غَيْرَ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْهَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ فَتُكْتَبُ شَهَادَةً فِي أَعْنَاقِكُمْ فَتُسْأَلُونَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۴۱۹- ابوالاسود نے کہاابو موسیٰ اشعریؓ نے بصرہ کے قاریوں کو بلوا بھیجااور وہ سب تین سو قاری انکے پاس آئے اور انھوں نے قرآن پڑھا اور ابو موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم بصرہ کے سب لوگوں سے بہتر ہو اور وہاں کے قاری ہو سو قرآن پڑھتے رہو اور بہت مدت گزر جانے سے سست نہ ہو جاؤ کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں جیسے تم سے اگلوں کے دل سخت ہو گئے اور ہم ایک سورت پڑھا کرتے تھے جو طول میں اور سخت وعیدوں میں برأت کے برابر تھی پھر میں اسے بھول گیا مگر اتنی بات یاد رہی کہ اگر آدمی کے دو میدان ہوتے ہیں مال کے تب بھی تیسرا ڈھونڈ تا رہتا اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے اور ہم ایک سورت اور پڑھتے تھے اور اس کو مسبحات میں کی ایک سورت کے برابر جانتے تھے میں وہ بھی بھول گیا مگر اس میں سے یہ آیت یاد ہے اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں اور جو بات ایسی کہتے ہو کہ کرتے نہیں وہ تمہاری گردنوں میں لکھ دی جاتی ہے گواہی کے طور پر کہ اس کا سوال ہو گا تم سے قیامت کے دن۔

بَاب لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ

باب: قناعت کی فضیلت

۲۴۲۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)).

۲۴۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیری سامان بہت ہونے سے نہیں ہے بلکہ امیری دل سے ہے۔

(۲۴۱۹) ☆ ان سب حدیثوں میں مذمت ہے دنیا کی حرص کی اور برائی ہے دنیا کے بہت چاہنے کی اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اہل دنیا کافران مطلق اند   روز و شب در زق زق و در بق بق اند

(۲۴۲۰) ☆ یعنی سامان دنیا بہت ہے مگر آدمی پر حرص غالب ہے جب بھی امیر نہیں اور دل غنی ہے تو بے مال کے بھی بے پرواہ ہے۔

بَاب تَخَوُّفِ مَا يَخْرُجُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا

باب: دنیا کی کشادگی اور زینت پر مغرور مت ہو

٢٤٢١- عن ابي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه يَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ ((لَا وَاللهِ مَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِلَّا مَا يُخْرِجُ اللهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((كَيْفَ قُلْتَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ أَوَ خَيْرٌ هُوَ إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ الشَّمْسَ ثَلَطَتْ أَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَأَكَلَتْ فَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ))۔

٢٤٢١-ابو سعیدؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں وعظ کہا اور فرمایا اللہ کی قسم اے لوگو! میں تمہارے لیے کسی اور چیز سے نہیں ڈرتا ہوں مگر اس سے جو اللہ تعالیٰ نکالتا ہے تمہارے لیے دنیا کی زینت۔ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے؟ (یعنی دنیا کی دولت اور حکومت آنا اور اسلام کی ترقی ہونا تو خیر ہے اس کا نتیجہ برا کیوں کر ہوگا) پھر رسول اللہؐ چپ ہو رہے تھوڑی دیر۔ پھر فرمایا تم نے کیا کہا (پھر اس کے سوال کو پوچھ لیا کہ کہیں بھول نہ گیا ہو تو مطابقت جواب کی سوال کے ساتھ اس کی سمجھ میں نہ آئے) اس نے عرض کیا اے رسول اللہؐ! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں خیر کا نتیجہ خیر ہی ہوتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ بہار کے دنوں میں جو سبزہ اگتا ہے (اور اسے تم خیر بھی جانتے ہو) وہ نہیں مارتا ہے ہیضہ سے نہ قریب المرگ کرتا ہے مگر ہرا چرنے والے کو کہ وہ کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کی کوکھیں پھول جاتی ہیں اور سورج کے سامنے ہو کر پتلا ہگنے لگتا ہے یا موتنے لگتا ہے پھر جگالی کرنے لگتا ہے اور پھر چرنے جاتا ہے (یہاں تک کہ اسی لوٹ پوٹ میں مر جاتا ہے)۔ یہی حال اس مال کا ہے کہ جو اس کو حق کے ساتھ لیتا ہے اس کو برکت ہوتی ہے اور جو ناحق طور پر لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے کہ کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا (جیسے اس ہری چرنے والے کا)۔

٢٤٢٢- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا)) قَالُوا وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَهَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ قَالَ ((لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا

٢٤٢٢- وہی روایت دوسری سند سے مروی ہوئی اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ نے تین بار فرمایا کہ خیر کا نتیجہ خیر ہی ہوتا ہے اور اخیر میں فرمایا جس نے اس کو (یعنی مال کو) حق کی راہ سے لیا اور راہ حق میں رکھا تو کیا خوب مدد اس سے ملتی ہے (یعنی درجات عالیہ صدقات و خیرات اور مبرات کے اس کو عنایت ہوتے ہیں)۔

بِالْخَيْرِ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا تَأْكُلُ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثُمَّ اجْتَرَّتْ وَبَالَتْ وَثَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٤٢٣- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ ((إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ قَالَ وَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ يَمْسَحُ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ ((إِنَّ هَذَا السَّائِلَ)) وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ ((إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلَ))

۲۴۲۳- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے وہی روایت بیان کی مگر یہ بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تھے اور ہم آپ کے گرد بیٹھے تھے اور آگے آپ نے وہی مضمون فرمایا دنیا کی زینت کا۔ تب ایک شخص نے عرض کی کہ کیا خیر کا نتیجہ شر ہوتا ہے؟ آپ چپ ہو رہے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا تو نے کیوں ایسی بات کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے بات نہ کی اور ہم کو خیال ہوا کہ آپ پر وحی اترتی ہے اتنے میں آپ نے پسینہ پونچھا اور فرمایا اس سائل نے اچھی بات کہی۔ پھر آپ نے وہی مثال سبزہ چرنے والی کی بیان کی اور فرمایا یہ مال ہرا ہے میٹھا ہے اور بہت اچھا رفیق ہے اس مسلمان کا جو مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو دے یا اور کچھ فرمایا۔ اخیر میں یہ فرمایا کہ وہ مال اس پر قیامت کے دن گواہ ہو گا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

(۲۴۲۳) ☆ اس حدیث میں آپ نے اپنی امت مرحومہ کو دنیا کی زینت اور کثرت سے ڈرایا اور ان کو ڈرایا جن کو مال حلال ہاتھ آئے اور راہ حق میں خرچ ہو ان طامعین دنیا کا تو ذکر ہی نہیں جو مال حرام اکٹھا کرتے ہیں اور اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔ اور سائل نے پوچھا کہ خیر کا انجام شر کیونکر ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے مگر دنیا کی زینت خیر حقیقی نہیں بلکہ اس میں بندوں کا امتحان اور فتنہ ہے کہ اس میں مشغول ہو کر ہزاروں خدا کو بھول جاتے ہیں اور آپس میں بغض اور نفسانیت پیدا کرتے ہیں۔ پھر اس پر سبزہ کی مثال فرمائی کہ گو بظاہر پانی کا برسنا سبزہ کا ہونا زندگی کا باعث ہے مگر بد پرہیز جانوروں کے لیے وہی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے۔

أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

بَاب فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ

٢٤٢٤- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنْ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ ((مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَمَنْ يَصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ)).

٢٤٢٥- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

باب: صبر و قناعت کی فضیلت

۲۴۲۴-ابوسعیدؓ نے کہا چند لوگوں نے انصار کے کچھ مانگا رسول اللہؐ سے آپ نے ان کو دیا۔ انھوں نے پھر مانگا پھر دیا یہاں تک کہ جب تمام ہو گیا جو کچھ آپ کے پاس تھا تو آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہوتا ہے تو میں تم سے دریغ نہیں کرتا اور جو سوال سے بچے اللہ اسے بچاتا ہے اور جو اپنے دل کو بے پروا رکھے اللہ اس کو بے پروا کردیتا ہے اور جو صبر کی عادت ڈالے اللہ اس پر صبر آسان کردیتا ہے اور کوئی عطائے الٰہی بہتر اور کشادگی والی صبر سے زیادہ نہیں۔

۲۴۲۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ

٢٤٢٦- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ)).

٢٤٢٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا)).

باب: کفاف اور قناعت کے بارے

۲۴۲۶- عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مراد کو پہنچا اور چھٹکارا پایا اس نے جو اسلام لایا اور موافق ضرورت کے رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی روزی پر قناعت دی۔

۲۴۲۷- حضرت ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے دعا کی کہ یا اللہ! محمدؐ کی آل کی روزی موافق ضرورت کے رکھ۔

بَاب إِعْطَاءِ مَنْ سَأَلَ بِفُحْشٍ وَغِلْظَةٍ

٢٤٢٨- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ

باب: مؤلفۃ القلوب اور خوارج کا بیان

۲۴۲۸- حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے کچھ صدقہ

(۲۴۲۴) ☆ اس حدیث میں قناعت اور صبر اور تنگی دنیا پر راضی رہنے کی تعلیم اور ترغیب ہے۔

(۲۴۲۷) ☆ یعنی دنیا کی طوم وتریاق اور سازو براق اور تحمل مشاق اور زبردستی کی دھوم دھام اور ہجوم عوام اور ناحق کی زق زق اور اہل معاملات کی بق بق سے محفوظ رکھ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موافق ضرورت کے روٹی ملنا فقر اور غنی دونوں سے افضل ہے خیر الامور اوسطھا اور قوت اہل لغت کے نزدیک رمق کو کہتے ہیں اور اس سے دنیا کم رکھنے کی فضیلت ثابت ہوئی اور کفایت کرنے کی قوت لا یموت پر۔

(۲۴۲۸) ☆ غرض یہ کہ انھوں نے مجھے بہت الحاح سے سوال کیا بسبب ضعف ایمان کے اور اگر میں ان کو نہ دیتا تو بخیل کہتے۔ اس حدیث لے

عَنْهُ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَسْمًا فَقُلْتُ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَغَيْرُ هَؤُلَاءِ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ قَالَ ((إِنَّهُمْ خَيَّرُونِي أَنْ يَسْأَلُونِي بِالْفُحْشِ أَوْ يُبَخِّلُونِي فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)).

کا مال تقسیم فرمایا اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! قسم اللہ کی اس کے مستحق اور لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا انھوں نے مجھے مجبور کیا دو باتوں میں کہ یا تو مجھ سے بے حیائی سے مانگیں یا میں ان کے آگے بخیل ٹھہروں۔ سو میں بخل کرنیوالا نہیں ہوں۔

۲۴۲۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

۲۴۲۹- انس بن مالکؓ نے کہا میں رسول اللہؐ کے ساتھ چلا جاتا تھا اور آپ نے ایک نجران (شہر کا نام ہے) کی چادر اوڑھی ہوئی تھی جس کا کنارہ موٹا تھا اور آپ کو ایک گاؤں کا آدمی ملا اور آپکو چادر سمیت کھینچا بہت زور سے کہ میں نے دیکھا آپ کی گردن کے موہرے پر چادر کا نشان بن گیا اور اس کا حاشیہ گڑ گیا اس کے زور سے کھینچنے کے سبب سے۔ پھر کہا اے محمدؐ! حکم کرو میرے لیے اس مال میں سے کچھ دینے کا جو اللہ کا دیا آپ کے پاس ہے۔ سو رسول اللہؐ نے اس کی طرف دیکھا اور ہنسے اور حکم کیا اس کو کچھ دینے کا۔

۲۴۳۰- عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَفِي حَدِيثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ جَبَذَهُ إِلَيْهِ جَبْذَةً رَجَعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي نَحْرِ الْأَعْرَابِيِّ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ فَجَاذَبَهُ حَتَّى انْشَقَّ الْبُرْدُ وَحَتَّى بَقِيَتْ حَاشِيَتُهُ فِي عُنُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۴۳۰- حضرت اسحٰق رضی اللہ عنہ سے بذریعہ انس رضی اللہ عنہ کے وہی روایت مروی ہے اور عکرمہ بن عمار کی روایت میں یہ مضمون زیادہ ہے کہ اس اعرابی نے ایسا گھسیٹا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کے گلے سے لگ گئے اور ہمام کی روایت میں ہے کہ ایسا کھینچا کہ چادر مبارک پھٹ گئی اور کنارہ اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں رہ گیا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۴۳۱- عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ

۲۴۳۱- مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ تقسیم کیں رسول اللہؐ نے قبائیں اور مخرمہ کو کوئی نہ دی۔ تب مخرمہ نے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ چلو رسول اللہؐ تک سو میں ان کے ساتھ گیا اور

ﷺ سے معلوم ہوا کہ جاہلوں اور سخت دل اور ضعیف الایمان لوگوں سے مدارات کرنا ضروری ہے اور اس مصلحت سے ان کو مال دینا روا ہے۔

(۲۴۲۹) ☆ اور اس کی اس گاؤزوری پر کچھ غصہ نہ فرمایا۔ یہ کمال خلق اور حلم تھا آپ کا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر حلم و صبر و درگزر کرنا اور ان کے سوء ادب کے بدلے میں ان سے احسان کرنا چاہیے اور خوش خلقی سے برتنا چاہیے جیسے آپ ہنس دیئے اور اس کو کچھ دلوا بھی دیا اور اس سے ہنسنے کا جواز بھی سمجھا گیا۔

ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ ((خَبَأْتُ هَذَا لَكَ)) قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ ((رَضِيَ مَخْرَمَةُ)).

انھوں نے کہا تم گھر میں جا کر انہیں بلاؤ۔ میں نے حضرت کو بلایا آپ نکلے اس میں کی ایک قبا اوڑھی اور فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے واسطے رکھ چھوڑی تھی اور پھر آپ نے مخرمہ کو دیکھا اور فرمایا مخرمہ خوش ہو گئے۔

٢٤٣٢- عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةٌ فَقَالَ لِي أَبِي مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا قَالَ فَقَامَ أَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَهُ فَخَرَجَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ ((خَبَأْتُ هَذَا لَكَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ)).

٢٤٣٢- مسورؓ نے کہا نبیؐ کے پاس کچھ قبائیں آئیں اور مجھ سے میرے باپ مخرمہ نے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ چلو شاید ہم کو بھی اس میں سے کچھ دیں۔ غرض میرے باپ دروازے پر کھڑے رہے اور بات کی اور حضرتؐ نے ان کی آواز پہچانی اور نکلے اور آپ کے پاس ایک قبا تھی اور آپ اس کے پھول بوٹوں کی طرف نظر کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ میں نے تمہارے لیے اٹھا رکھی تھی، یہ میں نے تمہارے لیے اٹھا رکھی تھی۔

بَاب إِعْطَاءِ مَنْ يُخَافُ عَلَى إِيمَانِهِ

باب: ضعیف الایمان لوگوں کو دینے کا بیان

٢٤٣٣- عَنْ سَعْدٍ رضي الله عنه أَنَّهُ أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ

٢٤٣٣- سعدؓ نے کہا رسول اللہؐ نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور میں بھی ان میں بیٹھا تھا اور آپ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا جو میرے نزدیک ان سب سے اچھا تھا۔ سو میں رسول اللہؐ کے آگے کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! میں اس کو مومن سمجھتا ہوں آپ اس کو کیوں نہیں دیتے؟ میں اسے اللہ کی قسم مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شاید مسلم ہو۔ پھر میں تھوڑی دیر چپ رہا اور پھر اس کی خوبی نے جو مجھے معلوم تھی غلبہ کیا اور میں نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپ اسے کیوں نہیں دیتے؟ اس کو اللہ کی قسم میں مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شاید مسلم ہو۔ پھر میں چپ ہو رہا اور پھر اس کی خوبی نے جو مجھے معلوم تھی مجھ پر غلبہ کیا اور میں نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپ اسے کیوں نہیں دیتے؟ اللہ کی قسم میں اسے

(٢٤٣٢) ☆ اس میں سخاوت جود و بذل و عطا رسول اللہؐ کی معلوم ہوتی ہے اور اپنے یاروں کا خیال رکھنا اور ان کی دلجوئی اور مدارات۔

(٢٤٣٣) ☆ اس میں صاف تصریح ہے کہ ضعیف الایمان لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ وہ تکلیف پا کر ایمان سے پھر نہ جائیں اور حالانکہ کامل الایمان ہرگز تکلیف کے خوف سے دین سے پھرنے والے نہیں اور انہیں کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں۔

مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ ((إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ)) وَفِي حَدِيثِ الْحُلْوَانِيِّ تَكْرِيرُ الْقَوْلِ مَرَّتَيْنِ

مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شاید مسلم ہو۔ پھر تیسری بار میں آپ نے فرمایا کہ میں اکثر ایک کو دیتا ہوں اور دوسرا میرے نزدیک اس سے اچھا ہوتا ہے اس خیال سے کہ اگر میں اسے نہ دوں گا تو یہ اوندھے منہ دوزخ میں چلا جائے گا اور حلوانی کی روایت میں وہ قول جو تین بار مروی ہوا دو ہی بار ہے۔

٢٤٣٤- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَلَى مَعْنَى حَدِيثِ صَالِحٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ .

۲۴۳۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٤٣٥- عن مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ الَّذِي ذَكَرْنَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ ((قَالَ أَقِتَالًا أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ)).

۲۴۳۵- محمد بن سعدؓ سے یہی روایت زہری کی مروی ہوئی اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ رسول اللہؐ نے میری گردن اور شانے کے بیچ میں ہاتھ مارا اور فرمایا کیا لڑتے ہو اے سعد؟ پھر آگے وہی بات فرمائی (یہ آپ نے محبت سے فرمایا کہ کیا تم ہم سے لڑتے ہو حالانکہ ان کی کیا مجال تھی جو حضرتؐ سے لڑتے)۔

بَاب إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ

باب: قوی الایمان لوگوں کو صبر کی تلقین کا بیان

٢٤٣٦- عن أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ الْأَنْصَارِ قَالُوا يَوْمَ حُنَيْنٍ حِينَ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنْ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ يُعْطِي قُرَيْشًا

۲۴۳۶- انسؓ نے کہا چند لوگوں نے انصار کے حنین کے دن کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اموال ہوازن میں سے کچھ مال بغیر لڑے بھڑے دلوا دیا اور رسول اللہؐ نے چند آدمیوں کے قریش میں سے سو اونٹ دیئے تو انصار کے لوگ کہنے لگے اللہ اپنے رسول کو بخشے کہ وہ قریش کو دیتے ہیں ہمیں چھوڑ کر اور ہماری تلواریں ابھی تک قریش کا خون ٹپکا رہی ہیں۔ انس بن مالکؓ نے کہا کہ اس

(۲۴۳۶) ☆ نوویؒ نے کہا کہ قاضیؒ عیاض نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ رسول اللہؐ نے ان کو خمس (یعنی پانچواں حصہ) نکالنے کے قبل دیا اس کو خمس میں نہیں گنا اور باقی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کو خمس میں سے دیا ہے اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو خمس کا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے خرچ کرے اور جن کو چاہے اس میں سے زیادہ دے یا ایک شخص کو اس میں سے بہت کچھ دے دے اور اسی طرح امام کو اختیار ہے کہ خمس کو مصالح مومنین میں خرچ کرے اور چاہے تو کسی مالدار کو بہت کچھ دے دے، کسی مصلحت کی نظر سے اور حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ آگے جو حکام ہوں گے وہ تم کو چھوڑ کر اوروں کے تئیں اموال دنیاوی دیا کریں گے سو تمہارے لیے ضروری ہے کہ نعماء اخروی پر نظر رکھو اور مجھ سے حوض کوثر پر ملنے کا خیال باندھے رہو اور ابھی سے صبر کی عادت ڈالو۔

وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَحُدِّثَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((**مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ**)) فَقَالَ لَهُ فُقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا ذَوُو رَأْيِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ قَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ فَوَاللَّهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ**)) فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا قَالَ ((**فَإِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ أَثَرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ**)) قَالُوا سَنَصْبِرُ .

٢٤٣٧- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ وَقَالَ فَأَمَّا أُنَاسٌ حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ .

کی خبر رسول اللہ کو پہنچی اور آپ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا۔ پھر جب سب جمع ہو گئے تو رسول اللہؐ تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ تب ان میں سے سمجھدار لوگوں نے کہا کہ جو ہم میں فہمیدہ لوگ ہیں یارسول اللہؐ! انھوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا اور بعضے کمسن لوگ ہم میں کے بولے اللہ بخشے رسول اللہ کو کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ہماری تلواریں ان کے خون ابھی تک ٹپکا رہی ہیں۔ تب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی کافر تھے ان کا دل خوش کرنے کو اور تم لوگ خوش نہیں ہوتے اس سے کہ لوگ تو مال لے کر اپنے گھر چلے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔ سو البتہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم جو لے کر گھر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر گھر جائیں گے (البتہ رسول اللہ کا دامن ساری دنیا سے بہتر ہے)۔ پھر سب انصار نے کہا ہاں یارسول اللہؐ! ہم راضی ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا آگے تم پر بہت لوگ مقدم کیے جائیں گے (یعنی تمہیں چھوڑ کر اوروں کو دیں گے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملاقات کرو تم اللہ سے اور اس کے رسول سے کہ میں حوض کوثر پر ہوں گا۔ انھوں نے کہا اب ہم صبر کریں گے (بعون اللہ وقوتہ)۔

۲۴۳۷- انس بن مالکؓ سے وہی روایت دوسری سند سے مروی ہوئی اسی روایت کی مثل جو گزری۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ انس سے کہا پھر ہم لوگ صبر نہ کر سکے اور اناس منا میں منا کا لفظ نہیں کہا۔ باقی مضمون وہی ہے۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے زہیر بن حرب نے ان سے یعقوب نے ان سے ابن شہاب کے بھتیجے نے ان سے ان کے چچا نے ان سے انس بن مالکؓ نے اور روایت کی حدیث مثل اس کے جو گزری اور اس میں بھی ہے کہ انس نے کہا پھر ہم صبر نہ کر سکے جیسے روایت یونس کی ہے زہری سے (جو اس کے اوپر گزری)۔

٢٤٣٨- عن أنس بن مالك وساق الحديث بمثله إلا أنه قال قال أنس قالوا نصبر كرواية يونس عن الزهري.

۲۴۳۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اس میں انسؓ کا قول ہے کہ انہوں نے کہا ہم صبر کریں گے۔

٢٤٣٩- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ فَقَالَ ((أَفِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ)) فَقَالُوا لَا إِلَّا ((ابْنُ)) أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ((ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)) فَقَالَ ((إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)).

۲۴۳۹- حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے انصار کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا تم میں کوئی غیر ہے؟ انھوں نے کہا نہیں مگر ایک ہماری بہن کا لڑکا۔ آپ نے فرمایا بہن کا لڑکا قوم میں داخل ہے۔ پھر فرمایا قریش نے ابھی جاہلیت کو چھوڑا ہے اور ابھی مصیبت سے نجات پائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی فریادرسی کروں اور ان کی دلجوئی کروں اور کیا تم خوش نہیں ہوتے ہو کہ لوگ دنیا لے کر چلے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ (باقی رہی میری محبت اور رفاقت تمہارے ساتھ وہ تو ایسی ہے) کہ اگر سب لوگ ایک میدان کی راہ لیں اور انصار ایک گھاٹی کی (جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہو) تو میں انصار ہی کی گھاٹی میں جاؤں (اور ان کا ساتھ کبھی نہ چھوڑوں)۔

٢٤٤٠- عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَسَمَ الْغَنَائِمَ فِي قُرَيْشٍ فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ وَإِنَّ غَنَائِمَنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ ((مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ)) قَالُوا هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ كَانُوا لَا يَكْذِبُونَ قَالَ ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا إِلَى بُيُوتِهِمْ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا وَسَلَكَتْ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)).

۲۴۴۰- حضرت انسؓ نے کہا جب مکہ فتح ہوا تو غنیمت قریش میں بانٹی گئی اور انصار نے کہا یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ ہماری تو تلواریں خون بہائیں اور غنیمت یہ لوگ لے جائیں۔ اور یہ خبر حضرت کو پہنچی۔ سو آپ نے ان کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جو مجھے تم سے پہنچی ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ ہاں وہی بات ہے جو آپ کو پہنچی اور وہ لوگ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ تب آپ نے فرمایا کیا تم کو خوشی نہیں ہوتی کہ اور لوگ دنیا لے کر اپنے گھر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ اور میرا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ایک میدان کی راہ لیں یا گھاٹی کی اور انصار ایک وادی یا گھاٹی کی تو میں انصار کی وادی میں چلوں یا انہی کی گھاٹی میں۔

(۲۴۳۹) ☆ اس حدیث میں فضیلت انصار کی اور محبت رسول اللہ کی ان کے ساتھ معلوم ہوئی۔

٢٤٤١- عن أنس عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِذَرَارِيِّهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمَعَهُ الطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ فَالْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) فَقَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ ((أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتْ الشِّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعَى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرَنَا فَبَلَغَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ)) فَسَكَتُوا فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا)) وَتَذْهَبُونَ ((بِمُحَمَّدٍ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ رَضِينَا قَالَ فَقَالَ ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتْ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ

۲۴۴۱- انسؓ نے کہا جب حنین کا دن ہوا ہوازن اور غطفان اور اور قبیلوں کے لوگ اپنی اولاد اور جانوروں کو لے کر آئے اور نبیؐ کے ساتھ دس ہزار غازی تھے اور مکہ کے لوگ بھی جن کو طلقاء کہتے ہیں۔ پھر یہ سب ایک بار پیٹھ دے دیئے یہاں تک کہ حضرت اکیلے رہ گئے اور اس دن دو آوازیں دیں کہ ان کے بیچ میں کچھ نہیں کہا پہلے داہنی طرف منہ کیا اور پکارا اے گروہ انصار کے تو انصار نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں اے رسول اللہؐ کے آپ خوش ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپ نے بائیں طرف منہ کیا اور پکارا اے گروہ انصار کے تو انھوں نے پھر جواب دیا اور کہا کہ ہم حاضر ہیں اے رسول اللہؐ آپ خوش ہوں کہ ہم آپکے ساتھ ہیں اور آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے اس دن اور اتر پڑے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (مقام بندگی سے بڑھ کر کوئی فخر کا مقام نہیں۔ شیخ اکبر نے اس کی خوب تصریح کی ہے کہ مقام عبدیت خاص ہے انبیاء کے واسطے اور کسی کو اس مقام میں مشارکت نہیں۔ سبحان اللہ، اللہ کا بندہ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے ۔

داغ غلامیت کرو پایہ خسرو بلند
صدر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید)

اور اس کا رسول۔ اور شکست کھا گئے مشرک لوگ اور آنحضرت کو بہت لوٹ کا مال ہاتھ آیا اور آپ نے اس کو مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور مکہ کے لوگوں میں اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ تب انصار نے کہا کہ کٹھن گھڑی میں تو ہم بلائے جاتے ہیں اور لوٹ کا مال اوروں کو دیا جاتا ہے اور آپ کو یہ خبر لگی سو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں اکٹھا کیا اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کے کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی ہے؟ تب وہ چپ ہو رہے۔ آپ نے فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم خوش نہیں ہوتے ہو اس پر کہ لوگ دنیا لے کر چلے جائیں گے اور تم محمدؐ کو لے جا کر اپنے گھر میں رکھ چھوڑو گے؟

الْأَنْصَارِ)) قَالَ هِشَامٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ أَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ.

انھوں نے کہا بے شک اے رسول اللہ! ہم راضی ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلے اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی گھاٹی کی راہ لوں۔ ہشام نے کہا میں نے کہا اے ابوحمزہ! تم اس وقت حاضر تھے؟ انھوں نے کہا میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جاتا؟

٢٤٤٢- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ افْتَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ قَالَ فَصُفَّتْ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفَّتْ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صُفَّتْ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ ثُمَّ صُفَّتْ الْغَنَمُ ثُمَّ صُفَّتْ النَّعَمُ قَالَ وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ وَعَلَى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ فَجَعَلَتْ خَيْلُنَا تَلْوِي خَلْفَ ظُهُورِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ أَنْ انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتْ الْأَعْرَابُ وَمَنْ نَعْلَمُ مِنْ النَّاسِ قَالَ فَنَادَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((يَالَ الْمُهَاجِرِينَ يَالَ الْمُهَاجِرِينَ)) ثُمَّ قَالَ ((يَالَ الْأَنْصَارِ يَالَ الْأَنْصَارِ)) قَالَ قَالَ أَنَسٌ هَذَا حَدِيثُ عِمِّيَّةٍ قَالَ قُلْنَا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ فَايْمُ اللهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتَّى هَزَمَهُمْ اللهُ قَالَ فَقَبَضْنَا ذَلِكَ الْمَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ فَنَزَلْنَا قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِي الرَّجُلَ الْمِائَةَ مِنْ الْإِبِلِ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ وَهِشَامِ بْنِ زَيْدٍ.

٢٤٤٢- حضرت انسؓ نے کہا ہم نے مکہ فتح کیا (بعونہ تعالیٰ) پھر جہاد کیا حنین پر اور مشرک خوب صفیں باندھ کر آئے جو میں نے دیکھیں اور پہلے گھوڑوں نے صف باندھی (یعنی سواروں نے) پھر لڑنے والوں نے پھر عورتوں نے ان کے پیچھے پھر صف باندھی بکریوں نے پھر چارپایوں نے اور ہم بہت لوگ تھے کہ پہنچ گئے تھے چھ ہزار کو (اور یہ راوی کی غلطی ہے حقیقت میں اس دن بارہ ہزار آدمی تھے جیسا اوپر کی روایت میں گزرا) اور ہماری ایک جانب کے سواروں پر خالد بن ولید رسالدار تھے اور ایک بار گی ہمارے گھوڑے پیٹھ کی طرف جھکنے لگے اور ہم نہ ٹھہرے یہاں تک کہ ننگے ہوئے گھوڑے ہمارے اور گاؤں کے لوگ بھاگنے لگے اور جن لوگوں کو میں جانتا ہوں اور رسول اللہؐ نے ڈانٹا کہ ہاں اے مہاجرین! ہاں اے مہاجرین! پھر ڈانٹا کہ اے انصار! اے انصار! اور انس نے کہا یہ حدیث ایک جماعت کی ہے یا کہا یہ حدیث میرے چچاؤں کی ہے۔ پھر ہم نے کہا حاضر ہیں ہم اے رسول اللہؐ! پھر رسول اللہؐ آگے بڑھے اور کہا انسؓ نے اللہ کی قسم کہ ہم پہنچے نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور ہم نے ان سب کا مال لے لیا۔ پھر ہم طائف کی طرف چلے اور ان کو چالیس روز تک گھیرا پھر مکہ لوٹ آئے اور اترے اور رسول اللہؐ ایک ایک کو سو سو اونٹ عطا فرمانے لگے۔ پھر آگے باقی حدیث ذکر کی جیسے روایت قتادہ اور ابوالتیاح اور ہشام بن زید کی اوپر گزری۔

٢٤٤٣- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ

٢٤٤٣- حضرت رافع بن خدیجؓ نے کہا رسول اللہؐ نے ابوسفیان اور صفوان اور عیینہ اور اقرع ان سب کو سو سو اونٹ دیئے اور

بْنَ أُمَيَّةَ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ دُونَ ذَلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ. شعر

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ
يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِئٍ مِنْهُمَا
وَمَنْ تَخْفِضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ

قَالَ فَأَتَمَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِائَةً.

عباس بن مرداس کو کچھ کم کر دیئے تو عباس نے یہ اشعار کہے جو اوپر مذکور ہوئے۔ تب آپ نے ان کے سو اونٹ پورے کر دیئے۔

(ترجمہ اشعار)

آپ میرا اور میرے گھوڑے کا حصہ جس کا نام عبید تھا عیینہ اور اقرع کے بیچ میں مقرر فرماتے ہیں حالانکہ عیینہ اور اقرع دونوں مرداس سے یعنی مجھ سے کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے اور میں ان دونوں سے کچھ کم نہیں ہوں اور آج جس کی بات نیچے ہو گئی وہ پھر اوپر نہ ہو گی۔

٢٤٤٤- عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ وَأَعْطَى عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ مِائَةً.

۲۴۴۴- عمر بن سعید بن مسروق نے دوسری اسناد سے یہی روایت کی کہ نبیؐ نے غنائم حنین تقسیم کیے اور ابوسفیان کو سو اونٹ دیئے اور حدیث بیان کی مانند اس کی اور اتنی بات زیادہ بیان کی کہ علقمہ بن علاثہ کو سو دیئے۔

٢٤٤٥- عن عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ وَلَا صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الشِّعْرَ فِي حَدِيثِهِ .

۲۴۴۵- عمر بن سعید رضی اللہ عنہ سے اس سند سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں علقمہ بن علاثہ اور صفوان بن امیہ کا ذکر نہیں نہ شعروں کا۔

٢٤٤٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللَّهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللَّهُ

۲۴۴۶- عبداللہ بن زید نے کہا کہ رسول اللہؐ نے جب حنین فتح کیا اور غنیمت تقسیم کی اور مؤلفۃ القلوب کو مال دیا تو آپ کو خبر لگی کہ انصار چاہتے ہیں کہ جیسا اور لوگوں کو حصہ ملا ہے ویسا ہی ہم کو بھی ملے۔ تب رسول اللہؐ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے گروہ انصار کے! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا پھر اللہ نے تم کو ہدایت کی میرے سبب سے اور کیا میں نے محتاج نہیں پایا تم کو پھر اللہ نے میرے سبب سے تم کو امیر کیا اور کیا میں نے تم کو متفرق نہیں پایا پھر اللہ نے اکٹھا کر دیا تم کو (انصار میں دو قبیلے بہت بڑے تھے ایک اوس دوسرے خزرج۔ ان میں سو برس سے برابر

بِي)) وَيَقُولُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ ((أَلَا تُجِيبُونِي)) فَقَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذَا وَكَذَا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذَا وَكَذَا)) لِأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا زَعَمَ عَمْرٌو أَنْ لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ ((أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْإِبِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ إِلَى رِحَالِكُمْ الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

لڑائی چلی آتی تھی۔ حضرتؐ کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسے دور کیا)اور وہ کہتے تھے اللہ اور رسولؐ اس کا نہایت احساندار ہے(یعنی جو آپ نے کیا وہی حق ہے ہم اس پر راضی ہیں)۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا تم مجھے جواب نہیں دیتے انھوں نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اس کا بہت احساندار ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو کہ ایسا ایسا کہو اور کام ایسا ایسا ہو کئی چیزوں کا آپ نے ذکر کیا کہ عمرو کہتے ہیں میں انہیں بھول گیا(تو یہ نہیں ہو سکتا) پھر فرمایا کہ تم اس سے خوش نہیں ہوتے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھر جائیں اور تم رسول اللہؐ کو لے کر اپنے گھر جاؤ پھر فرمایا انصار استر ہیں(یعنی بدن سے ہمارے لگے ہوئے ہیں جیسے استر لگا ہوتا ہے) اور باقی لوگ ابرہ ہیں(یعنی بہ نسبت انصار کے ہم سے دور ہیں جیسے ابرہ بدن سے دور ہوتا ہے)اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں کا ایک آدمی ہوتا اور اگر لوگ ایک میدان اور گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں جاؤں اور میرے بعد لوگ تم کو پیچھے ڈالیں گے(یعنی تم کو نہ دے کر اوروں کو دینگے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملنا مجھ سے حوض پر۔

٢٤٤٧ - عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللهِ إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللهِ قَالَ فَقُلْتُ وَاللهِ لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصِّرْفِ ثُمَّ قَالَ ((فَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ يَعْدِلِ اللهُ وَرَسُولُهُ))

٢٤٤٧- عبداللہؓ نے کہا جب حنین کا دن ہوا رسول اللہؐ نے چند لوگوں کو غنیمت کا مال زیادہ دیا۔ چنانچہ اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور عیینہ کو بھی ایسے ہی اور چند آدمیوں کو سرداران عرب سے ایسا ہی کچھ اور لوگوں سے ان کو مقدم کیا تقسیم میں۔ سو ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم یہ تقسیم ایسی ہے کہ اس میں عدل نہیں ہے اور اس میں اللہ کی رضامندی مقصود نہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم میں اس کی خبر دوں گا رسول اللہ کو اور میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپکو خبر دی تو آپکا چہرہ بدل گیا جیسے خون ہوتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ کون عدل کرے گا اگر اللہ تعالیٰ اور رسولؐ اس کا عدل نہ کرے؟ پھر فرمایا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ رحم

قَالَ ثُمَّ قَالَ ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)) قَالَ قُلْتُ لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا.

کرے موسیٰ پر کہ ان کو اس سے زیادہ ستایا گیا مگر انھوں نے صبر کیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج سے میں آپ کو کسی بات کی خبر نہ دوں گا (اس لیے کہ آپ کو اس میں تکلیف ہوتی ہے)۔

٢٤٤٨- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ مِنْ ذَلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ لَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ((قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)).

٢٤٤٨- عبداللہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے کچھ مال بانٹا اور ایک شخص نے کہا یہ تقسیم ایسی ہے کہ اللہ کی رضامندی اس سے مقصود نہیں۔ پھر میں نے رسول اللہؐ سے آکر چپکے سے کہہ دیا اور آپ بہت غصے ہوئے اور چہرہ آپ کا لال ہو گیا اور میں نے آرزو کی کہ کاش اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو خوب ہوتا۔ پھر آپ نے فرمایا موسیٰؑ کو اس سے زیادہ ستایا گیا اور انھوں نے صبر کیا۔ (حضرت موسیٰؑ پردہ میں چھپ کر نہاتے تھے جاہلوں نے کہا ان کے انثیین بڑے ہیں۔ ایک بار پتھر پر کپڑے رکھ دیئے وہ لے بھاگا آپ اس کے پیچھے دوڑے لوگوں نے دیکھ لیا کہ کچھ عیب نہیں۔ اور جب حضرت ہارونؑ کا انتقال ہوا ان کا جنازہ آسمان پر ملائکہ لے گئے جاہلوں نے کہا انھوں نے ان کو حسد سے مار ڈالا آخر وہ ایک تخت پر آسمان سے ظاہر ہوئے اور انھوں نے کہا کہ موسیٰؑ نے مجھے نہیں مارا۔ غرض اس طرح ہمیشہ جاہل لوگ انبیاء علماء کو بدنام کرتے چلے آئے ہیں۔ خدام حدیث اور وارثان علم رسولؐ ہمیشہ صبر کرتے رہے ہیں۔)

بَاب ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِمْ

باب: خوارج اور ان کی صفات کا ذکر

٢٤٤٩- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اعْدِلْ قَالَ ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ)) فَقَالَ عُمَرُ

٢٤٤٩- جابر بن عبداللہؓ نے کہا رسول اللہؐ جعرانہ میں تھے جب حنین سے لوٹے تھے اور بلالؓ کے کپڑے میں کچھ چاندی تھی اور رسول اللہؐ مٹھی سی لے لے کر بانٹتے تھے اور لوگوں کو دیتے تھے۔ تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا عدل کرو اے محمدؐ! آپ نے فرمایا کون عدل کرے گا اگر میں عدل نہ کروں اور تو تو بڑا بدنصیب اور بڑا نقصان والا ہو گیا اگر میں عدل نہ کروں (یعنی تو مجھے نبی سمجھ کر ایمان لایا اور جب میں ظالم ٹھہرا تو تیرا کہاں ٹھکانا لگے گا)۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ مجھے فرمایئے کہ میں اس منافق کو مار

بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَأَقْتُلَ هَذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ ((مَعَاذَ اللهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

ڈالوں اے رسول اللہؐ! آپ نے فرمایا پناہ اللہ کی لوگ کہیں گے کہ میں اپنے رفیقوں کو مارتا ہوں (معلوم ہوا کہ زبان خلق سے بچنا چاہیے) اور یہ شخص اور اس کے یار قرآن کو پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلوں سے نہ اترے گا (یعنی دل میں اثر نہ کرے گا) اور قرآن سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے (بعض وقت زور سے تیر مارو تو پار ہو جاتا ہے اور اس میں خون تک نہیں بھرتا)۔

٢٤٥٠- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ مَغَانِمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ .

۲۴۵۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٤٥١- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلَابٍ وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي نَبْهَانَ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا أَتُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ)) فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

۲۴۵۱- ابو سعیدؓ نے کہا حضرت علی نے یمن سے کچھ سونا بھیجا مٹی میں ملا ہوا (یعنی کان سے جیسا نکلا تھا ویسا ہی تھا) رسول اللہؐ کے پاس اور آپ نے اسے چار آدمیوں میں بانٹا اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور علقمہ بن علاثہ عامری اور ایک شخص بنی نبہان سے اور اس پر قریش بہت جلے اور کہنے لگے کہ آپ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں ان کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو۔ اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی ڈاڑھی گھنی تھی گال پھولے ہوئے تھے آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا سر منڈا ہوا تھا اور اس نے آکر کہا اللہ سے ڈرا اے محمدؐ (یہ حلیہ عجیب فتنہ انگیز ہے مجھے دو بار اس شکل والوں سے ایذا پہنچائی گئی ہے۔ اللہ اس صورت سے بچائے) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی کون اطاعت کرے گا؟ (معلوم ہوا کہ نبی سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امانتدار مقرر فرمایا اور تم لوگ امانتدار

(۲۴۵۱) ☆ اس حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے خوارج کو قتل کیا اور گویا حضرت علیؓ آپ کی آرزو بر لائے۔ آگے ان کا بیان مفصل آئے گا۔

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((فَمَنْ يُطِعْ اللّٰهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي)) قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ)).

نہیں جانتے۔ پھر وہ آدمی پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور ایک شخص نے اجازت مانگی قوم میں سے اس کے قتل کی۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ خالد بن ولیدؓ تھے اور فرمایا رسول اللہؐ نے بے شک اس کی اصل میں سے ایک قوم ہے کہ وہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے ہیں (تمام اہل بدعت کا یہی حال دیکھنے میں آتا ہے کہ پنجہ پرست، شدہ پرست، تعزیہ پرست، گور پرستوں کے یار غار، بے نمازیوں، ہیجڑوں، بھڑووں، رنڈیوں، زانیوں کے دوستدار وفادار، فاسقوں، فاجروں، شاربان خمر، بائعان مسکرات مغنیات کے جویاں رہتے ہیں) اسلام سے ایسا نکل جاتے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔ اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں (یعنی جڑ پیڑ سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔

۲۴۵۲- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ

۲۴۵۲- ابو سعید خدریؓ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے رسول اللہؐ کے پاس کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے میں جو ببول کی چھال سے رنگا ہوا تھا اور مٹی سے بھی جدا نہیں ہوا تھا تو آپ نے چار آدمیوں میں بانٹا۔ عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس اور زید خیل میں اور چوتھے علقمہ بن علاثہ تھے یا عامر بن طفیل۔ تو ایک شخص نے آپ کے

(۲۴۵۲)☆ آخر حضرت علیؓ نے وہی کیا۔ جزاه الله عنا خير الجزاء آمین- اور زید کو جاہلیت میں زید الخیل کہا کرتے تھے پھر رسول اللہؐ نے ان کا نام اسلام میں زید الخیر رکھ دیا۔ اسی لیے بعضے نسخوں میں زید الخیر آیا ہے اور دونوں صحیح ہیں اور روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو رسول اللہ کو برا کہے شرع کا حکم ہے کہ وہ قتل کیا جائے اور وہ کافر ہے اور ان روایتوں میں اس کا قتل جو مروی نہیں اس کی وجہ خود حضرتؐ نے فرما دی کہ لوگ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے یاروں کو قتل کرتے ہیں اور یہ امر لوگوں کے بھاگنے اور نفرت کا سبب ہوگا اور آپ نے تمام منافقوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا تاکہ اوروں کو الفت ہو اور شاید ان کو بعد چندی ہدایت ہو۔ اور ان روایتوں میں سے کسی میں اجازت مانگنا حضرت عمرؓ کا مروی ہے کسی میں خالد بن ولیدؓ کا اور دونوں صحیح ہے۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں نے اجازت مانگی ہو اس کے قتل کی اور نوویؒ نے فرمایا ہے کہ قرآن کا گلے سے نہ اترنا مراد اس سے یہ ہے کہ سوا لفظوں کے تلاوت کے اس کے معانی سے ان کو کچھ حصہ نہیں اور یہ قول نوویؒ کا بھی مؤید ہے ہماری تصریح کا جو ہم اوپر کہہ آئے ہیں کہ مراد اس سے وہ ہیں جو ترجمہ قرآنی سے نفور ہیں اور ان حدیثوں سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو خوارج کو کافر کہتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ مازریؒ نے کہا ہے کہ خوارج کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور یہ مسئلہ نہایت مشکل ہے اس لیے کہ داخل ☜

عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ ((أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً)) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اتَّقِ اللهَ فَقَالَ ((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ)) قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ ((لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي)) قَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ))

اصحاب میں سے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حقدار تھے ان لوگوں سے اور یہ خبر آپ کو پہنچی اور آپ نے فرمایا کہ تم مجھے امانت دار نہیں جانتے اور میں اس کا امانتدار ہوں جو آسمان کے اوپر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ۔) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے نہ کہ جیسا ملاعین جہمیہ جو مفسدان دین ہیں خیال کرتے ہیں اور برق و بجلی کی طرح اہل سنت پر کڑکتے ہیں کہ وہ ذات مقدس ہر جگہ ہے۔ معاذاللہ من ذلک اور یہ ملاعین بیہودہ عقائد جہمیہ کو جان جہان جانتے ہیں اور عقیدہ انبیاء کو وہم و گمان سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر بشر کو محفوظ رکھے) آتی ہے مجھے خبر آسمان کی صبح اور شام۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں دونوں گال پھولے ہوئے تھے پیشانی ابھری ہوئی تھی سر منڈا ہوا تھا تہ بند اٹھائے ہوئے کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے ڈر۔ آپ نے فرمایا خرابی ہے تیری تو کیا سب زمین والوں سے بڑھ کر مستحق نہیں اللہ سے ڈرنے کا (یعنی سب سے زیادہ تو تو ہے مستحق اس سے ڈرنے کا اسلئے کہ اس کے رسول سے بے ادبی کرتا ہے)۔ پھر وہ شخص چلا اور خالد بن ولید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا میں اسکی گردن نہ ماروں؟ آپ نے فرمایا نہیں شاید یہ نماز پڑھتا ہو (معلوم ہوا کہ وہ اکثر حاضر باش خدمت مبارک بھی نہ تھا ورنہ

ﷺ کرنا کافر کا ملت میں اور خارج کرنا مسلمان کا ملت سے نہایت امر دشوار ہے اور ابو بکر باقلانی کے اقوال اس میں مضطرب ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ یہ امر بہت مشکل ہے اس لیے کہ قوم نے ان کے کفر کی تصریح نہیں کی اور سبب اشکال کا یہ ہے کہ مثلاً معتزلہ کہتا ہے کہ اللہ عالم ہے مگر اسے علم نہیں اور زندہ ہے مگر اس کو حیوۃ نہیں اور اس لیے اس کے کفر میں شک پڑ جاتا ہے۔ اس لیے کہ شرع میں یہ بات تو معلوم ہے کہ جو کہے کہ عالم نہیں ہے یا حی نہیں ہے وہ کافر ہے اور یہ بھی حجت قطعی سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایک ذات کا عالم ہونا اس طرح پر کہ اسے علم نہ ہو یا حی ہونا اس طرح کہ حیات نہ ہو محال ہے۔ اب ہم اگر یہ کہیں کہ معتزلہ نے جب علم الٰہی کی نفی کی تو اللہ کے عالم ہونے کی نفی کی اور یہ بالاجماع کفر ہے اور اس صورت میں اس کا عالم کہنا مفید نہیں اور اگر یہ کہیں کہ وہ علم کی نفی کرتا ہے اور اللہ کے عالم ہونے کا اقرار کرتا ہے تو وہ کافر نہ ہوا اگرچہ علم کی نفی سے عالم ہونے کی نفی لازم آتی ہے۔ غرض یہی مقام اشکال کا ہے۔ یہ کلام ہے مازریؒ کا اور مذہب شافعیؒ اور جماہیر علماء کا یہ ہے کہ خوارج کی تکفیر نہ کی جائے اور ایسی ہی قدریہ اور معتزلہ ہیں اور تمام اہل اہواء و بدع اور امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ میں گواہی تمام اہل ہوا کی قبول کرتا ہوں مگر خطابیہ کی اور وہ ایک گروہ ہے رافضیوں میں سے کہ وہ اپنے ہم مذہب کی گواہی جھوٹی دینا جائز جانتے ہیں۔ تمام ہوا مضمون ﷺ

قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ ((إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

ایسی حرکت سرزد نہ ہوتی)۔ خالد نے کہا بہت نماز پڑھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آپ اپنی زبان سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ کسی کا دل چیر کر دیکھوں نہ یہ کہ کسی کا پیٹ پھاڑوں۔ پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ وہ اللہ کی کتاب آسانی سے پڑھیں گے مگر گلے سے نہیں نیچے اترے گی (یہی حال ہے اہل بدعت کا ایک شنبہ قرآن پڑھیں گے مگر عقیدہ یہ رکھیں گے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے پھر قرآن کا مضمون کیونکر گلے اترے)۔ نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے (یعنی تمام اعمال صالحہ خیر و صدقات، صلوٰۃ و زکوٰۃ، حج و صیام سب کچھ بجا لاتے ہیں مگر شرک و بدعت کی شومی سے جو ان کے عقائد و اعمال میں گھسی ہوئی ہے کوئی نیکی قبول نہیں جیسے تیر نکل گیا تو اس میں خون بھی نہیں بھرتا)۔ راوی نے کہا میں گمان کرتا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں ان کو پاؤں تو ثمود کی طرح قتل کروں۔

۲۴۵۳- عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا فَقَالَ ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ لَيِّنًا رَطْبًا)) وَقَالَ قَالَ عُمَارَةُ حَسِبْتُهُ قَالَ ((لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

۲۴۵۳- یہ حدیث سابقہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس میں یہ وضاحت ہے کہ اس آدمی کو قتل کرنے کی اجازت پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مانگی پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مانگی۔

ف نوویؒ کا ساتھ تقدیم و تاخیر اور ایک نوع اختصار کے۔ اور غنیۃ الطالبین میں جناب مستطاب مولینا شاہ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی فرماتے ہیں کہ خطابیہ منسوب ہیں ابی الخطاب کی طرف اور ان کا عقیدہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک نبی ناطق ہوتا ہے ایک صامت یعنی چپ اور محمدؐ نبی ناطق تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی صامت۔ غرض ان کی گواہی مقبول نہیں۔

٢٤٥٤– عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ زَيْدُ الْخَيْرِ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ أَوْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَرِوَايَةِ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَقَالَ ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ وَلَمْ يَذْكُرْ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)).

۲۴۵۴- یہ حدیث بھی سابقہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے لیکن اس میں آپ کا یہ قول نہیں ہے کہ اگر میں نے ان کو پایا تو میں ان کو قتل کروں گا ثمود کے قتل کرنے کی طرح۔

٢٤٥٥– عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنْ الْحَرُورِيَّةِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُهَا قَالَ لَا أَدْرِي مَنْ الْحَرُورِيَّةُ وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ فَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنْ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنْ الدَّمِ شَيْءٌ)).

۲۴۵۵- ابو سلمہ اور عطاء دونوں ابو سعید کے پاس آئے اور کہا کہ حروریہ کے باب میں تم نے کچھ سنا ہے رسول اللہؐ سے کہ آپ ان کا کچھ ذکر کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حروریہ کون لوگ ہیں مگر میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اس امت میں ایک قوم نکلے گی اور یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے ہو گی غرض وہ ایسے ہونگے کہ حقیر جانو گے تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے اور قرآن پڑھیں گے کہ انکے حلقوں سے یا فرمایا گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے کہ شکاری دیکھتا ہے اپنے تیر کی لکڑی کو اور اس کی پھال کو اور اس کے پر کو اور غور کرتا ہے اس کے کنارہ اخیر کو جو اس کی چٹکیوں میں تھا کہ کہیں اس کی کسی چیز میں کچھ خون بھرا ہے (تو دیکھتا ہے کہ کہیں بھی نہیں بھرا)۔

٢٤٥٦– عَنْ سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ

۲۴۵۶- ابو سعید خدریؓ نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ کچھ بانٹ رہے تھے کہ ذوالخویصرہ آیا ایک شخص بنی تمیم کا اور اس نے کہا کہ اے رسول اللہ! عدل کرو۔ تب فرمایا رسول اللہؐ نے فرمایا خرابی ہے تیری جب میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا؟ اور تو بالکل بد نصیب اور محروم ہو گیا اگر میں نے عدل نہ کیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے! مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن ماروں؟ آپ نے فرمایا جانے دو اس لیے کہ اس کے چند یار ہونگے کہ تم حقیر سمجھو گے اپنی نماز کو ان کی نماز

أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقِدْحُ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ ﷺ عَنْهُ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ فَأُتِيَ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي نَعَتَ.

کے آگے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے آگے۔ قرآن پڑھیں گے کہ گلوں سے نہ اترے گا۔ اسلام سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے کہ دیکھتا ہے تیر انداز اسکے پیکان کو تو اس میں کچھ بھرا نہیں ہے۔ پھر دیکھتا ہے اس کی پیکان کی جڑ کو تو اس میں کچھ نہیں پھر دیکھتا ہے اس کی لکڑی کو تو اس میں بھی کچھ نہیں۔ پھر دیکھتا ہے اسکے پر کو تو اس میں بھی کچھ نہیں اور تیر اس شکار کی بیٹ اور خون سے نکل گیا اور نشانی اس گروہ کی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہے کہ ایک شانہ اس کا عورت کی پستان کا سا ہو گا یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا تھلتھلاتا ہوا اور وہ گروہ اس وقت نکلے گا جب لوگوں میں پھوٹ ہو گی۔ ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سنا ہے یہ رسول اللہؐ سے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ ان سے لڑے اور میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ نے حکم فرمایا اس کے ڈھونڈنے کا اور وہ ملا اور حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا اور میں نے اس کو دیکھا کہ جیسا رسول اللہؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی تھا۔

٢٤٥٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهِ يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ

٢٤٥٧- ابو سعید نے کہا نبیؐ نے ایک قوم کا ذکر کیا جو آپکی امت میں ہو گی اور وہ لوگ نکلیں گے جبکہ لوگوں میں پھوٹ ہو گی اور نشانی ان کی سر منڈانا ہو گی اور فرمایا آپ نے کہ وہ بدترین خلق ہیں

(٢٤٥٦)☆ ان روایتوں میں رسول اللہؐ کے کئی معجزے واضح ہیں کہ جن کی آپ نے پہلے سے خبر دی اور ویسے ہی واقع ہوئے۔ اول یہ کہ آپ نے فرمایا پھوٹ کے وقت نکلے گا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نزاع تھی اور دونوں تحکیم پر راضی ہوئے جب ایک ہی گروہ دس ہزار تک دونوں لشکروں سے جدا ہو گیا اور دونوں گروہوں کی تکفیر کرنے لگا اور جب حضرت علیؓ نے بشارت دی کہ میں نے سنا ہے رسول اللہؐ سے کہ اگر تم اس گروہ سے لڑو گے تو ان میں دس بھی نہ بچیں گے اور تم میں کے دس بھی نہ مارے جائیں گے۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا پھر آگے روایتوں میں آپ نے فرمایا کہ ان کو قتل وہ فرقہ کرے گا جو حق سے قریب ہو گا یعنی حضرت علیؓ کا فرقہ اور انھوں نے ہی قتل کیا اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ حق پر تھے اور جن لوگوں نے ان سے خلاف کیا وہ باغی تھے اور یہ روایتیں حجت ہیں اہل سنت کی اور ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت آپ کی آپ کے بعد باقی رہے گی اور ان میں شوکت اور قوت ہو گی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فرقہ مارقہ تشدد کرے گی اور بے موقع کہ جہاں تشدد ضروری نہیں اور ویسا ہی ہوا۔ اور فرمایا کہ ایک مرد ایسا ہو گا اور اس کا حلیہ ایسا ہو گا چنانچہ ویسا ہی نکلا اور یہ بات ایسی ہے کہ کوئی فریس یا عقیل ہرگز ہرگز اپنی فراست اور عقل سے نہیں کہہ سکتا بجز وحی الٰہی کے۔ جو اس میں غور کرے گا اور انصاف سے دیکھے گا تو تصدیق رسالت کرے گا واللہ الحمد۔

سِيمَاهُمُ التَّحَالُقُ قَالَ ((هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ أَشَرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ)) قَالَ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَهُمْ مَثَلًا أَوْ قَالَ قَوْلًا ((الرَّجُلُ يَرْمِي الرَّمِيَّةَ أَوْ قَالَ الْغَرَضَ فَيَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي النَّضِيِّ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً)) وَيَنْظُرُ فِي الْفُوقِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ.

قتل کریں گے ان کو وہ لوگ دونوں گروہوں میں سے جو نزدیک ہونگے حق کے (اور وہ گروہ حضرت علیؓ کا تھا) اور ان کی ایک مثال آپ نے بیان فرمائی یا ایک بات کہی کہ آدمی جب تیر مارتا ہے شکار کو یا فرمایا نشانہ کو اور نظر کرتا ہے بھال کو تو اس میں کچھ اثر نہیں دیکھتا اور نظر کرتا ہے تیر کی لکڑی میں تو کچھ اثر نہیں دیکھتا اور نظر کرتا ہے تیر کی لکڑی میں چٹکی میں رہتا ہے تو کچھ اثر نہیں پاتا ہے۔ ابو سعید نے کہا کہ اے عراق والو! تم ہی نے تو ان کو قتل کیا ہے (یعنی حضرت علیؓ کے ساتھ ہو کر)۔

٢٤٥٨- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ)).

۲۴۵۸- ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ایک فرقہ جدا ہو جائے گا جب مسلمانوں میں پھوٹ ہو گی اور اس کو قتل کرے گا وہ گروہ جو قریب ہو گا دونوں گروہوں میں حق سے۔

٢٤٥٩- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ)).

۲۴۵۹- ابو سعید نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے اور ان دونوں میں ایک فرقہ جدا ہو جائے گا اور ان کو قتل کرے گا وہ گروہ جو حق سے قریب ہو گا۔

٢٤٦٠- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ فِي فُرْقَةٍ مِنْ النَّاسِ فَيَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ)).

۲۴۶۰- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر گیا۔

٢٤٦١- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَدِيثٍ ذَكَرَ فِيهِ قَوْمًا يَخْرُجُونَ عَلَى فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ.

۲۴۶۱- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر گیا۔

بَاب التَّحْرِيضِ عَلَى قَتْلِ الْخَوَارِجِ

باب: خوارج کے قتل پر ابھارنے کے بارے

٢٤٦٢- عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنْ

۲۴۶۲- سوید بن غفلہ نے کہا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جب میں تم سے روایت کروں رسول اللہؐ سے تو اگر میں آسمان سے گر پڑوں

(۲۴۶۲) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ کے اپنے مناقشات میں یہ بات نہ تھی کہ رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھ دیں بلکہ رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ جانتے تھے اور اپنی ہلاکت کا موجب سمجھتے تھے۔ اسی لیے صحابہؓ نہایت عدول ہیں کہ کوئی ان میں ضعیف نہیں ہے نہ قابل جرح۔

السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

تو اس سے بہتر ہے کہ رسول اللہ پر وہ بات باندھوں جو آپ نے نہیں فرمائی اور جب میں تمہارے اور اپنے بیچ میں کچھ بات کروں تو جان لو کہ لڑائی میں حیلہ اور فریب روا ہے۔ اب سنو کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی کہ ان کے لوگ کمسن ہونگے اور کم عقل' بات تو سب مخلوقات سے اچھی کہیں گے اور قرآن ایسا پڑھیں گے کہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا اور دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ پھر جب تم ان سے ملو تو ان کو مارو اس لیے کہ ان کے مارنے سے تم کو قیامت کے دن اللہ کے پاس سے ثواب ملے گا۔

٢٤٦٣– عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۴۶۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٤٦٤– عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

۲۴۶۴- اعمش سے اس سند سے وہی روایت مروی ہے اور اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ وہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

٢٤٦٥– عَنْ عَلِيٍّ قَالَ ذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ أَوْ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

۲۴۶۵- حضرت علیؓ نے ذکر کیا خوارج کا اور فرمایا کہ ان میں ایک شخص ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا یا پستان زن کے برابر ہوگا اور کہا اگر تم فخر نہ کرو تو میں بیان کروں جس کا وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کرنے والوں سے رسول اللہؐ کی زبان سے؟ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا تم نے سنا ہے محمدؐ کی زبان مبارک سے؟ انھوں نے کہا ہاں قسم ہے رب کعبہ کی ہاں قسم ہے رب کعبہ کی ہاں قسم ہے رب کعبہ کی ہاں قسم ہے رب کعبہ کی۔

٢٤٦٦–عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ مَرْفُوعًا.

۲۴۶۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٤٦٧–عَنْ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

۲۴۶۷- زید سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علیؓ کے ساتھ خوارج پر گیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو! میں نے سنا ہے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے ایک قوم نکلے گی میری امت سے کہ قرآن پڑھیں گے ایسا کہ تمہارا پڑھنا ان کے آگے کچھ نہ ہوگا اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)) لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ هَؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللهِ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتَّى قَالَ مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ

آگے کچھ ہو گی اور نہ تمہارا روزہ انکے روزوں کے آگے کچھ ہو گا۔ قرآن پڑھ کر وہ سمجھیں گے کہ ہمارا اس میں فائدہ ہے اور وہ ان کا ضرر ہو گا نماز ان کے گلوں سے نہ اترے گی۔ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر شکار سے۔ اگر وہ لشکر جو ان پر جائے گا جان لے اس بشارت کو جس کا بیان فرمایا گیا ہے تمہارے نبی کی زبان مبارک پر تو بھروسا کرے اسی عمل پر (یہ سمجھ لے کہ اب عمل کی حاجت نہیں اتنا ثواب ان کے قتل میں ہے) اور نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں آدمی ہے کہ اس کے شانہ کے سر پر عورت کے سر پستان کی مثل ہے اور اس پر بال ہیں سفید رنگ کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جاتے ہو معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اہل شام پر اور ان کو چھوڑے جاتے ہو کہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد اور راموال کو ایذا دیں اور میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ یہ وہی قوم ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے خون بہایا حرام اور لوٹ لیا مواشی کو لوگوں کے۔ سو ان پر چلو اللہ کا نام لے کر۔ سلمہ بن کہیل نے کہا کہ پھر بیان کیا مجھ سے زید نے ایک ایک منزل کا یہاں تک کہ کہا انھوں نے کہ گزرے ہم ایک پل پر (اور وہ پل تھا دبرخان کا چنانچہ نسائی کی روایت میں وارد ہوا ہے) پھر جب دونوں لشکر ملے اس دن خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا اور اس نے حکم دیا ان کو کہ اپنے نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو اس لیے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ لوگ تم پر ویسی بوچھاڑ نہ کریں جیسی حروراء کے دن کی تھی۔ سو وہ پھرے اور اپنے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں میاں سے نکال لیں اور لوگ ان سے جا ملے اور ان کو اپنے نیزوں سے کونچ لیا اور ایک پر دوسرا مقتول ہوا اور حضرت علیؓ کے لشکر سے صرف دو آدمی کام آئے۔ پھر حضرت

(۲۴۶۷) ☆ یہ قسم دلانا ان کا صرف اس لیے تھا کہ لوگوں کو یقین آجائے اور اس بشارت سے خوش ہوں اور معجزہ رسول اللہ ﷺ کا بخوبی معلوم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت علیؓ اور ان کے رفیق حق پر ہیں اور وہ اس جنگ میں مثاب ہیں اور بر سر صواب۔

عَلَى بَعْضٍ وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ أَخِّرُوهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ إِي وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ .

علیؓ نے فرمایا کہ ڈھونڈو اس میں مخدج کو اور اس کو ڈھونڈا اور نہ پایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور ان مقتولوں کے پاس گئے جو ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ ان کو ہٹاؤ پھر اس کو پایا زمین سے لگا ہوا اور آپ نے کہا اللہ اکبر پھر فرمایا کہ سچا ہے اللہ تعالیٰ اور پیغام پہنچایا اس کے رسول نے۔ کہا راوی نے کہ پھر کھڑے ہوئے عبیدہ سلمانی اور عرض کیا کہ امیر المومنین قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ آپ نے سنا ہے یہ رسول اللہؐ سے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اللہ پاک کی کہ نہیں معبود ہے کوئی سوا اس کے یہاں تک کہ تین بار اس نے آپ کو قسم دی آپ نے قسم کھائی اس پر کہ سنا ہے میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے۔

٢٤٦٨- عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ رَضِي اللهُ عنه مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالُوا لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ قَالَ عَلِيٌّ كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هَؤُلَاءِ ((**يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هَذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدَى يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ**)) فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْظُرُوا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ ارْجِعُوا فَوَاللهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى

۲۴۶۸- عبیداللہ جو مولیٰ ہیں رسول اللہؐ کے ان سے روایت ہے کہ حروریہ جب نکلے اور رجب وہ حضرت علیؓ کے ساتھ ہے تو حروریہ نے کہا لاحکم الا للہ یعنی حکم نہیں کسی کا سوا اللہ کے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ کلمہ ایسا ہے کہ حق ہے مگر ارادہ ان کا اس سے باطل ہے اور رسول اللہؐ نے بیان کیا تھا ایک گروہ کا کہ میں ان کا حال بخوبی جانتا ہوں اور ان کی نشانیاں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور وہ اپنی زبانوں سے حق کہتے ہیں مگر وہ اس سے تجاوز نہیں کرتا ہے اور اشارہ کیا عبیدہ نے اپنے حلق کی طرف (یعنی حق بات حلق سے نیچے نہیں اترتی) اور اللہ کی مخلوق میں بڑے دشمن اللہ کے یہی ہیں ان میں ایک شخص اسود ہے کہ ایک ہاتھ اس کا ایسا ہے کہ جیسے چوچے بکری کے یا سر پستان۔ فرمایا پھر جب قتل کیا ان کو علی بن ابو طالب نے تو فرمایا دیکھو پھر دیکھا تو وہ نہ ملا۔ پھر فرمایا انھوں نے کہ پھر جاؤ سو قسم ہے اللہ پاک کی کہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے (یعنی نبیؐ نے مجھ سے جھوٹ نہیں فرمایا نہ میں نے تم سے جھوٹ کہا) دو بار یا تین بار یہی

وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ وَأَنَا حَاضِرُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ زَادَ يُونُسُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ بُكَيْرٌ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْأَسْوَدَ.

کہا۔ پھر پایا اس کو ایک کھنڈر میں اور لائے اس کو یہاں تک کہ رکھ دیا لاشہ اس کا حضرت علیؓ کے آگے اور عبید اللہ نے کہا کہ میں حاضر تھا اس جگہ جب انھوں نے یہ کام کیا اور حضرت علیؓ نے ان کے حق میں یہ فرمایا اور یونس کی روایت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ بکیر نے کہا اور روایت کی مجھ سے ایک شخص نے ابن حنین سے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے اس اسود کو۔

بَاب الْخَوَارِجِ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ

باب: خوارج کا ساری مخلوق سے بدتر ہونے کا بیان

۲۴۶۹- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ)) فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ قُلْتُ مَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ كَذَا وَكَذَا فَذَكَرْتُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۴۶۹- ابوذرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بعد میرے میری امت سے یا فرمایا اب ہو گی بعد میرے میری امت میں وہ قوم کہ قرآن پڑھیں گے اور انکے حلقوں میں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے وہ ایسا نکل جائیں گے جیسے کہ تیر نکلتا ہے شکار سے اور پھر نہ آئیں گے وہ دین میں۔ وہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ ابن صامت نے کہا کہ پھر میں ملا رافع بن عمرو غفاری سے جو حکم غفاری کے بھائی ہیں اور میں نے کہا وہ کیا حدیث ہے جو میں نے سنی ہے ابوذر سے ایسے ایسے؟ اور ذکر کی میں نے یہ حدیث تو انھوں نے کہا میں نے سنی ہے یہ رسول اللہؐ سے۔

۲۴۷۰- عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ ((قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُو تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

۲۴۷۰- سہل نے کہا سنا میں نے نبیؐ سے کہ ذکر کرتے تھے آپ خوارج کا اور کہا انھوں نے کہ سنا میں نے آپ کو کہ اشارہ کرتے تھے مشرق کی طرف اور فرماتے تھے کہ وہ ایسی قوم ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں اپنی زبانوں سے مگر وہ اترتا نہیں ہے ان کے گلوں سے۔ نکل جاتے ہیں وہ دین سے جیسا نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

۲۴۷۱- و حَدَّثَنَاه أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَخْرُجُ مِنْهُ أَقْوَامٌ.

۲۴۷۱- اور روایت کی ہم سے یہ ابو کامل نے انھوں نے عبد الواحد سے انھوں نے سلیمان سے اسی اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نکلیں گی ان سے کئی قومیں۔

۲۴۷۲- عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَتِيهُ قَوْمٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُحَلَّقَةٌ رُءُوسُهُمْ)).

۲۴۷۲- حضرت سہل نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ایک قوم نکلے گی مشرق کی طرف سے سر منڈائے ہوئے۔

بَاب تَحْرِيمِ الزَّكَاةِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَى آلِهِ وَهُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ دُونَ غَيْرِهِمْ

باب: رسول اللہؐ اور آپ کی اولاد بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر زکوٰۃ حرام ہے

٢٤٧٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كِخْ كِخْ ارْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ)).

۲۴۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حسن بن علی نے ایک کھجور صدقہ کی اپنے منہ میں لے کر ڈال لی تو رسول اللہؐ نے فرمایا تھو تھو پھینک دے اس کو کیا تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

٢٤٧٤- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((أَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ)).

۲۴۷۴- شعبہ سے یہی روایت آتی ہے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہم کو صدقہ حلال نہیں۔

٢٤٧٥- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ ((أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ)).

۲۴۷۵- شعبہ سے اس روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

٢٤٧٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ ((إِلَى أَهْلِي

۲۴۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے گھر جاتا ہوں اور

(۲۴۷۳) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے بڑوں کو بچنا واجب ہے اس سے چھوٹوں کو بھی بچانا واجب ہے اور یہ ان کے ولیوں کو ضروری ہے اور اس سے تحریم صدقہ کی آپ پر اور آپ کی اولاد پر ثابت ہوئی اور وہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ یہ مذہب ہے شافعیؒ کا اور جو ان کے موافق ہیں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا۔ اور مالکؒ اور ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ وہ صرف بنو ہاشم ہیں اور قاضی عیاضؒ نے کہا کہ بعض علماء کے نزدیک سب قریش اس میں داخل ہیں اور مالکیؒ نے کہا وہ اولاد ہیں قصی کی اور دلیل شافعیؒ کی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ایک ہی ہیں اور آپ نے حصہ ذوی القربیٰ کا انہیں میں تقسیم کیا اور یہ حکم زکوٰۃ مفروضہ کا ہے اور صدقہ تطوع میں امام شافعیؒ کے تین قول ہیں اصح یہ ہے کہ وہ بھی آپ پر حرام ہے اور آپ کی اولاد کو حلال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں پر حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ دونوں پر حلال ہے اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے موالی میں بھی شافعیہ کے دو قول ہیں اور صحیح یہی ہے کہ ان پر بھی حرام ہے اس حدیث کی رو سے اور جو ابو رافع سے آگے آتی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ان کو حلال ہے اور کوفیوں اور ابو حنیفہؒ کا قول بھی یہی ہے کہ حرام ہے اور بعض مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں اور مالکؒ نے اباحت کا بیان کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے ابن بطال مالکی نے کہ یہ اختلاف صرف موالی بنی ہاشم میں ہے اور ان کے سوا اوروں کے موالی میں اختلاف نہیں یعنی ان کو حلال ہے بالاجماع اور یہ بات ان کی کچھ نہیں بلکہ اصحاب شافعیہ کے نزدیک بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب دونوں کے موالی پر حرام ہے اور ان میں کسی کا فرق نہیں ہے۔ (نوویؒ)

(۲۴۷۶) ☆ اب عوام بلکہ خواص میں بھی اس کے خلاف ہو رہا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ شارعؑ نے طہارت ظاہری میں تخفیف فرمائی کہ جب تک نجاست معلوم نہ ہو تطہیر واجب نہیں بخلاف طہارت لقمہ کے کہ اس سے بچنے کو صرف احتمال کافی رکھا اور لوگوں کا قاعدہ اس کے خلاف ہے کہ لقمہ حرام باوجود یقین کے بھی نہ چھوڑیں گے اور طہارت ظاہری میں وہ وساوس پیدا کریں گے کہ معاذ اللہ۔

فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي ثُمَّ أَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا))۔

اپنے بچھونے پر کھجور پڑی پاتا ہوں اور اٹھاتا ہوں کہ کھاؤں پھر ڈرتا ہوں کہ صدقہ کی نہ ہو اور پھینک دیتا ہوں۔

۲۴۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((وَاللهِ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي أَوْ فِي بَيْتِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً أَوْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأُلْقِيهَا))۔

۲۴۷۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

۲۴۷۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا))۔

۲۴۷۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی اور فرمایا آپ نے کہ اگر صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھالیتا۔

۲۴۷۹- عَنْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِتَمْرَةٍ بِالطَّرِيقِ فَقَالَ ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا))۔

۲۴۷۹- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ لیکن اس میں یہ ذکر ہے کہ آپ کو یہ کھجور راستے میں پڑی ہوئی ملی۔

۲۴۸۰- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا))۔

۲۴۸۰- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَاب تَرْكِ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ عَلَى الصَّدَقَةِ

باب: آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ کو استعمال نہ کرنے کا بیان

۲۴۸۱- عَنْ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ اجْتَمَعَ رَبِيعَةُ بْنُ

۲۴۸۱- عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب اور دونوں نے کہا کہ اللہ کی

(۲۴۷۸) ☆ نوویؒ نے کہا ان روایتوں سے ورع ثابت ہوا اس لیے کہ یہ کھجور مجرد احتمال سے حرام نہیں ہوتی مگر اس کا ترک ورع کی راہ سے فرمایا اور معلوم ہوا کہ ایسی حقیر کم قیمت چیزیں پڑی ملیں تو ان کی پہچان کروانا ضروری نہیں مگر ان کو استعمال میں لانا درست ہے اور آپ نے صدقہ کے خوف سے چھوڑ دیا اور نہ اس خیال سے کہ لقطہ ہے اور یہ حکم متفق علیہ ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مالک ایسی چیزوں کو نہ ڈھونڈتا ہے نہ اس کے تلف ہونے کا غم کرتا ہے۔

(۲۴۸۱) ☆ قرآن مجید میں بلوغ کو نکاح فرمایا ہے اذا بلغوا النکاح۔ ویسا ہی اس روایت میں بھی ہے اور حضرت زینبؓ نے اپنے کپڑے یا ہاتھ سے اشارہ فرمایا ہوگا اس لیے کہ لمع لغت میں اسی کو کہتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مال سادات کو مطلقاً حرام ہے

الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَا وَاللّٰهِ لَوْ بَعَثْنَا هَذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ قَالَا لِي وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَكَلَّمَاهُ فَأَمَّرَهُمَا عَلَى هَذِهِ الصَّدَقَاتِ فَأَدَّيَا مَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيبُ النَّاسُ قَالَ فَبَيْنَمَا هُمَا فِي ذَلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَانْتَحَاهُ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا تَصْنَعُ هَذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ قَالَ عَلِيٌّ أَرْسِلُوهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِآذَانِنَا ثُمَّ قَالَ ((**أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ**)) ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُ النَّاسِ

قسم ہم بھیج دیں ان دونوں لڑکوں کو یعنی مجھ کو اور فضل بن عباس کو رسول اللہؐ کے پاس اور یہ دونوں جاکر عرض کریں کہ حضرتؐ انکو تحصیلدار بنادیں زکوٰۃ وصدقات پر اور یہ دونوں حضرتؐ کو لاکر ادا کردیں جیسے اور لوگ ادا کرتے ہیں اور کچھ انکو مل جائے جیسے اور لوگوں کو ملتا ہے۔ غرض یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ علی بن ابو طالبؓ آئے اور ان کے آگے کھڑے ہوئے اور ان دونوں نے حضرت علیؓ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مت بھیجو کہ حضرت قسم اللہ کی ایسا نہیں کرنے والے (اس لیے کہ آپ کو معلوم تھا کہ زکوٰۃ سیدوں کو حرام ہے)۔ پس برا کہنے لگے حضرت علیؓ کو ربیعہ بن حارث اور کہا کہ اللہ کی قسم تم ہمارے ساتھ یہ جو کرتے ہو تو حسد سے اور قسم ہے اللہ پاک کی کہ تم نے جو شرف رسول اللہؐ کی دامادی کا پایا ہے تو اس کا تو ہم تم سے کچھ حسد نہیں کرتے۔ تب حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اچھا ان دونوں کو روانہ کرو اور ہم دونوں گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ لیٹ رہے پھر جب رسول اللہؐ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہم دونوں جلدی سے حجرے میں آپ سے پہلے جا پہنچے اور کھڑے ہوئے حجرے کے پاس یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور ہم دونوں کے کان پکڑے (یہ شفقت اور ملاعبت تھی آپ کی کہ لڑکے اس سے خوش ہوتے ہیں) اور فرمایا آپ سے کہ ظاہر کرو جو تم دل میں گھڑ کر لائے ہو پھر آپ بھی حجرے میں گئے اور ہم بھی اور اس دن آپ حضرت ام المومنین زینبؓ کے پاس تھے۔ پھر ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ

؎ ہے خواہ کسی خدمت کے عوض میں دیا جائے خواہ یوں دیا جائے۔ غرض آٹھوں اسباب جو قبول زکوٰۃ کے ہیں ان سب میں سے کوئی وجہ ہو ان کو لینا اس کا روا نہیں اور یہی صحیح ہے اصحاب شافعیہ کے نزدیک اور احادیث بھی اسی کی مؤید ہیں اور بعض لوگوں نے جو اجازت دی ہے اجرت تحصیل میں وہ ضعیف مذہب ہے بلکہ باطل ہے اور یہ حدیث صریح اس مذہب کو رد کرتی ہے اور اس مال کو میل جو فرمایا اس میں علت اس کی حرمت کی بیان کر دی اور وہ میل اس لیے ہیں کہ زکوٰۃ کے نکالنے سے ان کا بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے جیسے اللہ پاک فرماتا ہے ۔۔۔ من اموالهم. الخ

وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلَى بَعْضِ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّيَ إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَنُصِيبَ كَمَا يُصِيبُونَ قَالَ فَسَكَتَ طَوِيلًا حَتَّى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ قَالَ وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ عَلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ ادْعُوَا لِي مَحْمِيَةَ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) قَالَ فَجَاءَاهُ فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ ((أَنْكِحْ هَذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ)) لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْكَحَهُ وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ ((أَنْكِحْ هَذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ)) لِي فَأَنْكَحَنِي وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ ((أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ يُسَمِّهِ لِي.

تم بولو۔ غرض ایک نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ آپ سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں قرابت والوں سے اور ہم نکاح کو پہنچ گئے ہیں (یعنی جوان ہوگئے ہیں)۔ پھر ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہم کو ان زکوٰتوں پر تحصیلدار بنادیں کہ ہم بھی آپ کو تحصیل لادیں جیسے اور لوگ لاتے ہیں اور ہم کو بھی کچھ مل جائے جیسے اوروں کو مل جاتا ہے (تاکہ ہمارے نکاح کا خرچ نکل آئے)۔ پھر حضرت چپ ہو رہے بڑی دیر تک یہاں تک کہ ہم نے چاہا کہ پھر کچھ کہیں اور ام المومنین زینبؓ ہم سے پردہ کی آڑ سے اشارہ فرماتی تھیں کہ اب کچھ نہ کہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ آل محمدؐ کے لائق نہیں یہ تو لوگوں کا میل ہے (شاید یہ مثل یہیں سے ہے کہ روپیہ پیسہ ہاتھوں کی میل ہے) مگر تم میرے پاس محمیہ کو بلا لاؤ (یہ نام تھا آپ کے خزانچی کا) اور وہ خمس کے اوپر مقرر تھے اور بلا لاؤ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کو۔ کہا راوی نے کہ پھر یہ دونوں حاضر ہوئے اور آپ نے محمیہ سے فرمایا کہ تم اپنی لڑکی اس لڑکے فضل بن عباس کو بیاہ دو اور نوفل بن حارث سے فرمایا کہ تم اپنی لڑکی اس لڑکے سے بیاہ دو (یعنی مجھ) عبدالمطلب بن ربیعہ سے جو راوی حدیث ہیں)۔ غرض میرا نکاح کر دیا آپ نے اور محمیہ سے فرمایا کہ ان دونوں کا مہر خمس سے ادا کر دو اتنا اتنا۔ زہری نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عبداللہ میرے شیخ نے تعداد مہر کی نہیں فرمائی۔

٢٤٨٢ -عَنْ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ائْتِيَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَقَالَ فِيهِ فَأَلْقَى عَلِيٌّ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ

۲۴۸۲- حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ نے کہا کہ ان کے باپ ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب دونوں نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس سے کہا کہ تم دونوں جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور حدیث بیان کی جیسے اوپر گزری اور اس میں یوں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ رہے اور کہا کہ میں باپ ہوں حسن کا اور سید ہوں قسم ہے

أَنَا أَبُو حَسَنٍ الْقَرْمُ وَاللّٰهِ لَا أَرِيمُ مَكَانِي حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَاكُمَا بِحَوْرِ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ لَنَا ((إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ)) وَقَالَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ادْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بْنَ جَزْءٍ)) وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ.

اللہ تعالیٰ کی کہ اس جگہ سے نہ جاؤں گا جب تک تمہارے بیٹے نہ لوٹیں تمہاری بات کا جواب لے کر جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجی ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ یہ میل ہے لوگوں کی اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جائز نہیں اور فرمایا بلاؤ میرے پاس محمیہ بن جزء کو اور وہ ایک آدمی تھے قبیلہ بنی اسد کے کہ آپ نے ان کو تحصیل دار کیا تھا خمسوں پر۔

بَاب إِبَاحَةِ الْهَدِيَّةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِبَنِي هَاشِمٍ

باب: حضور اکرم ﷺ اور آپ کی اولاد پر ہدیہ حلال ہے

۲۴۸۳– عَنْ جُوَيْرِيَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ)) قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ ((قَرِّبِيهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)).

۲۴۸۳- جویریہ حضرتؐ کی بی بی مسلمانوں کی ماں نے خبر دی کہ رسول اللہؐ گھر میں آئے اور فرمایا کچھ کھانا ہے تو انھوں نے عرض کی کہ نہیں قسم ہے اللہ کی اے رسول اللہؐ تعالیٰ کے ہمارے پاس کچھ کھانا نہیں ہے مگر چند ہڈیاں بکری کی جو میری آزاد لونڈی کو صدقہ میں ملی ہیں۔ آپ نے فرمایا لاؤ اس لیے کہ صدقہ تو اپنی جگہ تک پہنچ گیا۔

۲۴۸۴– عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۲۴۸۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۴۸۵– عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَهْدَتْ بَرِيرَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَحْمًا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).

۲۴۸۵- انسؓ نے کہا ہدیہ دیا بریرہؓ نے نبیؐ کو کچھ گوشت کہ اس کو کسی نے صدقہ دیا تھا تو آپ نے لیا اور فرمایا ان کو صدقہ ہے اور ہم کو ہدیہ ہے۔

۲۴۸۶– عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها وَأُتِيَ

۲۴۸۶- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کچھ گائے کا گوشت

(۲۴۸۳) ☆ یعنی جب صدقہ جس کو دینا تھا اس تک پہنچ گیا اور اس نے دوسرے کو دے دیا تو اب حرمت اس کی جو سادات پر تھی باقی نہ رہی اس لیے کہ اب وہ ہدیہ ہو گیا اور صدقہ نہ رہا اور اس میں دلیل ہے شافعیؒ اور ان کے موافقین کو کہ گوشت قربانی کا جب کسی نے لے لیا تو اب اس کا بیچنا اس کو درست ہو گیا اور اگر کسی ایسے شخص کو ہدیہ دیا جس کو صدقہ لینا درست نہ تھا تو بھی اس کو حلال ہو گیا اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ بیع اس گوشت کی روا نہیں مگر دلیل ان کی معلوم نہیں اور ظاہراً اس روایت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ (نوویؒ)

(۲۴۸۶) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے گائے کا گوشت کھایا ہے اور یہ روایت مسلم ہی میں ہے۔

النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقِيلَ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).

لائے نبیؐ کے پاس اور کسی نے کہا کہ یہ گوشت صدقہ کا ہے جو بریرہؓ کو ملا تھا تو آپ نے فرمایا ان پر صدقہ ہے اور ہم کو ہدیہ۔

٢٤٨٧- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتُهْدِي لَنَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ)).

۲۴۸۷- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ بریرہؓ کے مقدمہ سے تین حکم شرعی ثابت ہوئے لوگ اس کو صدقہ دیتے اور وہ ہم کو ہدیہ دیتی تو ذکر کیا ہم نے رسول اللہؐ سے اس کا تو آپ نے فرمایا وہ اس پر صدقہ ہے اور تم کو ہدیہ ہے سو تم کھاؤ۔

٢٤٨٨- عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ .

۲۴۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٤٨٩- عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ)).

۲۴۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں یہ فرمایا کہ وہ ہمارے لیے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

٢٤٩٠- عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضي الله عنها قَالَتْ بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ إِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا بِشَيْءٍ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِلَى عَائِشَةَ قَالَ ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ)) قَالَتْ لَا إِلَّا أَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتُمْ بِهَا إِلَيْهَا قَالَ ((إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)).

۲۴۹۰- ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا بھیجا میرے پاس رسول اللہؐ نے ایک بکری کو صدقہ کی تو میں نے اس میں سے تھوڑا گوشت حضرت عائشہؓ کو بھیج دیا پھر آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ نہیں مگر نسیبہ نے (یعنی ام عطیہ نے) ہمارے پاس کچھ گوشت بھیجا ہے اس بکری میں سے جو آپ نے ان کے پاس بھیجی تھی آپ نے فرمایا وہ اپنی جگہ پہنچ گئی۔

بَاب قَبُولِ النَّبِيِّ الْهَدِيَّةَ وَرَدِّهِ الصَّدَقَةَ

باب: رسول اللہؐ کا ہدیہ قبول کرنا اور صدقہ کو رد کرنا

٢٤٩١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا وَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا.

۲۴۹۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کھانا آتا پوچھ لیتے اگر ہدیہ ہوتا تو کھاتے اور صدقہ ہوتا تو نہ کھاتے۔

(۲۴۸۷) ☆ یہاں ایک حکم بیان کیا دوسرا یہ ہے کہ ولاء اسی کو ہے جو آزاد کرے اور لونڈی جب آزاد ہو تو اس کو اپنے خاوند کے پاس رہنے کا اختیار ہے۔

(۲۴۹۰) ☆ یعنی صدقہ ام عطیہؓ کے واسطے تھا انکو پہنچ گیا اب تمہارے لیے ہدیہ ہے اب کھاؤ اور ہمیں کھلاؤ۔

(۲۴۹۱) ☆ یہ پوچھنا آپ کا ورع کی راہ سے تھا اور جب تک کہ لوگوں کو خوب معلوم نہ تھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے اور اس سے اصل ماکل و مشارب کا دریافت کرنا روا ہوا۔

بَابُ الدُّعَآءِ لِمَنْ اَتٰی بِصَدَقَتِهٖ

باب: صدقہ لانے والے کو دعا دینے کا بیان

٢٤٩٢ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ ((اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ)) فَأَتَاهُ أَبِي أَبُو أَوْفَى بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى .

۲۴۹۲- عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا رسول اللہ کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی قوم صدقہ لاتی تھی تو آپ ان کے لیے فرماتے تھے یا اللہ! رحمت کر ان کے اوپر پھر آئے میرے باپ ابو اوفی صدقہ لے کر تو آپ نے فرمایا یا اللہ! رحمت کر ابو اوفی کی آل پر۔

٢٤٩٣ - عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَلِّ عَلَيْهِمْ.

۲۴۹۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ نے ان پر رحمت کی دعا کی۔

بَاب إِرْضَاءِ السَّاعِي مَا لَمْ يَطْلُبْ حَرَامًا

باب: تحصیلدار زکوٰۃ کو راضی رکھنے کا بیان جب تک وہ مال حرام طلب نہ کرے

٢٤٩٤ - عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ)).

۲۴۹۴- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زکوٰۃ لینے والا تمہارے پاس آئے تو چاہیے کہ راضی جائے۔

(۲۴۹۲) ☆ یہ دعا فرمانا آپ کا بموجب اس آیت شریف کے تھا کہ اللہ پاک نے فرمایا وصل علیهم ان صلاتك سكن لهم۔ اور مذہب مشہور علماء کا یہی ہے کہ یہ دعا زکوٰۃ دینے والے کو دینا مستحب ہے اور ظاہریہ کا قول ہے کہ واجب ہے اور بعض اصحاب شافعیہ بھی اسی طرح گئے اور جمہور نے کہا ہے کہ یہ امر آیت مبارک کا ہمارے واسطے مستحب ہے اس لیے کہ رسول اللہؐ نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا۔ زکوٰۃ لینے کو اور انکو دعا کا حکم نہیں دیا اور جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کا حکم ان کو قرآن شریف سے خود معلوم تھا اور جمہور نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ دعا نبی کی ان کی تسکین کا باعث تھی بخلاف اوروں کے اور امام شافعیؒ نے دعا میں کہا ہے کہ مستحب ہے کہ یوں کہے اجرك الله فيما اعطيت و جعلك طهوراً و بارك لك فيما ابقيت۔ مگر جب تک یہ الفاظ کسی روایت کے ثابت نہ ہوں مجرد قول کسی کا ثبت استحباب نہیں ہو سکتا اور تحصیلدار کا یہ کہنا کہ اللهم صلى على فلان اس کو جمہور شافعیہ نے مکروہ کہا ہے اور یہی مذہب ہے ابن عباسؓ اور امام مالکؒ اور ابن عیینہ کا اور ایک جماعت سلف کا اور ایک جماعت نے اس کو جائز کہا ہے اس حدیث کی رو سے اور جنھوں نے مکروہ کہا ہے کو صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیاءؑ کے لیے جائز نہیں مگر انبیاء کی ذیل میں اس لیے کہ صلوٰۃ لسان سلف میں مخصوص بانبیاء تھی جیسے عزوجل کا لفظ ہے اللہ پاک کے واسطے اور جیسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمدؐ عزوجل اگرچہ آپ بھی عزیز و جلیل ہیں اسی طرح یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابو بکر ﷺ اور اگرچہ معنی اس کے بھی صحیح ہیں اور ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے اس میں کو یہ نہی تنزیہی ہے یا تحریم یا مجرد ادب ہے اور قول اصح اور مشہور یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے بکراہت تنزیہی اس لیے کہ یہ شعار ہے اہل بدع کا اور ان کے شعار سے ہم منع کئے گئے ہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ غیر انبیاء کے لیے لفظ صلوٰۃ بشراکت انبیاء جائز ہے جیسے آیا ہے اللّٰهم صلى على محمد وعلى ال محمد وازواجه وذرياته واتباعه اور شیخ ابو محمد جوینی جو اصحاب شافعیہ سے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ سلام بھی بمعنی صلوٰۃ ہے اور اس کو اکیلا استعمال نہ کرے سوا انبیاء کے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ و سلام کو قرین کیا۔ غرض یوں نہ کہنا چاہیے کہ فلاں علیہ السلام نے (مثلاً کہیں کہ عبدالکریمؑ نے فرمایا) مگر مخاطبہ کے طور سے حی و میت سے کہنا درست ہے۔ جیسے کہیں السلام علیکم یا اسلام علیک۔ واللہ اعلم (النوویؒ)۔

(۲۴۹۴) ☆ مقصود حدیث یہ ہے کہ حاکموں کی اطاعت کرو ان کو راضی رکھو بات چیت نشست و برخاست میں ان کو رنج نہ دو کہ اس میں صلاح ذات البین ہے اور اجماع مسلمین ہے اور یہ سب امور جب ہی تک ہیں کہ تم سے جور اور ظلم کی راہ سے طلب نہ کرے کوئی چیز۔

كِتَابُ الصِّيَامِ

روزے کے مسائل [1]

بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب: ماہ رمضان کی فضیلت

٢٤٩٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتْ الشَّيَاطِينُ)).

۲۴۹۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو کھل جاتے ہیں دروازے جنت کے اور بند ہو جاتے ہیں دروازے دوزخ کے اور زنجیروں میں کس دیے جاتے ہیں شیاطین۔

٢٤٩٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّيَاطِينُ)).

۲۴۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب رمضان ہوتا ہے دروازے رحمت کے کھل جاتے ہیں اور دروازے دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں باندھے جاتے ہیں۔

٢٤٩٧- عن ابي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ بِمِثْلِهِ)).

۲۴۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

---

[1] صوم اور صیام لغت میں مطلق امساک کے معنی میں ہے اور شرع میں امساک مخصوص ہے زمان مخصوص میں شخص مخصوص کا اس کی شرائط کے ساتھ۔

(۲۴۹۵) ☆ یہ حدیث دلیل ہے ایک بڑے مذہب صحیح کی اور اسی طرف گئے ہیں محققین اور بخاری اور وہ یہ ہے کہ فقط رمضان کہنا روا ہے بغیر لفظ شہر کے اور اس میں کراہت نہیں ہے اور اس میں تین مذہب ہیں اول یہ کہ کسی حال میں صرف رمضان کہنا روا نہیں اور یہ قول ہے اصحاب مالک کا اور ان لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ رمضان نام ہے اللہ تعالیٰ کا۔ پس اس کا اطلاق غیر پر بلا قید روا نہیں اور اکثر اصحاب شافعیؒ اور ابن باقلانی کا قول یہ ہے کہ یہاں ایک قرینہ ہے کہ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں اللہ پاک مراد نہیں اور مہینہ مراد ہے۔ پس اس میں کراہت نہیں اور اگر قرینہ نہ ہو تو مکروہ ہے۔ غرض جیسے لوگ کہتے ہیں ہم نے رمضان کا روزہ رکھا رمضان میں قیام شب کیا یہ مکروہ نہیں مگر یہ کہنا کہ رمضان آیا یا رمضان گیا یہ مکروہ ہے اور یہ دوسرا قول ہے اور تیسرا وہی جس طرف بخاریؒ وغیرہ گئے ہیں کہ خواہ قرینہ ہو یا نہ ہو رمضان کا اطلاق بلا کراہت روا ہے اور یہی صحیح اور صواب ہے اور اول کے دونوں مذہب فاسد ہیں اور کھلنا اور بند ہونا دروازوں کا اور قید ہو جانا شیاطین کا حقیقت ہے مجاز نہیں۔ یہی مذہب حق ہے۔

بَاب وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَأَنَّهُ إِذَا غُمَّ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا

باب: اس بیان میں کہ روزہ اور افطار چاند دیکھ کر کریں اور اگر بدلی ہو تو تیس تاریخ پوری کریں

۲۴۹۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ ((لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

۲۴۹۸- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا اور فرمایا کہ نہ روزہ رکھو اور نہ افطار کرو جب تک کہ چاند دیکھ لو۔ پھر اگر بدلی ہو جائے تم پر تو تیس دن پورے کرو (یعنی خواہ شعبان کے خواہ رمضان کے)۔

۲۴۹۹- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَقَالَ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا ثُمَّ عَقَدَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ فَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ)).

۲۴۹۹- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ذکر کیا رمضان کا اور اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے (یعنی دس انگلیوں سے) اور فرمایا کہ مہینہ ایسا ہے ایسا ہے ایسا ہے اور بند کر لیا اپنے انگوٹھے کو تیسری بار (یعنی انتیس دن کا ہوتا ہے) اور فرمایا روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر۔ پھر اگر تم پر بدلی ہو تو گن لو پورے تیس دن۔

۲۵۰۰-عن عُبَيْدُ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا ثَلَاثِينَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ)).

۲۵۰۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۰۱-عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَمَضَانَ فَقَالَ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَقَالَ فَاقْدِرُوا لَهُ)) وَلَمْ يَقُلْ ((ثَلَاثِينَ)).

۲۵۰۱- حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایسا ایسا ایسا اور فرمایا کہ اندازہ کرو اس کا اور تیس کا لفظ نہیں فرمایا۔

۲۵۰۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا الشَّهْرُ تِسْعٌ

۲۵۰۲۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ تم چاند کو دیکھ

(۲۴۹۹) ☆ یعنی انتیس کو شعبان کی مثلاً ابر ہو تو تیس شعبان کی پوری کر لو بعد اس کے روزہ رکھ لو اور اسی طرح اگر انتیس رمضان کو بدلی ہو اور بہ سبب بدلی کے رویت نہ ہو تو تیس روزے پورے کر لو اور بعد اس کے عید الفطر کر لو۔ جمہور نے اس حدیث کے یہی معنے کئے ہیں اور احادیث اور روایات بھی اسی کی مؤید ہیں۔

وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

کر روزہ رکھو اور افطار کرو۔ پس اگر بادل ہوں تو تیس کی گنتی پوری کر لو۔

٢٥٠٣ – عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ ((فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

۲۵۰۳۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٥٠٤ – عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

۲۵۰۴۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔

٢٥٠٥ – عن ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ إِلَّا أَنْ يُغَمَّ عَلَيْكُمْ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

۲۵۰۵۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں تسع و عشرون کے ساتھ لیلۃ کا لفظ بھی ہے۔

٢٥٠٦ – عن ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ

۲۵۰۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوا سنا ہے کہ مہینہ ایسا ایسا ایسا ہوتا ہے اور انگوٹھے کو کم کر دیا تیسری بار میں (یعنی انتیس کا بھی ہوتا ہے)۔

٢٥٠٧ – عن ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)).

۲۵۰۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

٢٥٠٨ – عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا)).

۲۵۰۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ ایسا ہے ایسا ہے ایسا ہے یعنی دس اور دس اور نو دن کا۔

٢٥٠٩ – عن ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُا

۲۵۰۹- عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(۲۵۰۷) ☆ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انتیس کا رمضان ہونے سے اس کا اجر بھی نہیں گھٹتا اس لیے کہ وہ بھی مہینہ کامل ہے نہ کہ ناقص۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الشَّهْرُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بِكُلِّ أَصَابِعِهِمَا وَنَقَصَ فِي الصَّفْقَةِ الثَّالِثَةِ إِبْهَامَ الْيُمْنَى أَوْ الْيُسْرَى

مہینہ ایسا ایسا ایسا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ مارے دو بار اور سب انگلیاں کھلی رکھیں اور تیسری بار انگوٹھا داہنا یا بایاں کم کر دیا (یعنی بند کر دیا اور اشارہ ہوا انتیس کا)۔

۲۵۱۰- عَنِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)) وَطَبَّقَ شُعْبَةُ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَكَسَرَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ عُقْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ ((الشَّهْرُ ثَلَاثُونَ)) وَطَبَّقَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ.

۲۵۱۰- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس کا ہوتا ہے اور شعبہ نے دونوں ہاتھ اپنے ملا کر اشارہ کیا اور تیسری بار میں انگوٹھے کو موڑ لیا- عقبہ نے کہا اور میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ مہینہ تیس کا ہوتا ہے اور دونوں ہتھیلیوں کو تین بار ملایا۔

۲۵۱۱- عن ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ((وَالشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) يَعْنِي تَمَامَ ثَلَاثِينَ.

۲۵۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ امی ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ تو ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے اور تیسری بار میں انگوٹھا بند کر لیا اور مہینہ ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا یعنی تیس دن پورے ہوتے ہیں۔

۲۵۱۲- عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ الشَّهْرِ الثَّانِي ثَلَاثِينَ.

۲۵۱۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس حدیث میں دوسری دفعہ تیس کی گنتی پوری نہیں۔

۲۵۱۳- عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَجُلًا يَقُولُ اللَّيْلَةَ لَيْلَةُ النِّصْفِ فَقَالَ لَهُ مَا يُدْرِيكَ أَنَّ اللَّيْلَةَ النِّصْفُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ

۲۵۱۳- حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا سنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو کہ کہتا تھا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہو گیا۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے کیا جانا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوا۔ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے مہینہ ایسا ہوتا ہے اور اشارہ کیا اپنی انگلیوں سے

(۲۵۱۱) ☆ قربان اس نبی امی کے کہ اپنی امت مرحومہ کو ایسی تعلیم دی کہ تمام جہان کے حساب والے گرد ہیں اور ایک ذرا سی بات کو کس کس طرح سے ان کے ذہن نشین کر دیا اور رحمت کرے اللہ تعالیٰ محدثین کو کہ انھوں نے کیسے آپ کی تعلیمات اور ارشادات کی حفاظت کی کہ ایک ایک بات کو اسانید متعددہ سے اور اسالیب مختلفہ سے جس طرح سے وارد ہوئے خوب یاد رکھا اور ایسی حفاظت کی کہ کسی امت کو نصیب نہ ہوئی- الحمد علی ذلک۔

(۲۵۱۳) ☆ یعنی تم نے کیونکر جانا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوا؟ اس لیے کہ مہینہ کبھی انتیس ہی کا ہوتا ہے۔ پھر جب تک ماہ تمام نہ ہو اور معلوم نہ ہو کہ انتیس کا ہوا یا تیس کا تب تک کیونکر معلوم ہو کہ نصف ماہ کون سی رات کو ہوا۔

الْعَشْرِ مَرَّتَيْنِ وَهَكَذَا فِي الثَّالِثَةِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ كُلِّهَا وَحَبَسَ أَوْ خَنَسَ إِبْهَامَهُ)).

دوبار اور ایسا ہی تیسری بار کیا اور سب انگلیوں سے اشارہ کیا اور بند کر لیا یا جھکا لیا اپنے انگوٹھے کو۔

٢٥١٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا)).

۲۵۱۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تب ہی افطار بھی کرو۔ پھر اگر بدلی ہو جائے تو تیں روزے پورے رکھ لو (پھر اس کے بعد عید کرو)۔

٢٥١٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعَدَدَ)).

۲۵۱۵- ابوہریرہؓ نے کہا کہ فرمایا نبیؐ نے کہ روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر اور اگر بدلی ہو جائے تو گنتی پوری کر دو (یعنی تیں کی)۔

٢٥١٦- عن ابي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ)).

۲۵۱۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٥١٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهِلَالَ فَقَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ)).

۲۵۱۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَاب لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ

باب: رمضان کے استقبال کے طور پر ایک یا دو روزے رکھنے کی ممانعت

٢٥١٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ)).

۲۵۱۸- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا رمضان سے پیشگی ایک دو روزے مت رکھو مگر وہ شخص جو ہمیشہ ایک دن میں روزہ رکھا کرتا تھا اور وہی دن آ گیا تو خیر وہ رکھے اپنے مقررہ دن میں۔ (مثلاً جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتا تھا اور انتیس اور تیں تاریخ میں شعبان کے وہی دن آ گئے تو وہ رکھ لے)۔

٢٥١٩- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۲۵۱۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٢٠– عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَزْوَاجِهِ شَهْرًا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً أَعُدُّهُنَّ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعُدُّهُنَّ فَقَالَ : ((**إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ**)).

٢٥٢٠– زہریؒ نے کہا کہ نبی ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیبیوںؓ کے پاس نہ آئیں گے ایک ماہ تک۔ زہری نے کہا پھر خبر دی مجھ کو عروہ نے حضرت عائشہؓ کی زبانی کہ انھوں نے فرمایا کہ جب انتیس روز گزرے اور میں گنتی تھی تو رسول اللہؐ تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پہلے میرے پاس تشریف لائے (اور یہ فخر یہ حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا اور اس میں کمال محبت رسول اللہ ﷺ کی ان کے ساتھ ثابت ہوئی) پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ہمارے پاس نہ آئیں گے مہینہ بھر تک اور آپ انتیسویں ہی دن تشریف لائے اور میں دن گنتی تھی تو آپ نے فرمایا مہینہ انتیس کا بھی تو ہوتا ہے۔

٢٥٢١– عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اعْتَزَلَ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا فِي تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْنَا إِنَّمَا الْيَوْمُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَقَالَ ((**إِنَّمَا الشَّهْرُ**)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَحَبَسَ إِصْبَعًا وَاحِدَةً فِي الْآخِرَةِ.

٢٥٢١– جابر نے کہا کہ رسول اللہؐ نے کنارہ کیا اپنی بیبیوں سے ایک مہینہ کو پھر نکلے ہماری طرف انتیسویں دن۔ سو ہم نے عرض کی کہ آج تو انتیسواں دن ہے تو آپ نے فرمایا مہینہ اتنا بھی ہوتا ہے اور دونوں ہاتھ ملائے تین بار اور بند کر لی ایک انگلی پچھلی بار میں (یعنی انتیس کا اشارہ فرمایا)۔

٢٥٢٢– عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُا اعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا صَبَاحَ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((**إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ**)) ثُمَّ طَبَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ ثَلَاثًا مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ كُلِّهَا وَالثَّالِثَةَ بِتِسْعٍ مِنْهَا.

٢٥٢٢– حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کنارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایک ماہ کا اور نکلے آپ انتیسویں کی صبح کو۔ سو بعضے لوگوں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج تو ہماری انتیسویں دن کی صبح ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ پھر ملائے آپ نے دو ہاتھ تین بار، دو بار تو سب انگلیوں کے ساتھ اور تیسری بار نو انگلیوں سے۔

٢٥٢٣– عن أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِمْ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ حَلَفْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا

٢٥٢٣۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

قَالَ ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا)).

٢٥٢٤– عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۵۲۴۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٢٥– عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرَى فَقَالَ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا)) ثُمَّ نَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا.

۲۵۲۵۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں بیویوں کے پاس نہ آنے کی قسم کھانے کا واقعہ نہیں ہے۔

٢٥٢٦–عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا مَرَّةً.

۲۵۲۶۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٥٢٧– عن إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا.

۲۵۲۷۔ مذکورہ بالا احادیث معناً اس سند سے بھی مروی ہیں۔

بَابُ : بَيَانِ أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَ أَنَّهُمْ إِذَا رَأَوْا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ

باب: شہر میں وہیں کی رویت معتبر ہے اور دوسرے شہر کی رویت وہاں کام نہیں آتی

٢٥٢٨–عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمْ

۲۵۲۸–کریب کو ام الفضل بنت حارث نے معاویہؓ کی طرف بھیجا شام کو۔ انھوں نے کہا کہ میں گیا شام کو اور ان کا کام نکال دیا اور میں نے چاند دیکھا رمضان کا شام میں جمعہ کی شب کو (یعنی پنج شنبہ کی شام کو) پھر مدینہ آیا آخر ماہ میں اور عبداللہ بن عباسؓ نے پوچھا مجھ سے اور ذکر کیا چاند کا کہ تم نے کب دیکھا؟ میں نے کہا جمعہ کی شب کو۔ انھوں نے کہا کہ تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا ہاں

(۲۵۲۸) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رویت ہلال کی عام نہیں ہوتی یعنی جس شہر والے دیکھیں وہ روزہ رکھیں یا افطار کریں اور دوسروں کو ان کی رویت پر اعتماد ضروری نہیں اور یہی مذہب صحیح ہے اصحاب شافعیہ کے نزدیک بلکہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ جہاں تک قصر نہیں ہوتی نماز میں وہیں تک رویت کا بھی اعتبار ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر مطلع متفق ہو تو دوسروں کو بھی اعتبار ضروری ہے اور بعضوں نے کہا ایک اقلیم تک اگر اتفاق ہے تو اعتبار ہے ورنہ نہیں اور بعض کا قول ہے کہ رویت ایک جگہ کی تمام روئے زمین کو کافی ہے اور انھوں نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ ابن عباسؓ نے اس ایک شخص کی گواہی قبول نہیں کی مگر ظاہر حدیث اس پر دال ہے کہ انھوں نے رویت بعید کا اعتبار نہیں کیا۔ (نوویؒ)

الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ أَوَ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ لَا هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَشَكَّ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى فِي نَكْتَفِي أَوْ تَكْتَفِي.

اور لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا حضرت معاویہؓ اور لوگوں نے۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے یا چاند دیکھ لیں گے۔ تو میں نے کہا آپ کافی نہیں جانتے دیکھا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اور ان کا روزہ رکھنا۔ آپ نے فرمایا نہیں ایسا ہی حکم کیا ہے ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اور یحییٰ بن یحییٰ کو شک ہے کہ نکتفی کہا۔ یا تکتفی۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّهُ لَا اعتِبَارَ بِكِبَرِ الْهِلَالِ وَ صِغَرِهٖ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَدَّهٗ لِلرُّؤْيَةِ فَاِنْ غُمَّ فَلْيُكْمَلْ ثَلٰثُوْنَ

باب: چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں اور جب بدلی ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو

۲۵۲۹- عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ قَالَ تَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ قَالَ فَلَقِينَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا إِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ أَيَّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ قَالَ فَقُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةِ رَأَيْتُمُوهُ)).

۲۵۲۹- ابوالبختریؒ نے کہا کہ ہم عمرہ کو نکلے اور جب بطن نخلہ کو پہنچے (کہ ایک مقام کا نام ہے) تو سب نے چاند دیکھنا شروع کیا اور بعضوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تین رات کا چاند ہے (یعنی بڑا ہونے کے سبب سے) اور بعضوں نے کہا دو رات کا ہے۔ پھر ملے ہم ابن عباسؓ سے اور ان سے ذکر کیا کہ ہم نے چاند دیکھا اور کسی نے کہا تین رات کا ہے اور کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ تب انھوں نے پوچھا کہ تم نے کون سی رات میں دیکھا؟ تو ہم نے کہا فلاں فلاں رات میں۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑھا دیا دیکھنے کے لیے اور وہ اسی رات کا تھا جس رات تم نے دیکھا۔

بَابُ بَيَانِ مَعْنٰى قَوْلِهٖ ﷺ شَهْرَ اعِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ

باب: دو مہینے عید کے ناقص نہیں ہوتے

۲۵۳۰- عن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمَدَّهُ لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ)).

۲۵۳۰- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے لمبا کر دیا ہے اس کو اس کے دیکھنے کے سبب سے۔ پس اگر بادل ہوں تو تم گنتی کو پورا کرو۔

(۲۵۲۹) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بڑا ہونے کا اعتبار نہیں جب رویت ہو اسی شب کا ہے خواہ انتیسویں ہو یا تیسویں۔

٢٥٣١- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ)).

۲۵۳۱- حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو ماہ عیدوں کے ناقص نہیں ہوتے ایک رمضان شریف دوسرا ذی الحجہ۔

٢٥٣٢- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ)) فِي حَدِيثِ خَالِدٍ ((شَهْرَا عِيدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ)).

۲۵۳۲۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اور خالد کی روایت میں ہے کہ عید کے دو ماہ رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔

بَاب بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ

باب: روزہ طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے

٢٥٣٣- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ)).

۲۵۳۳-عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری حتیٰ یتبین لکم یعنی کھاتے پیتے رہو جب تک کہ ظاہر ہو جائے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے صبح کے تو عدی نے عرض کی کہ اے رسول اللہؐ! میں اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں رکھتا ہوں ایک سفید ایک کالی اسی سے میں پہچان لیتا ہوں رات کو دن سے۔ تب آپ نے فرمایا تمہارا تکیہ تو بہت چوڑا ہے کہ (مزاح کی راہ سے فرمایا کہ اتنا چوڑا ہے کہ صبح اسی کے نیچے سے ہوتی ہے) اس آیت میں تو سیاہی رات کی اور سفیدی دن کی مراد ہے۔

٢٥٣٤- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ

۲۵۳۴- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کلوا واشربوا الخ تو تھے آدمی پکڑتے دو دھاگے سفید اور سیاہ پھر کھاتے صبح کے روشن ہونے تک یہاں تک کہ

(۲۵۳۱) ☆ صحیح اور معتبر معنی تو اس کے یہی ہیں کہ ان دونوں ماہ کا ثواب کسی طرح نہیں گھٹتا خواہ انتیس کے ہوں خواہ تیس کے غرض یہ ہے کہ ایک تاریخ کے کم ہونے سے ثواب کم نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا کہ ایک سال میں دونوں ماہ انتیس کے نہیں ہوتے اگر ایک انتیس کا ہوتا ہے تو دوسرا تیس کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ دونوں ثواب میں برابر ہیں ایک دوسرے سے کم نہیں یعنی اگر رمضان میں روزے ہیں تو ذی الحجہ میں مناسک حج ہیں اور یہ سب قول ضعیف ہیں صحیح وہی ہے جو اول گزرا۔

(۲۵۳۳) ☆ غرض یہ ہے کہ دھاگے سے مراد رات اور دن ہے اور شاید عدیؓ کی زبان میں یہ مجاز مستعمل نہ ہوگا اس لیے کہ ان کو دھوکا ہوا۔ ابو عبید نے کہا ہے کہ خیط ابیض سے مراد صبح صادق ہے اور اس آیت سے اور روایت سے معلوم ہوا کہ صبح صادق سے اول سب رات ہے اور اس سے دن کا آغاز ہے۔ غرض صبح صادق اور رات میں کوئی فاصل نہیں اور یہ ہی مذہب صحیح ہے اور یہی مذہب ہے جماہیر علماء کا۔

خَيْطًا أَبْيَضَ وَخَيْطًا أَسْوَدَ فَيَأْكُلُ حَتَّى يَسْتَبِينَهُمَا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْفَجْرِ فَبَيَّنَ ذَلِكَ.

اتاری اللہ تعالیٰ نے من الفجر. پھر وہ التباس ظاہر ہو گیا۔

٢٥٣٥- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَالْخَيْطَ الْأَبْيَضَ فَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رِئْيُهُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي بِذَلِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

۲۵۳۵- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ اتری آیت **کلوا واشربو ا** تو آدمی جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو دو دھاگے اپنے پیر میں باندھ لیتا ایک سفید دوسرا سیاہ اور کھاتا پیتا رہتا یہاں تک کہ اس کو دیکھنے میں کالے اور سفید کا فرق معلوم ہونے لگتا تب اللہ پاک نے اس کے بعد **من الفجر** کا لفظ اتارا۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ دھاگوں سے مراد رات اور دن ہے۔

٢٥٣٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((**إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ**)).

۲۵۳۶- عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں (تاکہ تہجد پڑھنے والے کھانے کو جائیں اور سحر سے فارغ ہو جائیں) سو تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سنو (اور وہ نابینا تھے جب لوگ کہتے کہ صبح ہوئی صبح ہوئی جب اذان دیتے)۔

٢٥٣٧- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((**إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ**)).

۲۵۳۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٥٣٨- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا**

۲۵۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے بلال اور ابن مکتوم نابینا۔ تو آپؐ نے فرمایا بلالؓ رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ اذان دیں ابن ام مکتومؓ اور کہا راوی نے کہ

(۲۵۳۵) ☆ ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح صادق دھاگے کی طرح عرض شرق میں مستطیل ہوتی ہے اور جو عمود کی طرح بلند ہو وہ صبح کاذب ہے اور وہ رات میں داخل ہے۔

(۲۵۳۸) ☆ مراد یہ ہے کہ بلالؓ اذان دیتے تھے قبل فجر کے اور انتظار کرتے تھے طلوع فجر کا اور وہیں ٹھہرے ہوئے کچھ پڑھتے رہتے پھر جب اترتے عبداللہ بن ام مکتومؓ کو خبر دیتے کہ تم اذان دو پھر ابن ام مکتومؓ طہارت وغیرہ کر کے چڑھتے اور اذان دیتے طلوع فجر کے قبل۔

حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ)) قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَرْقَى هَذَا.

یہ دونوں کی اذان میں کچھ دیر بیچ میں نہ ہوتی تھی اتنا ہی خیال تھا کہ یہ اترے وہ چڑھے۔

٢٥٣٩– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

٢٥٣٩- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٤٠– عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِالْإِسْنَادَيْنِ كِلَيْهِمَا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ.

٢٥٤٠- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٤١– عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُوقِظَ نَائِمَكُمْ)) وَقَالَ لَيْسَ ((أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَهَكَذَا)) وَصَوَّبَ يَدَهُ وَرَفَعَهَا ((حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا وَفَرَّجَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ)).

٢٥٤١- عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کوئی باز نہ رہے تم میں سے اپنے سحر کھانے سے بلالؓ کی اذان سن کر۔ اس لیے کہ وہ اذان دیتے ہیں رات کو کہ پھر جائے جو نماز پر کھڑا ہے تم میں سے اور جاگ جائے سونے والا اور فرمایا کہ صبح وہ نہیں ہے جو ایسی ہو اور بلند کیا آپ نے ہاتھ کو (یعنی جو روشنی نیزہ کی طرح اوپر کو بلند ہوتی ہے وہ صبح صادق نہیں ہے) جب تک کہ ایسی نہ ہو اور کھول دیا آپ نے انگلیوں کو (یعنی جب تک کناروں میں فلک پر منتشر نہ ہو وہ صبح صادق نہیں)۔

٢٥٤٢– عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ الْفَجْرَ لَيْسَ الَّذِي يَقُولُ هَكَذَا)) وَجَمَعَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ نَكَسَهَا إِلَى الْأَرْضِ ((وَلَكِنِ الَّذِي يَقُولُ هَكَذَا)) وَوَضَعَ الْمُسَبِّحَةَ عَلَى الْمُسَبِّحَةِ وَمَدَّ يَدَيْهِ.

٢٥٤٢- سلیمان تیمی سے اس اسناد سے مروی ہے وہی روایت جو اوپر گزری مگر اس میں ایسا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فجر وہ نہیں ہے جو ایسی ہو اور آپ نے سب انگلیوں کو جمع کیا اور ان کو زمین کی طرف جھکایا (یعنی جو روشنی اوپر سے نیچے کو آئے وہ صبح صادق نہیں ہے) بلکہ صبح صادق وہ ہے جو ایسی ہے اور آپ نے کلمہ کی انگلی کلمہ کی انگلی پر رکھی اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا (یعنی اشارہ کیا کہ آسمان کے کناروں میں پھیلے)۔

٢٥٤٣– عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَانْتَهَى حَدِيثُ الْمُعْتَمِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ ((يُنَبِّهُ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعُ قَائِمَكُمْ)).

و قَالَ إِسْحَقُ قَالَ جَرِيرٌ فِي حَدِيثِهِ ((وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَلَكِنْ يَقُولُ هَكَذَا)) يَعْنِي

٢٥٤٣- سلیمان تیمی سے اس اسناد سے وہی روایت مروی ہوئی اور تمام ہوئی روایت معتمر کی یہیں تک کہ آپ نے فرمایا اذان بلالؓ کی اس لیے ہے کہ جگادے تمہارے سوتوں کو اور لوٹے تمہارا تہجد پڑھنے والا اور اسحاق نے کہا کہ جریرؓ نے کہا اپنی حدیث میں اور صبح وہ نہیں جو ایسی ہے (یعنی اونچی) لیکن وہ وہ ہے جو ایسی ہو (یعنی

الْفَجْرَ هُوَ الْمُعْتَرِضُ وَلَيْسَ بِالْمُسْتَطِيلِ

پھیلی ہوئی)۔

٢٥٤٤ - عَنْ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ يَقُولُا سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَغُرَّنَّ أَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنْ السَّحُورِ وَلَا هَذَا الْبَيَاضُ حَتَّى يَسْتَطِيرَ)).

۲۵۴۴- سمرہ بیٹے جندب کے کہتے تھے میں نے سنا ہے محمدؐ سے کہ فرماتے تھے کوئی بلالؓ کی اذان سے دھوکا کھا کر سحور کھانے سے باز نہ رہے اور نہ یہ سفیدی (جو نیزے کی طرح بلند ہے) صبح ہے بلکہ صبح وہ ہے جو پھیلی ہو۔

٢٥٤٥ - عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هَذَا الْبَيَاضُ لِعَمُودِ الصُّبْحِ حَتَّى يَسْتَطِيرَ هَكَذَا)).

۲۵۴۵- سمرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دھوکا نہ دے تم کو اذان بلال کی اور یہ سفید صبح کا ستون جب تک کہ وہ اس طرح چوڑی نہ ہو جائے۔

٢٥٤٦ - عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْأُفُقِ الْمُسْتَطِيلُ هَكَذَا حَتَّى يَسْتَطِيرَ هَكَذَا)) وَحَكَاهُ حَمَّادٌ بِيَدَيْهِ قَالَ يَعْنِي مُعْتَرِضًا.

۲۵۴۶۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ حماد نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اس کی حالت کی طرف اشارہ کیا اور کہا یعنی پھیلی ہوئی۔

٢٥٤٧ - عَنْ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ وَلَا هَذَا الْبَيَاضُ حَتَّى يَبْدُوَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ)).

۲۵۴۷۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں ہے کہ جب فجر شروع ہو یا جب فجر پھوٹے۔

٢٥٤٨ - عَنْ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ هَذَا.

۲۵۴۸۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ

باب: سحری کی فضیلت

٢٥٤٩ - عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً)).

۲۵۴۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ سحری میں برکت ہے۔

٢٥٥٠ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

۲۵۵۰- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ)).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں سحری کے لقمہ کا فرق ہے۔

٢٥٥١– عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۵۵۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٥٢– عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا قَالَ خَمْسِينَ آيَةً.

۲۵۵۲- زیدؓ نے کہا سحر کی ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ پھر کھڑے ہوئے نماز صبح کو۔ میں نے کہا دونوں کے بیچ میں کتنی دیر ہوئی؟ انھوں نے کہا پچاس آیات کے موافق۔

٢٥٥٣– و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۵۵۳- مذکورہ بالا حدیث ان سندوں سے بھی مروی ہے۔

٢٥٥٤– عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)).

۲۵۵۴- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ خیر پر رہیں گے جب تک افطار جلد کریں گے۔

٢٥٥٥– عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۲۵۵۵-مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٥٦– عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ قَالَتْ أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ قَالَ قُلْنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَتْ كَذَلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ وَالْآخَرُ أَبُو مُوسَى.

۲۵۵۶- ابی عطیہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں اور مسروق ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے مسلمانوں کی ماں! دو شخص اصحاب سے رسول اللہؐ کے ایک تو اول وقت افطار کرتے ہیں اور اول ہی وقت نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے افطار اور نماز میں دیر کرتے ہیں۔ تو آپ نے پوچھا وہ کون ہیں جو اول وقت افطار کرتے ہیں اور اول ہی وقت نماز پڑھتے ہیں؟ تو ہم نے کہا وہ عبداللہ یعنی ابن مسعودؓ ہیں اور آپ نے فرمایا رسول اللہؐ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ زیادہ کیا ابو کریب نے اپنی روایت میں کہ کہا دوسرے ابو موسیٰؓ ہیں۔

(۲۵۵۶) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول وقت افطار کرنا اور اول ہی وقت نماز پڑھنا بھی مسنون ہے اور ہدایت ہے رسول اللہ کی اور یہی لازم ہے ہر متبع سنت کو۔

۲۵۵۷- عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنْ الْخَيْرِ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ فَقَالَتْ مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَتْ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ.

۲۵۵۷- مضمون وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اس میں افطار اور مغرب کی تاخیر و تعجیل مذکور ہوئی ہے۔

بَابُ بَيَانِ وَقْتِ انْقِضَاءِ الصَّوْمِ وَ خُرُوْجِ النَّهَارِ

باب : روزہ کا وقت تمام ہونے کا اور دن کے ختم ہونے کا بیان

۲۵۵۸- عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((**إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتْ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ**)) لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ نُمَيْرٍ ((**فَقَدْ**)).

۲۵۵۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات آئی اور دن گیا اور سورج ڈوبا پس روزہ دار نے افطار کیا اور ابن نمیر کی روایت میں فقد کا لفظ نہیں ہے۔

۲۵۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا غَابَتْ الشَّمْسُ قَالَ ((**يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا**)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ ((**فَنَزَلَ فَجَدَحَ**)) فَأَتَاهُ بِهِ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ ((**إِذَا غَابَتْ**

۲۵۵۹- عبداللہؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ تھے سفر میں رمضان کے مہینے میں پھر جب آفتاب ڈوبا تو آپ نے فرمایا اے فلانے اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! ابھی آپ پر دن ہے (یعنی اس صحابی کو یہ خیال ہوا کہ جب غروب کے بعد جو سرخی ہے وہ جاتی ہے جب دن جاتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے) آپ نے پھر فرمایا کہ اترو (یعنی اونٹ پر سے) اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ پھر وہ اترے اور ستو گھولے اور آپ کے پاس لائے اور آپ نے پئے اور پھر آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ جب

(۲۵۵۸) ☆ یعنی غروب آفتاب کے بعد پھر تاخیر نہ کرے افطار میں جیسے بعضے وسواسی کہتے ہیں کہ ذرا ٹھہرو کیا بے تابی ہے اور کیا بے صبری ہے اور یہ نہیں جانتے کہ افطار اول ہی وقت مسنون ہے اور غروب آفتاب اور رات کا آنا اور دن کا جانا تینوں ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں مگر حضور اکرمؐ نے توضیح کے لیے تینوں کو جمع فرمایا اور بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ غروب آفتاب نہیں معلوم ہوتا ہے تو وہاں کا اندھیرا وقت افطار بتاتا ہے۔

الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ))۔

سورج ڈوب جائے اس طرف کو (یعنی مغرب میں) اور آ جائے رات اس طرف (یعنی مشرق سے) پس روزہ کھل چکا صائم کا۔

۲۵۶۰- عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا غَابَتْ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمْ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ))۔

۲۵۶۰- عبداللہؓ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ اگر آپ شام ہونے دیں تو خوب ہے اور آپ نے آخر میں فرمایا ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہ جب رات کو دیکھو کہ ادھر آئی تو افطار کر چکا صائم۔

۲۵۶۱- و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُا سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتْ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ۔

۲۵۶۱- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۶۲- عَنْ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادٍ وَعَبْدِ الْوَاحِدِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا قَوْلُهُ ((وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا)) إِلَّا فِي رِوَايَةِ هُشَيْمٍ وَحْدَهُ۔

۲۵۶۲- شیبانی نے ابن ابو اوفی سے وہی روایت بیان کی جیسے ابن مسہر اور عباد اور عبدالواحد کی روایتیں اوپر مذکور ہوئیں اور ان میں سے کسی میں یہ نہیں ہے کہ وہ مہینہ رمضان کا تھا (یعنی اس سند میں یہ مذکور نہیں) اور نہ یہ قول ہے کہ جب آئی رات اس طرف سے مگر یہ مذکور صرف ہشیم کی روایت میں ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ

باب: وصال کی ممانعت

۲۵۶۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ الْوِصَالِ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى))۔

۲۵۶۳- عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے منع فرمایا وصال سے (یعنی روزہ پر روزہ رکھنے سے کہ جس کے بیچ میں افطار نہ ہو) تو لوگوں نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا

ہے (یعنی پروردگار کی طرف سے)۔

٢٥٦٤- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاصَلَ فِي رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيلَ لَهُ أَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى.

۲۵۶۴- مضمون وہی ہے فقط اتنا فرق ہے کہ آپ نے رمضان میں وصال کیا اور لوگوں نے بھی۔ پھر آپ نے ان کو منع کیا۔

٢٥٦٥- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ فِي رَمَضَانَ.

۲۵۶۵- ابن عمرؓ سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں رمضان کا ذکر نہیں۔

٢٥٦٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْوِصَالِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((**وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي**)).
فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنْ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوْا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا.

۲۵۶۶- ابوہریرہؓ نے کہا کہ منع کیا رسول اللہؐ نے وصال سے۔ تب ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپ تو وصال کر لیتے ہیں۔ تو فرمایا رسول اللہؐ نے کہ تم میں سے کون ہے میرے برابر میں تو رات کو رہتا ہوں کہ کھلاتا ہے مجھے پروردگار میرا اور پلاتا ہے۔ پھر لوگ باز نہ رہے (یہ کمال محبت اور اطاعت تھی رسول اللہؐ کے صحابہ کی اور انھوں نے اس نہی کو براہ شفقت سمجھا) وصال سے تو آپ نے ان کے ساتھ وصال کیا ایک روز پھر دوسرے روز پھر چاند دیکھا گیا اور فرمایا آپ نے اگر چاند نہ ہوتا تو میں زیادہ وصال کرتا اور یہ فرمانا آپ کا زجر و توبیخ کی راہ سے تھا جب وہ باز نہ رہے وصال سے۔

٢٥٦٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ**))

۲۵۶۷- ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے دور رہو وصال سے۔ تو کسی نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

(۲۵۶۶) ☆ علماء وصال کی نہی پر متفق ہیں اور وہ روزہ پر روزہ رکھنا ہے بغیر اس کے کہ بیچ میں کچھ کھائے یا پیے اور امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب نے تصریح کی ہے اس کی کراہت پر اور صحیح یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے اور ایک قول تنزیہی کا بھی ہے مگر نہی کے جمہور علماء قائل ہیں اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ علماء مختلف ہیں احادیث وصال میں۔ سو بعضوں نے کہا ہے کہ نہی اس سے بہ سبب رحمت اور شفقت کے ہے امت پر اور ایک جماعت نے سلف میں وصال فرمایا ہے پھر جو قادر ہو اس کو مضائقہ نہیں اور ابن وہب اور احمد اور اسحاق نے وصال کا جواز فرمایا ہے سحر تک۔ پھر نقل کی قاضی عیاضؒ نے اکثر لوگوں سے کراہت اس کی اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ وصال خصائص میں سے ہے رسول اللہؐ کے اور حرام ہے امت پر اور جن لوگوں نے جواز کا قول لیا ہے انھوں نے استدلال کیا ہے کہ بعض طرق سے مسلم میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے لوگوں کو منع فرمایا بہ سبب رحمت کے اور یہ روایت بھی جس کی ذیل میں فائدہ ہے اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے ورنہ صحابہ کبھی اس کے مرتکب نہ ہوتے بعد نہی کے۔

قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِي ذَلِكَ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَاكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ)).

تم میرے برابر نہیں ہو میں تو رات کاٹتا ہوں اس لطف میں کہ کھلاتا ہے مجھ کو پروردگار میرا اور پلاتا ہے اور تم اتنے ہی افعال بجا لاؤ جس کی طاقت تم رکھتے ہو۔

۲۵۶۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَاكْلَفُوا مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ)) و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ .

۲۵۶۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی تم کو طاقت ہو۔

۲۵۶۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ الْوِصَالِ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.

۲۵۶۹- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے منع فرمایا وصال سے اور باقی وہی مضمون ہے جو عمارہ نے ابوزرعہ سے روایت کیا۔

۲۵۷۰- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَامَ أَيْضًا حَتَّى كُنَّا رَهْطًا فَلَمَّا حَسَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّا خَلْفَهُ جَعَلَ يَتَجَوَّزُ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ دَخَلَ رَحْلَهُ فَصَلَّى صَلَاةً لَا يُصَلِّيهَا عِنْدَنَا قَالَ قُلْنَا لَهُ حِينَ أَصْبَحْنَا أَفَطَنْتَ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالَ ((نَعَمْ ذَاكَ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى الَّذِي صَنَعْتُ)) قَالَ فَأَخَذَ يُوَاصِلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَذَاكَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَأَخَذَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يُوَاصِلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا بَالُ رِجَالٍ يُوَاصِلُونَ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي أَمَا وَاللَّهِ لَوْ تَمَادَّ لِي الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ)).

۲۵۷۰- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ رمضان میں نماز پڑھتے تھے (یعنی رات کو) سو میں آیا اور آپ کے بازو پر کھڑا ہو گیا اور دوسرا شخص آیا وہ بھی کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ایک جماعت جمع ہو گئی (یعنی دس سے کم)۔ پھر جب آپ نے ہماری سن گن پائی تو نماز ہلکی پڑھنے لگے (سبحان اللہ کیا شفقت تھی امت پر) پھر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایسی نماز پڑھی (یعنی بہت لمبی) کہ ہمارے ساتھ نہ پڑھتے تھے۔ پھر ہم نے صبح کو ذکر کیا کہ آپ کو کیا خبر ہو گئی تھی رات کہ ہماری اقتدا کی آپ نے فرمایا کہ ہاں اسی سبب سے تو میں نے کیا جو کچھ کیا (یعنی نماز ہلکی کی) پھر آپ وصال کرنے لگے اور وہ دن آخر ماہ کے تھے تو اور لوگ بھی وصال کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا کہ وصال کرتے ہیں۔ تم میری مثل نہیں ہو۔ اللہ کی قسم اگر مہینہ زیادہ ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ زیادتی کرنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے۔

۲۵۷۱- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَاصَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَوَّلِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ نَاسٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَبَلَغَهُ ذَلِكَ فَقَالَ ((لَوْ مُدَّ لَنَا الشَّهْرُ لَوَاصَلْنَا

۲۵۷۱- انسؓ نے کہا وصال کیا رسول اللہؐ نے آخر رمضان میں اور لوگوں نے بھی اور آپ کو خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مہینہ لمبا ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ حد سے بڑھنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے (یعنی ہار جاتے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم سب

وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي)) أَوْ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

آپ سے ہارے ہوئے ہیں) تم تو میرے برابر نہیں ہو یا فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں (سچ ہے چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک)۔ میں اس طرح رہتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

٢٥٧٢- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

۲۵۷۲- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا منع کیا لوگوں کو رسول اللہؐ نے وصال سے رحمت کی نظر سے اور عرض کی لوگوں نے کہ آپ تو وصال فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں۔ مجھے تو کھلاتا ہے رب میرا اور پلاتا ہے۔ (یہاں پر مؤلف علیہ الرحمۃ نے بیاض چھوڑ دی ہے) [1]

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْقُبْلَةَ فِي الصَّوْمِ لَيْسَتْ مُحَرَّمَةً عَلٰى مَنْ لَّمْ تُحَرِّكْ شَهْوَتَهُ

باب: روزے کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو

٢٥٧٣- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ إِحْدَى نِسَائِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضْحَكُ.

۲۵۷۳- ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ اپنی ایک بی بی صاحبہؓ کا بوسہ لیتے تھے اور آپ روزے سے ہوتے تھے۔ بی بی صاحبہؓ یہ فرماتی تھیں اور ہنستی تھیں۔

٢٥٧٤- عَنْ سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ نَعَمْ.

۲۵۷۴- سفیان نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن قاسم کے بیٹے سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے حضرت عائشہؓ کی زبانی کہ رسول اللہؐ ان کا بوسہ لیتے تھے روزے میں؟ تو وہ تھوڑی دیر چپ رہے پھر کہا کہ ہاں۔

٢٥٧٥- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ.

۲۵۷۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے میرا اور وہ روزے سے ہوتے تھے اور کون اپنی شہوت ایسی روک سکتا ہے جیسی آپ روکتے تھے۔

---

[1] ☆ سبحان اللہ محدثین کی احتیاط کا کیا کہنا کہ آٹھ نو سو برس سے جو مؤلف کی کتاب میں بیاض چلی آتی ہے تو اسکو نقل کرتے جاتے ہیں اور اپنی طرف سے تصرف نہیں کرتے یہ کسی اور کو کہاں نصیب ہے۔

(۲۵۷۲) ☆ زادالمعاد میں ابن قیمؒ نے وصال کی تحقیق میں پورا کلام کیا ہے کہ زیادہ اس پر ممکن نہیں جس کو مزید تحقیق درکار ہوا سے ملاحظہ فرمائیے۔

٢٥٧٦– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلَكِنَّهُ أَمْلَكُكُمْ لِإِرْبِهِ.

۲۵۷۶- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہؐ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزے سے تھے اور اپنی حاجت کو خوب قابو میں رکھنے والے تھے۔

٢٥٧٧– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.

۲۵۷۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٥٧٨– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۵۷۸- حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباشرت (یعنی بوس و کنار) کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے۔

٢٥٧٩–عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَ مَسْرُوْقٌ إِلَى فَقُلْنَا لَهَا أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَتْ نَعَمْ وَلَكِنَّهُ كَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ أَوْ مِنْ أَمْلَكِكُمْ لِإِرْبِهِ شَكٌّ أَبُو عَاصِمٍ.

۲۵۷۹- اسود نے کہا میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے میں مباشرت کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں مگر وہ بہت اپنی حاجت کو روکنے والے تھے۔

٢٥٨٠– عَنْ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ لِيَسْأَلَانِهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۵۸۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٨١–عن عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۵۸۱- عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خبر دی ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا اور آپ روزے سے تھے۔

٢٥٨٢– عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۵۸۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٨٣– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

۲۵۸۳- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ بوسہ لیتے تھے روزوں کے مہینہ میں۔

٢٥٨٤– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۵۸۴- ترجمہ وہی ہے لیکن اس میں رمضان المبارک کا بھی ذکر ہے۔

٢٥٨٥- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

٢٥٨٥- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٥٨٦- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

٢٥٨٦- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٥٨٧- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

٢٥٨٧- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٨٨- عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُقَبِّلُ الصَّائِمُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَلْ هٰذِهِ لِأُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَخْشَاكُمْ لَهُ)).

٢٥٨٨- عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صائم بوسہ لے سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اُم سلمہ سے پوچھو۔ ام سلمہؓ نے خبر دی کہ ہاں رسول اللہؐ بھی بوسہ لیتے ہیں۔ تب عمر بن ابو سلمہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کر دیے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ آگاہ ہو میں تم سب میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں۔

(٢٥٨٨)☆ غرض ان روایتوں سے بوسہ لینا رسول اللہ کا اور جواز اس کا امت کے لیے ثابت ہوا اور ابوداؤد نے جو حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ ان کی زبان چوستے تھے اس میں مصدع راوی ضعیف ہے کہ سعدی نے کہا ہے کہ وہ کجرو' طریق سے پھرا ہوا ہے اور اسی طرح محمد بن دینار بھی اس میں ضعیف ہے کہ یحییٰ نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابن ماجہ اور احمد نے جو میمونہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرتؐ سے پوچھا اس عورت و مرد کو کہ روزہ دار تھے اور انھوں نے بوسہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ روزہ ان کا کھل گیا تو یہ روایت صحیح نہیں اور اس میں ابویزید ضبّی راوی ہے اور ابویزید مجہول ہے اور رسول اللہؐ سے مطلقاً جواز بوسہ کا مذکور ہے کچھ جوان اور بوڑھے کی قید صحیح نہیں ہوئی آپ سے اور ان کا فرق کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں۔ اور اس باب میں جو روایت ابوداؤد نے ذکر کی ابوہریرہؓ سے کہ ایک شخص نے پوچھا آپ سے کہ مباشرت صائم کو روا ہے یا نہیں تو آپ نے اجازت دی اور دوسرے نے پوچھا تو اس کو منع فرمایا پھر جس کو رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جس کو اجازت نہ دی تھی وہ جوان تھا' اس میں اسرائیل راوی ہے اور اگرچہ اس سے بخاریؒ اور مسلمؒ احتجاج کرتے ہیں مگر اسرائیل اور اعرج کے بیچ میں ابوالعنبس عدوی کوئی ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اس کی حدیث لینے سے محدثین ساکت ہوگئے اور نام اس کا حارث بن عبید ہے۔ غرض یہ فرق بھی قابل تسلیم نہیں کذافی زاد المعاد۔ اور نوویؒ نے فرمایا ہے کہ امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ بوسہ روزے میں لینا حرام نہیں اس شخص کو جس کی شہوت حرکت میں نہ آئے مگر اس کا ترک اولیٰ ہے اور مکروہ نہیں ہے بوسہ ان کے نزدیک اور جس کی شہوت حرکت میں آئے اس کو حرام ہے اور خوف ہو اس کو کہ جماع کر بیٹھے گا اور بعضوں نے اس کے حق میں مکروہ کہا ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ

بَابُ صِحَّةِ صَوْمِ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ

٢٥٨٩- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُصُّ يَقُولُ فِي قَصَصِهِ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ جُنُبًا فَلَا يَصُمْ فَذَكَرْتُ ذَٰلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بْنِ الْحَارِثِ لِأَبِيهِ فَأَنْكَرَ ذَٰلِكَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُمَا عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ عَنْ ذَٰلِكَ قَالَ فَكِلْتَاهُمَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى مَرْوَانَ فَذَكَرَ ذَٰلِكَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ فَقَالَ مَرْوَانُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا ذَهَبْتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَرَدَدْتَ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ قَالَ فَجِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبُو بَكْرٍ حَاضِرُ ذَٰلِكَ كُلِّهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَهُمَا قَالَتَاهُ

باب: روزے میں جنبی کو اگر صبح ہو جائے تو روزہ صحیح ہے

۲۵۸۹- حضرت ابوہریرہؓ اپنی روایتوں میں کہتے تھے کہ جس کو سحر ہو جائے حالت جنابت میں وہ روزہ نہ رکھے۔ سو میں نے (یہ مقولہ ہے ابو بکرؓ بن عبدالرحمٰن کا) عبدالرحمٰن سے کہا جو میرے باپ تھے انھوں نے اس کا انکار کیا اور ہم دونوں (یعنی ابو بکر اور عبدالرحمٰن) حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ کے پاس گئے اور عبدالرحمٰن نے ان سے پوچھا تو دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کو حالت جنابت میں صبح ہو جاتی تھی اور پھر روزہ رکھتے تھے اور جنابت بغیر احتلام کے ہوتی تھی (اس لیے کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا یعنی صحبت سے بیبیوں کے جنابت ہوتی ہے)۔ کہا ابو بکرؓ نے پھر ہم گئے مروان کے پاس اور عبدالرحمٰن نے ان سے ذکر کیا۔ سو مروان نے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم ابوہریرہؓ کے پاس جاؤ اور ان کی بات کا جواب دے دو۔ پھر ہم ابوہریرہؓ کے پاس آئے اور ابو بکر ان سب باتوں میں حاضر تھا اور ذکر کیا عبدالرحمٰن نے تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ ان دونوں بیبیوں نے یہ فرمایا تم سے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ بیشک

لله کہ اس کی اباحت کی قائل ہے ایک جماعت صحابہؓ و تابعینؒ سے اور یہی مذہب ہے احمدؒ اور اسحاقؒ اور ابوداؤد کا اور مطلق مکروہ کہا ہے امام مالکؒ نے اور ابن عباسؓ اور ابو حنیفہؒ اور ثوری اور اوزاعی۔ اور شافعیؒ نے کہا ہے کہ جوان کو مکروہ ہے بوڑھے کو مباح اور امام مالکؒ سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے اور روایت کی ابن وہب نے مالکؒ سے اباحت اس کی صوم نفل میں نہ کہ فرض میں اور اس میں اتفاق ہے کہ بوسے لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا مگر جب انزال ہو جائے اور احتجاج کیا ہے اس پر اس حدیث سے جو سنن میں مشہور ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ بھلا دیکھو تو اگر کوئی کلی کرے اور مراد یہ ہے کہ جیسے کلی مقدمہ ہے پینے کا اور مبطل روزہ کا نہیں ویسے ہی بوسہ مقدمہ ہے جماع کا اور مبطل روزہ کا نہیں مانتے۔

(۲۵۸۹) ☆ ابوہریرہؓ نے اس قول کی نسبت فضلؓ کی طرف کی الخ یعنی ابوہریرہؓ نے فضلؓ سے روایت کی ہے مرفوعاً کہ جو جنبی ہو اور صبح ہو جائے وہ روزے نہ رکھے اور مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ درست ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ مباشرت کرو ان سے اور ڈھونڈو جو لکھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اور کھاؤ پیو جب تک کہ ظاہر ہو سفید دھاگہ فجر کا آخر تک۔ پس جب فجر تک مباشرت یعنی جماع جائز ہوا تو خواہ مخواہ طلوع فجر کے بعد غسل ہوگا۔ اب رہا جواب فضلؓ کی روایت کا اس کے کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ وہ بات افضل ہے اور رسول اللہؐ جو فجر کے طلوع کے بعد نہاتے یہ بیان جواز کے لیے تھا مگر افضل فجر کے قبل ہی نہانا ہے۔ دوسرے کہ شاید فضلؓ کی روایت میں جنبی سے وہ شخص مراد ہو جو جماع کر رہا ہے کہ بے شک اس کا روزہ نہ ہوگا۔ اب ان میں توفیق ہو گئی اور تعارض بھی نہ رہا اور تیسرے یہ کہ فضل کی روایت منسوخ ہے لله

لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هُمَا أَعْلَمُ ثُمَّ رَدَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنَ الْفَضْلِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَجَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَمَّا كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ قُلْتُ لِعَبْدِ الْمَلِكِ أَقَالَتَا فِي رَمَضَانَ قَالَ كَذَلِكَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ.

وہ اور لوگوں سے زیادہ جانتی ہیں۔ پھر ابوہریرہؓ نے اس قول کی نسبت فضل بن عباسؓ کی طرف کی اور کہا ابوہریرہؓ نے اس بات سے رجوع کیا جو وہ اس مسئلہ میں کہا کرتے تھے۔ پھر میں نے (یہ مقولہ ہے ابن جریج کا) عبدالملک سے کہا کہ کیا ان دونوں بیبیوں نے رمضان کے روزے کو کہا؟ انھوں نے کہا کہ ایسا فرمایا بیبیوں نے کہ صبح ہوتی تھی آپؐ کو حالت جنابت میں بغیر احتلام کے پھر آپ روزہ رکھتے تھے۔

٢٥٩٠- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ.

۲۵۹۰- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کو صبح ہو جاتی تھی رمضان میں اور آپ جنبی ہوتے تھے بغیر احتلام کے (یعنی صحبت سے جنبی ہوتے تھے نہ کہ احتلام سے کہ اس سے انبیاء پاک ہیں) پھر غسل فرماتے تھے اور روزہ رکھتے تھے۔

٢٥٩١- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ الْحِمْيَرِيِّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَرْوَانَ أَرْسَلَهُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَسْأَلُ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ لَا مِنْ حُلُمٍ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْضِي.

۲۵۹۱- عبداللہ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے ان سے بیان کیا کہ مروان نے ان کو بھیجا ام سلمہؓ کی طرف کہ پوچھیں کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں آیا وہ روزہ رکھے یا نہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ جنابت میں صبح کرتے تھے جماع کے سبب سے نہ احتلام سے اور پھر نہ افطار کرتے تھے اور نہ قضا کرتے تھے (یعنی روزہ کو صحیح جانتے تھے)۔

٢٥٩٢- عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۲۵۹۲- حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ دونوں بیبیوں سے رسول اللہ ﷺ کی مذکور ہے کہ دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ

ف اور جب کی بات ہے جب جماع شب کو بھی حرام تھی۔ پھر جب یہ آیت اتری جو ہم نے اوپر بیان کی تب یہ امر منسوخ ہو گیا۔ ابن منذر نے کہا ہے یہ جواب بہت اچھا ہے۔ (خلاصہ یہ کہ اب صحیح بات یہی ہے کہ جنبی اگر بعد طلوع فجر کے بھی نہائے جب بھی روزہ صحیح ہے۔ اسی پر دال ہے قرآن مجید و حدیث شریف دونوں اور یہی مذہب ہے جماہیر صحابہ اور تابعین کا اور رجوع کیا اس کی طرف ابوہریرہؓ نے اگرچہ پہلے افساد صوم کے قائل تھے اور یہی حکم ہے حائض اور نفساء کا جب خون ان کا رات سے بند ہو جائے اور بعد طلوع فجر کے غسل کریں کہ روزہ ان کا صحیح ہے۔)

(۲۵۹۱) اس سے رد ہو گیا وہ قول جو حسن بصری اور نخعی کی طرف منسوب ہے کہ روزہ نفل میں تو یہ امر جائز ہے اور فرض میں روا نہیں اور وہ قول بھی جو سالم بن عبداللہ اور حسن بصری اور حسن بن صالح کی طرف منسوب ہے کہ روزہ تو رکھ لے مگر قضاء بھی کرے۔ غرض اب اختلاف اس مسئلے میں جاتا رہا اور اتفاق ہو گیا اس پر کہ جو جنبی ہو جائے اور صبح کے طلوع کے بعد نہائے روزہ اسکا صحیح ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور نہ اس پر قضاء ہے نہ اور کوئی بلا۔

لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُومُ.

ﷺ کو صبح ہو جاتی تھی جنابت کی حالت میں بغیر احتلام کے رمضان میں اور پھر روزہ رکھتے تھے۔

٢٥٩٣- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِيهِ وَهِيَ تَسْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُدْرِكُنِي الصَّلَاةُ وَأَنَا جُنُبٌ أَفَأَصُومُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((**وَأَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلَاةُ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَصُومُ**)) فَقَالَ لَسْتَ مِثْلَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ ((**وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِي**)).

٢٥٩٣- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا اور حضرت عائشہؓ دروازے کی اوٹ سے سنتی تھیں غرض اس نے عرض کی کہ اے رسول اللہؐ! مجھے نماز کا وقت آجاتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں کیا میں روزہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا مجھے بھی نماز کا وقت آجاتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں پھر میں روزہ رکھتا ہوں۔ اس نے عرض کی کہ آپ اور ہم برابر نہیں ہیں اے رسول اللہؐ! اس لیے کہ اللہ پاک نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں امید رکھتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ہوں جاننے والا ان چیزوں کا جن سے بچنا ضروری ہے۔ (غرض اس سائل کو یہ گمان ہوا کہ شاید یہ حکم آپ کے ساتھ خاص ہے مگر آپ نے فرمادیا کہ یہ حکم مجھ کو تم کو سب کو برابر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کسی حالت میں تکلیف شرعی سے اور لوازم عبدیت سے باہر نہیں ہو سکتا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں یہ کمال عبدیت ہے ورنہ واقع میں حضرت کا مرتبہ ایسا ہی ہے کہ سارے جہاں سے **اعلم و اتقیٰ** ہیں۔)

٢٥٩٤- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ.

٢٥٩٤- سلیمان سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ سے انھوں نے پوچھا کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں وہ روزہ رکھے تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ صبح کرتے تھے جنابت میں بغیر احتلام کے اور پھر روزہ رکھتے تھے۔

بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الْجِمَاعِ فِيْ نَهَارِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّائِمِ

باب: روزہ دار پر رمضان میں دن کو جماع حرام ہے

٢٥٩٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

٢٥٩٥- ابوہریرہؓ نے کہا کہ ایک شخص آیا نبیؐ کے پاس اور کہا کہ

(٢٥٩٥) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رمضان کے دنوں میں جماع کرے اور روزہ رمضان توڑ ڈالے جماع سے اس پر کفارہ لازم

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَمَا أَهْلَكَكَ)) قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ ((هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ تَجِدُ مَا تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قَالَ لَا قَالَ ((ثُمَّ جَلَسَ)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهَذَا قَالَ أَفْقَرَ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ ((اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)).

میں ہلاک ہو گیا یارسول اللہؐ! آپ نے فرمایا کس نے ہلاک کیا تجھ کو؟ اس نے عرض کی کہ میں اپنی بیوی پر جا پڑا رمضان میں (یعنی جماع کر بیٹھا)۔ آپ نے فرمایا تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا دو مہینے کے روزے برابر رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر وہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ حضرت کے پاس ایک ٹوکرا کھجور کا آیا۔ آپ نے فرمایا جا اس کو صدقہ دے دے مسکینوں کو۔ اس نے کہا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی مسکین ہے؟ مدینہ کے دونوں کنکریلی کالے پتھروں والی زمینوں کے بیچ میں کہ ان میں کوئی گھر والا مجھ سے بڑھ کر محتاج نہیں۔ تو نبیؐ ہنس پڑے (قربانت شوم و فدایت گرم دگرد سرت گردم) یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ لے اس کو اور کھلا اپنے گھر والوں کو۔

۲۵۹۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّنْبِيلُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ

۲۵۹۶- محمد بن مسلم زہری رضی اللہ عنہ نے اسی اسناد سے یہی حدیث روایت کی جیسے ابن عیینہ نے روایت کی اور کہا اس میں ایک عرق (یعنی ٹوکرا) اور وہی زنبیل ہے اور اس میں حضرت کی ہنسی کا ذکر نہیں۔

ف: واجب ہے۔ اور نوویؒ نے فرمایا ہے کہ یہی مذہب ہے ہمارا اور مذہب کافہ علماء کا جب جماع قصداً واقع ہو جان بوجھ کر اور کفارہ یہی ہے کہ ایک گردن آزاد کرنا جو مومن و مسلمان ہو اور سلیم ہو عیوب سے جو محنت اور خدمت میں خلل انداز ہوتی ہو مثلاً لنگڑا لولا نہ ہو۔ پھر اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے برابر پے در پے روزے۔ پھر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اطعام ساٹھ مساکین کا ہر مسکین کو ایک سیر کھانا جیسے عربی میں مد ہوتا ہے۔ پھر اگر یہ تینوں کی طاقت نہ ہو تو شافعیؒ کے دو قول ہیں اول یہ کہ اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر اس کے بعد طاقت بھی ہو جب بھی اس پر کچھ واجب نہیں اور اس کی دلیل یہی حدیث ہے کہ اس میں جب اس سائل نے اپنی عدم استطاعت بیان فرمائی تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تجھے طاقت ہو جب کفارہ ادا کر دینا اور دوسرا قول یہ ہے کہ وقت استطاعت اس پر ادائے کفارہ واجب ہے اور اس کو نوویؒ نے صحیح اور مختار کہا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ کے پاس جب ٹوکرا آیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ صدقہ دے حالانکہ پہلے اس کی عدم استطاعت تینوں باتوں میں ظاہر ہو چکی تھی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مثل سائر دیون کے وقت استطاعت اس کی ادا ضروری ہے اور کفارہ اس کے ذمہ باقی رہا اور عرق جو حدیث میں وارد ہوا ہے وہ فقہاء کے نزدیک پندرہ صاع کا ہوتا ہے جس کے ساٹھ مد ہوئے۔ پس ہر مسکین کو ایک مد پہنچنا ضروری ہے۔

٢٥٩٧–عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً)) قَالَ لَا قَالَ ((وَهَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)).

٢٥٩٧– حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جماع کر بیٹھا رمضان میں اور حضرتؐ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا دو مہینے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔

٢٥٩٨–عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

٢٥٩٨– مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٥٩٩– عن ابي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ يَصُومَ شَهْرَيْنِ أَوْ يُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

٢٥٩٩– ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ نبیؐ نے حکم کیا ایک شخص کو کہ اس نے روزہ توڑ ڈالا تھا رمضان میں کہ آزاد کرے ایک بردہ یا روزے رکھے دو ماہ یا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو۔

٢٦٠٠– حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

٢٦٠٠– مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٦٠١– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِمَ)) قَالَ وَطِئْتُ امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ نَهَارًا قَالَ ((تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ)) قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَجَاءَهُ عَرَقَانِ فِيهِمَا طَعَامٌ

٢٦٠١– حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا ایک شخص آیا رسول اللہؐ کے پاس اور کہا کہ میں جل گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ اس نے عرض کی کہ میں نے جماع کیا رمضان شریف میں اپنی عورت سے دن کو۔ آپ نے فرمایا صدقہ دے صدقہ دے۔ اس نے عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ موجود نہیں ہے۔ اتنے میں آپ کے پاس دو گونیاں آئیں کھانے کو (یعنی غلہ یا کھجور کی)۔ آپ نے

(٢٥٩٧) ☆ اس حدیث سے استدلال کیا ہے حنفیہ نے کہ کفارہ رمضان میں کافر غلام آزاد کرنا بھی روا ہے اور ایسا ہی کفارہ ظہار میں اور مومن رقبہ صرف کفارہ قتل میں ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس میں ایمان کی شرط منصوص قرآنی ہے۔ مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جمیع کفاروں میں رقبہ مومنہ ضروری ہے۔ اس لیے کہ جہاں مطلق رقبہ مذکور ہے اس کو حمل کرتے ہیں رقبہ مومنہ پر اسی قید کے لحاظ سے جو قرآن میں کفارہ قتل میں مذکور ہے اور قاعدہ اصول کا یہی ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہیں کذا قال النووی فی شرحہ لمسلم۔

(٢٦٠١) صدقہ دے یعنی وہی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا جیسا اوپر مذکور ہوا۔ دوسری روایتوں میں اس صدقہ کی تفصیل آچکی اور جو اس نے کہا کہ میں جل گیا اس سے استعمال مجاز کا روا ہوا۔

فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ.

فرمایا لے یہ صدقہ کر دے۔

٢٦٠٢- عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَلَيْسَ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ ((تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ)) وَلَا قَوْلُهُ نَهَارًا.

۲۶۰۲- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا رسول اللہؐ کے پاس اور اس حدیث کو ذکر کیا اخیر تک جیسے اوپر گزری مگر اس کے اول میں صدقہ دے صدقہ دے نہیں ہے اور نہ دن کا لفظ ہے۔

٢٦٠٣- عن عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ احْتَرَقْتُ احْتَرَقْتُ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا شَأْنُهُ)) فَقَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي قَالَ ((تَصَدَّقْ)) فَقَالَ وَاللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَالِي شَيْءٌ وَمَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ ((اجْلِسْ)) فَجَلَسَ فَبَيْنَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ أَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ آنِفًا)) فَقَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَصَدَّقْ بِهَذَا)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَيْرَنَا فَوَاللَّهِ إِنَّا لَجِيَاعٌ مَا لَنَا شَيْءٌ قَالَ ((فَكُلُوهُ)).

۲۶۰۳- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا نبیؐ کے پاس مسجد میں رمضان میں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں جل گیا میں جل گیا۔ آپ نے فرمایا کیا حال ہے اس کا؟ اس نے عرض کی کہ میں نے اپنی بی بی سے صحبت کی۔ آپ نے فرمایا صدقہ دے۔ اس نے عرض کی کہ قسم اللہ کی اے نبی اللہ کے میرے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ میں کچھ دے سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بیٹھ وہ بیٹھ گیا اور وہ اسی حال میں تھا کہ آدمی آیا اور ایک گدھے کو ہانکتا ہوا لایا کہ اس پر کچھ غلہ تھا۔ آپ نے فرمایا وہ جلنے والا کہاں ہے جو ابھی یہاں تھا؟ اور وہ کھڑا ہوا اور آپ نے فرمایا لے اس کو صدقہ دے۔ اس نے عرض کی کہ کیا میرے سوا اس کا مستحق کوئی اور ہے؟ اللہ کی قسم ہم لوگ بھوکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا لو اسے کھاؤ۔

بَابُ جَوَازِ الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِلْمُسَافِرِ فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ إِذَا كَانَ سَفَرُهُ مَرْحَلَتَيْنِ فَأَكْثَرَ

باب: رمضان میں مسافر کو افطار کی رخصت ہے

٢٦٠٤- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ

۲۶۰۴- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نکلے جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں اور آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کدید میں پہنچے (نام مقام کا ہے کہ وہاں ایک نہر ہے اور

(۲۶۰۴) ☆ علماء کا اختلاف ہے سفر میں روزہ رکھنے میں۔ چنانچہ اہل ظاہر کا مذہب ہے کہ رمضان میں سفر میں روزہ رکھنا صحیح نہیں اور اگر کسی نے رکھا بھی تو درست نہیں ہوتا اور اس کی قضا واجب ہے۔ دلیل ان کی ظاہر آیت و حدیث ہے اور حدیث یہ ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا لیس من البر الصیام فی السفر اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ روزہ رکھنے والوں کو آپ نے عصاۃ یعنی نافرمان فرمایا اور جماہیر علماء اور جمیع اہل فتویٰ کا قول ہے کہ مسافر کو روزہ روا ہے اور اگر رکھے تو درست ہوتا ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ روزہ افضل ہے یا افطار یا دونوں برابر ہیں؟ پس ﷺ

الْكَدِيدَ ثُمَّ أَفْطَرَ قَالَ وَكَانَ صَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ .

مدینہ سے سات منزل ہے اور وہاں سے مکہ دو منزل رہتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ کدید ایک نہر ہے بیالیس میل مکہ سے) تو افطار کیا اور صحابہ کرام کی عادت تھی کہ رسول اللہؐ کی نئی سے نئی بات جو ہوتی اس کا اتباع کرتے۔

٢٦٠٥-عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ يَحْيَى قَالَ سُفْيَانُ لَا أَدْرِي مِنْ قَوْلِ مَنْ هُوَ يَعْنِي وَكَانَ يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

٢٦٠٥- زہری سے اس اسناد سے مثل اسی کی مروی ہے یحیٰی نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ قول کس کا ہے۔ رسول اللہؐ کا آخر قول لیا جاتا ہے یعنی اول قول منسوخ ہوتا ہے۔

٢٦٠٦-عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ الْفِطْرُ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَصَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ.

٢٦٠٦- زہری نے اس اسناد سے کہا کہ روزہ نہ رکھنا اور افطار کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر کی بات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر ہی بات پر عمل ضروری ہے اور زہری نے کہا کہ صبح کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہویں رمضان کی مکہ میں۔

٢٦٠٧- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانُوا يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ وَيَرَوْنَهُ النَّاسِخَ الْمُحْكَمَ.

٢٦٠٧- زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ انھوں نے مثل حدیث لیث روایت کی ہے اور ابن شہاب نے کہا کہ صحابہ حضرت کی نئی نئی بات اختیار کرتے تھے اور نئی بات کو ناسخ اور محکم جانتے (یعنی آپ نے روزہ رکھا اور پھر افطار کیا اور افطار کو ناسخ جانتے ہیں اور روزہ رکھنے کو منسوخ)۔

٢٦٠٨- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ

٢٦٠٨- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سفر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اور روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے۔ پھر آپ نے ایک پیالہ منگایا کہ اس میں کوئی پینے

ﷺ امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعیؒ اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ روزہ افضل ہے اس کو جسے طاقت ہو اور بے ضرر رکھ سکے پھر اگر ضرر ہو تو افطار افضل ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ روزہ رکھا رسول اللہؐ نے اور عبداللہ بن رواحہ وغیرہ صحابہؓ نے اور بہت سی روایتوں میں روزہ صحابہ کا مذکور ہے اور اس لیے بھی روزہ افضل ہے کہ اس سے برأت ذمہ فی الحال حاصل ہو جاتی ہے اور سعید بن مسیبؒ اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق وغیرہم کا قول ہے کہ افطار بہر حال افضل ہے اور بعضوں نے ایک قول امام شافعیؒ کا بھی ایسا ہی نقل کیا ہے مگر وہ قول غریب ہے اور ان کی دلیلیں بھی وہی روایات ہیں جو اہل ظاہر کے دلائل ہیں اور دلیل حمزہ بن عمرو اسلمی کی حدیث ہے جو مسلم کے آخر باب میں آتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ افطار اور صوم دونوں برابر ہیں اور صحیح قول اکثر لوگوں کا قول ہے۔

فِيهِ شَرَابٌ فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

کی چیز تھی اور اس کو پیا دن کو تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھیں۔ پھر افطار کرتے رہے یہاں تک کہ مکہ میں پہنچے۔ ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا۔ سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے افطار کرے۔

٢٦٠٩- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا تَعِبْ عَلَى مَنْ صَامَ وَلَا عَلَى مَنْ أَفْطَرَ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ.

۲۶۰۹- عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ ہم برا نہیں کہتے اس کو جو روزہ رکھے (یعنی سفر میں) اور نہ اس کو جو افطار کرے اور رسول اللہؐ نے سفر میں روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا۔

٢٦١٠- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهُ حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ ((**أُولَئِكَ الْعُصَاةُ أُولَئِكَ الْعُصَاةُ**)).

۲۶۱۰- حضرت جابرؓ نے کہا رسول اللہؐ نکلے جس سال مکہ فتح ہوا، رمضان میں مکہ کی طرف اور روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کراع غمیم تک پہنچے۔ (کراع غمیم مقام کا نام ہے کہ مدینہ سے سات منزل یا زیادہ ہے) اور لوگوں نے روزہ رکھا پھر آپ نے ایک پانی کا پیالہ منگایا اس کو بلند کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ان کی طرف دیکھا۔ پھر آپ نے پی لیا اور لوگوں نے اسکے بعد آپ سے عرض کی کہ بعضے لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہی نافرمان ہیں وہی نافرمان ہیں۔

٢٦١١- عَنْ جَعْفَرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّمَا يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۲۶۱۱- جعفر نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور اس میں اتنی بات زیادہ کی کہ لوگوں نے آپ سے عرض کی لوگوں پر روزہ شاق ہے اور وہ منتظر ہیں کہ آپ نے کیا کیا۔ پھر آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگایا بعد عصر کے آگے وہی مضمون ہے۔

٢٦١٢- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَأَى رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا لَهُ قَالُوا رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ**)).

۲۶۱۲- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ ایک شخص پر لوگوں کی بھیڑ دیکھی اور وہ اس پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کی کہ ایک روزہ دار ہے۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا خوب نہیں۔

(۲۶۰۹) ☆ ان روایتوں میں دلیل ہے مذہب جمہور کی کہ روزہ اور افطار دونوں روا ہیں۔

(۲۶۱۰) ☆ شاید اس سے وہ لوگ مراد ہوں جن کو روزہ ضرر کرتا ہے۔

(۲۶۱۲) ☆ یعنی جب ضرر ہو اور ایسی نوبت پہنچے تو کیا لطف ہے۔

٢٦١٣- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا بِمِثْلِهِ.

۲۶۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٦١٤- عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ وَكَانَ يَبْلُغُنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّهُ كَانَ يَزِيدُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَفِي هٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ قَالَ ((**عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّذِي رَخَّصَ لَكُمْ**)) قَالَ فَلَمَّا سَأَلْتُهُ لَمْ يَحْفَظْهُ.

۲۶۱۴- شعبہ سے اسی اسناد سے مانند اسی کے مروی ہے اور زیادہ کہا شعبہ نے کہ مجھے خبر لگی ہے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہ وہ زیادہ کرتے تھے اس حدیث میں اور اس اسناد میں کہ آپ نے فرمایا اللہ کی رخصت قبول کرو جو تمہارے لیے دی ہے اور کہا راوی نے پھر جب میں نے ان سے پوچھا تو انہیں یاد نہیں رہا۔

٢٦١٥- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبْ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

۲۶۱۵- ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ جہاد کیا ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ سولہویں رمضان کو تو ہم میں سے کوئی روزے سے تھا اور کوئی افطار کیے تھا اور روزہ دار افطار کرنے والے پر عیب نہ کرتا تھا اور نہ افطار کرنے والا روزہ دار پر۔

٢٦١٦- عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ هَمَّامٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ التَّيْمِيِّ وَعُمَرَ بْنِ عَامِرٍ وَهِشَامٍ لِثَمَانَ عَشْرَةَ خَلَتْ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ فِي ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَشُعْبَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ أَوْ تِسْعَ عَشْرَةَ

۲۶۱۶- قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس اسناد سے مانند روایت ہمام کے مروی ہے مگر تیمی اور عمر بن عامر اور ہشام کی روایت میں اٹھارہویں تاریخ اور سعید کی روایت میں بارہویں اور شعبہ کی روایت میں سترویں یا انیسویں مذکور ہے۔

٢٦١٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَمَا يُعَابُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمُهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ إِفْطَارُهُ.

۲۶۱۷- حضرت ابو سعید نے کہا کہ ہم سفر کرتے تھے رسول اللہؐ کے ساتھ رمضان مبارک میں تو نہ روزہ دار کے روزے پر کوئی عیب لگاتا نہ مفطر کے افطار پر۔

٢٦١٨- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ يَرَوْنَ أَنَّ مَنْ

۲۶۱۸- ابو سعید خدریؓ نے کہا ہم جہاد کرتے تھے رسول اللہؐ کے ساتھ رمضان میں اور کوئی ہم سے روزہ دار ہوتا اور کوئی صاحب افطار اور نہ صائم مفطر پر غصہ کرتا اور نہ مفطر صائم پر اور جانتے تھے کہ جس میں قوت ہو وہ روزہ رکھے۔ یہ بھی خوب ہے اور جس

(۲۶۱۶) ☆ بارہویں سے شاید انیسویں تک وہ ممتد ہوا ہو۔ پھر کسی نے اول تاریخ بیان کی کسی نے آخر۔

(۲۶۱۷) ☆ اس مسلک سے انصاف صحابہؓ کا ظاہر ہے اور یہی سبیل مومنین ہے اور یہی مذہب اقرب بدلائل ہے کہ جو چاہے رخصت پر عمل کرے جو طاقت رکھے عزیمت پر اور دین میں حرج نہیں۔

وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَإِنَّ ذَلِكَ حَسَنٌ وَيَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ ضَعْفًا فَأَفْطَرَ فَإِنَّ ذَلِكَ حَسَنٌ.

میں ضعف ہو وہ افطار کرے یہ بھی خوب ہے۔

٢٦١٩- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَصُومُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ فَلَا يَعِيبُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

٢٦١٩- حضرت ابو سعید اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور روزہ رکھنے والا روزہ رکھتا تھا اور افطار کرنے والا افطار اور کوئی کسی پر عیب نہ کرتا تھا۔

٢٦٢٠- عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ صَوْمِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

٢٦٢٠- حضرت حمید رضی اللہ عنہ نے کہا انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا روزہ رمضان کو سفر میں تو کہا انھوں نے کہا سفر کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں تو نہ برا کہا صائم نے مفطر کو نہ مفطر نے صائم کو۔

٢٦٢١- عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْتُ فَصُمْتُ فَقَالُوا لِي أَعِدْ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يُسَافِرُونَ فَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَقِيتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِمِثْلِهِ.

٢٦٢١- حمید نے کہا نکلا میں سفر میں اور میں نے روزہ رکھا تو لوگوں نے کہا تم دوبارہ روزہ رکھو (یعنی سفر کا روزہ صحیح نہیں ہوا) تو میں نے کہا انسؓ نے مجھے خبر دی ہے کہ اصحاب رسول اللہؐ کے سفر کرتے تھے اور صائم مفطر پر طعنہ نہ کرتا تھا نہ مفطر صائم پر اور پھر ملا میں ابن ابو ملیکہ سے اور خبر دی مجھے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے مثل اس کی۔

٢٦٢٢- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ أَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ وَمِنَّا مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهِ قَالَ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ)).

٢٦٢٢- انسؓ نے کہا کہ ہم نبیؐ کے ساتھ تھے سفر میں سو کوئی ہم میں صائم تھا کوئی مفطر اور ایک منزل میں اترے گرمی کے دنوں میں اور سب سے زیادہ سائے میں وہ تھا جس کے پاس چادر تھی اور کتنے تو ایسے تھے کہ ہاتھ ہی سے دھوپ روکے ہوئے تھے اور روزہ دار جتنے تھے سب منزل پر جا کر پڑ رہے اور افطار والوں نے کھڑے ہو کر خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا اور رسول اللہؐ نے فرمایا افطار کرنے والے آج بہت سا ثواب لے گئے۔

٢٦٢٣- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ

٢٦٢٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ

(٢٦٢٢) ☆ معلوم ہوا سفر میں بھائیوں کی خدمت کرنا بھی بڑا ثواب ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَصَامَ بَعْضٌ وَأَفْطَرَ بَعْضٌ فَتَحَزَّمَ الْمُفْطِرُونَ وَعَمِلُوا وَضَعُفَ الصُّوَّامُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ فَقَالَ فِي ذَلِكَ ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ)).

علیہ وسلم سفر میں تھے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم صائم تھے بعض مفطر پھر کمر خدمت چست باندھی مفطروں نے اور محنت کی اور ضعیف ہو گئے صائم لوگ بعض کاموں سے اس وقت فرمایا آپ نے کہ آج مفطر لوگ ثواب کما لے گئے۔

٢٦٢٤– عَنْ قَزَعَةَ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مَكْثُورٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هَؤُلَاءِ عَنْهُ سَأَلْتُهُ عَنْ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ وَنَحْنُ صِيَامٌ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ)) فَكَانَتْ رُخْصَةً فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ ثُمَّ نَزَلْنَا مَنْزِلًا آخَرَ فَقَالَ ((إِنَّكُمْ مُصَبِّحُو عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ فَأَفْطِرُوا)) وَكَانَتْ عَزْمَةً فَأَفْطَرْنَا ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَصُومُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي السَّفَرِ.

٢٦٢٤- قزعہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں ابو سعیدؓ کے پاس آیا اور ان پر لوگوں کا ہجوم تھا پھر جب بھیڑ چھٹ گئی تو میں نے کہا میں آپ سے وہ نہیں پوچھتا جو یہ لوگ پوچھتے تھے اور میں نے ان سے سفر میں روزے کو پوچھا۔ انھوں نے فرمایا سفر کیا ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ کو اور ہم روزہ دار تھے پھر ایک منزل میں اترے اور آپ نے فرمایا تم اب دشمن سے قریب ہو گئے اور افطار میں تمہاری قوت بہت زیادہ ہو گی۔ پس رخصت ہوئی افطار کی تب بعضے ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعضے مفطر۔ پھر ہم آگے کی منزل میں اترے اور آپ نے فرمایا تم صبح کو اپنے غنیم سے ملنے والے ہو تو افطار تمہاری قوت بڑھا دے گا۔ سو تم سب افطار کرو اور یہ فرمانا آپ کا حکم قطعی تھا۔ پھر ہم سب لوگوں نے افطار کیا پھر اس کے (یعنی بعد فراغ مقابلہ غنیم) ہم نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ ہم روزہ رکھتے تھے رسول اللہؐ کے ساتھ سفر میں۔

بَابُ التَّخْيِيرِ فِي الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي السَّفَرِ

باب: رمضان میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار کا بیان

٢٦٢٥– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ ((إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ)).

٢٦٢٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا روزے کو سفر میں آپ نے فرمایا چاہے روزہ رکھ چاہے افطار کر۔

٢٦٢٦–عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ

٢٦٢٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمیؓ نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں بہت پے

(٢٦٢٦) ☆ اس حدیث میں بھی صاف دلالت ہے مذہب جمہور پر کہ خواہ سفر میں روزہ رکھے خواہ نہ رکھے۔

اللّٰهِ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ ((صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ)).

درپے روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزے رکھا کروں؟ آپ نے فرمایا چاہو رکھو چاہے نہ رکھو۔

۲۶۲۷- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ.

۲۶۲۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۲۸- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ حَمْزَةَ قَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ.

۲۶۲۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۶۲۹- عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَجِدُ بِي قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ)) قَالَ هَارُونُ فِي حَدِيثِهِ هِيَ رُخْصَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنَ اللّٰهِ.

۲۶۲۹- حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے میں قوت پاتا ہوں روزہ کی سفر میں تو میں اگر روزہ رکھوں تو کیا کچھ گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ رخصت ہے اللہ کی طرف سے سو جس نے اس کو لیا خوب کیا اور جس نے چاہا روزہ رکھنا تو اس پر گناہ نہیں اور ہارون نے اپنی روایت میں اللہ کی طرف سے ذکر نہیں کیا۔

۲۶۳۰- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ حَتَّى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

۲۶۳۰- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں سخت گرمی میں یہاں تک کہ کوئی ہم میں سے اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھا گرمی کی سختی سے اور کوئی ہم میں سے روزہ دار نہ تھا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبداللہ بن رواحہ کے۔

۲۶۳۱- عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَقَدْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا مِنَّا أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

۲۵۳۱- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَاب اسْتِحْبَابِ الْفِطْرِ لِلْحَاجِّ بِعَرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ

باب: حاجی عرفات میں عرفہ کے روز روزہ نہ رکھے

۲۶۳۲- عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ.

۲۶۳۲- ام الفضل رضی اللہ عنہ حارث کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان کے پاس چند لوگوں نے تکرار کی عرفہ کے دن عرفات میں رسول اللہؐ کے روزے میں۔ کسی نے کہا آپ روزہ سے ہیں کسی نے کہا نہیں۔ تب انھوں نے ایک دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں بھیجا اور آپ عرفات میں اپنے اونٹ پر وقوف کئے ہوئے تھے پھر آپ نے پی لیا۔

۲۶۳۳- عَنْ أَبِي النَّضْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ.

۲۶۳۳- ابوالنضر سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہے مگر اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ اونٹ پر وقوف کیے ہوئے تھے اور سند میں یہ ہے کہ روایت ہے عمیر سے جو مولیٰ ہیں ام الفضلؓ کے۔

۲۶۳۴- عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ.

۲۶۳۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۳۵- عَنْ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ شَكَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَنَحْنُ بِهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَعْبٍ فِيهِ لَبَنٌ وَهُوَ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ.

۲۶۳۵- عمیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام الفضلؓ سے سنا لوگوں نے شک کیا اصحاب رسولؐ میں سے دن عرفہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں۔ تب انھوں نے ایک پیالہ دودھ کا بھیج دیا اور آپ عرفات میں تھے پھر آپ نے پی لیا۔

۲۶۳۶- عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

۲۶۳۶- میمونہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی مسلمانوں کی ماں

(۲۶۳۲) ☆ نووی نے فرمایا مذہب شافعیؒ کا اور مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور جمہور علماء کا یہی ہے کہ افطار عرفہ میں مستحب ہے حاجی کو اور ابن منذر نے یہی حکایت کیا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور ابن عمرؓ اور ثوری سے اور کہا ہے ابن زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ روزہ رکھتے تھے اور عمر بن خطابؓ اور عثمان بن ابی العاصؓ سے بھی یہی مروی ہے اور اسحاق کا میلان بھی اسی طرف تھا اور عطا جاڑے میں روزہ رکھتے تھے گرمی میں نہیں اور قتادہؒ نے روزے میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھا اگر دعا میں ضعیف نہ ہو اور جمہور نے احتجاج کیا ہے رسول اللہؐ کے افطار سے اور اس سے استدلال کیا ہے جن میں مطلق مذکور ہے کہ عرفہ کا روزہ دو برس کا کفارہ ہے اور جمہور نے ان حدیثوں سے اس سے اس کو مراد لیا ہے جو عرفات میں نہ ہو۔

(۲۶۳۶) ☆ ان روایتوں سے کئی امور ثابت ہوئے۔ اول مستحب ہونا افطار کا عرفات میں۔ دوسرے مستحب ہونا وقوف کا سواری پر اور یہی صحیح ہے مذہب شافعیؒ میں۔ تیسرے جواز کھڑے ہو کر پینے کا اور سوار ہو کر بھی۔ چوتھے مباح قبول ہدیہ کا آپ کے واسطے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ مَيْمُونَةُ بِحِلَابِ اللَّبَنِ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ.

نے فرمایا کہ لوگوں نے شک کیا رسول اللہ کے روزے میں عرفہ کے دن (میدان عرفات میں) سو بھیجا میمونہؓ نے ایک لوٹا دودھ کا اور آپ وقوف کیے ہوئے تھے موقف میں اور آپ نے پی لیا اور سب لوگ دیکھتے تھے آپ کو۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ

باب: عاشورے کے روزہ کا بیان

٢٦٣٧- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

٢٦٣٧- حضرت عائشہؓ نے فرمایا قریش عاشورے کے دن روزہ رکھتے تھے ایام جاہلیت میں اور رسول اللہؐ بھی۔ پھر جب آپ نے مدینہ کو ہجرت کی روزہ رکھا اور اس دن روزے کا حکم فرمایا پھر جب رمضان فرض ہوا آپ نے فرمایا جو چاہے اب عاشورے کو روزہ رکھے جو چاہے چھوڑ دے۔

٢٦٣٨- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ وَقَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كَرِوَايَةِ جَرِيرٍ.

٢٦٣٨- ہشام نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور اول حدیث میں یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور آخر میں یہ کہا کہ آپ نے عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا پھر جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے اور اس بات کو رسول اللہ کا قول نہیں ٹھہرایا جیسے جریر کی روایت میں تھا۔

٢٦٣٩- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ يَوْمَ عَاشُورَاءَ كَانَ يُصَامُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

٢٦٣٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عاشورے کا روزہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا۔ پھر جب اسلام آیا تو اب چاہے کوئی رکھے چاہے چھوڑ دے۔

٢٦٤٠- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ

٢٦٤٠- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ حکم فرماتے تھے اس کے روزے کا (یعنی عاشورے کا) جب رمضان فرض نہیں ہوا تھا۔ پھر جب رمضان فرض ہوا تو یہ حکم ہوا کہ جس کا جی چاہے وہ

(٢٦٣٧) ☆ نوویؒ نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اب عاشورے کا روزہ سنت ہے واجب نہیں اور اول اسلام میں اس کا کیا حکم تھا اس میں اختلاف ہے یعنی رمضان فرض ہونے سے قبل۔ سو ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ واجب تھا اور اصحاب شافعیؒ میں اختلاف ہے مشہور قول یہ ہے کہ ہمیشہ سنت تھا کبھی واجب نہیں ہوا۔ مگر استحباب اس کا موکد تھا پھر جب رمضان فرض ہوا مستحب رہ گیا موکد نہ رہا۔

(٢٦٣٩) ☆ جو چاہے رکھے جو چاہے چھوڑ دے اس سے حنفیہ استدلال کرتے ہیں واجب نہ ہونے پر اور شافعیہ استدلال کرتے ہیں موکد نہ ہونے پر اور بہر حال اب وہ سنت مستحبہ ہے غیر موکدہ۔

شَاءَ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

عاشورے کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

٢٦٤١– عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْهُ)).

۲۶۴۱- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ قریش عاشورے کو روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں۔ پھر رسول اللہؐ نے بھی حکم فرمایا اس کے روزے کا یہاں تک کہ جب رمضان فرض ہوا تو آپ نے فرمایا جو چاہے اس میں روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے۔

٢٦٤٢–عن عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُونَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ عَاشُورَاءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللَّهِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)).

۲۶۴۲- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اہل جاہلیت عاشورے کو روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رکھا اور مسلمان بھی رمضان فرض ہونے سے پہلے رکھتے تھے۔ پھر جب رمضان فرض ہوا تو آپؐ نے فرمایا عاشوراء اللہ تعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے اس میں روزہ رکھے جو چاہے چھوڑ دے۔

٢٦٤٣– عن أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِمِثْلِهِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۶۴۳- مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٦٤٤–عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَانَ يَوْمًا يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَرِهَ فَلْيَدَعْهُ)).

۲۶۴۴- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر ہوا عاشورے کا تو آپ نے فرمایا اس دن میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جی نہ چاہے جس کا وہ چھوڑ دے۔

٢٦٤٥– عَنْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ ((إِنَّ هَذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ)) وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صِيَامَهُ.

۲۶۴۵- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ سنا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ عاشورے کا دن ایسا ہے کہ اس میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے۔ سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے اور عبداللہ روزہ نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ موافق پڑ جائے ان دنوں کے جس میں ان کی عادت تھی روزہ رکھنے کی۔

٢٦٤٦– عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ سَوَاءً.

۲۶۴۶- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہی روایت برابر مذکور ہوئی جو اوپر آچکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا عاشورے کا۔

٢٦٤٧- عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَقَالَ ((**ذَاكَ يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ**)).

۲۶۴۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٦٤٨- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى عَبْدِ اللهِ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ادْنُ إِلَى الْغَدَاءِ فَقَالَ أَوَلَيْسَ الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ قَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ يَوْمٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ تُرِكَ و قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ تَرَكَهُ.

۲۶۴۸- عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا اشعث بن قیس عبداللہ کے پاس آئے اور ناشتہ کرتے تھے صبح کو تو کہا انھوں نے کہ اے ابو محمد! آؤ ناشتہ کرو۔ تو انھوں نے کہا کہ آج کیا عاشورے کا دن نہیں ہے؟ تو عبداللہ نے کہا کہ تم جانتے ہو عاشورے کا دن کیسا ہے؟ تو اشعث نے کہا وہ کیسا دن ہے؟ تو عبداللہؓ نے کہا رسول اللہؐ اس دن روزہ رکھتے قبل رمضان فرض ہونے کے پھر جب رمضان کی فرضیت اتری تو آپ نے روزہ چھوڑ دیا اور ابو کریب کی روایت میں ہے کہ اس کو چھوڑ دیا۔

٢٦٤٩- عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَهُ.

۲۶۴۹- مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٦٥٠- عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَنٍ أَنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ اللهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ادْنُ فَكُلْ قَالَ إِنِّي صَائِمٌ قَالَ كُنَّا نَصُومُهُ ثُمَّ تُرِكَ.

۲۶۵۰- قیس نے کہا اشعث آئے عبداللہؓ کے پاس اور وہ کھانا کھا رہے تھے عاشورے کے دن۔ انھوں نے کہا اے ابو محمد! آؤ ناشتہ کرو۔ تو انھوں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ انھوں نے کہا ہم روزہ رکھتے تھے اس میں پھر چھوڑ دیا گیا۔

٢٦٥١- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يَأْكُلُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَقَالَ قَدْ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَإِنْ كُنْتَ مُفْطِرًا فَاطْعَمْ.

۲۶۵۱- علقمہؓ نے کہا کہ اشعث ابن مسعودؓ کے پاس آئے اور وہ عاشوراء کے دن کھانا کھا رہے تھے تو انھوں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن آج عاشورے کا دن ہے۔ انھوں نے کہا اس روز روزہ رکھا جاتا تھا قبل رمضان کے پھر جب رمضان فرض ہوا وہ چھوڑ دیا گیا۔ تو اگر تم روزے سے نہ ہو تو کھاؤ۔

٢٦٥٢- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا

۲۶۵۲- جابر بن سمرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ حکم فرماتے تھے عاشورے کے روزے کا اور اس کی ترغیب دیتے تھے اور اس کا خیال رکھتے تھے وہ ہمارے لیے پھر جب رمضان فرض ہوا نہ آپ

فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ

نے اس کا حکم فرمایا اور نہ اس سے منع کیا نہ اس کا خیال رکھا آپ نے ہمارے لیے۔

٢٦٥٣- عَنْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَطِيبًا بِالْمَدِينَةِ يَعْنِي فِي قَدْمَةٍ قَدِمَهَا خَطَبَهُمْ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِهَذَا الْيَوْمِ ((**هَذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبْ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفْطِرَ فَلْيُفْطِرْ**)).

۲۶۵۳- حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا سنا میں نے معاویہ بن ابو سفیان سے کہ انھوں نے خطبہ پڑھا مدینہ میں اپنی ایک آمد میں جب مدینہ آئے تھے اور دن عاشورے کے۔ خطبہ میں کہا کہ تمہارے علماء کہاں ہیں اے اہل مدینہ؟ میں نے سنا ہے رسول اللہؐ سے کہ اس دن کو فرماتے تھے کہ یہ عاشورے کا دن ہے اللہ نے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا اور میں روزے سے ہوں پھر جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے۔

٢٦٥٤- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

۲۶۵۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٦٥٥- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ ((**إِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ**)) وَلَمْ يَذْكُرْ بَاقِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَيُونُسَ.

۲۶۵۵- زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے یہ سنا رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے کہ آج کے دن کے لیے میں روزے سے ہوں پھر جو چاہے روزہ رکھے اور باقی حدیث مالک اور یونس کی انھوں نے بیان نہیں کی۔

٢٦٥٦- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ فَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((**نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ**)) فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ.

۲۶۵۶- عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہؐ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں اور لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیوں روزہ رکھتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ دیا اس لیے آج ہم روزہ دار ہیں اس کی تعظیم کے لیے (یعنی اللہ پاک کی)۔ تو نبیؐ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ دوست ہیں اور قریب ہیں موسیٰؑ کے۔ پھر حکم دیا آپ نے اس روزے کا۔

٢٦٥٧- عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ذَلِكَ.

۲۶۵۷- ابو بشر سے اس اسناد سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں یوں ہے کہ آپ نے پوچھا یہود سے سبب اس روزے کا۔

۲۶۵۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**مَا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ**)) فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْجَى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ**)) فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

۲۶۵۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰ نے اس دن شکرانہ کا روزہ رکھا اور ہم بھی شکرانہ کا روزہ رکھتے ہیں۔

۲۶۵۹- و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عَنْ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ لَمْ يُسَمِّهِ.

۲۶۵۹- مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۶۰- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَتَتَّخِذُهُ عِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**صُومُوهُ أَنْتُمْ**))

۲۶۶۰- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا عاشورے کے دن کی تعظیم یہود کرتے تھے اور اس کو عید ٹھہراتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس دن روزہ رکھو۔

۲۶۶۱- قَيْسٌ فَذَكَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ فَحَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ خَيْبَرَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَتَّخِذُونَهُ عِيدًا وَيُلْبِسُونَ نِسَاءَهُمْ فِيهِ حُلِيَّهُمْ وَشَارَتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**فَصُومُوهُ أَنْتُمْ**)).

۲۶۶۱- قیس سے اس اسناد سے مروی ہے کہ اس میں یہ مضمون زائد ہے کہ ابو اسامہ نے کہا روایت کی مجھ سے صدقہ بن ابو عمران نے قیس بن مسلم سے انھوں نے طارق سے انھوں نے ابو موسیٰ سے کہ کہا ابو موسیٰ نے خیبر کے یہود روزہ رکھتے تھے عاشورے کے دن اور اس دن عید ٹھہراتے تھے اور اپنی عورتوں کو زیور پہناتے تھے اور ان کو سنوارتے تھے اور سنگارتے تھے تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی روزہ رکھو۔

۲۶۶۲- ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَسُئِلَ

۲۶۶۲- عبداللہ بن عباسؓ سے سوال کیا گیا عاشورے کا تو

(۲۶۶۱) ☆ اوپر کی روایتوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ رسول اللہ مکہ میں بھی روزہ رکھتے عاشورے کا پھر جب مدینہ میں آئے تو یہود کو دیکھا اور رکھنے لگے شاید بیچ میں ترک کر دیا ہو یا یہود کے قول کے موافق وحی اتری ہو یا یہود میں سے جو مسلمان ہوئے ہوں ان کی تصدیق آپ نے کی ہو یا متواتر اس کا علم آپ کو ہوا یہود سے اور صرف اخبار احاد سے آپ نے روزہ نہیں رکھا۔

عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَطْلُبُ فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ وَلَا شَهْرًا إِلَّا هَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي رَمَضَانَ.

انھوں نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہؐ نے روزہ رکھا ہو کسی دن کا اور دونوں میں سے اسی دن کی بزرگی ڈھونڈنے کو سوا اس دن کے اور کسی ماہ کا سوا ماہ رمضان کے (یعنی دنوں میں عاشوراء مہینوں اور میں رمضان کو بزرگ جانتے ہیں)۔

٢٦٦٣- و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

۲۶۶۳- مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِي عَاشُورَاءَ

باب: عاشوراء کا روزہ کس دن رکھا جائے

٢٦٦٤- عَنْ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي زَمْزَمَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا قُلْتُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ.

۲۶۶۴- حکم بن اعرج نے کہا میں ابن عباس کے پاس پہنچا اور وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اپنی چادر پر زمزم کے کنارے سو میں نے کہا خبر دیجئے مجھ کو عاشورے کے روزے سے۔ انھوں نے فرمایا جب تم چاند دیکھو محرم کا تو تاریخیں گنتے رہو پھر جب نویں تاریخ ہو اس دن روزہ رکھو۔ میں نے کہا محمدؐ ایسا ہی کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔

٢٦٦٥- عَنْ الْحَكَمِ بْنُ الْأَعْرَجِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ عِنْدَ زَمْزَمَ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ.

۲۶۶۵- حکم بن اعرج نے کہا پوچھا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے زمزم کے پاس عاشورے کے روزے کو پھر بیان کیا روایت مثل روایت حاجب بن عمر کی۔

(۲۶۶۴) ☆ ابن عباسؓ کا مذہب یہی ہے کہ عاشوراء نویں تاریخ ہے محرم کی اور ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور لوگوں نے عرض کی کہ اس دن کی تعظیم تو یہود و نصاریٰ کرتے ہیں اگر سال آئندہ آوے گا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ نویں تاریخ روزہ رکھیں گے۔ پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ غرض ان کا مذہب یہی ہے کہ عاشورہ نویں کو ہے اور مشاہیر علمائے سلف و خلف کا مذہب یہ ہے کہ عاشورہ دسویں تاریخ ہے اور یہی قول ہے سعید بن مسیبؒ اور حسن بصریؒ اور مالکؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ کا اور ظاہر احادیث سے اور یہی مقتضائے لفظ ہے۔ اس لیے کہ عاشوراء عشر سے مشتق ہے اور عشر دس کو کہتے ہیں اور امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب اور احمدؒ اور اسحٰقؒ اور دوسرے علماء کا قول ہے کہ نویں اور دسویں دونوں کا روزہ مستحب ہے اس لیے کہ آپ نے دسویں کا روزہ رکھا تھا اور نویں تاریخ کی نیت کی تھی اتنے میں وفات ہو گئی اور حدیث مسلم میں گزرا ہے کہ افضل صیام بعد رمضان کے صیام شہر اللہ محرم ہے اور علماء نے کہا ہے کہ نویں تاریخ کا روزہ ملا لینے سے غرض یہ تھی کہ اکیلے دسویں کے روزے میں یہود کی مشابہت تھی۔

٢٦٦٦- عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ حِينَ صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ)) قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٢٦٦٦- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے جب روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن کا اور حکم کیا اس کے روزے کا تو لوگوں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کہ یہ دن تو ایسا ہے کہ اس کی تعظیم کرتے ہیں یہود و نصاریٰ تو آپ نے فرمایا جب اگلا سال آوے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے۔ آخر اگلا سال نہ آنے پایا کہ آپ نے وفات پائی۔

٢٦٦٧- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ.

٢٦٦٧- عبداللہ بن عباسؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے اگر میں باقی رہا سال آئندہ تک تو روزہ رکھوں گا میں نویں تاریخ کو اور ابو بکر کی روایت میں یہ ہے کہ انھوں نے کہا مراد اس سے یوم عاشوراء ہے۔

بَاب مَنْ أَكَلَ فِي عَاشُورَاءَ فَلْيَكُفَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ

باب: عاشوراء کے دن اگر ابتدائے دن میں کچھ کھالیا ہو تو باقی دن کھانے پینے سے رک جانے کا بیان

٢٦٦٨- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ ((مَنْ كَانَ لَمْ يَصُمْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ إِلَى اللَّيْلِ)).

٢٦٦٨- سلمہ بن اکوعؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے اسلم قبیلہ سے ایک آدمی کو روانہ کیا عاشورے کے دن اور حکم کیا کہ لوگوں کو پکار دے کہ جو روزہ نہ رکھا ہو وہ رکھ لے اور جو کھا چکا ہو وہ اپنا امساک پورا کرے رات تک۔

٢٦٦٩- عَنْ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ الَّتِي حَوْلَ الْمَدِينَةِ ((مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ)) فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ نَصُومُهُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ

٢٦٦٩- ربیع معوذ کی بیٹیؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہؐ نے عاشورے کی صبح کو حکم بھیجا انصار کے گاؤں میں مدینہ کے گرد کہ جس نے روزہ رکھا وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جس نے صبح سے افطار کیا ہو وہ باقی دن پورا کرے (یعنی اب کچھ نہ کھاوے)۔ پھر اس کے بعد ہم روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے چھوٹے لڑکوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اگر اللہ چاہتا تھا اور مسجد کو جاتے تھے

(٢٦٦٩) ☆ مراد ان دونوں روایتوں کی یہ ہے کہ جو روزہ دار ہو پورا کرے اور جس نے کھالیا ہو وہ اس دن کے آداب سے پھر افطار کے وقت تک کچھ نہ کھاوے جیسے یوم شک میں جو دن کے شروع میں کچھ کھا چکا ہو اور پھر معلوم ہو جائے کہ یہ دن رمضان کا ہے اس کو بھی شام تک کچھ نہ کھانا چاہیے اور چھوٹے لڑکوں کو اس لیے روزہ رکھواتا ہے کہ عادت پڑے عبادت کی اگرچہ وہ غیر مکلف ہیں۔

إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

اور لڑکوں کے لیے گڑیاں بناتے تھے ان کی۔ پھر جب کوئی رونے لگتا تھا تو اس کو وہی کھیلنے کو دے دیتے تھے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا تھا۔

٢٦٧٠- و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْعَطَّارُ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ سَأَلْتُ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذٍ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رُسُلَهُ فِي قُرَى الْأَنْصَارِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَنَصْنَعُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَنَذْهَبُ بِهِ مَعَنَا فَإِذَا سَأَلُونَا الطَّعَامَ أَعْطَيْنَاهُمُ اللُّعْبَةَ تُلْهِيهِمْ حَتَّى يُتِمُّوا صَوْمَهُمْ.

٢٦٧٠- خالد بن ذکوان نے پوچھا ربیع بنت معوذ بن عفراء سے عاشورے کے روزے کو تو انھوں نے کہا کہلا بھیجا رسول اللہؐ نے انصار کے گاؤں میں اور ذکر کی حدیث مانند بشر کی۔ مگر اس میں اتنا کہا کہ بنادیتے تھے ہم لڑکوں کے لیے کھلونا اون سے یعنی پشم سے اور ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ پھر جب وہ کھانا مانگتے تھے تو ہم وہی کھلونا ان کو دے دیتے تھے اور وہ ان کو غافل کر دیتا تھا کہ وہ اپنا روزہ پورا کر لیتے تھے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى

باب: یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کو روزہ رکھنا حرام ہے

٢٦٧١- عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هَذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

٢٦٧١- ابو عبیدہ مولیٰ ابن ازہر نے کہا کہ حاضر ہوا میں عید میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ اور آپ آئے اور نماز پڑھی پھر فارغ ہوئے اور خطبہ پڑھا لوگوں پر اور فرمایا کہ یہ دونوں دن ایسے ہیں کہ منع کیا ہے رسول اللہؐ نے ان میں روزہ رکھنے سے اور یہ دن آج کا تمہارے افطار کا ہے بعد رمضان کے اور دوسرا دن ایسا ہے کہ تم اس میں اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

٢٦٧٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ.

٢٦٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو دن کے روزوں سے ایک عید البقر اور دوسرا عید الفطر میں۔

٢٦٧٣- عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ

٢٦٧٣- قزعہ نے ابو سعیدؓ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا سنا

(٢٦٧١) ☆ روزہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا بالاجماع حرام ہے ہر حال میں خواہ روزہ نذر کا ہو یا نفل کا یا کفارہ وغیرہ کا اور اگر خاص ان ہی کی طرف تعیین کر کے نذر کرے قصداً تو امام شافعیؒ اور جمہور کے نزدیک نذر اس کی منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کی قضاء لازم ہوتی ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک نذر لازم ہوتی ہے اور قضاء اس کی واجب ہے اور اگر اسی دن روزہ رکھ لے تو نذر پوری ہو جاتی ہے اور یہ تمام آئمہ کے خلاف ہے۔ (کذا قال النووی)

عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ((لَا يَصْلُحُ الصِّيَامُ فِي يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ)).

میں نے ان سے ایک حدیث کو کہ مجھے بہت پسند آئی اور میں نے کہا ان سے کہ کیا تم نے سنا ہے اس کو رسول اللہؐ سے؟ تو انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہؐ کے اوپر ایسی بات کہوں جو آپ نے نہیں فرمائی اور جو میں نے نہیں سنی کہا انھوں نے کہ سنا میں نے ان کو کہ فرماتے تھے روزہ درست نہیں ان دو دن میں ایک عید الاضحیٰ میں اور دوسرے عید الفطر میں رمضان کی۔

٢٦٧٤- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ.

۲۶۷۴- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو دن کے روزوں سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے۔

٢٦٧٥- عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ يَوْمًا فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ هَذَا الْيَوْمِ.

۲۶۷۵- زیاد بن جبیر نے کہا ایک شخص آیا ابن عمرؓ کے پاس اور کہا میں نے نذر کی ہے کہ ایک دن روزہ رکھوں اور وہ دن موافق ہوا عید الاضحیٰ یا فطر کے تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ پاک نذر پورا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور نبیؐ اس دن کے روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہیں۔

٢٦٧٦- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى.

۲۶۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے سے۔

بَاب تَحْرِيمِ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

باب: ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے

٢٦٧٧- عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.

۲۶۷۷- نبیشہ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ایام تشریق کے کھانے پینے کے دن ہیں۔

٢٦٧٨- عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ خَالِدٌ فَلَقِيتُ أَبَا الْمَلِيحِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَزَادَ فِيهِ ((وَذِكْرٍ لِلَّهِ)).

۲۶۷۸- مذکورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں۔

٢٦٧٩- عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ

۲۶۷۹- کعب رضی اللہ عنہ کو اور اوس بن حدثان کو رسول اللہ

(۲۶۷۵) ☆ یعنی ابن عمرؓ نے اس کے جواب سے کنارہ کیا اور بیان فرمایا کہ اس میں دلیلیں معارض ہیں اور جو عید کے دن نذر معین کرے اس کی تحقیق اوپر ابھی بیان ہو چکی ہے۔

حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَهُ وَأَوْسَ بْنَ الْحَدَثَانِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادَى ((أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَأَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ)).

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں بھیجا کہ پکار دیں کہ جنت میں کوئی نہ جاوے گا سوا مومن کے اور منیٰ کے دن کھانے پینے کے ہیں۔

۲۶۸۰– عن إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَنَادَيَا.

۲۶۸۰- ابراہیم سے یہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ ہے کہ ان دونوں نے پکارا۔

بَاب كَرَاهَةِ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مُنْفَرِدًا

باب: اکیلے جمعہ کو روزہ رکھنے کی کراہت

۲۶۸۱– عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هَذَا الْبَيْتِ.

۲۶۸۱- محمدؒ بن عبادؒ نے کہا پوچھا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ طواف کرتے تھے بیت اللہ کا کہ کیا منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزے سے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں قسم ہے اس بیت کے رب کی۔

۲۶۸۲– و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

۲۶۸۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۸۳– عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَصُمْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ)).

۲۶۸۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی روزہ نہ رکھے اکیلے جمعہ کا مگر آگے اس کے بھی رکھے یا اس کے پیچھے بھی۔

۲۶۸٤–عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ

۲۶۸۴- ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کوئی خاص نہ کرے جمعہ کی رات کو سب راتوں میں جاگنے اور نماز کے ساتھ

(۲۶۸۴) ☆ نووی نے فرمایا کہ جمہور اصحاب شافعیؒ کا یہی قول ہے کہ خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر ایسا ہو کہ کسی تاریخ میں وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور اس دن جمعہ آگیا تو مضائقہ نہیں اور اسی طرح مثلاً اس نے نذر کی کہ جس دن بیمار اچھا ہو گا روزہ رکھوں گا اور شب جمعہ اچھا ہو گیا تو حرج نہیں یا ایک روزہ اس کے آگے یا ایک پیچھے ملالیا تو بھی مکروہ نہیں اور امام مالکؒ نے جو موطا میں کہا ہے کہ میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو جمعہ کے روزے کو منع کرتا ہو تو شاید انکو یہ حدیثیں نہ پہنچی ہوں۔ پس وہ معذور ہیں اور ہم کو اتباع حدیث ضروری ہے نہ اتباع کسی امام کا علی الخصوص جب حدیث کے خلاف ہو۔ چنانچہ داؤدی نے جو امام مالکؒ کے شاگردوں میں سے ہیں انھوں نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی اگر پہنچتی تو وہ اس کے خلاف کبھی نہ کرتے اور یہی گمان سب اماموں کے ساتھ جو مسائل ان کے حدیث کے خلاف ہیں ورنہ کوئی ان میں جان بوجھ کر مخالفت حدیث کی نہیں کرتا اور امت کو ضروری ہے کہ جب حدیث لله

اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ)).

اور نہ خاص کرے اس کے دن کو سب دنوں میں روزے کے ساتھ مگر یہ کہ روزہ رکھتا ہو وہ ہمیشہ اور اس میں جمعہ آ جاوے۔

بَاب بَيَان نَسْخِ قَوْله تَعَالَى وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ بِقَوْلِهِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

باب: آیت وعلی الذین یطیقونہ کے منسوخ ہونے کا بیان

٢٦٨٥- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

٢٦٨٥- سلمہ بن الاکوع ؓ نے کہا جب یہ آیت اتری وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین یعنی جن لوگوں کو طاقت ہے روزے کی وہ فدیہ دیں ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا تو جو چاہتا تھا افطار کرتا تھا رمضان میں اور فدیہ دے دیتا تھا اور یہی حکم رہا یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت اتری اور اس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا یعنی اب روزہ ضرور رکھنا ہوا طاقت والے کو اور فدیہ دینا درست نہیں۔

٢٦٨٦- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ

٢٦٨٦- سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رمضان میں

☆ نبی معصوم مل جاوے پھر کسی کی تقلید نہ کرے۔ یہی سبیل مومنین ہے اور یہی طریق منصفین۔ اگرچہ برا مانیں متعصبین۔ اور حکمت اس نہی میں شاید یہ ہو کہ یہ دن دعا اور ذکر و عبادت اور نہانے اور نہلانے کا ہے اور نماز کو سویرے جانیکا۔ اس لیے افطار بہتر ہوا کہ یہ وظائف بخوبی ادا ہوں اور یہ دن گویا نظیر ہے عرفہ کے عرفات والوں کے لیے کہ اس دن بھی حاجیوں کو افطار اولیٰ ہے پس اس میں بھی افطار مستحب ہے اور جب ایک دن قبل یا بعد اس کے روزہ رکھ لیا تو یہ روزے گویا کفارہ ہو گئے ان وظیفوں کا جس میں بہ سبب روزے کے قصور ہوا۔ پس کراہت جاتی رہی اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ تخصیص شب جمعہ کی بھی نہ کرے اس شب میں قیام کرے اور نماز پڑھے اور دنوں میں نہ کرے۔ اور معلوم ہوا اس سے صلوٰۃ الرغائب کا بدعت ہونا۔ اللہ تعالیٰ اس کی احداث کرنے والے کو برباد کرے اور معلوم ہوا کہ وہ نماز بدعت اور جہالت ہے اور سر سے پا تک ضلالت ہے اور اس میں بہت منکرات و محدثات ہیں اور ایک جماعت نے اماموں کی اس کی مذمت اور قباحت میں تصانیف نفیسہ کی ہیں اور اس کو سراپا فسق و گمراہی اور ضلالت و موجب روسیاہی لکھا ہے اور اس کے مرتکب کو سراپا ضال اور اہل ضلال لکھا ہے۔ انتہی ما فی النووی بنوع تغیر۔

مترجم کہتا ہے یہی حکم ہے ان اوراد و ظائف کا جو لوگوں نے احداث کر لیے اور شارع علیہ السلام سے اس کی کوئی سند نہیں جیسے دعائے گنج العرش، درود تاج، درود لکھی اور دعائے سیفی اور درود اکبر اور دلائل الخیرات اور حزب البر اور حزب البحر وغیرہ کہ ان سب سے مومن متبع سنت کو اجتناب لازم ہے اور اس کو جملہ وظائف و اوراد سمجھنا اور عبادۃ ان کی قراءت کرنا اور اس پر امیدوار ثواب ہونا گویا اس جملہ کی تصحیح فرمائیں۔

(٢٦٨٦) ☆ یعنی اس بعد کی آیت سے وہ فدیہ والی آیت منسوخ ہو گئی اور جمہور کا یہی قول ہے جیسے سلمہ کی روایت میں ہے اور ☆

عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي رَمَضَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ فَافْتَدَى بِطَعَامِ مِسْكِينٍ حَتَّى أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں یہ عادت رکھتے تھے کہ جس نے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا افطار کیا اور فدیہ دیا' ایک مسکین کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ اس کے بعد کی آیت اتری فمن شهد منكم الشهر فليصمه.

جَوَازِ تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ مَالَمْ يَجِيْءُ رَمَضَانُ اٰخَرُ لِمَنْ اَفْطَرَ بِعُذْرٍ

باب: ایک رمضان کی قضا میں دوسرے رمضان تک تاخیر روا ہونے کا بیان

۲۶۸۷- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِي شَعْبَانَ الشُّغُلُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۸۷- ابو سلمہ نے کہا سنا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرماتی تھیں کہ مجھ پر جو رمضان کے روزے قضا ہوتے تھے تو میں ان کو قضا نہ کر سکتی تھی مگر شعبان میں اور وجہ اس کی یہ تھی کہ میں مشغول ہوتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اور فرصت نہ پاتی تھی)۔

لله ابن عمر اور جمہور کا یہی قول ہے کہ جو طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو بہ سبب بڑھاپے کے وہ فدیہ دیوے اور ایک جماعت کا سلف کے اور مالکؒ اور ابو ثور اور داؤد کا قول ہے کہ فدیہ دینا مطلق منسوخ ہو گیا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور بوڑھا ایسا ہو کہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس پر بھی کھانا دینا مسکین کو واجب نہیں اور مالک نے اس کے لیے کھانا دینا مستحب کہا ہے اور قتادہ نے کہا یہ رخصت تھی بوڑھے کے لیے جو قدرت روزہ کی رکھتا تھا پھر رخصت منسوخ ہو گئی اور اسی کے حق میں یہ رخصت باقی رہی جو طاقت نہیں رکھتا اور ابن عباسؓ وغیرہ نے کہا ہے کہ نازل ہوئی ہے یہ آیت فدیہ کی بوڑھے اور بیمار کے لیے جو روزہ نہیں رکھ سکتے اور ان کو فدیہ دینا چاہیے اور اس صورت میں گویا لفظ لا یہاں محذوف ہو گا یعنی وعلى الذين لا يطيقونه فدية طعام مسكين اور اس صورت میں آیت محکم ہو گی منسوخ نہ ہو گی مگر مریض جب اچھا ہو جاوے تو قضا کرے مگر بوڑھے پر قضا واجب نہیں صرف فدیہ کافی ہے۔ اور اکثر علماء کا قول ہے کہ بیمار کا فدیہ دینا ضروری نہیں صرف قضا اس پر واجب ہے کہ بعد صحت کے قضا کرے اور زید بن اسلم اور زہری اور مالکؒ نے کہا ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور نازل ہوئی ہے مریض کے حق میں جو افطار کرے اور پھر اچھا ہو جاوے اور قضا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آ جاوے پھر دوسرے رمضان کے روزے رکھ لے اور بعد رمضان قضا بھی کرے اور فدیہ بھی دیوے اور فدیہ ہر روزے کے بدلے ایک مد گیہوں ہے جو قریب ایک سیر کے ہے مگر جو مریض ایسا ہو کہ ایک رمضان میں روزہ قضا کیا اور بیماری اس کی دوسرے رمضان تک برابر رہی تو وہ فدیہ نہ دے صرف قضائے روزہ ہی کافی ہے اور ان سب صورتوں میں یطیقونہ کی ضمیر صوم کی طرف راجع ہے اور حسن بصری وغیرہ نے کہا ہے کہ ضمیر اس کی راجع ہے اطعام کی طرف یعنی جو لوگ اطعام کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیویں اور روزہ کی طرف راجع نہیں اور ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور عام اور جمیع علماء کا قول ہے کہ اطعام ہر روزہ کا ایک مد ہے اور ابو حنیفہؒ نے دو مد کہے ہیں اور صاحبین کا بھی قول یہی ہے اور اشہب مالکی نے کہا ہے کہ ایک مد اور ثلث مد کا ہے اہل مدینہ کے سوا اور جمہور علماء کا قول ہے کہ وہ مرض جس میں افطار روا ہے ایسا ہونا ضروری ہے کہ روزے سے اس میں مشقت ہو اور بعض نے کہا ہے کہ ہر مریض کو افطار روا ہے کذا قال القاضی عیاض علی مانقلہ النووی۔

۲۶۸۸- عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَذَلِكَ لِمَكَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۶۸۸- یحییٰ سے بھی یہی روایت مذکور ہوئی اس سند سے مگر اس میں یہ ہے کہ یہ تاخیر قضائے رمضان کی شعبان تک رسول اللہ کی خدمت کے سبب سے ہے۔

۲۶۸۹- يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّ ذَلِكَ لِمَكَانِهَا مِنْ النَّبِيِّ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْيَى يَقُولُهُ.

۲۶۸۹- یحییٰ سے اس اسناد سے یہی مروی ہوا اور اس میں یحییٰ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ تاخیر ان کو رسول اللہؐ کی خدمت کے سبب سے ہوتی ہوگی۔

۲۶۹۰- عَنْ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْحَدِيثِ الشُّغْلُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۶۹۰- یحییٰ سے یہی روایت مروی ہوئی مگر اس میں رسول اللہؐ کی خدمت اور مشغولیت کا ذکر نہیں۔

۲۶۹۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَتْ إِحْدَانَا لَتُفْطِرُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَا تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَقْضِيَهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانُ.

۲۶۹۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم سے ایک ایسی تھی کہ افطار کرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور قضا نہ کر سکتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہاں تک کہ شعبان آجاتا تھا۔

بَاب قَضَاء الصِّيَامِ عَنْ الْمَيِّتِ

باب: میت کی طرف سے روزے رکھنے کا بیان

۲۶۹۲-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ

۲۶۹۲- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو

(۲۶۹۱) ☆ یعنی جناب ام المومنینؓ ہمیشہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں اور مترصد استمتاع رہا کرتی تھیں ہر وقت میں کہ رسول اللہؐ کی خدمت بجالاویں اور یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کس وقت ان کا ارادہ فرماتے ہیں اور اجازت روزے کی اس لیے نہ لیتی تھیں کہ شاید آپ اجازت تو دے دیں مگر پھر آپ کو حاجت ہو اور آپ کو اس سے تکلیف گزرے اور یہ کمال ادب تھا آپ کا اور کمال رضا جوئی تھی رسول اللہؐ کی اور علماء کا اتفاق ہے کہ عورت کو نفل روزہ جائز نہیں جب اس کا شوہر گھر میں ہو مگر اس کی اجازت سے اور ام المومنین حضرت عائشہؓ شعبان میں اس لیے فرصت پاتی تھیں کہ خود رسول اللہؐ اس میں اکثر روزے رکھتے تھے اور تاخیر قضا کی مدت بھی قریب اختتام پہنچتی تھی اور مذہب امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اور احمد اور جماہیر سلف و خلف کا یہی ہے کہ قضا رمضان کا پورا کرنا تاخیر کے ساتھ جائز ہے یعنی یہ واجب نہیں کہ اول شوال ہی میں اسے پورا کرے بلکہ پورے سال میں جب چاہے ادا کر لے اور اس فرض کو اپنے ذمہ پر سے جب چاہے اتار لے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ تاخیر اس کی شعبان سے آگے روا نہیں اس لیے کہ اس کے بعد رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس میں قضا نہیں ہو سکتی اور داؤد ظاہری کا مذہب ہے کہ عید کے دوسرے ہی روز سے قضا کے روزے رکھنا ضروری ہے اور روایت ام المومنین حضرت عائشہؓ کی اللہ راضی ہو ان سے داؤد پر حجت ہے اور جمہور نے کہا ہے کہ البتہ جلدی کرنا قضا میں مستحب ہے اور جس نے افطار کیا رمضان میں کسی عذر کے سبب اور وہ عذر اس کا مثلاً بیماری یا حیض یا نفاس وغیرہ یہاں تک باقی رہا کہ وہ مر گیا یا مر گئی تو اس پر نہ روزہ ہے نہ فدیہ نہ اس کی طرف سے کوئی دوسرا روزہ رکھے نہ دوسرا فدیہ دیوے اور جو رمضان کی قضا رکھے تو مستحب ہے کہ پے در پے رکھے اور اگر الگ الگ بھی رکھا تو عند الجمہور جائز ہے۔ اس لیے کہ روزے کا اطلاق اس پر بھی ہے۔

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)).

مر جاوے اور اس پر روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

۲۶۹۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ فَقَالَ : ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتِ تَقْضِينَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ)).

۲۶۹۳- ابن عباس نے کہا ایک عورت آئی رسول اللہؐ کے پاس اور اس نے عرض کی میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے آپ نے فرمایا کہ بھلا دیکھ تو اگر اس کا کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتی؟ اس نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔

۲۶۹٤- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا فَقَالَ ((لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ عَنْهَا)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى)) قَالَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ جَمِيعًا وَنَحْنُ جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هَذَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۲۶۹۴-ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک شخص نبیؐ کے پاس آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں اس کی قضا رکھوں؟ آپ نے فرمایا اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں ادا کرتا۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ کا قرض تو ضرور ادا کرنا چاہیے۔ اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ بن کہیل دونوں نے کہا کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے جب یہ حدیث بیان کی مسلم نے تو ان دونوں نے کہا سنا ہم نے مجاھد سے کہ وہ بیان کرتے تھے یہی روایت ابن عباسؓ سے۔

۲٦٩٥- و حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَالْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۲۶۹۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲٦٩٦- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِيهِ أَكَانَ يُؤَدِّي ذَلِكِ))

۲۶۹۶- حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کی یا رسول اللہؐ! میری ماں مر گئی اور اس پر نذر کا روزہ تھا کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں؟ پھر آپ نے وہی قرض والی بات بیان فرمائی جو اوپر

عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ ((فَصُومِي عَنْ أُمِّكِ)).

گزری۔

٢٦٩٧- عن بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ فَقَالَ ((وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ)) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ ((صُومِي عَنْهَا)) قَالَتْ إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ ((حُجِّي عَنْهَا)).

٢٦٩٧- بریدہ نے کہا ہم بیٹھے تھے رسول اللہؐ کے پاس کہ ایک عورت آئی اور اس نے عرض کی کہ میں نے ایک لونڈی خیرات میں دی تھی اپنی ماں کو اور میری ماں مر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا ثواب ہو گیا اور پھر وہ لونڈی تیرے پاس آگئی بہ سبب میراث کے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں روزے رکھو اس کی طرف سے۔ اس نے عرض کی کہ میری ماں نے حج نہیں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کرو۔

٢٦٩٨- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ.

٢٦٩٨- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں دو ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

٢٦٩٩- عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ

٢٦٩٩- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

(٢٦٩٧) ☆ امام شافعیؒ کا ایک قول یہ ہے کہ مستحب ہے ولی میت کو میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور جب ولی نے روزہ رکھ لیا تو اطعام مسکین کی کچھ ضرورت نہیں اور میت بری الذمہ ہو گیا اور یہی قول صحیح اور مختار ہے اور اسی قول کو ان اصحاب شافعیؒ نے صحیح اور محقق کہا ہے جو فقہ اور حدیث دونوں کے جامع ہیں اور یہی قول موافق ہے ان حدیثوں کے جو صحیح ہیں اور صریح اس پر دلالت کرتی ہے اور جو حدیث میں آیا ہے کہ جو مر جاوے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے کھانا کھلایا جاوے یہ حدیث ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو اس کی تطبیق اس طرح ہے کہ دونوں امر جائز ہوں اور ولی مختار ہو کہ چاہے اطعام کرے چاہے روزے رکھے۔ اور ولی سے مراد قریب ہے خواہ عصبہ ہو خواہ وارث یا اور کوئی ہو اور ان روایتوں سے کئی امور معلوم ہوئے:۔

پہلا : جواز صوم کا میت کی طرف سے۔

دوسرا : اجنبیہ عورت کی بات سننی ضرورت شرعی میں۔

تیسرا : صحت قیاس کی اس لیے کہ آپ نے حقوق الٰہی کو حقوق عباد پر یعنی دین پر قیاس کیا اور اس سے میت کی طرف سے ادائے دین بھی ثابت ہوا اور اس پر اجماع امت ہے اور ادائے دین اگر غیر قرابت والے کی طرف سے ہو جب بھی روا ہے۔

چوتھا : یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز کسی پر صدقہ کرے اور پھر وہ میراث کے سبب سے لوٹ آوے تو اس کا لینا روا ہے بلا کراہت کے بخلاف اس کے کہ چیز کو خریدے کہ یہ منع ہے۔

پانچواں: معلوم ہوا کہ نیابت میت کی حج میں جائز ہے اور اسی طرح نیابت اس کی جو ایسا بیمار ہو کہ امید صحت نہ رکھتا ہو۔

بِمِثْلِهِ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ.

٢٧٠٠- عَنْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ.

۲۷۰۰- مذکورہ بالا حدیث کی مثل ہی ہے لیکن اس میں دو ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

٢٧٠١- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ.

۲۷۰۱- مذکورہ بالا حدیث کی مثل ہی ہے لیکن اس میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

بَاب الصَّائِمِ يُدْعَى لِطَعَامٍ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ

باب: صائم کو دعوت دی جائے اور وہ افطار کا ارادہ نہ رکھتا ہو یا اسے گالی دے جائے یا اس سے لڑا جائے تو اسے یہ کہہ دینا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں

٢٧٠٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ رِوَايَةً و قَالَ عَمْرٌو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ و قَالَ زُهَيْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ)).

۲۷۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو بلاویں کھانے کو اور وہ روزے سے ہو تو کہدے کہ میں روزے سے ہوں۔

بَاب حِفْظِ اللِّسَانِ لِلصَّائِمِ

باب: روزے دار کو زبان کی حفاظت کرنا چاہیے

٢٧٠٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رِوَايَةً قَالَ ((إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنْ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ)).

۲۷۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جو شخص روزے سے ہو وہ فحش نہ بکے اور جہالت نہ کرے اور اگر کوئی اس کو برا کہے یا لڑے تو کہدے کہ میں روزے سے ہوں میں روزے سے ہوں۔

(۲۷۰۳) ☆ یعنی اس کو خبر دے دے کہ میں گالی گلوچ کے لائق نہیں ہوں اور اگر دعوت میں کوئی بلاوے تو یہی عذر روزے کا بیان کر دے۔ پھر اگر وہ نہ مانیں اور بلاوے تو جانا لازم ہے اور کھانا نہ کھاوے اور روزہ اس کے نہ کھانے کا عذر ہے اور جس کو روزہ نہ ہو اس کو کھانے میں کچھ عذر نہیں اور اس کو کھانا لازم ہے اور اصحاب شافعیہ کا یہ بھی قول ہے کہ اگر صاحب خانہ جبر کرے اور روزہ نفل ہو تو افطار کر ڈالنا مستحب ہے اور اگر صوم واجب ہو تو افطار حرام ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اظہار عبادات نافلہ کا خواہ صوم ہو یا صلوٰۃ وغیرہ وقت ضرورت کے جائز ہے اور ضرورت اظہار نہ ہو تو اخفاء اس کا مستحب ہے اور اس میں حسن معاشرت اور اصلاح ذات البین اور دل خوشی ہے دوستوں کی اور یہ جو فرمایا کہ جو لڑے اس سے بول دے کہ میں روزے سے ہوں اس میں اس کا باز رکھنا ہے زیادتی سے اور غالباً چپ ہو جاتا ہے اور گالی گلوچ سے ہر شخص کو بچنا ضروری ہے مگر روزہ دار کو اور بھی زیادہ تاکید ہے اس سے دور رہنے کی۔

بَاب فَضْلِ الصِّيَامِ

روزے کی فضیلت

٢٧٠٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)).

۲۷۰۴- حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر عمل آدمی کا اس کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دیتا ہوں اور قسم ہے اس خدا کی کہ جان محمد ﷺ کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ بو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔

٢٧٠٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصِّيَامُ جُنَّةٌ.

۲۷۰۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ سپر ہے۔

٢٧٠٦- عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((اللهُ عَزَّوَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَسْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ)).

۲۷۰۶-ابوصالح زیات سے روایت ہے کہ انھوں نے سنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یوں تو ہر عمل بنی آدم کا اس کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ سپر ہے۔ پھر جب کسی کا روزہ ہو تو اس دن گالیاں نہ بکے اور آواز بلند نہ کرے۔ پھر اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑنے کو آوے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ محمد ﷺ کی جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ بے شک بو صائم کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے آگے زیادہ پسندیدہ ہے قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے اور صائم کو دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک تو خوش ہوتا ہے وہ اپنے افطار سے دوسرا خوش ہوگا وہ جب ملے گا اپنے پروردگار سے اپنے روزے کے سبب سے۔

٢٧٠٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

۲۷۰۷- ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ ہر عمل آدمی

(۲۷۰۵) ☆ یعنی بچاتا ہے شہوت و غضب کے فساد سے۔

(۲۷۰۷) ☆ اللہ کے لیے روزہ خاص ہے یعنی اس میں چونکہ ظاہر میں کوئی صورت نہیں ایک امر عامی ہے اس لیے اس میں ریاو سمعہ کو دخل بہت کم ہے اور نفس کو اس میں مطلق حظ نہیں اور گویا تشبیہ ہے ملائکہ کے ساتھ بلکہ رب العالمین کے ساتھ کہ کھانے پینے سے بے پروا ہونا اسی کی شان ہے اور اس سے بڑی عظمت روزے کی معلوم ہوئی اور بو کو اس کی مشک سے زیادہ پسندیدہ فرمایا ہے جیسے شہیدوں کے خون کو فرمایا کہ رنگ خون کا ہوگا اور بو مشک کی اور قسم فرمائی اللہ پاک کے ہاتھ کی۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہیں اور نافی اس کا منکر احادیث ہے ﷲ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)).

کا دونا ہوتا ہے اس طرح کہ ایک نیکی دس تک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ سات سو تک بڑھتی ہے اور اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ مگر روزہ سو وہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دیتا ہوں اس لیے کہ بندہ میرا اپنی خواہشیں اور کھانا میرے لیے چھوڑ دیتا ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت دوسری خوشی ملاقات پروردگار کے وقت اور البتہ بو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے بوئے مشک سے۔

۲۷۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ الصَّوْمَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ إِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَيْنِ إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ اللّٰهَ فَرِحَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)).

۲۷۰۸- ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں اول جب افطار کرتا ہے خوش ہوتا ہے دوسرے جب ملاقات کرتا ہے اللہ عزوجل سے جب خوش ہوتا ہے اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ جان محمد ﷺ کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ بو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

۲۷۰۹- عَنْ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ وَهُوَ أَبُو سِنَانٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَقَالَ ((إِذَا لَقِيَ

۲۷۰۹- ضرار سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب ملاقات کرے گا اللہ پاک سے اور اللہ تعالیٰ

للہ اور جہمی اور اس کا ہاتھ ویسا ہی ہے جیسے اس کی ذات ہے یعنی کیفیت اس کی ذات کی معلوم نہیں اور تاویل اس کی قدرت وغیرہ سے باطل ہے اور قول ہے معتزلہ کا اور قدریہ کا جیسے وصیت کی امام اعظمؒ نے فقہ اکبر میں اور اس تاویل سے ابطال اس کی صفات کا لازم آتا ہے۔ غرض مومن کو ضروری ہے کہ ہاتھ اور قدم اور ساق وغیرہ جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں ان سب کے ظاہر معنی پر ایمان رکھنا اور اس کی کیفیت خدا کو سونپنا اور بلا تاویل و بلا تعطیل اس پر ایمان لانا یہی سلف کا طریقہ ہے اور حضرتؐ اکثر قسم یونہی کھایا کرتے پھر کسی روایت میں کسی صحابی سے یہ مروی نہیں کہ انھوں نے پوچھا یا تعجب کیا ہو ہاتھ پر اللہ پاک کے یا آپؐ نے کوئی تاویل اصحاب کو بتلائی ہو یا کسی سلف یا صحابہؓ و تابعین نے کوئی تاویل کی۔ غرض صحابہ و تابعین سے ایک حرف بھی اس کی تاویل میں مروی نہیں حالانکہ سب ان آیات واحادیث کو عوام و خواص میں بلا تکلف روایت کرتے چلے آئے ہیں۔ پس جو وہ لوگ معنی سمجھتے تھے وہی ٹھیک ہیں اور وہی مراد الٰہی اور مقصود رسالت پناہی ہے۔ ورنہ شارع کو ضروری تھا کہ اگر کچھ اور مراد ہوتا تو اسکو بیان فرماتے ومن ادعیٰ خلاف هذا فعليه البيان۔

(۲۷۰۸) ☆ افطار کے وقت یہ خوشی ہے کہ پروردگار کی تائید اور توفیق سے ایسی عمدہ عبادت نے سر انجام پایا اور نعمائے دنیوی فی الحال حلال ہوئے اور لذائذ اخروی کا امیدوار بنایا اور پروردگار کی ملاقات کے وقت یہ خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عبادت کو قبول کیا اور جس اجر و ثواب کا وعدہ تھا وہ پورا ہوا۔

اللہ فَجَزَاهُ فَرِحَ)).

اس کو بدلہ دیوے گا تو وہ خوش ہو گا۔

۲۷۱۰- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَدْخُلُونَ مِنْهُ فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ)).

۲۷۱۰- سہل بن سعدؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے اسے ریان کہتے ہیں (یعنی سیراب کرنیوالا) اس میں سے جائیں گے روزہ دار قیامت کے دن اور کوئی ان کے سوا اس میں سے نہ جانے پائے گا اور پکارا جائے گا کہ روزے دار کہاں ہیں؟ پھر وہ سب اس میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر جب ان میں کا اخیر آدمی بھی داخل ہو جائے گا وہ بند ہو جائے گا اور کوئی اس میں نہ جائے گا۔

بَاب فَضْلِ الصِّيَامِ فِي سَبِيلِ اللهِ لِمَنْ يُطِيقُهُ بِلَا ضَرَرٍ وَلَا تَفْوِيتِ حَقٍّ

باب: مجاھد کے روزے کی فضیلت

۲۷۱۱- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا بَاعَدَ اللهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)).

۲۷۱۱- ابوسعیدؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو ایک دن روزہ رکھے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) مگر دور کر دیتا ہے اللہ پاک اس دن کی برکت سے اس کے منہ کو ستر برس کی راہ دوزخ سے۔

۲۷۱۲- و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۷۱۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۷۱۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)).

۲۷۱۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جو روزہ رکھے ایک دن اللہ کی راہ میں دور کرتا ہے اللہ اس کے منہ کو ستر برس کی راہ تک دوزخ سے۔

(۲۷۱۰) ☆ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب ان میں کا اول آدمی داخل ہو جائے گا جب بند ہو گا اور یہ وہم ہے۔ چنانچہ تصریح کی ہے اس کی قاضی عیاضؒ نے (نووی) اور اس میں بڑی فضیلت اور کرامت روزہ کی مذکور ہوئی۔

(۲۷۱۳) ☆ فی سبیل اللہ سے ہر جگہ جہاد مراد ہے اور وہ روزہ اسی کا افضل ہے جو طاقت رکھتا ہو باوجود روزے کے عزوجل کے کاروبار میں سست نہ ہو۔

بَاب جَوَازِ صَوْمِ النَّافِلَةِ بِنِيَّةٍ مِنْ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ وَجَوَازِ فِطْرِ الصَّائِمِ نَفْلًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

باب: نفلی روزہ کی نیت دن میں زوال سے قبل ہو سکتی ہے

۲۷۱٤- عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((يَا عَائِشَةُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ قَالَ ((فَإِنِّي صَائِمٌ)) قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ ((مَا هُوَ)) قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ هَاتِيهِ فَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ ((قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ صَائِمًا)) قَالَ طَلْحَةُ فَحَدَّثْتُ مُجَاهِدًا بِهَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ ذَاكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُخْرِجُ الصَّدَقَةَ مِنْ مَالِهِ فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا.

۲۷۱۴- حضرت عائشہؓ مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایک دن رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کچھ نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا میں روزے سے ہوں۔ پھر آپ باہر تشریف لے گئے اور ہمارے پاس کچھ حصہ آیا ہدیہ کے طور پر یا آگئے ہمارے پاس کچھ مہمان (کہ ان میں بڑا حصہ اس ہدیہ کا خرچ ہو گیا اور کچھ تھوڑا سا میں نے آپ کے لیے چھپا رکھا ہے) پھر آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا حیس ہے (حیس وہ کھانا ہے کہ کھجور اور گھی اور اقط یعنی سوکھا دہی ملا کر بناتے ہیں اور آپ نے فرمایا لاؤ پھر میں لائی اور آپ نے کھایا پھر فرمایا کہ میں روزے سے تھا صبح کو۔ کہا طلحہ نے میں نے یہ حدیث مجاہد سے بیان کی تو انھوں نے کہا یہ ایسی بات ہے (یعنی نفل روزہ کھول ڈالنا) جیسے کوئی صدقہ نکالے اپنے مال سے تو اس کو اختیار ہے چاہے دیدیوے چاہے پھر رکھ لے۔

۲۷۱۵- عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ

۲۷۱۵- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک دن نبیؐ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ ہم نے کہا کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں تو روزے سے ہوں۔ پھر آئے ہمارے پاس دوسرے دن پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! حیس ہمارے پاس آیا

(۲۷۱۵) ☆ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نیت روزہ نفل کی دن کو بھی جائز ہے جب تک زوال شمس نہ ہو اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور ان میں یہ بھی تصریح ہے کہ نفل روزے کا توڑ ڈالنا بھی اور دن کو کھالینا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا اور جیسے اس کا شروع کرنا انسان کی خوشی سے تھا ویسے ہی اس کا تمام کرنا بھی اس کے اختیار پر رہے اور یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ سے اور احمدؒ اور اسحاقؒ کا اور ان سب لوگوں کے نزدیک اس کا پورا کرنا مستحب ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک توڑنا اس کا جائز نہیں اور توڑنے والا اس کا گناہ گار ہوتا ہے اور حسن بصری اور امام نخعی اور مکحول کا قول ہے کہ قضا اس کی واجب ہے اس پر جس نے بلا عذر افطار کر ڈالا اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ اجماع ہے اس پر کہ جس نے عذر کے سبب کھول ڈالا مثلاً بیماری یا حیض وغیرہ اس پر قضا نہیں۔

أَهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرِينِيهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ.

ہے ہدیہ میں۔ تو آپ نے فرمایا مجھے دکھاؤ اور میں صبح سے روزے سے تھا پھر آپ نے کھایا۔

بَاب أَكْلُ النَّاسِي وَشُرْبُهُ وَجِمَاعُهُ لَا يُفْطِرُ

باب: بھولے سے کھانے پینے اور جماع سے روزہ نہیں ٹوٹتا

٢٧١٦– عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ)).

۲۷۱۶–ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا جو بھول کر کھالیوے یا پی لیوے اور وہ روزہ دار ہو تو وہ اپنا روزہ پورا کرلے۔ اس لیے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا پلادیا۔

بَاب صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ وَاسْتِحْبَابِ أَنْ لَا يُخْلِيَ شَهْرًا عَنْ صَوْمٍ

باب: نبیؐ کے روزوں کا بیان

٢٧١٧– عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللَّهِ إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ حَتَّى مَضَى لِوَجْهِهِ وَلَا أَفْطَرَهُ حَتَّى يُصِيبَ مِنْهُ.

۲۷۱۷– عبداللہ بن شقیق نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبیؐ کبھی کسی پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے رمضان المبارک کے سوا؟ تو انھوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم کسی ماہ کے پورے روزے آپ نے نہیں رکھے سوائے رمضان شریف کے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے اور نہ کسی پورے مہینہ پر افطار کیا تھا یہاں تک کہ کوئی دن اس سے روزہ نہ رکھا ہو۔

٢٧١٨– و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ ﷺ.

۲۷۱۸– عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ نبیؐ روزے رکھتے تھے کسی ماہ کے پورے دنوں کے تو انھوں نے فرمایا میں نہیں جانتی کہ آپ نے سوا رمضان کے کسی ماہ کے پورے روزے رکھے ہوں اور نہ کوئی ماہ پورا افطار کیا جب تک کہ ایک دو روز روزہ نہ رکھا ہو اس میں یہاں تک کہ آپ گلزار دنیا سے تشریف لے گئے۔ سلام ہو اللہ تعالیٰ کا اور رحمت ہو ان پر۔

(۲۷۱۶) ☆ یہی مذہب ہے اکثر لوگوں کا کہ روزہ دار جب بھولے سے کھالے یا پی لے یا جماع کرے تو اس کا روزہ نہیں جاتا اور یہی قول ہے امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور داؤد کا۔ اور ربیعہ اور مالک نے کہا ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور اس پر قضا ہے اور کفارہ نہیں اور عطا اور اوزاعی اور لیث نے کہا ہے کہ جماع میں تو قضاء ہے اور کھانے میں قضاء نہیں اور احمدؒ کا قول ہے کہ جماع میں قضاء اور کفارہ دونوں ہیں اور کھالینے میں کچھ نہیں (نوویؒ) اور قوی وہی مذہب اول معلوم ہوتا ہے۔

٢٧١٩- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُهُ صَامَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ.

٢٧١٩- عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں نے پوچھا حضرت عائشہؓ سے نبیؐ کے روزوں کو تو آپ نے فرمایا کہ روزہ رکھتے تھے آپ یہاں تک کہ ہم کہتے تھے آپ نے خوب روزے رکھے خوب روزے رکھے اور افطار کرتے تھے ایسا کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت دن افطار کیا بہت دن افطار کیا اور فرمایا کہ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ پورے ماہ روزہ رکھا ہو کبھی جب سے آپ مدینہ تشریف لائے مگر رمضان کا روزہ۔

٢٧٢٠- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْإِسْنَادِ هِشَامًا وَلَا مُحَمَّدًا.

٢٧٢٠- حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا اور اس سند میں ہشام اور محمد کا ذکر نہیں راویوں میں سے۔

٢٧٢١- عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ.

٢٧٢١- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہؐ یہاں تک روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب افطار نہ کریں گے اور افطار یہاں تک کرتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے پورے مہینے کے روزے رکھتے ہوئے ان کو کبھی نہ دیکھا سوا رمضان کے اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہ دیکھا۔

٢٧٢٢- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ وَلَمْ أَرَهُ صَائِمًا مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا.

٢٧٢٢- ابوسلمہؓ نے کہا میں نے پوچھا حضرت عائشہؓ سے کہ رسول اللہؐ روزے کیونکر رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ اتنے روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت روزے رکھے اور اتنا افطار کرتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت افطار کیا اور میں نے ان کو جتنا شعبان میں روزے رکھتے دیکھا اتنا اور کسی ماہ میں نہیں دیکھا گویا آپ پورے شعبان روزے رکھتے تھے۔ پورے شعبان روزے رکھتے سوائے چند روز کے۔

٢٧٢٣- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ

٢٧٢٣- ابوسلمہؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہؐ کسی ماہ میں سال بھر کے شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اتنی ہی عبادت کرو جتنی تم

صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنْ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللهَ لَنْ يَمَلَّ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ يَقُولُ ((أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى اللهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ قَلَّ)).

کو طاقت ہے کہ اللہ پاک ثواب دینے سے نہیں تھکے گا اور تم عبادت کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔ اور فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ پیارا کام اللہ پاک کے نزدیک وہ کام ہے جو ہمیشہ چلا جاوے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

٢٧٢٤- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا صَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَكَانَ يَصُومُ إِذَا صَامَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ إِذَا أَفْطَرَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللهِ لَا يَصُومُ.

٢٧٢٤- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھے سوا رمضان کے اور آپ کی عادت مبارک تھی کہ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم اب افطار نہ کریں گے اور افطار کرتے کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم اب روزہ نہ رکھیں گے۔

٢٧٢٥- عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

٢٧٢٥- شعبہ نے ابی بشر سے بھی روایت کی اس اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ پے در پے کسی ماہ کے روزے نہیں رکھے جب سے مدینہ تشریف لائے۔ باقی مضمون وہی ہے۔

٢٧٢٦- عَنْ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ فِي رَجَبٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ.

٢٧٢٦- عثمان حکیم انصاری کے بیٹے سے روایت ہے کہ انھوں نے سعید بن جبیرؓ سے پوچھا رجب کے روزں سے اور یہ سوال ماہ رجب میں کیا تو سعید نے کہا میں نے سنا ہے ابن عباس سے کہ فرماتے تھے کہ رسول اللہؐ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب افطار نہ کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب روزہ نہ رکھیں گے۔

٢٧٢٧- و حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

٢٧٢٧- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(٢٧٢٤) ☆ اس سے بھی معلوم ہوا بارہ ماہ برابر روزے رکھنا خلاف سنت ہے اور اس کو محبوب جاننا بدعت ہے اور آنحضرت کی بدی کے خلاف اور یہ قسم کھانا قائل کے بر سبیل عادت ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا يواخذكم الله باللغو في ايمانكم یعنی اس میں مواخذہ نہیں۔

٢٧٢٨- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يَصُومُ حَتَّى يُقَالَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى يُقَالَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ.

٢٧٢٨- انسؓ نے کہا رسول اللہؐ یہاں تک روزہ رکھتے تھے کہ لوگ کہتے تھے کہ خوب روزے رکھے خوب روزے رکھے اور یہاں تک افطار کرتے تھے کہ لوگ کہتے تھے خوب افطار کیا' خوب افطار کیا' خوب افطار کیا۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرْ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقَ وَبَيَان تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ

باب: صوم دہر کی ممانعت اور صوم داؤدی کی فضیلت

٢٧٢٩- عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّهُ يَقُولُ لَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلَأَصُومَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((آنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذَلِكَ)) فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنْ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ

٢٧٢٩- عبداللہؓ نے کہا رسول اللہ کو خبر لگی کہ میں کہتا ہوں کہ میں ساری رات جاگا کروں گا اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا جب تک جیوں گا (سبحان اللہ کیا شوق تھا عبادت کا اور جوانی میں یہ شوق یہ تاثیر تھی آنحضرتؐ کی صحبت و خدمت کی)۔ پس فرمایا رسول اللہؐ نے کہ تم نے ایسا کہا؟ میں نے عرض کی ہاں کہ یارسول اللہؐ! میں نے ایسا ہی کہا ہے۔ تب رسول اللہؐ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے اس لیے تم روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور رات کو نماز بھی پڑھو اور سو بھی رہو اور ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔ اس لیے کہ ہر نیکی دس گنا لکھی جاتی ہے تو یہ

(٢٧٢٨) ☆ ان حدیثوں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

اول یہ کہ مستحب ہے کہ کوئی مہینہ روزے سے خالی نہ رہے۔

دوسرے یہ کہ نفل روزے کا کوئی زمانہ معین نہیں ہے جب چاہے رکھ سکتا ہے سوائے رمضان و عیدین اور ایام تشریق کے جن میں منع ہے۔

تیسرے یہ کہ شعبان میں آپ بہ نسبت اور ایام کے زیادہ روزے رکھتے۔

چوتھے یہ کہ کوئی ماہ سوا رمضان کے پورے روزے سے نہیں سرفراز ہوتا تھا کہ کہیں امت کو وجوب کا شبہ ہو جائے اور مثل رمضان کے فرض ہو جائے یا مشابہت رمضان کی لازم نہ آوے اور صوم رجب کے نہ نہی ثابت ہوئی ہے رسول اللہؐ سے نہ استحباب اور تخصیص اور جیسے نفل روزے مستحب ہیں سارے اوقات میں ویسے ہی رجب میں ہے اور سنن ابوداؤد میں اتنا آیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مندوب ہیں میرے روزے حرام کے مہینوں کے اور رجب بھی ان میں داخل ہے۔ کذا قال النووی فی شرح مسلم۔

الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ)) قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ)) قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ)) قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ ((أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَأَنْ أَكُونَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْأَيَّامَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي.

گویا ہمیشہ کے روزے ہوئے (اس لیے کہ تین دہائے تیس ہو گئے)۔ تب میں نے عرض کی کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اے رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھو اور دو دو دن افطار کرو۔ پھر میں نے عرض کی کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہؐ۔ تو آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور یہ روزہ ہے حضرت داؤدؑ کا (یعنی ان کی عادت یہی تھی اور یہ سب روزہ سے عمدہ ہے اور معتدل)۔ میں نے پھر عرض کی کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ان روزوں سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ فرمانا رسول اللہؐ کا کہ تین روزے ہر ماہ میں رکھ لیا کرو قبول کر لیتا تو یہ مجھے اپنے گھر بار مال و متاع سے بھی زیادہ پیارا معلوم ہوتا۔ (اور یہ فرمانا ان کا ایام پیری میں تھا کہ جب ضعف محسوس ہوا)۔

۲۷۳۰- عَنْ يَحْيَى قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَتَّى نَأْتِيَ أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِ رَسُولًا فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَإِذَا عِنْدَ بَابِ دَارِهِ مَسْجِدٌ قَالَ فَكُنَّا فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ إِنْ تَشَاءُوا أَنْ تَدْخُلُوا وَإِنْ تَشَاءُوا أَنْ تَقْعُدُوا هَا هُنَا قَالَ فَقُلْنَا لَا بَلْ نَقْعُدُ هَا هُنَا فَحَدِّثْنَا قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَصُومُ الدَّهْرَ وَأَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ فَإِمَّا ذُكِرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) فَقُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَلَمْ أُرِدْ بِذَلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ ((فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ

۲۷۳۰- یحییٰ سے روایت ہے کہ میں اور عبداللہ بن یزید دونوں ابو سلمہ کے پاس گئے اور ایک آدمی ان کے پاس بھیجا اور وہ گھر سے نکلے اور ان کے دروازہ پر ایک مسجد تھی کہ جب وہ نکلے تو ہم سب مسجد میں تھے اور انھوں نے کہا چاہو گھر چلو چاہو یہاں بیٹھو۔ ہم نے کہا یہیں بیٹھیں گے اور آپ ہم سے حدیثیں بیان فرمایئے۔ انھوں نے کہا روایت کی مجھ سے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور ہر شب قرآن پڑھتا تھا (یعنی ساری رات) اور کہا یا تو میرا ذکر آیا نبیؐ کے پاس یا آپ نے مجھ کو بلا بھیجا۔ غرض میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے فرمایا کہ ہم کو کیا خبر نہیں لگی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! اور میں اس سے بھلائی چاہتا ہوں (یعنی ریا و سمعہ مقصود نہیں)۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم کو اتنا کافی ہے کہ ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا

كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) قَالَ ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)) قَالَ ((وَاقْرَأْ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشْرٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قَالَ وَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنَّكَ لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمْرٌ)) قَالَ فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ.

ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری بی بی کا حق ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے تم پر اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے تم پر تو اس لیے تم داوٗدؑ کا روزہ اختیار کرو جو نبی تھے اللہ تعالیٰ کے اور سب لوگوں سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ انھوں نے کہا میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے داوٗدؑ کا روزہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ قرآن ہر ماہ میں ایک بار ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں اے نبی اللہ کے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیس روز میں ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دس روز میں ختم کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ سات روز میں ختم کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھو (اس لیے کہ اس سے کم میں تدبر اور تفکر قرآن میں ممکن نہیں)۔ اس لیے کہ تمہاری بی بی کا حق بھی ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے تم پر اور تمہارے بدن کا حق ہے تم پر اور میں نے تشدد کیا سو میرے اوپر تشدد ہوا۔ اور نبیؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نہیں جانتے شاید تمہاری عمر دراز ہو (تو اتنا بار تم پر گراں ہوگا اور امور دین میں خلل آئے گا۔ سبحان اللہ یہ آپ کی شفقت اور انجام بینی تھی اور آخر وہی ہوا)۔ کہا عبداللہ نے پھر میں اسی حال کو پہنچا جس کا آپ نے مجھ سے ذکر کیا تھا اور جب میں بوڑھا ہوا تو آرزو کی میں نے کاش میں نبیؐ کی رخصت قبول کر لیتا۔

۲۷۳۱- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ مِنْ ((كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ)). وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قُلْتُ وَمَا

۲۷۳۱- یحییٰ سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہوئی اور اس میں تین دن کے روزوں کے بعد یہ بات زیادہ ہے کہ ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے اور یہ ثواب میں ہمیشہ کا روزہ ہے اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ نے کہا میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے نبی داوٗد

صَوْمُ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْئًا ((وَلَمْ يَقُلْ وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) وَلَكِنْ قَالَ ((وَإِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)).

نبی اللہ کا روزہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا سب دنوں کا آدھا (یعنی وہی ایک دن روزہ ایک دن افطار) اور اس روایت میں قراءت قرآن مجید کا مطلق ذکر نہیں اور ملاقاتیوں کا حق بھی مذکور نہیں اور یہ ہے کہ تمہارے بچہ کا تم پر حق ہے۔

٢٧٣٢– عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي عِشْرِينَ لَيْلَةً)) قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ)).

۲۷۳۲- حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن ختم کرو ہر ماہ میں ایک بار۔ میں نے کہا مجھ میں قوت اور ہے۔ آپ نے فرمایا ختم کرو بیس دن میں۔ میں نے کہا اور قوت ہے۔ آپ نے فرمایا ختم کرو سات دن میں اور اس سے زیادہ قرأت نہ کرو۔

٢٧٣٣– عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللهِ لَا تَكُنْ بِمِثْلِ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)).

۲۷۳۳- ابوسلمہ راوی ہیں کہ عبداللہ بن عمروؓ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ ایسا نہ ہو کہ تم فلانے کے مثل ہو جاؤ کہ وہ شخص رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے اٹھنا چھوڑ دیا (یعنی بہت جاگنے سے کہیں دب نہ جاؤ)۔

٢٧٣٤–عَنْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيتُهُ فَقَالَ ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا وَلِأَهْلِكَ حَظًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ)) قَالَ إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ ((فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ

۲۷۳۴- عبداللہ بن عمروؓ کہتے تھے کہ نبی کو خبر پہنچی کہ میں برابر روزے رکھے جارہا ہوں اور ساری رات نماز پڑھتا ہوں تو آپ نے کسی کو میرے پاس بھیجا یا میں آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تم برابر روزے رکھتے ہو اور بیچ میں افطار نہیں کرتے اور ساری رات نماز پڑھتے ہو تو ایسا مت کرو۔ اس لیے کہ تمہاری آنکھوں کا بھی کچھ حصہ ہے اور تمہاری ذات کا بھی حصہ ہے اور تمہاری بی بی کا بھی سو تم روزہ رکھو اور افطار بھی کرو اور نماز بھی پڑھو سو بھی رہو اور ہر دسے میں ایک روز روزہ رکھ لیا کرو کہ تم کو اس سے نو دن کا بھی ثواب ملے گا تو میں نے عرض کیا کہ میں اپنے میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں اے نبی اللہ کے! آپ نے

(۲۷۳۲) ☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ شبینہ جو رمضان شریف میں مروج ہے اور حافظوں کو اس پر ناز ہے یہ خلاف سنت اور حقیقت میں بدعت ہے اور اس پر ناز سراپا حماقت ہے۔

السَّلَام)) قَالَ وَكَيْفَ كَانَ دَاوُدُ يَصُومُ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)) قَالَ مَنْ لِي بِهَذِهِ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ ((عَطَاءٌ فَلَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ)) الْأَبَدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ)).

فرمایا کہ خیر داؤدؑ کا روزہ رکھو۔ میں نے کہا ان کا روزہ کیا تھا اے نبی اللہ کے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن کے مقابل ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے (یعنی جہاد سے)۔ تو عبداللہ نے کہا یہ دشمن سے بھلا بھاگنا مجھے کہاں نصیب ہو سکتا ہے اے نبی اللہ کے (یعنی یہ بڑی قوت و شجاعت کی بات ہے)۔ عطاء نے کہا جو راوی حدیث ہیں کہ پھر میں نہیں جانتا کہ ہمیشہ روزوں کا ذکر کیوں آیا اور نبیؐ نے اس پر فرمایا کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اسنے روزہ ہی نہیں رکھا (یعنی مطلق ثواب نہ پایا) جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔ جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔

٢٧٣٥- قَالَ مُسْلِمٌ وَ حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ إِنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ قَالَ مُسْلِم أَبُو الْعَبَّاسِ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ ثِقَةٌ عَدْلٌ.

٢٧٣٥- مسلمؒ مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے محمد بن حاتم نے ان سے محمد بن بکر نے ان سے ابن جریج نے اس اسناد سے اور کہا کہ ابوالعباس شاعر نے ان کو خبر دی مسلمؒ نے فرمایا کہ ابوالعباس سائب ابن فروخ اہل مکہ سے ہیں اور ثقہ اور عدل ہیں۔ مترجم کہتا ہے ابوالعباس اوپر کے راوی تھے اس لیے مسلمؒ نے ان کی توثیق فرمائی۔

٢٧٣٦- عَنْ حَبِيبٍ سَمِعَ أَبَا الْعَبَّاسِ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَهِكَتْ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الشَّهْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا ، وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا

٢٧٣٦- حبیب سے روایت ہے کہ انھوں نے ابوالعباس سے اور انھوں نے سنا عبداللہ بن عمروؓ سے کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات جاگتے ہو اور تم جب ایسا کرو گے تو آنکھیں بھر بھرا آئینگی اور ضعیف ہو جائیں گی اور جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے تو روزہ ہی نہیں رکھا اور ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا گویا پورے ماہ کا رکھنا ہے (یعنی ثواب کی راہ سے)۔ تو میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا اچھا صوم داؤدی رکھا کرو اور وہ یہ ہے کہ داؤدؑ ایک دن روزہ رکھتے تھے ایک دن افطار کرتے تھے اور پھر بھی جب دشمن کے آگے ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے (یعنی اتنی

يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)).

قوت پر بھی ہمیشہ روزہ نہ رکھتے تھے جیسے تم نے اختیار کیا ہے)۔

٢٧٣٧- وَ حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَنَفِهَتِ النَّفْسُ.

۲۷۳۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں و نہکت کی جگہ و نفهت النفس ہے یعنی کمزور پڑ جانا۔

٢٧٣٨- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ)) قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذَلِكَ قَالَ ((فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ عَيْنَاكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ لِعَيْنِكَ حَقٌّ وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلِأَهْلِكَ حَقٌّ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ)).

۲۷۳۸- عبداللہ بن عمروؓ نے کہا مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کیا مجھے خبر نہیں لگی کہ تم رات بھر جاگتے ہو اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں بھر بھرا آئیں گی اور جلد تھک جائے گی اور تمہاری آنکھ اور جان کا بھی آخر تم پر کچھ حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی، سو تم جاگو بھی، سوؤ بھی، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔

٢٧٣٩- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَأَحَبَّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)).

۲۷۳۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب قسم کے روزوں سے زیادہ پیارا روزہ اللہ کو داؤدؑ کا ہے اور سب سے پیاری نماز اللہ کو داؤدؑ کی نماز ہے (یعنی رات کی) کہ وہ سوتے تھے آدھی رات تک اور جاگتے تھے تہائی حصہ اور پھر سو جاتے تھے (یعنی تہجد پڑھ کر) چھٹے حصہ میں رات کے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

٢٧٤٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ نِصْفَ الدَّهْرِ وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَرْقُدُ شَطْرَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْقُدُ آخِرَهُ يَقُومُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ)) قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَعَمْرُو بْنُ أَوْسٍ كَانَ يَقُولُ يَقُومُ

۲۷۴۰- عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ نبیؐ نے فرمایا کہ روزہ میں پیارا روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤدؑ کا روزہ ہے کہ وہ آدھے زمانے میں روزہ رکھتے تھے اور سب سے پیاری نماز ان کی نماز ہے کہ وہ آدھی رات تک پہلے سو جاتے تھے اور پھر اٹھتے تھے اور اخیر میں پھر سو جاتے تھے اور آدھی رات کے بعد جو اٹھتے تو ثلث شب تک نماز پڑھتے۔ (ابن جریج) راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا عمرو بن دینار سے (یہ ان کے شیخ ہیں اس روایت میں) کہ کیا عمرو بن اوس نے یہ کہا کہ پھر جاگتے تھے اور نماز پڑھتے تھے تہائی رات

ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ قَالَ نَعَمْ.

تک آدھی رات کے بعد تو انھوں نے کہا کہ ہاں۔

٢٧٤١- عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِي ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((سَبْعًا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((تِسْعًا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((أَحَدَ عَشَرَ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرُ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)).

۲۷۴۱- ابوقلابہ نے کہا مجھے خبر دی ابوالملیح نے کہ میں داخل ہوا تمہارے باپ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو کے پاس اور انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ کے آگے میرے روزوں کا ذکر ہوا کہ آپ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے آپ کے لیے تکیہ ڈالا کہ وہ چمڑے کا تھا اس میں کھجور کا کھوجرا بھرا ہوا تھا۔ پھر آپ زمین پر بیٹھ گئے اور وہ تکیہ میرے اور آپ کے بیچ میں ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم کو تین روزے ہر ماہ میں کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (یعنی میں ان سے زیادہ قوی ہوں)۔ پھر آپ نے فرمایا پانچ سہی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! آپ نے فرمایا سات۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! آپ نے فرمایا نو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہؐ! آپ نے فرمایا گیارہ۔ میں نے عرض کی یارسول اللہؐ! آپ نے فرمایا داؤدؑ کے روزے کے برابر کوئی روزہ نہیں کہ وہ آدھے ایام روزہ رکھتے تھے اس طرح کہ ایک دن روزہ ہوتا ایک دن افطار ہوتا۔

٢٧٤٢- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ ((صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللَّهِ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)).

۲۷۴۲- عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور تم کو دوسرے دنوں کا ثواب ہے تو عبداللہؓ نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ آپ نے فرمایا دو دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا بھی ثواب ہے۔ انھوں نے پھر فرمایا کہ تین دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا ثواب ہے اور انھوں نے فرمایا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ چار دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا بھی ثواب ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ سب روزوں سے افضل روزہ رکھ اور وہ اللہ کے نزدیک صوم داؤدؑ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

٢٧٤٣- عَنْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَنِي أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَظًّا صُمْ وَأَفْطِرْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ بِي قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ

٢٧٤٣- عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو دن کو اور ساری رات جاگتے ہو۔ سوایسا نہ کرو اس لیے کہ تمہارے بدن کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی حصہ ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حصہ ہے تم روزہ رکھو اور افطار کرو اور روزہ رکھو تین دن ہر ماہ میں۔ سو یہی ہمیشہ کا روزہ ہے (یعنی ثواب کی رو سے)۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! مجھے قوت اس سے زیادہ ہے تو فرمایا روزہ رکھو تم داؤدؑ کا

(٢٧٤٣) ﷺ ان سب روایتوں سے عبداللہ بن عمروؓ کے کئی امور ثابت ہوئے اول رفق اور نرمی اور شفقت رسول اللہؐ کی اپنی امت مرحومہ پر اور ارشاد ان کی صلاح و خیر کا اور تعلیم و تلقین آپ کی ان کے آرام و راحت کے لیے اور کمال اہتمام جناب رسالت مآب کا اس باب میں اور روکنا نہایت تعمق اور استغراق سے عبادات شاقہ میں کہ وہ مانع ہو جاتا ہے ادائے حقوق آخرت سے اور سنت ہمیشہ متوسط ہے جیسے ایمان و اسلام سب ادیان میں متوسط ہے اور یہ جو فرمایا آپ نے کہ فلاں شخص کے مثل نہ ہو کہ وہ رات کو جاگتا تھا پھر جاگنا چھوڑ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے ان لوگوں کی جو عبادات شاقہ کرتے ہیں اور پھر اس سے بیزار ہو کر چھوڑ دیتے ہیں جیسے فرمایا ورھبانیۃ ابتدعوھا الایۃ۔

دوسری یہ کہ ان روایتوں میں صوم الدہر کی نہی وارد ہوئی اور ظاہر یہ کا مذہب یہی ہے کہ صوم دہر ممنوع ہے بلحاظ ان ہی روایتوں کے اور جمہور کے نزدیک اگر ایام منہی عنہ میں یعنی عیدین میں اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے تو روا ہے اور مذہب شافعیؒ کا یہ ہے کہ اگر سب دن روزے رکھے سوا ان پانچ دن کے تو کراہت نہیں ہے بلکہ مستحب ہے مگر شرط یہ ہے کہ اور حقوق میں کمی نہ ہو اور اگر حقوق معاش وغیرہ میں کمی ہو تو مکروہ ہے اور ان کی دلیل حدیث حمزہ بن عمروؓ ہے کہ انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! میں برابر روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ چاہو تو رکھو اور اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ اگر یہ مکروہ ہوتا تو حضرتؐ اجازت نہ دیتے علی الخصوص سفر میں۔ اور ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ وہ برابر روزے رکھتے تھے یعنی عمر بن خطاب کے صاحبزادے اور ایسے ہی ابوطلحہ اور حضرت عائشہؓ اور اکثر سلف سے مروی ہے اور یہ جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ ہی نہیں رکھا اس کے بہت جواب دیئے ہیں۔ اول یہ کہ مراد اس سے وہی شخص ہے جو ان پانچ دنوں میں بھی روزہ رکھے اور یہ جواب حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جس سے اور حقوق واجبہ میں خلل واقع ہوئے اور مسلم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بھی آخر میں نادم ہوئے اور ضعف ان کو بھی لاحق ہوا تو رسول اللہؐ نے جانا تھا کہ ان کو ضعف ہو جائے گا۔ پس نہی ان کے ساتھ خاص ہے جس کو ضعف ہو جائے اور حضرتؐ نے فرمایا بھی کہ یہ تم سے نہیں ہو سکے گا اس میں اشارہ تھا ان کے عجز کی طرف۔ باقی رہا ساری رات نماز پڑھنا اس کو نوویؒ نے علی الاطلاق مکروہ لکھا ہے اور اس کو علی العموم علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ اس لیے کہ ساری رات جاگنے میں ضرر یقینی ہے بخلاف روزے کے اور جو رات بھر جاگے گا تو خواہ مخواہ دن کو سوئے گا اور اس میں اور حقوق کا اتلاف ضرور ہوگا اور اگر دن کو بھی مطلق نہ سویا تو موت یقینی ہے اور ان احادیث میں تصریح ہے کہ صوم داؤدؑ افضل صیام ہے اور یہی مذہب ہے متولی کا جو اصحاب شافعی میں سے ہیں کہ ان کے نزدیک دائما روزے سے صوم داؤدی افضل ہے اور بعضوں نے علی الدوام روزہ کو افضل کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایتیں خاص ہیں عبداللہ بن عمرو بن عاص کے واسطے۔ مگر احادیث سے قول اول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے یعنی صوم داؤدی افضل صیام ہے اور قرأت و ختم قرآن میں صحابہ مختلف تھے بعض ایک ماہ میں ختم کرتے بعض بیس روز میں بعض دس روز میں بعض سات دن میں بعض تین دن میں بعض ایک رات ایک دن میں

دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا)) فَكَانَ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي أَخَذْتُ بِالرُّخْصَةِ.

ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ تو عبداللہؓ آخر عمر میں کہتے تھے کہ کاش میں رخصت قبول کرتا تو خوب ہوتا۔

بَاب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

باب: ہر ماہ میں تین روزوں کی اور یوم عرفہ کے روزے، عاشوراء، سوموار اور جمعرات کے روزے کی فضیلت

٢٧٤٤- عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ.

۲۷۴۴- حضرت معاذہ عدویہ نے پوچھا حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کن دنوں میں؟ انھوں نے فرمایا کچھ پروا نہ کرتے تھے کسی بھی دن روزہ رکھ لیتے تھے۔

٢٧٤٥- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ قَالَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَسْمَعُ ((يَا فُلَانُ أَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هَذَا الشَّهْرِ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ)).

۲۷۴۵- عمران بن حصینؓ نے کہا کہ نبیؐ نے ان سے فرمایا اور کسی اور سے فرمایا اور یہ سنتے تھے غرض آپ نے فرمایا کہ اے فلاں! تم نے اس ماہ کے بیچ میں روزے رکھے؟ انھوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر جب تم افطار کرو تو دو روز اور روزہ رکھو۔

٢٧٤٦- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَجُلٌ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ

۲۷۴۶- ابوقتادہؓ نے روایت کی کہ ایک شخص آیا رسول اللہ کے پاس اور عرض کیا کہ آپ کیوں کر رکھتے ہیں روزہ؟ اس پر آپ غصے ہو گئے (یعنی اس لیے کہ یہ سوال بے موقع تھا اس کو لازم تھا کہ یوں پوچھتا کہ میں روزہ کیوں کر رکھوں) پھر جب حضرت

لہ میں بعض ہر رات میں بعض ایک رات ایک دن میں تین ختم فرماتے اور ان کے ناموں کی تفصیل نوویؒ نے بخوبی کی ہے اپنی کتاب آداب القراء میں اور مذہب مختار یہ ہے کہ جس پر دوام ہو سکے وہ اولیٰ ہے اور جس قدر میں نشاط باقی رہی اور دل نیز اری نہ ہوا اور اگر اس کے ساتھ زیادہ قرأت بھی ہو تو نور علیٰ نور ہے اور عبداللہ بن عمروؓ نے جو قبول کی آرزو رخصت کی اس سے معلوم ہوا کہ عمدہ عبادت وہی ہے جس پر ساری عمر قیام ہو سکے اور بالکل منطبق ہے احادیث صحیحہ کا اور یہ جو فرمایا کہ تیری اولاد کا حق ہے تجھ پر اس سے معلوم ہوا کہ باپ کو تعلیم اولاد کی ضروری ہے اگر باپ نہ ہو تو ماں کو تعلیم دینی ضروری ہے اور ان کو اس تعلیم میں اجر ہے۔

(۲۷۴۴) ☆ اس سے مستحب ہونا ہر ماہ میں تین روزوں کا ثابت ہوا۔

(۲۷۴۶) ☆ اس حدیث سے عرفہ اور عاشورے کے روزے کی فضیلت معلوم ہوئی اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے سے معلوم ہوا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ غَضَبَهُ قَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ فَجَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُرَدِّدُ هَذَا الْكَلَامَ حَتَّى سَكَنَ غَضَبُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ ((لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ)) أَوْ قَالَ ((لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ((وَيُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدٌ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ((ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ ((وَدِدْتُ أَنِّي طُوِّقْتُ ذَلِكَ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ فَهَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)).

عمرؓ نے آپ کا غصہ دیکھا تو عرض کرنے لگے کہ ہم راضی ہوئے اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمدؐ کے نبی ہونے پر اور پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے غصہ سے۔ غرض حضرت عمرؓ بار بار ان کلمات کو کہتے تھے یہاں تک کہ غصہ آپ کا تھم گیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ اے رسول اللہ! جو ہمیشہ روزہ رکھے وہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ پھر کہا جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے وہ کیسا؟ آپ نے فرمایا ایسی طاقت کس کو ہے (یعنی اگر طاقت ہو تو خوب ہے)۔ پھر کہا جو ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا یہ روزہ داؤدؑ کا ہے۔ پھر کہا جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا کہ میں آرزو رکھتا ہوں کہ مجھے اتنی طاقت ہو (یعنی یہ بھی خوب ہے اگر طاقت ہو)۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا تین روزے ہر ماہ میں اور رمضان کے روزے ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان تک یہ ہمیشہ کا روزہ ہے (یعنی ثواب ہے) اور عرفہ کے دن کا روزہ ایسا ہے کہ میں امیدوار ہوں اللہ پاک سے کہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور عاشورے کے روزہ سے امید رکھتا ہوں ایک سال اگلے کا کفارہ ہو جائے۔

۲۷۴۷- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَضِينَا

۲۷۴۷- ابو قتادہ انصاریؓ سے وہی مضمون مروی ہوا کہ آپ سے کسی نے آپ کے روزوں کو پوچھا اور آپ غصہ ہوئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے وہ عرض کیا جو اوپر مذکور ہوا اور اس میں اتنا زیادہ ہے

(۲۷۴۷)☆ اس روایت میں مسلمؒ نے فرمایا کہ ہم نے پنج شنبہ کے ذکر کو وہم سمجھا اس لیے ذکر نہیں کیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ دوشنبہ کے سوال میں اگر پنج شنبہ کا بھی ذکر ہو تو آگے جو مذکور ہوتا ہے کہ میں اسی دن پیدا ہوا اسی دن نبی ہوا اس کو ربط نہیں رہتا۔ اس لیے کہ یہ سب دوشنبہ ہی کو ہوا ہے اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ روایت دوشنبہ کی صحیح ہو اور پنج شنبہ کا ذکر بھی اس میں ہو مگر ولادت آپ کی دوشنبہ ہی سے متعلق ہو۔ اور کفارہ گناہوں کا جو حدیث شریف میں مذکور ہے مراد اس سے گناہان صغیرہ ہیں اور اگر گناہان صغیرہ نہیں ہیں تو کبیرہ میں بھی کچھ تخفیف ہوتی ہے اور اگر کبیرہ صغیرہ دونوں نہیں ہیں تو عبادات سے رفع درجات ہوتے ہیں اور تین روزے جو مذکور ہوئے ہر ماہ میں ان کو

بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِبَيْعَتِنَا بَيْعَةً قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ ((**لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ أَوْ مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ**)) قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ((**وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ**)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمَيْنِ قَالَ ((**لَيْتَ أَنَّ اللهَ قَوَّانَا لِذَلِكَ**)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ((**ذَاكَ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام**)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ قَالَ ((**ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ**)) قَالَ فَقَالَ ((**صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ**)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ ((**يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ**)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ ((**يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ**)) وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَسَكَتْنَا عَنْ ذِكْرِ الْخَمِيسِ لَمَّا نُرَاهُ وَهْمًا.

کہ راضی ہوئے ہم اپنی بیعت سے کہ وہی بیعت ہے اور سوال ہوا صیام الدہر کا تو آپ نے فرمایا نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ پھر سوال ہوا دو روز روزے اور ایک روز افطار سے تو آپ نے فرمایا اس کی طاقت کسے ہے؟ پھر سوال ہوا ایک دن روزہ اور دو دن افطار سے تو آپ نے فرمایا کاش اللہ تعالیٰ ہم کو ایسی قوت دے۔ اور سوال ہوا ایک دن افطار اور ایک دن روزہ سے تو فرمایا یہ میرے بھائی داؤدؑ کا روزہ ہے اور سوال ہوا دو شنبہ کے روزہ کا تو فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن نبی ہوا ہوں یا فرمایا اسی دن مجھ پر وحی اتری ہے اور فرمایا رمضان کے روزے اور ہر ماہ میں تین روزے یہ صوم الدہر ہے اور عرفہ کے روزہ کو پوچھا تو فرمایا کہ ایک سال گزرا ہوا اور ایک سال آگے آنے والے کا کفارہ ہے اور عاشورے کے روزے کو پوچھا تو فرمایا ایک سال گزرے ہوئے کا کفارہ ہے۔ مسلم نے فرمایا اسی حدیث میں شعبہ کی روایت میں ہے کہ پوچھا آپ سے دو شنبہ اور پنج شنبہ کے روزے کو تو ہم نے پنج شنبہ کا ذکر نہیں کیا اس لیے کہ اس میں وہم ہے۔

۲۷۴۸- عَنْ إِسْحَقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۷۴۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۷۴۹- عَنْ غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِيهِ الِاثْنَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرْ الْخَمِيسَ.

۲۷۴۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ہے لیکن اس میں سوموار کا ذکر ہے جمعرات کا ذکر نہیں ہے۔

ف: ایام بیض کہتے ہیں اور ایک جماعت صحابہؓ و تابعین سے مروی ہے کہ ایام بیض تیرھویں چودھویں پندرھویں ہیں کہ ان ہی میں حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور ابوذرؓ ہیں اور بعضوں نے آخر ماہ کے ہیں اور بعضوں نے تین دن اول کے لیے ہیں ان میں حسن ہیں اور حضرت عائشہؓ اور بعض علماء نے اختیار کیا ہے کہ ایک ماہ میں ہفتہ اور یک شنبہ اور دو شنبہ کو روزہ رکھے اور دوسرے میں سہ شنبہ اور چہار شنبہ اور پنج شنبہ کو رکھے۔ غرض اسی طرح اور بھی اقوال ہیں اور پیغمبرؐ کی عادت مبارک یہ تھی کہ ان کے لیے کوئی دن مقرر نہ فرماتے تھے جیسا اوپر حضرت عائشہؓ سے مروی ہو چکا ہے۔

۲۷۵۰- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ فَقَالَ ((فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ)).

۲۷۵۰- ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ سے پوچھا گیا دو شنبہ کے روزہ کو تو آپ نے فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر وحی اتری ہے۔

بَاب صَوْمِ سُرَرِ شَعْبَانَ

باب: شعبان کے روزں کا بیان

۲۷۵۱- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ ((أَوْ لِآخَرَ أَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ)) قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا ((أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ)).

۲۷۵۱- عمران بن حصینؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے ان سے فرمایا کہ تم نے شعبان کے اول میں کچھ روزے رکھے؟ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا جب تم افطار کے دن تمام کر لو تو دو روز روزہ رکھو۔

۲۷۵۲-عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ ((هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هَذَا الشَّهْرِ شَيْئًا)) قَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِذَا أَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهُ)).

۲۷۵۲- عمران بن حصینؓ نے کہا کہ نبیؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم نے اس مہینے کے آخر میں روزے رکھے (یعنی شعبان میں)؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو تو دو روزے رکھ لو اس کے عوض میں۔

۲۷۵۳- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ ((هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هَذَا الشَّهْرِ شَيْئًا)) يَعْنِي شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَقَالَ لَهُ ((إِذَا أَفْطَرْتَ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ شُعْبَةُ الَّذِي شَكَّ فِيهِ قَالَ وَأَظُنُّهُ قَالَ يَوْمَيْنِ)).

۲۷۵۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں گزرا مگر اس روایت میں شک ہے کہ ایک دن یا دو دن شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے گمان ہے کہ دو دن کہا۔

۲۷۵٤- عن عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَانِئٍ ابْنِ أَخِي مُطَرِّفٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

۲۷۵۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ

باب: محرم کے روزے کی فضیلت

۲۷۵۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۲۷۵۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ

(۲۷۵۱)☆ سُرَر کے معنی اوزاعی اور ابو عبید اور جمہور علماء نے آخر ماہ کہے ہیں اس لیے کہ وہ استرار سے مشتق ہے اور استرار چھپانا ہے اور ان دنوں میں قمر چھپ جاتا ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ مراد اس سے مہینے کا بیچ ہے۔ اور ابوداؤد نے اوزاعی سے نقل کیا کہ مراد اس سے اول ماہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جس کو عادت ہو آخر ماہ میں روزے رکھنے کی وہ رمضان کے قبل رکھ سکتا ہے اور جس کو عادت نہ ہو اس کو ایک دو روز پیشگی رمضان سے روزہ منع ہے۔

(۲۷۵۵)☆ اس سے محرم کے روزوں کی اور تہجد کی فضیلت ثابت ہوئی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کے نفل دن کے نفل سے افضل ہیں اور اسی پر اتفاق ہے علماء کا۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ)).

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ افضل سب روزوں میں رمضان کے بعد محرم کے روزے ہیں جو اللہ کا مہینہ ہے اور بعد نماز فرض کے تہجد کی نماز ہے۔

٢٧٥٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ قَالَ سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ وَأَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ((أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللهِ الْمُحَرَّمِ)).

٢٧٥٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بعد فرض نماز کے کون سی نماز افضل ہے اور بعد ماہ رمضان کے کون سے روزے افضل ہیں؟ تو آپ نے فرمایا نماز رات کی اور روزے محرم کے۔

٢٧٥٧- عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي ذِكْرِ الصِّيَامِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

٢٧٥٧- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ إِتْبَاعًا لِرَمَضَانَ

باب: شش عید کے روزوں کی فضیلت

٢٧٥٨- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)).

٢٧٥٨- ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزے رکھے رمضان کے اور اس کے ساتھ لگائے چھ روزے شوال کے تو اس کو ہمیشہ کے روزوں کا ثواب ہوگا۔

٢٧٥٩- و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

٢٧٥٩- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٧٦٠- و حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٢٧٦٠- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ہے۔

(٢٧٥٨) ☆ اس روایت سے استحباب ان روزوں کا ثابت ہوا اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ اور احمدؒ اور داؤد اور ان کے موافقین کا اور امام مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ مکروہ ہیں اور مالکؒ نے موطا میں کہا ہے کہ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا کہ وہ روزے رکھتا ہو اور یہ روایتیں ان پر حجت ہیں اور قول رسول اللہؐ کے آگے کسی کا قول نہیں سنا جاتا اور شمس کے آگے چراغ جلانا حماقت ہے۔

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

بَاب فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِهَا وَبَيَانِ مَحَلِّهَا وَأَرْجَى أَوْقَاتِ طَلَبِهَا

باب: شب قدر کی فضیلت اور اس کے تعین کا ذکر

٢٧٦١ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)).

۲۷۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھلایا گیا شب قدر ہفتہ آخر میں (یعنی رمضان کے) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا خواب میں دیکھتا ہوں کہ موافق و مطابق ہوا آخر رمضان کی سات تاریخوں کے۔ پھر جو اس شب کا تلاش کرنے والا ہو وہ انہی تاریخوں میں تلاش کرے۔

٢٧٦٢ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)).

۲۷۶۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلاش کرو شب قدر سات راتوں میں آخر کی۔

٢٧٦٣ - عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى رَجُلٌ أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَرَى رُؤْيَاكُمْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَاطْلُبُوهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا)).

۲۷۶۳- سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص نے شب قدر کو ستائیسویں شب کو دیکھا تو نبیؐ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ خواب تمہارا اخیر دہے میں واقع ہوا ہے تو اس کو طاق راتوں میں آخر دہے کی تلاش کرو۔

٢٧٦٤ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِلَيْلَةِ الْقَدْرِ ((إِنَّ نَاسًا مِنْكُمْ قَدْ أُرُوا أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْأُوَلِ وَأُرِيَ نَاسٌ مِنْكُمْ أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْغَوَابِرِ فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ)).

۲۷۶۴- سالم نے اپنے باپ سے سنا کہ انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے کہ چند لوگوں نے تم میں سے شب قدر کو سات تاریخوں میں اول کی دیکھا ہے یعنی خواب میں اور چند لوگوں نے سات تاریخوں میں آخر کی دیکھا ہے سو تم آخر کی دس تاریخوں میں تلاش کرو۔

٢٧٦٥ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَإِنْ ضَعُفَ أَحَدُكُمْ

۲۷۶۵- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈو شب قدر کو آخر کے دہے میں پھر اگر کوئی بودا پن کرے یا عاجز ہو جائے تو سات راتوں میں آخر

أَوْ عَجَزَ فَلَا يُغْلَبَنَّ عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي))۔

کی سستی نہ کرے۔

٢٧٦٦- عَنْ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ كَانَ مُلْتَمِسَهَا فَلْيَلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ))۔

٢٧٦٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے ڈھونڈنے والے کو آخر کی دس تاریخوں میں ڈھونڈنا چاہیے۔

٢٧٦٧- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَحَيَّنُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ أَوْ قَالَ فِي التِّسْعِ الْأَوَاخِرِ))۔

٢٧٦٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈو شب قدر کو آخر دہے میں یا فرمایا آخر ہفتہ میں۔

٢٧٦٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أَيْقَظَنِي بَعْضُ أَهْلِي فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ و قَالَ حَرْمَلَةُ فَنَسِيتُهَا))۔

٢٧٦٨- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مجھے خواب میں شب قدر دکھائی دی پھر کسی میرے گھر والے نے جگا دیا۔ سو میں اس کو بھلا دیا گیا اور حرملہ کی روایت میں ہے کہ میں اس کو بھول گیا۔

٢٧٦٩- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ مِنْ حِينِ تَمْضِي عِشْرُونَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ يَرْجِعُ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ ثُمَّ إِنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَبِتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فَأُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مُطِرْنَا لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَوَكَفَ

٢٧٦٩- ابوسعید خدریؓ نے کہا رسول اللہؐ اعتکاف کرتے تھے مہینے کے بیچ کے دہے میں (یعنی رمضان کے)۔ پھر جب بیس راتیں گزر جاتی تھیں رمضان کی اور اکیسویں آنے کو ہوتی تھی تو اپنے گھر لوٹ آتے تھے۔ اور جو آپ کے ساتھ معتکف ہوتے تھے وہ بھی لوٹ آتے تھے پھر ایک ماہ میں اسی طرح اعتکاف کیا اور جس رات میں گھر آنے کو تھے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو حکم کیا جو منظور الٰہی تھا۔ پھر فرمایا کہ میں اس عشرہ میں اعتکاف کرتا تھا پھر مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اس عشرہ اخیر میں بھی اعتکاف کروں سو جو میرے ساتھ اعتکاف کرنے والا ہو وہ رات کو اپنے معتکف ہی میں رہے (اور گھر نہ جائے) اور میں نے خواب میں اس شب قدر کو دیکھا مگر بھلا دیا گیا۔ سوا ے آخر کی دس راتوں میں ڈھونڈو ہر طاق رات میں اور میں اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ سجدہ کر رہا ہوں پانی اور کیچڑ میں (یعنی اس رات کے آخر میں ایسا ہوگا۔ یہ بات خواب کی آپ کو یاد رہی) پھر ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ اکیسویں

(٢٧٦٩) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی اپنی پیشانی نماز کے اندر نہ پونچھے۔

الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَقَدِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُبْتَلٌّ طِينًا وَمَاءً.

شب کو ہم پر مینہ برسا اور مسجد حضرتؐ کے مصلے پر ٹپکی اور میں نے آپ کو دیکھا جب آپ نے صبح کی نماز سے سلام پھیرا کہ آپ کے مبارک منہ پر کیچڑ اور پانی کے نشان تھے۔

۲۷۷۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((**فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ**)) وَقَالَ وَجَبِينُهُ مُمْتَلِئًا طِينًا وَمَاءً.

۲۷۷۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس سند سے وہی روایت مروی ہوئی مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ ثابت رہے اپنے معتکف میں اور آخر میں کہا کہ پیشانی میں آپ کی کیچڑ اور پانی لگا ہوا تھا۔

۲۷۷۱- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيرٌ قَالَ فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ ((**إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ أَلْتَمِسُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيتُ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ**)) النَّاسُ مَعَهُ قَالَ ((**وَإِنِّي أُرِيتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَإِنِّي أَسْجُدُ صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ**)) فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَأَبْصَرْتُ الطِّينَ وَالْمَاءَ فَخَرَجَ حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَجَبِينُهُ وَرَوْثَةُ أَنْفِهِ فِيهِمَا الطِّينُ وَالْمَاءُ وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

۲۷۷۱- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف فرمایا عشرہ اول میں رمضان کے پھر اعتکاف فرمایا عشرہ اوسط میں ایک ترکی قبہ میں (اس سے کفار کی چیزوں کا استعمال روا ہوا) کہ اس کے دروازے پر ایک حصیر لٹکا ہوا تھا (پردہ کے لیے) تو آپ نے وہ حصیر اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور ایک کونے میں قبہ کے کر دیا۔ پھر اپنا سر نکالا اور لوگوں سے باتیں کیں اور وہ آپ کے نزدیک آگئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ میں عشرہ اول کا اعتکاف کرتا ہوں اور اس رات کو ڈھونڈتا تھا پر میں نے عشرہ اوسط کا اعتکاف کیا پر میرے پاس کوئی آیا (یعنی فرشتہ) اور مجھ سے کہا گیا کہ وہ عشرہ اخیر میں ہے۔ پھر جو چاہے تم میں سے وہ پھر اعتکاف کرے یعنی عشرہ اخیر میں بھی معتکف رہے۔ پھر لوگ معتکف رہے اور فرمایا آپ نے کہ مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں پھر آپ صبح تک نماز پڑھتے رہے اور رات کو مینہ برسا اور مسجد ٹپکی اور میں نے دیکھا مٹی اور پانی کو پھر جب صبح کی نماز پڑھ کر نکلے تو آپ کی پیشانی اور ناک کے بانسے پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور وہ رات اکیسویں تھی اور عشرہ اخیر کی رات تھی۔

۲۷۷۲- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ

۲۷۷۲- ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہم نے آپس

الْقَدْرِ فَأَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقُلْتُ أَلَا تَخْرُجُ بِنَا إِلَى النَّخْلِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ فَقُلْتُ لَهُ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ نَعَمْ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْعَشْرَ الْوُسْطَى مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجْنَا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ ((إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّي نَسِيتُهَا أَوْ أُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ كُلِّ وِتْرٍ وَإِنِّي أُرِيتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَلْيَرْجِعْ)) قَالَ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قَالَ وَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمُطِرْنَا حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ قَالَ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ ...

میں ذکر کیا شب قدر کا تو میں ابو سعید خدریؓ کے پاس آیا اور وہ میرے دوست تھے اور میں نے ان سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ کھجور کے باغ میں نہیں چلتے تو وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے اور میں نے کہا آپ نے کچھ سنا ہے رسول اللہؐ سے کہ ذکر کرتے ہوں شب قدر کا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے اعتکاف کیا رسول اللہؐ کے ساتھ بیچ کے عشرہ میں رمضان کے اور ہم بیسویں کی صبح کو نکلے (یعنی اعتکاف سے) پھر خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہؐ نے اور فرمایا کہ مجھے دکھائی دی شب قدر اور میں بھول گیا اسے یا فرمایا بھلا دیا گیا سو تم اس کو اخیر کی دس تاریخوں میں طاق راتوں میں ڈھونڈو اور فرمایا کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں پھر جس نے اعتکاف کیا ہو رسول اللہؐ کے ساتھ تو وہ پھر جائے یعنی اپنے معتکف میں اور ہم لوگ پھر معتکف میں آ گئے اور ہم آسمان میں کوئی بدلی کا ٹکڑا تک نہیں دیکھتے تھے کہ اتنے میں ابر آیا اور ہم پر مینہ برسا یہاں تک کہ مسجد کی چھت بہنے لگی اور کھجور کی ڈالیوں سے پٹی ہوئی تھی اور نماز صبح کی تکبیر ہوئی اور میں نے آپ کو دیکھا کہ سجدہ کرتے ہیں پانی اور کیچڑ میں (یعنی جو خواب میں دیکھا تھا وہ صحیح ہوا) یہاں تک کہ دیکھا میں نے اثر کیچڑ کا آپ کی پیشانی میں۔

۲۷۷۳- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِهِمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حِينَ انْصَرَفَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرُ الطِّينِ.

۲۷۷۳- یحییٰ بن ابو کثیر سے اس اسناد سے بھی یہ روایت مروی ہوئی اور ان میں یہ ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہؐ کو جب لوٹے یعنی صبح کی نماز سے تو آپ کی پیشانی اور ناک کی نوک پر کیچڑ کا اثر تھا۔

۲۷۷۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ يَلْتَمِسُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَبْلَ أَنْ تُبَانَ لَهُ فَلَمَّا انْقَضَيْنَ أَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَقُوِّضَ ثُمَّ أُبِينَتْ لَهُ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

۲۷۷۴- ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ اعتکاف کیا رسول اللہؐ نے بیچ کے عشرہ میں رمضان کے ڈھونڈتے تھے آپ شب قدر کو قبل اس کے کہ ظاہر ہو شب قدر آپ پر۔ پھر جب عشرہ اوسط کی راتیں گزر گئیں تو آپ نے فرمایا کہ خیمہ کھول ڈالیں پھر آپ کو معلوم ہوا کہ وہ اخیر عشرہ میں ہے اور حکم کیا آپ نے خیمہ کا کہ پھر لگایا

فأمر بالبناء فأعيد ثم خرج على الناس فقال ((يا أيها الناس إنها كانت أبينت لي ليلة القدر وإني خرجت لأخبركم بها فجاء رجلان يحتقان معهما الشيطان فنسيتها فالتمسوها في العشر الأواخر من رمضان التمسوها في التاسعة والسابعة والخامسة)) قال قلت يا أبا سعيد إنكم أعلم بالعدد منا قال أجل نحن أحق بذلك منكم قال قلت ما التاسعة والسابعة والخامسة قال إذا مضت واحدة وعشرون فالتي تليها ثنتين وعشرين وهي التاسعة فإذا مضت ثلاث وعشرون فالتي تليها السابعة فإذا مضى خمس وعشرون فالتي تليها الخامسة وقال ابن خلاد مكان يحتقان يختصمان.

گیا پھر آپ نکلے اور فرمایا اے لوگو! مجھے شب قدر معلوم ہوئی تھی اور میں نکلا تھا کہ تم کو خبر دوں پھر دو شخص آپس میں جھگڑتے ہوئے آئے اور ان کے ساتھ شیطان بھی تھا پھر میں بھول گیا تو اس کو تلاش کرو تم عشرہ اخیر میں رمضان کے اور ڈھونڈو اس کو نویں اور ساتویں اور پانچویں راتوں میں۔ راوی نے کہا کہ میں نے ابو سعید سے کہا کہ تم گنتی زیادہ جانتے ہو ہم لوگوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت تمہارے۔ پھر میں نے پوچھا نویں ساتویں پانچویں سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب اکیسویں گزر جائے تو اس کے بعد جو آئے یعنی بائیسویں وہی بائیسویں رات مراد ہے نویں سے اور جب تیئیسویں گزر جائے تو اس کے بعد جو رات آئے یعنی چوبیسویں وہی ساتویں سے مراد ہے اور جب پچیسویں گزر جائے تو اس کے بعد جو رات آئے یعنی چھبیسویں وہی مراد ہے پانچویں سے۔ اور خلاد نے یحتقان کی جگہ یختصمان کہا۔

۲۷۷۵- عن عبد الله بن أنيس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ((أريت ليلة القدر ثم أنسيتها وأراني صبحها أسجد في ماء وطين)) قال فمطرنا ليلة ثلاث وعشرين فصلى بنا رسول الله ﷺ فانصرف وإن أثر الماء والطين على جبهته وأنفه قال وكان عبد الله بن أنيس يقول ثلاث وعشرين.

۲۷۷۵- عبداللہ بن انیس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دکھائی گئی شب قدر پھر میں بھول گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی صبح کو میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اور راوی نے کہا کہ مینہ برسا ہمارے اوپر تیئیسویں شب کو اور نماز پڑھی ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اور جب پھرے آپ نماز پڑھ کر (یعنی صبح کی) تو آپ کی پیشانی اور ناک پر اثر پانی اور کیچڑ کا تھا اور عبداللہ بن انیس تیئیسویں رات کو شب قدر کہا کرتے تھے۔

۲۷۷۶- عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ قال ابن نمير ((التمسوا وقال وكيع تحروا ليلة القدر في العشر الأواخر من رمضان)).

۲۷۷۶- حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈو شب قدر کو عشرہ اخیر میں رمضان کے۔

۲۷۷۷- عن زر بن حبيش يقول سألت أبي بن كعب رضي الله عنه فقلت إن

۲۷۷۷- زر بن حبیش کہتے تھے کہ میں نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ تمہارے بھائی ابن مسعود تو کہتے ہیں جو سال بھر برابر

أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذَلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.

جاگے وہ شب قدر پاوے تو انھوں نے کہا اللہ رحمت کرے ان پر اس کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ لوگ ایک رات پر بھروسہ نہ کر رہیں (بلکہ ہمیشہ عبادت میں مشغول رہیں) اور وہ خوب جانتے تھے کہ وہ رمضان میں ہے اور وہ عشرہ اخیر میں ہے اور وہ ستائیسویں شب ہے۔ پھر وہ اس پر قسم کھاتے تھے اور انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھے (یعنی ایسا اپنی قسم پر یقین تھا) اور کہتے تھے کہ وہ ستائیسویں شب ہے تو میں نے ان سے کہا کہ تم اے ابو منذر! کیوں یہ دعویٰ کرتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ایک نشانی یا علامت کی وجہ سے جس کی خبر دی ہے ہم کو رسول اللہؐ نے اور وہ یہ ہے کہ اس کی صبح کو آفتاب جو نکلتا ہے تو اس میں شعاع نہیں ہوتی (مگر یہ علامت بعد زوال شب کے ظاہر ہوتی ہے)۔

٢٧٧٨- عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أُبَيٌّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهَا قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْبَرُ عِلْمِي هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هَذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبٌ لِي عَنْهُ.

٢٧٧٨- زر نے ابی بن کعبؓ سے روایت کی کہ ابی نے کہا شب قدر کے باب میں کہ قسم ہے اللہ کی میں اسے خوب جانتا ہوں۔ شعبہ نے کہا کہ اکثر روایتیں مجھے ایسی پہنچی ہیں کہ وہ وہی رات تھی جس میں حکم فرمایا ہم کو رسول اللہؐ نے جاگنے کا اور وہ ستائیسویں شب ہے اور شک کیا شعبہ نے اس بیان میں کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہؐ نے جاگنے کا اس شب میں اور کہا کہ یہ عبارت مجھ سے ایک میرے رفیق نے بیان کی عبدہ سے جو ان کے شیخ ہیں۔

٢٧٧٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

٢٧٧٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ذکر کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے آگے شب قدر کا تو آپ نے

(٢٧٧٩) ☆ شب قدر کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اقدار رزقوں کے اور انداز عمروں کے ملائکہ کو لکھ دیے جاتے ہیں جو سال میں ہونے والے ہیں اور فرشتوں کو معلوم ہو جاتا ہے جو اس سال میں ہونے والا ہے اور اجماع ہے معتبر لوگوں کا کہ وہ شب قیامت تک باقی ہے اس امت میں اور اس کے محل میں البتہ اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ وہ ہر سال میں بدلتی رہتی ہے اور اس صورت میں سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور جس حدیث میں جو تاریخ مذکور ہے جائز ہے کہ اس سال میں اسی تاریخ میں واقع ہوئی ہو۔ پس روایتوں میں تعارض نہ رہا اور اسی کے مانند ہے قول امام مالکؒ اور ثوری اور احمد اور اسحٰق کا اور ابو ثور وغیرہم کا کہ ان سب نے کہا ہے کہ عشرہ اخیرہ میں رمضان کے ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ سال بھر میں راتوں میں بدلتی رہتی ہے مگر یہ قول احادیث کی رو سے بہت بعید معلوم ہوتا

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ ((أَيُّكُمْ يَذْكُرُ حِينَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ)). فرمایا کون تم میں سے یاد رکھتا ہے شب قدر ؟ اس رات میں سے کہ طلوع کرتا ہے چاند اور وہ ایسا ہوتا ہے جیسے ایک ٹکڑا طشت کا۔

☆ ☆ ☆

تیج ہوتا ہے۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ ایک شب معین ہے کہ منتقل نہیں ہوتی اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ وہ سال بھر میں ایک رات ہے اور یہ قول ہے ابن مسعودؓ اور ابو حنیفہؒ اور صاحبین کا اور دوسرا یہ ہے کہ وہ سارے رمضان میں ہے اور یہ قول ابن عمرؓ کا ہے اور ایک جماعت صحابہؓ کا اور تیسرا یہ ہے کہ وہ عشرہ اخیر میں ہے اور پانچواں یہ قول ہے کہ وہ عشرہ اخیرہ کی راتوں کی طاق راتوں میں ہے۔ اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ جفت راتوں میں ہے مگر یہ حدیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ گو حدیث ابو سعیدؓ کی اس کی مشعر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ تیسویں ہے اور ایک یہ کہ وہ ستائیسویں اور یہ قول ابن عباسؓ کا ہے اور بعضوں نے سترھویں اور بعضوں نے اکیسویں اور تیسویں میں ڈھونڈنے کو کہا ہے اور یہ قول حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہوا ہے اور بعضوں نے تیسویں کہا ہے اور یہ قول ہے اکثر صحابہ وغیرہم کا اور ایک قول ضعیف چوبیسویں کا بھی ہے اور یہ بلال اور ابن عباسؓ اور حسن اور قتادہ کی طرف منسوب ہے اور ایک قول ستائیسویں کا ہے اور یہ قول ایک جماعت صحابہ کا ہے اور بعضوں نے سترھویں کہا ہے اور وہ زید بن ارقم اور ابن مسعود کی طرف منسوب ہے اور بعضوں نے انیسویں کہا ہے کہ وہ ابن مسعودؓ سے منقول ہے اور حضرت علیؓ سے بھی۔ اور بعضوں نے کہا اخیر رات رمضان کی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ ایک قول شاذ یہ ہے کہ وہ مرفوع ہو گئی اب باقی نہیں ہے۔ اور یہ قول خطا ہے۔ اور شعاع سے مراد وہ دھاریاں نورانی ہیں جو آفتاب سے دیکھنے والے کی آنکھ میں ممتد نظر آتی ہیں اور وہ آفتاب میں شب قدر کی صبح کو نہیں ہوتیں یہ ایک نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور قاضی عیاض نے جو کہا ہے کہ رویت شب قدر کی حقیقت ممکن نہیں یہ غلط ہے اس لیے کہ رویت اس کی اخبار صالحین سے ثابت ہے جو بکثرت مروی ہیں اور معتبر ترین سب اقوال میں فقیر کے نزدیک ستائیسویں رات ہے۔ اور ابن عباسؓ سے ایک نکتہ بھی اس بارے میں مروی ہے کہ لیلۃ القدر کا لفظ قرآن میں تین جگہ وارد ہوا ہے سورہ انزلناہ میں اور اس میں نو حرف ہیں پھر نو کو تین بار کہو تو ستائیس ہوتے ہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے اور ابی بن کعبؓ اس پر قسم کھاتے تھے۔ چنانچہ روایت ان کی اوپر گزر چکی ہے اور اس کی علامت بھی وہ بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

كِتَابُ الِاعْتِكَافِ

اعتکاف کے مسائل ؎

بَابُ اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

باب: رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا

۲۷۸۰- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۲۷۸۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ اخیر میں رمضان کے اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

؎ لغت میں اعتکاف کے معنی حبس اور مکث اور لزوم کے ہیں اور شرع میں مکث مسلم کا مسجد میں بصفت مخصوصہ اور اعتکاف کو جوار بھی کہتے ہیں۔

(۲۷۸۰) ☆ اس حدیث سے استحباب اعتکاف کا ثابت ہوا اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور یہ کہ واجب نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عشرہ اخیر میں رمضان کے متاکد ہے اور مذہب امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہ ہے کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں بلکہ افطار کی حالت میں اعتکاف روا ہے اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایک لحظہ کا اور ان کے نزدیک ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اتنا ٹھیرنا ہو جتنا رکوع میں طمانیت کے لیے ٹھیرنا ہوتا ہے اور اس سے کچھ زیادہ ہو پس وہ اعتکاف ہے اور ان کا صحیح مذہب یہی ہے اور یہی قول مشہور ہے۔ پس مسجد میں آنے والے کو لازم ہے کہ جب آوے اور نماز کا انتظار ہو نیت اعتکاف کی کرے تاکہ ثواب پائے۔ پس اگر باہر نکلے تو پھر جب داخل ہو دوبارہ نیت کرے اور نیت سے یہ مراد نہیں کہ زبان سے کچھ کہے کہ یہ تو بدعت ہے اور اگر دنیا کی کوئی بات کرے یا کوئی کام کرے مثلاً سیوے پروے لکھے تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اور مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور اعتکاف مفطر کا صحیح نہیں اور ان لوگوں نے ان ہی روایتوں سے استدلال کیا ہے جن میں آنحضرتؐ کا اعتکاف رمضان میں مذکور ہے اور شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں حضرتؐ کے اول شوال کا اعتکاف مذکور ہے۔ چنانچہ وہ روایت آگے آتی ہے اور اس کو بخاری اور مسلم دونوں نے ذکر کیا ہے اور استدلال کیا ہے حضرت عمرؓ کی حدیث سے کہ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میں نے ایام جاہلیت میں نذر کی تھی اعتکاف کی تو آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو اور اس میں روزہ کا ذکر نہیں ہے۔ غرض ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ روزہ شرط صحت اعتکاف نہیں مگر مسجد میں ہونا شرط ہے اس لیے کہ اصحاب و ازواج مطہرات سب مساجد میں اعتکاف کرتے رہے۔ حالانکہ اس میں حرج اور مشقت ظاہر ہے اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور ابوداؤدؒ اور جمہور کا کہ سوا مسجد کے جائز نہیں۔ اور ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ عورت نے جو جگہ نماز کی اپنے گھر میں مقرر کر لی ہے اس میں اعتکاف روا ہے اور مرد کو اپنے گھر میں اس جگہ میں روا نہیں اور امام شافعیؒ کا ایک قول قدیم بھی یہی ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ مسجد عام شرط ہے یا جامع کہ جہاں جمعہ ہوتا ہو اور امام شافعیؒ اور مالکؒ اور جمہور کا قول یہ ہے کہ ہر مسجد میں جائز ہے اور امام احمدؒ کا قول ہے کہ مسجد جامع ضروری ہے کہ جس میں جمعہ ہوتا ہو اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایسی مسجد ہو کہ جب نمازیں اس میں ہوتی ہوں اور زہری

٢٧٨١- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ نَافِعٌ وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَسْجِدِ

۲۷۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ اخیر رمضان میں اعتکاف فرماتے۔ نافع نے کہا مجھے مسجد میں وہ جگہ دکھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جہاں آپ اعتکاف کرتے تھے۔

٢٧٨٢- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

۲۷۸۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٧٨٣- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

۲۷۸۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٧٨٤- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ

۲۷۸۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اخیر عشرہ میں رمضان کے اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی بی بی صاحبوں نے اعتکاف فرمایا۔

٢٧٨٥- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

۲۷۸۵- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب

اور دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ جس میں جمعہ ہوتا ہو اور حذیفہ بن الیمان صحابی سے مروی ہے کہ تین مسجدوں کے سوا اعتکاف کہیں درست ہی نہیں ایک مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی، دوسری مسجد اقصیٰ، تیسری مسجد الحرام مگر یہ قول شاذ ہے اور اجماع ہے اس پر کہ اعتکاف کی زیادت مدت کی کچھ حد نہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ باجماع امت یہ امر ثابت ہے کہ اعتکاف ہے اور عبادت خاص ہے حق تعالیٰ کے لیے اور جب مسجد عام میں جائز ہونا اس کا مختلف فیہ ہے حالانکہ وہ خانہ خدا ہے پھر قبر پر مشائخوں کے تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا اور چونکہ عبادت ہے اس لیے قبور پر تعظیم میت کے لیے محض شرک ہے اگرچہ نام اس کا بدل ڈالیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اعتکاف کو جوار بھی بولتے ہیں تو مجاور کے اور معتکف کے معنی ایک ہوئے اور مجاور قبور البتہ معتکف قبور ہوا اور یہ شرک ہے معاذ اللہ من ذالک۔ اور اس کو عبادت اور موجب قربت سمجھنے والا اجہل خلق اللہ ہے اور ابعد عبادات شرائع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اور یہ اس زمانہ میں ایسی بلا عام ہے کہ عوام کالانعام کا تو کیا ذکر ہے خاصان آنام بھی اس سے غافل ہیں وذلک لجهلهم بالشريعة وحقيقة العبادة.

(۲۷۸۵) ☆ اس حدیث سے امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے کہ روزہ اعتکاف میں شرط نہیں۔ نووی نے لفظ یُرذن کو یُرِذن لکھا ہے جس کے معنی مخاطب کے ہوں گے۔۔۔ آپ نے اپنے خیمہ کو اٹھانے کا حکم دیا۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ وَإِنَّهُ أَمَرَ بِخِبَائِهِ فَضُرِبَ أَرَادَ الِاعْتِكَافَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَأَمَرَتْ زَيْنَبُ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ وَأَمَرَ غَيْرُهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِخِبَائِهِ فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ نَظَرَ فَإِذَا الْأَخْبِيَةُ فَقَالَ آلْبِرَّ تُرِدْنَ فَأَمَرَ بِخِبَائِهِ فَقُوِّضَ وَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ شَوَّالٍ.

ارادہ کرتے اعتکاف کا تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے اور ایک بار آپ نے حکم فرمایا اپنا خیمہ لگانے کا یعنی مسجد میں اور وہ لگادیا گیا اور آپ نے عشرہ اخیر میں ارادہ کیا رمضان کے۔ پھر زینب نے کہا ان کا بھی خیمہ لگادیا گیا اور بیبیوں نے کہا ان کے بھی خیمے لگادیے گئے۔ پھر جب رسول اللہؐ فجر کی نماز پڑھ چکے تو سب خیموں کو دیکھا اور فرمایا کہ ان لوگوں نے کیا نیکی کا ارادہ کیا ہے (اس میں یعنی بوئے ریا پائی جاتی ہے) اور آپ نے اپنے خیمہ کو حکم دیا کہ کھول ڈالا جائے اور اعتکاف ترک کیا رمضان میں یہاں تک کہ پھر عشرہ اول میں شوال کے اعتکاف کیا۔

٢٧٨٦- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ إِسْحَقَ ذِكْرُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ أَنَّهُنَّ ضَرَبْنَ الْأَخْبِيَةَ لِلِاعْتِكَافِ.

٢٧٨٦- حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ نے عمرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہی حدیث جو اوپر گزری اور ابن عیینہ اور عمرو بن حارث اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ وہ خیمہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ اور زینب رضی اللہ عنھن کے لگائے گئے تھے۔

بَابُ الِاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب: رمضان کے آخری عشرہ میں زیادہ عبادت کرنی چاہیے

٢٧٨٧- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ.

٢٧٨٧- ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جہاں عشرۂ اخیر رمضان آیا اور آپ نے رات بھر جاگنا اور اپنے گھر والوں کو جگانا اور نہایت کوشش کرنا عبادت میں اور کمر ہمت باندھنا شروع کیا۔

٢٧٨٨- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ

٢٧٨٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی کوشش کرتے عبادت میں جو

(٢٧٨٧) ☆ یعنی اور معمولی عبادتوں سے زیادہ کوشش فرمانے لگے اور ساری رات جاگنے لگے۔ اس حدیث سے زیادتی عبادات عشرۂ اخیرہ میں ثابت ہوئی اور ساری رات جاگنے کی جو کراہت مذکور ہے مراد اس سے دوام جاگنے کا ہے نہ کہ خاص اس عشرہ میں۔

الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ

اور دنوں میں نہ کرتے۔

بَاب صَوْمِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ

باب: عشرہ ذی الحجہ کے روزوں کا بیان

۲۷۸۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ.

۲۷۸۹- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو کبھی عشرہ ذی الحجہ میں روزے سے نہیں دیکھا۔

۲۷۹۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَصُمْ الْعَشْرَ.

۲۷۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ نے کبھی عشرہ میں روزہ نہیں رکھا۔

☆ ☆ ☆

(۲۷۹۰) ☆ عشرہ کے یہاں نو دن ذی الحجہ کے مراد ہیں اور علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے ان دنوں کے روزوں کی کراہت معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ مکروہ نہیں ہیں بلکہ مستحب ہیں۔ چنانچہ نویں تاریخ اس کی عرفہ ہے اور اس کے روزے کی فضیلت میں احادیث اوپر گزر چکی ہیں اور بخاری شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے اعمال صالحہ عشرہ اول میں ذی الحجہ کے افضل ہیں ایسے اور ایام میں نہیں۔ غرض یہ جو فرمودہ ہے جناب صدیقہؓ کا کہ اس عشرہ میں آپ نے روزہ نہیں رکھا اس کی تاویل ضروری ہے کہ شاید کسی عارضے یا مرض کی وجہ سے نہیں رکھا یا بطریق وجوب کے نہیں رکھا یا رکھا ہو مگر آپ کو خبر نہیں ہوئی اور اس تاویل پر ایک روایت بھی دلالت کرتی ہے۔ ہنیدہ بن خالد کی کہ وہ اپنی عورت سے اور بعض ازواج نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ روزہ رکھتے تھے نویں ذی الحجہ کو اور عاشورہ کے دن کو اور تین دن میں ہر ماہ کے آخر حدیث تک اور روایت کی یہ ابوداؤد نے اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں اور احمد اور نسائی میں یہ مضمون مروی ہوا ہے۔

كِتَابُ الْحَجِّ

حج کے بیان میں[1]

بَاب مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ وَمَا لَا يُبَاحُ وَبَيَانِ تَحْرِيمِ الطِّيبِ عَلَيْهِ[1]

باب: محرم کو حالت احرام میں کون سا لباس پہننا چاہیے

۲۷۹۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ

۲۷۹۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کیا پہنے کپڑوں کی قسم سے؟ تو آپ نے فرمایا کرتا نہ پہنو، نہ عمامے باندھو، نہ پاجامے پہنو، نہ باران کوٹ اوڑھو، نہ موزے پہنو مگر

---

[1] حج بفتح حاء مصدر ہے اور فتحہ اور کسرہ دونوں سے اسم ہے اور اصل لغت میں بمعنی قصد ہے اور عمل پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور عمرہ کے اصل معنی زیارت ہیں اور حج فرض عین ہے ہر مکلف و مسلم پر جو طاقت رکھتا ہو اس طرف کے زاد و راحلہ کی اور عمرہ کے وجوب میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ واجب ہے اور بعضوں نے کہا مستحب ہے اور شافعیؒ کے اس بارہ میں دو قول ہیں۔ اصح یہ ہے کہ واجب ہے اور اجماع ہے اس پر کہ حج و عمرہ انسان کی عمر میں ایک ہی بار واجب ہوتا ہے مگر یہ کہ کوئی نذر کرے کہ اس کی وفا بھی واجب ہو جاتی ہے مگر جب مکہ میں داخل ہو یا حد حرم میں کسی کام کے لیے کہ وہ بار بار نہیں ہوتا تجارت ہو یا زیارت ہو تو وجوب احرام میں حج کے اور عمرہ کے اختلاف ہے اور صحیح قول امام شافعیؒ کا یہ ہے کہ مستحب ہے کہ جب داخل ہو احرام باندھ کر جائے عمرہ کا بشرطیکہ قتال کے لیے نہ جاتا ہو یا چھپ کر نہ جاتا ہو۔ اور اس میں اختلاف ہے وجوب حج کا مع التراخی ہے یا علی الفور۔ پس امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وجوب اس کا مع التراخی ہے مگر جب ایسی حالت پر پہنچ جائے کہ گمان اس کے فوت کا ہو جائے اگر تاخیر کرے تو اس وقت علی الفور واجب ہو جاتا ہے اور ابو حنیفہ اور مالک اور دوسرے فقہاء کا مذہب ہے کہ علی الفور واجب ہوتا ہے۔

(۲۷۹۱) ☆ اجماع ہے تمام علماء کا کہ ان کپڑوں میں سے کوئی حالت احرام میں پہننا روا نہیں بلکہ حرام ہے اور غرض یہ ہے کہ جو کپڑا ایسا ہوا ہو اور محیط ہو سارے بدن کا یا ایک عضو کا جیسے موزہ اور بنیان اور دستانہ یا عمامہ وغیرہ میں اس کو منع فرمایا اور باران کوٹ میں شامل ہو گیا اور وہ کپڑا جو سر کو ڈھانپے جیسے پگڑی وغیرہ یا ٹوپی یا پٹی اور خفاف میں یعنی موزوں میں آ گیا وہ کپڑا جو پیروں کو ڈھانپے جیسے پاتابہ یہاں تک کہ سر میں پٹی باندھنا بھی حرام ہے اور اگر ضرورت ہے مثلاً زخم ہے یا درد سر ہے تو باندھ لے اور فدیہ دیوے اور یہ سب حکم مردوں کے واسطے ہے بخلاف عورتوں کے کہ ان کو سیاہ کپڑا پہننا اور سارا بدن ڈھانپنا مباح ہے سوا منہ کے کہ اس کا ڈھانپنا حرام ہے خواہ کسی چھپانے والی چیز سے ہو اور ہاتھوں کے چھپانے میں دستانوں سے اختلاف ہے اور امام شافعیؒ کے بھی اس میں دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ حرام ہے اور ورس اور زعفران کو جو منع فرمایا تو اس میں سب خوشبوئیں داخل ہو گئیں اور ورس ایک گھاس ہے خوشبودار یمن میں ہوتی ہے۔ غرض خوشبوئیں سب قسم کی

وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ)).

جو چپل نہ پائے وہ موزہ پہنے مگر ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے اور نہ پہنو وہ کپڑے جس میں زعفران لگی ہو یا ورس میں رنگا ہوا ہو۔

۲۷۹۲- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ ((لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)).

۲۷۹۲- سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ محرم کیا پہنے؟ آپ نے فرمایا کرتا اور عمامہ اور باران کوٹ اور پاجامہ نہ پہنے' نہ وہ کپڑا جس میں ورس اور زعفران لگی ہو' نہ موزے اور اگر نعلین نہ ہووے تو موزے پہنے اور اس کو ٹخنوں تک کاٹ دے (کہ جوتی کی طرح ہو جائے)۔

۲۷۹۳- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا

۲۷۹۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا محرم کو کہ زعفران اور ورس کا رنگا

ف: عورت اور مرد دونوں کو منع ہیں اور مراد اس سے وہ چیزیں ہیں جو خاص خوشبو کے لیے استعمال ہوتی ہیں باقی رہے فواکہ اور میوے جیسے ترنج و سیب اور پھول اور شگوفہ ہیں ان کا استعمال حرام نہیں اس لیے کہ ان سے خوشبو ہی مقصود نہیں ہوتی اور حکمت ان چیزوں سے منع کرنے میں یہ ہے کہ ترفہ اور امارت اور انانیت اور ترک اور تکلف کی بو جاتی رہے اور خشوع اور خضوع اور تذلل اور عجز و نیاز و عبدیت کی خو آجائے اور یہ امر معین ہووے مراقبہ اور مشاہدہ پر اور بچاوے منکرات و محظورات سے اور مذکر ہو موت کا اور کفن پوشی کا اور بعث و قیامت کا کہ اس دن لوگ ننگے سر اور ننگے پیر اور ننگے بدن ہوں گے اور اس روایت میں مذکور ہوا کہ جو نعلین نہ پائے اور موزہ پہن لے اور کاٹ لے اور ابن عباس کی روایت جو آگے آتی ہے اس میں کاٹنے کا ذکر نہیں اور علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ نعلین نہ پاوے تو موزہ کا ویسا ہی پہننا جائز ہے کاٹنا ضروری نہیں اس لیے کہ اس میں اضاعت مال کی ہے اور انھوں نے کہا کہ حدیث ابن عمر کی جس میں کاٹنے کا حکم ہے منسوخ ہے ابن عباس اور جابرؓ کی روایت سے کہ ان میں کاٹنے کا حکم نہیں اور امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کا اور جماہیر علماء کا قول ہے کہ پہننا موزے کا بغیر کاٹے درست نہیں اور حدیث ابن عباسؓ اور جابرؓ کی مطلق ہے اور حدیث ابن عمر کی مقید ہے اور حمل مطلق کا مقید پر ضروری ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور اضاعت مال جب ہو کہ حکم شارع نہ ہو اور جب حکم شارع ہوا تو اب ادا اس کا واجب ہوا پھر یہ بھی مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جو موزے پہنے اور نعلین نہ پائے اس پر فدیہ ہے یا نہیں۔ سو امام مالکؒ اور شافعیؒ کا قول ہے کہ اس پر کچھ واجب نہیں اگر واجب ہوتا تو آنحضرتؐ فرما دیتے۔ اور ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ اس پر فدیہ ہے۔ جیسے بضرورت سر منڈانے میں فدیہ ہے ورس اور زعفران میں سب خوشبوئیں آگئیں کہ باجماع امت حرام ہیں اس لیے کہ خوشبو جماع کی رغبت دلانے والی ہے کہ اس کے حرام ہونے میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔ غرض محرمات احرام سات ہیں سیاہ لباس جس کی تفصیل گزر گئی اور خوشبو اور بالوں اور ناخنوں کا دور کرنا اور سر میں اور ڈاڑھی میں تیل لگانا اور عقد نکاح اور جماع اور ہر طرح کا استمتاع اور منی نکالنا کسی طرح سے ہو اور ساتویں تلف کرنا شکار کا۔

(۲۷۹۲) ☆ سائل نے پوچھا تھا کہ کیا پہنے آپ نے فرمایا یہ نہ پہنے اس کے سوا جو چاہے پہنے اس میں امت کو آسانی ہے اور دائرہ اباحت کا وسیع رہتا ہے۔

بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ)).

ہوا کپڑا پہنے اور فرمایا کہ جو نعلین نہ پائے وہ موزے پہن لے ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ کر۔

٢٧٩٤- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ ((السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ الْإِزَارَ وَالْخُفَّانِ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ النَّعْلَيْنِ يَعْنِي الْمُحْرِمَ)).

٢٧٩٤- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا پاجامہ اس کے لیے ہے جو تہبند نہ پائے اور موزہ اس کے لیے جو نعلین نہ پائے یعنی محرم ہو۔

٢٧٩٥- عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ.

٢٧٩٥- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٧٩٦- عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ غَيْرُ شُعْبَةَ وَحْدَهُ.

٢٧٩٦- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں خطبہ دے رہے تھے۔

٢٧٩٧- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ)).

٢٧٩٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو نعلین نہ پاوے موزے پہنے اور جو ازار یعنی تہبند نہ پاوے وہ سراویل یعنی پاجامہ پہنے۔

٢٧٩٨- عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهَا خَلُوقٌ أَوْ قَالَ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي قَالَ وَأُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ

٢٧٩٨- یعلی نے کہا کہ ایک شخص نبیؐ کے پاس آیا اور آپ جعرانہ میں تھے اور وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس پر کچھ خوشبو لگی ہوئی تھی یا کہا کہ کچھ اثر زردی کا تھا اور اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے عمرے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ اور اتنے میں آپ پر وحی اترنے لگی اور آپ نے کپڑا اوڑھ لیا اور یعلی کہتے تھے کہ مجھے آرزو تھی کہ

(٢٧٩٧) ☆ یہی روایت سند ہے امام احمدؒ کی کہ موزہ بے کاٹے پہنے۔

(٢٧٩٨) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو محرم کو حرام ہے خواہ حالت احرام میں لگاوے یا پہلے کی لگی ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کپڑا محرم کو منع ہے اور یہ بھی کہ اگر کوئی خوشبو بھولے سے یا چوک سے لگالے تو جلد اس کا چھڑانا چاہیے اور جس کے بھول چوک سے خوشبو لگ جائے اس پر کچھ کفارہ نہیں ہے اور یہ مذہب ہے شافعیؒ کا اور یہی قول ہے عطا اور ثوری اور اسحاق اور داؤد کا اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور مزنی اور احمد کی ایک روایت صحیح میں ہے کہ فدیہ اس پر واجب ہے اور صحیح قول مالک کا یہ ہے کہ فدیہ جب واجب ہوتا ہے بھولنے والے پر یا انجان کر خوشبو لگانے والے پر کہ جب بہت دیر تک لگی رہے۔

وَكَانَ يَعْلَى يَقُولُ وَدِدْتُ أَنِّي أَرَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَقَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَرَفَعَ عُمَرُ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ قَالَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ ((**أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الصُّفْرَةِ أَوْ قَالَ أَثَرَ الْخَلُوقِ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِي حَجِّكَ**)).

میں نبی کو دیکھوں جس وقت آپ پر وحی اترتی ہو پھر کہا حضرت عمرؓ نے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ دیکھو نبیؐ کو اور آپ پر وحی اترتی ہو؟ پھر حضرت عمرؓ نے کپڑے کا کونہ اٹھا دیا اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہانپتے اور خراٹے لیتے تھے۔ راوی نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا جیسے جوان اونٹ ہانپتا ہو پھر جب آپ پر وحی تمام ہوئی تو فرمایا کہ کہاں ہے وہ سائل عمرہ کا؟ اور فرمایا دھو ڈالو اثر زردی کا اپنے کپڑے وغیرہ سے یا فرمایا اثر خوشبو وغیرہ کا اور اتار ڈالو اپنا کرتا اور عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔

۲۷۹۹- عَنْ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَأَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ يَعْنِي جُبَّةً وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هَذَا وَأَنَا مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((**مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ**)) قَالَ أَنْزِعُ عَنِّي هَذِهِ الثِّيَابَ وَأَغْسِلُ عَنِّي هَذَا الْخَلُوقَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((**مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ**)).

۲۷۹۹- یعلی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ جعرانہ میں تھے اور یعلی کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس تھا اور وہ سائل جو آیا تھا کرتا پہنے ہوئے تھا اور اس میں خوشبو لگی ہوئی تھی اور اس نے عرض کیا کہ میں نے احرام باندھا ہے عمرہ کا اور اس پر بھی میں خوشبو لگائے ہوں تو آپ نے فرمایا تم حج میں کیا کرتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں یہ کپڑے اتار ڈالتا ہوں اور یہ خوشبو دھو ڈالتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جو تم حج میں کرتے ہو وہی عمرہ میں کرو۔

۲۸۰۰- عَنْ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْتَنِي أَرَى نَبِيَّ اللهِ ﷺ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ عَلَيْهِ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ

۲۸۰۰- یعلی ہمیشہ حضرت عمرؓ سے کہا کرتے تھے کہ کبھی میں دیکھتا رسول اللہؐ کو جب آپ پر وحی اترتی ہے پھر جب آپ جعرانہ میں تھے اور آپ کے اوپر ایک کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ چند صحابہ تھے کہ ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے کہ ایک شخص آیا ایک کرتا پہنے ہوئے کہ اس میں خوشبو لگی ہوئی تھی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ کا حکم کیا ہے اس کے لیے جو احرام باندھے عمرہ کا ایک کرتے میں کہ اس میں خوشبو لگی ہو؟ اور آپ نے اس کی طرف نظر کی تھوڑی دیر اور چپ ہو رہے پھر آپ پر وحی آئی اور اشارہ کیا حضرت عمرؓ نے اپنے ہاتھ

(۲۷۹۹) ☆ معلوم ہوا کہ وہ شخص حج کے ارکان سے واقف تھا تو اس کو اتنا ہی فرما دینا کافی ہوا۔

عُمَرُ بِيَدِهِ إِلَى يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ ((أَيْنَ الَّذِي سَأَلَنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ)).

سے یعلیٰ کو کہ آؤ اور یعلیٰ آئے اور اپنا سر اندر کپڑے کے ڈالا اور نبیؐ کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور آپ لمبے لمبے سانس لے رہے ہیں۔ پھر وہ کیفیت کھل گئی آپ سے اور آپ نے فرمایا کہ کہاں ہے وہ سائل جو مجھ سے عمرہ کا حکم ابھی پوچھتا تھا پھر وہ ڈھونڈا گیا اور اس کو لائے اور آپ نے فرمایا کہ خوشبو تو دھو ڈالو تین بار کہ اثر نہ رہے اور جبہ اتار دے اور باقی وہی کر اپنے عمرہ میں جو حج میں کرتا ہے۔

۲۸۰۱—عَنْ يَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ قَدْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرَى فَقَالَ ((انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ)).

۲۸۰۱- یعلیٰ نے کہا کہ رسول اللہؐ جعرانہ میں تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے اہلال کیا تھا ساتھ عمرہ کے اور اس کی ڈاڑھی اور سر میں زردی لگی تھی یعنی خوشبو کی اور اس پر ایک کرتا تھا، پھر اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے احرام باندھا ہے عمرہ کا اور میں اس حال میں ہوں جس میں آپ مجھے دیکھتے ہیں۔ پھر آپ نے وہی حکم دیا جو پہلے مذکور ہوا۔

۲۸۰۲— عَنْ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ بِهَا أَثَرٌ مِنْ خَلُوقٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَفْعَلُ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتُرُهُ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ يُظِلُّهُ فَقُلْتُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي أُحِبُّ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ أُدْخِلَ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَلَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ خَمَّرَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالثَّوْبِ فَجِئْتُهُ فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا عَنِ الْعُمْرَةِ)) فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ ((انْزِعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوقِ الَّذِي بِكَ وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا

۲۸۰۲- اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر کی احادیث کا ہے۔

كُنْتَ فَاعِلًا فِي حَجِّكَ)).

بَاب مَوَاقِيتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب: میقات حج کا بیان

۲۸۰۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ قَالَ ((فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ وَكَذَا فَكَذَلِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا)).

۲۸۰۳- عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میقات مقرر کی رسول اللہؐ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے لیے جحفہ اور اہل نجد کے لیے قرن اور اہل یمن کے لیے یلملم اور یہ سب میقاتیں ان لوگوں کے لیے بھی ہیں جو ان ملکوں میں رہتے ہیں اور ان کے لیے بھی ہیں جو اور ملکوں سے وہاں سے آویں جو حج کا ارادہ رکھتے ہوں یا عمرہ کا۔ پھر جو ان میقاتوں کے اندر رہنے والے ہوں یعنی مکہ سے قریب تو وہ وہیں سے احرام باندھیں یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے اہلال پکاریں۔

(۲۸۰۳) ☆ ذوالحلیفہ جو مدینہ والوں کی میقات ہے مکہ سے بہ نسبت اور میقاتوں کے بہت دور ہے اور یہ میقاتیں حد حرم ہیں کہ ان کے اندر شکار کرنا درختوں کے پتے توڑنا وغیرہ امور منع ہیں اور ذوالحلیفہ مکہ سے نو دس منزل ہے اور مدینہ سے کچھ میل پر واقع ہے اور جحفہ اہل شام اور اہل مصر دونوں کی میقات ہے اور اس کو مہیعہ بھی کہتے ہیں اور وہ مکہ سے تین منزل ہے۔ اور یلملم۔۔۔۔ایک پہاڑ ہے تہامہ کے پہاڑوں سے اور اہل ہند کا میقات وہی ہے کہ جہاز میں احرام باندھ لیتے ہیں جب اس کے مقابل پہنچتے ہیں اور اہل نجد کا میقات قرن منازل ہے اور وہ مکہ سے دو منزل ہے اور یہ سب میقاتوں سے نزدیک ہے مکہ کی طرف۔ اور ذات عرق میقات ہے اہل عراق کا اور وہ آگے آوے گی اور علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ رسول اللہؐ نے مقرر فرمائی ہے یا حضرت عمرؓ کے اجتہاد سے مقرر ہوئی ہے۔ اور امام شافعیؒ نے ام میں جو ان کی کتاب ہے تصریح کی ہے توقیت عمری کی اور بخاری میں بھی اسی کی تصریح ہے اور جنھوں نے توقیت نبی کا زعم کیا ان کی دلیل روایت جابرؓ ہے مگر اس کے مرفوع ہونے میں کلام ہے اور دار قطنی نے اس کی تضعیف بھی کی ہے اس لیے کہ عراق آنحضرتؐ کے زمانہ مبارک میں فتح نہیں ہوا تھا مگر یہ تعلیل دار قطنی کی معقول نہیں اس لیے کہ شام بھی آپ کے وقت میں فتح نہیں ہوا تھا اور اجماع ہے علماء کا کہ یہ مواقیت شرعی ہیں اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور کا قول ہے کہ اگر کوئی ان سے آگے بڑھ گیا اور آگے بڑھ کر احرام باندھا تو گنہگار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور حج اس کا صحیح ہو گیا اور عطا اور نخعی کا قول ہے کہ اس پر کچھ واجب نہیں اور سعید بن جبیر نے کہا اس کا حج صحیح نہیں ہوتا اور غرض مواقیت کے مقرر کرنے سے یہی ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرے اس کو مواقیت سے آگے بڑھنا حرام ہے بغیر احرام کے اور اگر بڑھا تو دم لازم آئے گا اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر پھر میقات تک لوٹ آئے قبل نسک حج بجالانے کے تو اس سے دم ساقط ہو جاتا ہے اور جو حج اور عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس پر احرام واجب نہیں دخول مکہ کے لیے صحیح قول شافعیہ کا یہی ہے خواہ وہ ایسی حاجت کے لیے جائے جو مکرر ہوتی ہے جیسے لکڑیاں لیجانا یا گھاس لانا ایسے ہو جو مکرر نہ ہو جیسے اور تجارتیں ہیں اور جو میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کر گیا اور ارادہ مکہ جانے کا نہ رکھتا تھا پھر اس کے دل میں آیا کہ احرام باندھ لے تو وہیں سے احرام باندھ لے جہاں پہنچا ہے پھر اگر وہاں احرام نہ باندھا اور آگے بڑھ گیا تو آثم ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور اگر وہیں سے احرام باندھا جہاں سے دخول مکہ کا ارادہ کیا تھا تو اس پر دم نہیں ہے اور اس کو میقات تک لوٹنا بھی ضروری نہیں یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جمہور کا۔ اور احمد اور اسحاق کا قول ہے کہ اس کو ضروری ہے کہ میقات تک لوٹ کر جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر آئے۔

٢٨٠٤- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَقَالَ ((**هُنَّ لَهُمْ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ**)).

٢٨٠٤- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٨٠٥- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((**يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنْ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ**)) قَالَ عَبْدُ اللهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((**وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ**)).

٢٨٠٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تین میقاتوں کا بیان ویسا ہی کیا اور کہا کہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل یمن یلملم سے اہلال کریں۔

٢٨٠٦- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((**مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَمْ أَسْمَعْ ذَلِكَ مِنْهُ قَالَ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ**)).

٢٨٠٦- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ اور شام اور نجد والوں کی میقات ویسی ہی روایت کی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میقات اہل یمن کی یلملم ہے مگر میں نے خود ان سے نہیں سنا۔

٢٨٠٧- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَنْ يُهِلُّوا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأُخْبِرْتُ أَنَّهُ قَالَ ((**وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ**)).

٢٨٠٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذی الحلیفہ سے اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں اور کہا عبداللہ نے کہ مجھے خبر لگی کہ یمن والے یلملم سے۔

٢٨٠٨- عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُهُ ثُمَّ انْتَهَى فَقَالَ أُرَاهُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ.

٢٨٠٨- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اس سے سوال کیا گیا احرام باندھنے والے کے بارے میں تو آپ نے کہا میں نے اس سے سنا۔ پھر راوی ابوزبیر خاموش ہو گئے اور کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس نے نبیؐ سے سنا تھا۔

۲۸۰۹- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَذُكِرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

۲۸۰۹- حضرت سالم نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے اہلال کریں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے پہنچا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اہلال کریں یمن والے یلملم سے۔

۲۸۱۰- عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ أَحْسَبُهُ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيقُ الْآخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

۲۸۱۰- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وہی مواقیت مرفوعاً بیان کیے اور مدینہ کی ایک میقات ذوالحلیفہ کہی- دوسری راہ سے جحفہ کہی- باقی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔

بَاب التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا وَوَقْتِهَا

باب: لبیک کا بیان

۲۸۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَزِيدُ فِيهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

۲۸۱۱- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ لبیک پکارنا رسول اللہ کا یہ تھا لبیک سے لا شریك تک یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں یا اللہ حاضر ہوں میں تیری خدمت میں حاضر ہوں میں کوئی شریک نہیں تیرا- حاضر ہوں میں بے شک سب تعریف اور نعمت تیرے لیے ہے اور ملک تیرا ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں- اور عبداللہ بن عمرؓ ان میں یہ کلمات زیادہ پڑھتے تھے لبیک سے آخر تک یعنی میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور حاضر ہوں تیری خدمت میں اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے- حاضر ہوں میں تیرے آگے اور رغبت کرتا ہوں میں تیری ہی طرف اور عمل تیرے ہی لیے ہے۔

۲۸۱۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۲۸۱۲- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

(۲۸۱۲) ☆ اس صیغہ تلبیہ سے صاف معلوم ہوا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ کے ہاتھ ہیں اور اس کے تثنیہ سے معلوم ہوا کہ مراد ہونا قدرت کا باطل ہے اور جن لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ تثنیہ اس کا تاکید کے لیے ہے یہ قول ان کا جمیع اہل لغت اور تمام اہل ادب کے

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ فَقَالَ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالُوا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ هَذِهِ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَافِعٌ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَزِيدُ مَعَ هَذَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

صلی اللہ علیہ وسلم جب سوار ہوئے اونٹنی پر اور وہ آپ کو لے کر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سیدھی کھڑی ہو گئی تب آپ نے لبیک پکار دی۔ پھر وہی لبیک ذکر کی جو اوپر ذکر ہو چکی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ لبیک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس میں وہی الفاظ بڑھاتے تھے جو اوپر بیان ہو چکے مگر اس میں لبیک کا لفظ ابتداء میں دو بار تھا اور اس میں تین بار ہے۔

۲۸۱۳ – عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ.

۲۸۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۱۴ –عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُولُ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) لَا يَزِيدُ عَلَى هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

۲۸۱۴- عبداللہ بن عمرؓ نے سنا رسول اللہؐ سے کہ لبیک پکارتے تھے تلبید کیے ہوئے سر میں اور کہتے تھے لبیک سے آخر تک اور عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھیں پھر جب ان کی اونٹنی ان کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تو انہی کلمات سے آپ نے لبیک پکاری اور

ؐ کے خلاف ہے اس لیے کہ تاکید کے لیے لفظ کو مکرر لاتے ہیں یا حروف تاکید بڑھاتے ہیں نہ یہ کہ واحد کو تثنیہ کر دیں۔ غرض ان صفات میں جیسے ہاتھ اور قدم اور ساق اور جنت ہے، محدثین اور صحابہؓ اور تابعینؒ اور اسلاف صالحین سب کا مذہب یہی ہے کہ ان پر ایمان لانا اور ان کو ظاہر معنی پر محمول کرنا اور نفی کرنا ان سے تشبیہ و تمثیل کی اور نہ جانا تاویل و تعطیل کی طرف۔

رسول اللہؐ کے حج کی کیفیت

(۲۸۱۴) ☆ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ حج کا کیا تو مدینہ میں ظہر کے بعد خطبہ پڑھا اور احکام حج تعلیم کیے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ دن ہفتہ کا تھا اور ابن حزم نے کہا ہے کہ پنج شنبہ تھا اور اس میں ایک بحث طویل ہے کہ ذکر کی ہے ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں پھر آپ نے کنگھی کی اور تیل ڈالا اور تہبند پہنی اور چادر اوڑھی اور ظہر اور عصر کے بیچ میں مدینہ سے روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ میں اتر کر عصر کی دو رکعت پڑھیں اور شب کو وہاں رہے اور مغرب اور عشاء اور صبح اور ظہر غرض پانچ نمازیں وہاں ادا کیں اور سب بیبیاں آپ کے ساتھ تھیں اور اس رات آپ نے سب سے صحبت کی اور آخر میں ایک غسل جنابت کیا اور جب ارادہ احرام کا کیا تو دوسرا غسل کیا اور ابن حزم نے اس کو ذکر نہیں کیا اور لوگوں سے بھی سہواً ترک ہوا اور خطمی سے آپ نے سر دھویا اور پھر حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی ذریرہ اور وہ ایک خوشبو ہوتی ہے جس میں مشک ہوتا ہے یہاں تک کہ چمک مشک کی آپ کی مانگ میں نظر آتی تھی اور ڈاڑھی میں۔ اور اس کو آپ نے رہنے دیا اور دھویا نہیں پھر ؐ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُهِلُّ بِإِهْلَالِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

عبداللہ کہتے تھے کہ عمر بن خطاب رسول اللہ ؐ کے کلمات لبیک پکارتے تھے اور اس کے بعد یہ کلمات زیادہ کرتے تھے لبیک سے آخر تک اور معنے ان سب کے اوپر گزر گئے۔

۲۸۱۵- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّي

۲۸۱۵- عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ مشرکین مکہ کہتے تھے لبیک **لا شریك لك** تو رسول اللہؐ فرماتے تھے کہ خرابی ہو تمہاری یہیں تک رہنے دو یہیں تک رہنے دو (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے

ﷺ آپ نے ازار پہنی اور چادر اوڑھی اور ظہر دو رکعت ادا کی اور لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی اپنے مصلے ہی پر اور یہیں سے لبیک شروع ہوئی اور چونکہ بار بار آپ پکارتے تھے اس لیے جس نے جہاں سے سنا وہیں سے روایت کی مگر ابتدا یہیں سے ہے اور دو رکعت احرام کی آپ سے منقول نہیں سوائے ظہر کی دو رکعت کے اور احرام سے پہلے اپنے بدنہ کے گلے میں ہار ڈال دیا اور داہنی طرف سے کوہان چیر دیا جسے اشعار کہتے ہیں اور خون اس سے بہہ چلا اور احرام آپ کا قران کا تھا اور یہی صحیح ہے چنانچہ ہم نے اوپر روایتیں اس پر بصراحت دلالت کرتی ہیں۔(کذا فی زاد المعاد)

(۲۸۱۵) ☆ غرض اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی اپنے شریکوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا مالک جانتے تھے اور ان کو کسی شے کا مالک نہ جانتے تھے تاہم ان کو پکارنا اور اپنا سفارشی اور وکیل قرار دینا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے مشرک کرنے کو اور ابدالآباد دوزخ میں جھونکنے کو کافی تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جو اپنا حمایتی اور وکیل اور سفارشی سمجھ کر بھی کسی کی عبادت کرے اور اس کو دور دور سے پکارے تو وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے گو اس کو خدا کے برابر نہ جانے اور اسی لیے آنحضرتؐ لبیك لا شریك لك پر فرماتے تھے کہ یہیں تک رہنے دو اور شریک نہ ٹھہراؤ مگر وہ ملاعنین کب سنتے تھے اور ان حدیثوں سے مشروعیت لبیک کی ثابت ہوئی اور حج اور عمرہ کے لیے ایسا ہے جیسے تکبیر اولیٰ نماز کے لیے۔ اور اس کے وجوب میں اختلاف ہے امام شافعی وغیرہ کا قول ہے کہ یہ سنت ہے اور صحت حج کی شرط نہیں اور اگر اس کو ترک کیا تو حج صحیح ہے اور اس پر دم واجب نہیں مگر فضیلت ترک ہو گئی اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ واجب ہے اور اگر کوئی چھوڑ دے تو دم واجب ہے اور حج صحیح ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ شرط ہے صحت احرام کی اور حج اور احرام بغیر اس کے صحیح نہیں ہوتا اور امام مالک نے کہا کہ واجب تو نہیں مگر اس کے تارک پر دم لازم آتا ہے اور حج صحیح ہو جاتا ہے اور بہرحال بلند آواز سے لبیک پکارنا مستحب ہے اور مستحب ہے کہ جب پکارے تین بار پکارے اور بیچ میں کچھ کلام نہ کرے اور عورت کو بلند آواز کرنا ضروری نہیں اور تغیر احوال کے وقت لبیک کہنا ضروری ہے جیسے صبح و شام اٹھنا بیٹھنا لیٹنا سوار ہونا اترنے کے وقت اور حاجی تلبیہ کرتا رہے جب تک کہ یوم النحر یعنی دسویں تاریخ میں رمی جمرہ عقبہ شروع نہ کرے یا طواف افاضہ اگر طواف کو رمی پر مقدم کیا ہو یا حلق تک پکارے جن لوگوں کے نزدیک حلق بھی نسک میں داخل ہے اور عمرہ میں ﷺ

اللهِ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ)) فَيَقُولُونَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ يَقُولُونَ هَذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ.

آگے کہتے تھے کہ مگر ایک شریک ہے تیرا کہ یا اللہ تو اس کا مالک ہے اور وہ کسی شے کا مالک نہیں۔ غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔

بَابُ أَمْرِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِالْإِحْرَامِ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

باب: اہل مدینہ ذوالحلیفہ کی مسجد سے احرام باندھیں

٢٨١٦ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ بَيْدَاؤُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي ذَا الْحُلَيْفَةِ.

۲۸۱۶- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یہ بیداء تمہارا وہی مقام ہے جہاں جھوٹ باندھتے ہو تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ نے لبیک نہیں پکاری مگر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سے۔

٢٨١٧ - عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ الْإِحْرَامُ مِنَ الْبَيْدَاءِ قَالَ الْبَيْدَاءُ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ حِينَ قَامَ بِهِ بَعِيرُهُ.

۲۸۱۷- سالم نے کہا کہ ابن عمرؓ سے جب کہا جاتا کہ احرام بیداء سے ہے تو وہ فرماتے کہ وہی بیداء جس پر تم جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہؐ پر آپ نے تو لبیک پکاری ہے اس درخت کے پاس جہاں آپ کا اونٹ آپ کو لے کر سیدھا کھڑا ہوا ہے۔

بَابُ الْإِهْلَالِ مِنْ حَيْثُ تَنْبَعِثُ الرَّاحِلَةُ

باب: جب اونٹ مکہ کی طرف متوجہ ہو کر اٹھے اس وقت احرام باندھنے کا بیان

٢٨١٨ -عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۲۸۱۸- عبید بن جریج نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن میں نے تم کو چار باتیں کرتے دیکھا ہے کہ تمہارے

ﷺ جب تک طواف شروع نہیں کیا اور ہر حالت میں عورت و مرد کو مستحب ہے خواہ حائض ہو یا جنب یا محدث۔

(۲۸۱۶) ☆ بیداء ایک ٹیلہ ہے ذی الحلیفہ کے آگے مسجد سے قریب مکہ کی راہ میں اور بیداء اس کو کہتے ہیں جس میں کچھ اثر بنا یا نیت کا ہو اور ہر ریگستانی زمین کو بیداء کہتے ہیں مگر یہاں وہی مقام خاص مراد ہے۔ غرض عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ احرام یہاں سے باندھا حالانکہ آپ نے لبیک مسجد کے پاس سے پکاری بلکہ اپنے مصلّی میں سے پکارنا شروع کیا جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

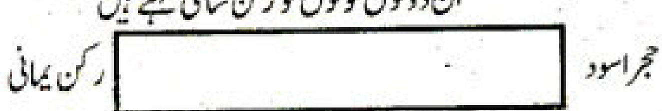
(۲۸۱۸) ☆ امام مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ افضل ہے لبیک پکارنا جب سواری اپنی کھڑی ہو متوجہ ہو کر مکہ کی طرف اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے کہ نماز کے بعد لبیک پکارے یعنی قبل سوار ہونے کے اور رسول اللہؐ نے اپنے مصلّی ہی سے لبیک شروع کی ہے چنانچہ تصریح اس کی زاد المعاد سے اوپر گزری اور رکنین یمانیین سے ایک رکن یمانی مراد ہے اور وہ کونا جس میں حجر اسود نصب کیا ہوا ہے اور تغلیباً ان دونوں کو رکن یمانی بولتے ہیں اور دو رکن اس کے مقابل کے جو حطیم کی جانب ہیں ان کو شامیین بولتے ہیں- چنانچہ نقشہ مندرجہ ذیل حاشیہ سے بخوبی ﷺ

رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتَّى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

اور یاروں میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ عبداللہؓ نے فرمایا کہ وہ کیا ہیں اے بیٹے جریج کے! انھوں نے کہا اول تو میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم کعبہ کے کونوں میں سے طواف کے وقت ہاتھ نہیں لگاتے ہو مگر دو کونوں میں جو یمن کی طرف ہیں۔ دوسرے تم نعال سبتی پہنتے ہو تیسرے ڈاڑھی رنگتے ہو زردی سے (یعنی زعفران و ورس وغیرہ سے) چوتھے جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ چاند دیکھ کر لبیک پکارتے ہیں اور تم یوم الترویہ یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو لبیک پکارتے ہو۔ پس عبداللہ نے جواب دیا کہ سنو ارکان کو تو میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ چھوتے ہوں سو ان کے جو یمن کی طرف ہیں اور نعال سبتی تو میں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو کہ ایسی نعل پہنتے تھے جس میں بال نہ ہوں اور اسی میں وضو کرتے تھے (یعنی وضو کر کے گیلے پیر میں اس کو پہن لیتے تھے) سو میں بھی دوست رکھتا ہوں کہ اسی کو پہنوں۔ رہی زردی تو ہم نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو کہ اس سے رنگتے تھے (یعنی بالوں کو یا کپڑوں کو) تو میں دوست رکھتا ہوں کہ اس سے رنگوں اور لبیک سو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ نے لبیک پکاری ہو مگر جب کہ اونٹنی آپ کو سوار کر کے اٹھی (یعنی مسجد ذوالحلیفہ کے پاس)۔

ؒ ظاہر ہے اور رکن یمانیین دونوں بنائے ابراہیم پر باقی ہیں یعنی اسی نیو پر بنے ہوئے ہیں جو ابراہیمؑ نے ڈالی تھی بخلاف شامیین کے کہ ادھر سے کعبہ شریف چھوٹا کر دیا گیا ہے اور اسی لیے حضرت نے اس کو نہیں چھوا اور اب اتفاق ہو گیا ہے فقہاء کا رکن شامیین کے نہ چھونے پر۔ اور نعل سبتی وہ ہے جس کا چمڑا دباغت کیا گیا ہو اور بال اس کے دور کر دیے گئے ہوں اور ابن عمرؓ زرد رنگ سے اپنی ڈاڑھی دھویا کرتے تھے اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ڈاڑھی زعفران اور ورس سے دھوتے تھے جو ایک زرد رنگ کی گھاس ہوتی ہے یمن کی اور چونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب سفر حج شروع کیا جب احرام باندھا اس لیے عبداللہ بن عمرؓ نے قیاس کیا کہ آٹھویں تاریخ لوگ منیٰ کو جاتے ہیں اسی دن سے ابتدائے حج ہوتی ہے تو ابتدائے احرام بھی اسی دن سے چاہیے نہ کہ اس کے قبل سے اور امام شافعیؒ اور اصحاب ان کے اور بعض اصحاب امام مالک کے اس بارہ میں ابن عمر کے موافق ہیں اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ افضل اول ذی الحجہ سے لبیک پکارنا ہے اور باجماع امت دونوں طرح جائز ہے۔

ان دونوں کونوں کو رکن شامی کہتے ہیں



ان دونوں کونوں کو رکن یمانی کہتے ہیں

۲۸۱۹- عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ مَرَّةً فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكَ أَرْبَعَ خِصَالٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْمَعْنَى إِلَّا فِي قِصَّةِ الْإِهْلَالِ فَإِنَّهُ خَالَفَ رِوَايَةَ الْمَقْبُرِيِّ فَذَكَرَهُ بِمَعْنًى سِوَى ذِكْرِهِ إِيَّاهُ.

۲۸۱۹- عبید بن جریج نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ دیا حج میں قریب بارہ حج و عمرہ کے اور میں نے ان سے انہی چار باتوں کا ذکر کیا اور وہی مضمون روایت کیا جو اوپر گزرا مگر اہلال کے بارے میں انھوں نے مقبری کے خلاف روایت کی اور مضمون روایت کیا سوا اس مضمون کے جو اوپر گزرا تھا۔

۲۸۲۰- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَانْبَعَثَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

۲۸۲۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رکاب میں پیر رکھا اور آپ کی اونٹنی اٹھی ذوالحلیفہ میں جب لبیک پکارا۔

۲۸۲۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً.

۲۸۲۱- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خبر دیتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک پکاری جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی۔

۲۸۲۲-عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً.

۲۸۲۲- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَاب الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

باب: ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان

۲۸۲۳- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مَبْدَأَهُ وَصَلَّى فِي مَسْجِدِهَا.

۲۸۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو ذوالحلیفہ میں رہے حج کے ابتداء میں اور نماز پڑھی اس کی مسجد میں۔

بَاب الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

باب: احرام کے قبل بدن میں خوشبو لگانا جائز ہے

۲۸۲۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ

۲۸۲۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ ﷺ کو ان کے احرام کے لیے جب احرام باندھا اور اس

(۲۸۲۴)☆ اس سے معلوم ہوا مستحب ہونا خوشبو کے استعمال کا قبل احرام کے اور جائز ہوا باقی رہنا اس کی خوشبو اور اثر کا بعد احرام باندھنے کے اور یہ حرام ہے کہ حالت احرام میں ابتدا کرے خوشبو کی۔ یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور خلائق کثیر کا صحابہ اور تابعین میں سے اور جماہیر محدثین کا اور فقہاء کا جیسے سعد اور ابن عباس اور ابن زبیر اور معاویہ اور حضرت عائشہؓ اور ام حبیبہؓ اور ابو حنیفہ اور ثوری اور ابو یوسف اور احمد اور ابوداؤدؒ وغیرہم ہیں اور بعضوں نے اس کا خلاف کیا ہے مگر قوی مذہب یہی ہے اور جو تاویلات کی ہیں حضرت عائشہؓ کی روایت کی

وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

کے احلال کے لیے قبل طواف افاضہ کے۔

٢٨٢٥- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِيَدِي لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

۲۸۲۵- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٨٢٦- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

۲۸۲۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٦٢٧-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ.

۲۶۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خوشبو لگائی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کھولنے کے لیے بھی اور باندھنے کے لیے بھی۔

٢٨٢٨-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِيَدِي بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ.

۲۸۲۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی ذریرہ سے (اور وہ ایک قسم کی خوشبو ہے۔ نوویؒ نے لکھا ہے کہ ہند سے آتی ہے) حجۃ الوداع میں احرام اور حل کے لیے۔

٢٨٢٩- عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ حُرْمِهِ قَالَتْ بِأَطْيَبِ الطِّيبِ.

۲۸۲۹- عروہؓ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ تم نے کون سی خوشبو لگائی رسول اللہؐ کے احرام کے وقت؟ تو انھوں نے فرمایا سب سے عمدہ خوشبو (یعنی مسک جیسے آگے آتا ہے)۔

٢٨٣٠- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ ثُمَّ يُحْرِمُ.

۲۸۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جس قدر اچھی خوشبو ممکن ہو سکتی تھی لگاتی تھی رسول اللہؐ کو قبل احرام کے پھر احرام باندھتے تھے۔

٢٨٣١- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِينَ

۲۸۳۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خوشبو لگائی رسول اللہؐ کو احرام کے قبل اور ان کے احرام کھولنے کے

ﷺ کی وہ قوی نہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے احلال کے لیے قبل طواف کے اس سے معلوم ہوا کہ بعد رمی جمرہ عقبہ کے خوشبو کا استعمال مباح ہے اور حلق بھی روا ہے اگرچہ ابھی طواف افاضہ نہ کیا ہو اور یہ مذہب ہے شافعیؒ اور تمام علماء کا مگر امام مالکؒ نے اس کو مکروہ کہا ہے قبل طواف افاضہ کے اور یہ حدیث ان پر حجت ہے۔

أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ بِأَطْيَبِ مَا وَجَدْتُ.

وقت قبل اس کے کہ وہ طواف افاضہ کریں عمدہ خوشبو جو پائی۔

۲۸۳۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلَمْ يَقُلْ خَلَفٌ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلَكِنَّهُ قَالَ وَذَاكَ طِيبُ إِحْرَامِهِ.

۲۸۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں ابھی نظر کر رہی ہوں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں چمک خوشبو کی اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے اور خلف جو راوی ہیں انھوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے مگر یہ کہا کہ وہ خوشبو تھی ان کے احرام کی (یعنی جو احرام کے قبل لگائی تھی)۔

۲۸۳۳-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُهِلُّ.

۲۸۳۳- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں گویا نظر کر رہی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں چمک خوشبو کی اور آپ لبیک پکار رہے تھے۔

۲۸۳۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُلَبِّي.

۲۸۳۴- ترجمہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

۲۸۳۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ.

۲۸۳۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۳۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۳۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں لبیک پکارنے کی بجائے ہے کہ آپؐ احرام کی حالت میں تھے۔

۲۸۳۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گویا میں دیکھتی ہوں چمک مشک کی آپ کی مانگ میں اور آپ احرام میں ہیں۔

۲۸۳۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ يَتَطَيَّبُ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ ثُمَّ أَرَى وَبِيصَ الدُّهْنِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ بَعْدَ ذَلِكَ.

۲۸۳۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے احرام کا تو عمدہ سے عمدہ خوشبو لگاتے جو پاتے پھر میں دیکھتی تھی چمک تیل کی آپ کے سر اور ڈاڑھی میں احرام باندھنے کے بعد۔

۲۸۳۹- عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الْمِسْكِ فِي

۲۸۳۹- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۴۰- عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۸۴۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۴۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صلي الله عليه و سلم قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ.

۲۸۴۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں خوشبو لگاتی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل احرام کے نحر کے دن (یعنی بعد رمی جمرہ عقبہ کے) قبل اسکے کہ آپ طواف افاضہ کریں بیت اللہ کا اور اس خوشبو میں مسک ہوتا تھا۔

۲۸۴۲- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

۲۸۴۲- محمد بن منتشر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو شخص خوشبو لگائے اور صبح کو احرام باندھے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ میں خوب نہیں جانتا کہ صبح کو احرام باندھوں ایسے حال میں کہ خوشبو جھاڑتا ہوں اور اگر میں ڈانبر اپنے اوپر مل لوں تو مجھے اس سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں خوشبو لگاؤں۔ پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے یہ سب کہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے احرام کے قریب اور آپ نے اپنی سب بیبیوں سے صحبت کی پھر صبح کو احرام باندھا۔

۲۸۴۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا.

۲۸۴۳- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہؐ کے اور آپ اپنی بیبیوں پر طواف کرتے تھے (یعنی سب سے صحبت کرتے تھے) پھر صبح کو احرام باندھتے اور خوشبو جھڑتی تھی۔

۲۸۴۴- عن ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ

۲۸۴۴- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ڈانبر لگانے کو زیادہ پسند کرتا ہوں اس بات سے کہ میں خوشبو چھاڑوں صبح کو محرم ہونے کی حالت میں۔ آپ نے کہا میں عائشہؓ کے پاس گیا اور ان سے یہ بات پوچھی تو انہوں نے فرمایا میں خوشبو لگاتی تھی

(۲۸۴۳) ☆ اور قطران ایک کالا روغن ہے جو کشتیوں پر پھیرا جاتا ہے اور اب اسے ڈانبر بولتے ہیں۔
غرض ان سب روایتوں سے بخوبی معلوم ہوا کہ بقا اس خوشبو کی جو قبل احرام لگائی ہو مضر نہیں اور ابتداءً خوشبو نہ لگائے وذٰلک المقصود۔

طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

رسول اللہؐ کو اور آپؐ اپنی بیویوں کے پاس جاتے اور آپؐ صبح کرتے محرم ہونے کی حالت میں۔

بَاب تَحْرِيمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

باب: محرم کے لیے جنگلی شکار کی حرمت

٢٨٤٥- عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِي قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ.

۲۸۴۵- صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گدھا جنگلی ہدیہ دیا اور آپ ابواء یا ودان میں تھے (کہ نام مقام کا ہے) اور آپ نے پھیر دیا۔ جب آپ نے دیکھا ان کے چہرہ کا ملال تو فرمایا کہ ہم نے کسی اور وجہ سے نہیں پھیرا فقط اتنا ہے کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔

٢٨٤٦- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَهْدَيْتُ لَهُ حِمَارَ وَحْشٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَصَالِحٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَخْبَرَهُ .

۲۸۴۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٨٤٧- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَهْدَيْتُ لَهُ مِنْ لَحْمِ حِمَارِ وَحْشٍ.

۲۸۴۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٨٤٨- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ ((**لَوْلَا أَنَّا مُحْرِمُونَ لَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ**)).

۲۸۴۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ مگر اس میں ہے کہ اگر ہم احرام باندھے ہوئے نہ ہوتے تو آپ کا ہدیہ قبول کرتے۔

٢٨٤٩- عَنِ الْحَكَمِ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رِجْلَ حِمَارِ وَحْشٍ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ الْحَكَمِ عَجُزَ حِمَارِ وَحْشٍ يَقْطُرُ دَمًا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ شِقُّ حِمَارِ وَحْشٍ فَرَدَّهُ.

۲۸۴۹- حکم نے کہا صعب رضی اللہ عنہ نے حمار وحشی کا پیر ہدیہ دیا اور شعبہ نے حکم سے سرین حمار وحشی کو اس میں خون ٹپکتا تھا روایت کیا اور شعبہ کی روایت حبیب سے یوں ہے کہ ایک ٹکڑا حمار وحشی کا ہدیہ دیا۔ پھر آپ نے پھیر دیا۔

٢٨٥٠- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ

۲۸۵۰- عبداللہ نے کہا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ آئے اور عبداللہ نے ان کو یاد دلا کر کہا کہ تم نے کیونکر خبر دی تھی لحم صیدی کی جو

(۲۸۵۰) ☆اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ محرم کو جنگل کا شکار کرنا حرام ہے اور امام شافعی وغیرہ نے کہا ہے کہ شکار کا مالک ہونا خرید کر بھی حرام ہے اور اسی طرح ہبہ سے اور میراث کی وجہ سے مالک ہونے میں اختلاف ہے۔ باقی رہا گوشت شکار کا اگر محرم نے خود شکار کیا ہے یا اس کے لئے

يَسْتَذْكِرُهُ كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ أُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ قَالَ أُهْدِيَ لَهُ عُضْوٌ مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ فَقَالَ ((إِنَّا لَا نَأْكُلُهُ إِنَّا حُرُمٌ)).

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیا گیا تھا اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہدیہ دیا گیا ایک عضو شکار کے گوشت کا اور آپ نے پھیر دیا اور فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

٢٨٥١- عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْقَاحَةِ فَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ إِذْ بَصُرْتُ بِأَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَأَسْرَجْتُ فَرَسِي وَأَخَذْتُ رُمْحِي ثُمَّ رَكِبْتُ فَسَقَطَ مِنِّي سَوْطِي فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي وَكَانُوا مُحْرِمِينَ نَاوِلُونِي السَّوْطَ فَقَالُوا وَاللهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَنَزَلْتُ فَتَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ

٢٨٥١- ابو محمد غلام آزاد ابو قتادہ کے کہتے ہیں کہ میں نے ابو قتادہؓ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ نکلے ہم رسول اللہؐ کے ساتھ یہاں تک کہ جب پہنچے ہم قاحہ میں (ایک میدان ہے سقیا سے ایک منزل پر اور مدینہ سے تین منزل پر) اور بعض لوگ ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم کہ اتنے میں میں نے اپنے یاروں کو دیکھا کہ وہ کسی چیز کو دیکھ رہے ہیں جب میں نے نظر کی تو ایک گدھا وحشی تھا اور میں نے اپنے گھوڑے پر زین رکھا اور اپنا نیزہ لیا اور سوار ہوا اور میرا کوڑا گر پڑا اور میں نے اپنے یاروں سے کہا اور وہ محرم تھے کہ میرا کوڑا اٹھا دو۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم ہم تمہاری کچھ مدد نہ

لیے دوسرے نے شکار کیا ہے تو حرام ہے برابر ہے خواہ اس کے حکم سے شکار کیا ہو یا بغیر حکم کے۔ پھر اگر کسی حلال نے اپنے لیے شکار کیا ہے اور محرم کو دینے کا ارادہ نہیں کیا پھر محرم کو بھی اس کے گوشت میں سے ہدیہ دے دیا یا بیچ ڈالا تو اس کو حرام نہیں اور یہ مذہب ہے شافعیہ کا اور مالکؒ اور احمد اور داؤد کا اور ابو حنیفہؒ نے کہا ہے جو بے اعانت محرم کے لیے شکار کیا جائے وہ حلال ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ شکار کا گوشت مطلقاً حرام ہے محرم پر کسی طرح حلال نہیں۔ برابر ہے کہ اس نے خود شکار کیا ہو یا دوسرے نے اس کے لیے خواہ اپنے لیے کیا ہو۔ غرض بہر طور حرام ہے اور قاضی عیاضؒ نے یہ قول حضرت علی اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے استدلال کیا ہے اس آیت کے ظاہر سے **وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرماً** کہ انھوں نے کہا ہے کہ مراد صید سے وہ جانور ہے جو بذریعہ شکار ہاتھ آیا ہے غرض وہ ہر حال حرام ہے اور ظاہر حدیث صعب بن جثامہ بھی اسی پر دال ہے کہ آپ نے ان کا ہدیہ واپس فرمایا اور بیان فرمایا کہ ہم لوگ محرم ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ہمارے لیے شکار کیا اس لیے ہم واپس کرتے ہیں۔ اور احتجاج کیا ہے امام شافعی اور ان کے موافقین نے ابو قتادہ کی روایت سے جو مسلم میں آگے آتی ہے اس لیے کہ ابو قتادہ نے جو شکار کیا تھا اور وہ حلال تھے اس کو رسول اللہؐ نے خود بھی کھایا اور محرمین سے بھی فرمایا کہ کھاؤ یہ حلال ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے پوچھا تمہارے پاس اس میں کا بچا ہوا کچھ ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ ہاں اس کا پیر ہے۔ آپ نے اسے لیا اور کھایا اور سنن ابی داؤد اور ترمذی اور نسائی نے جابرؓ سے روایت کی کہ نبیؐ نے فرمایا کہ شکار جنگل کا تم کو حلال ہے جب تک تم نے خود شکار نہ کیا ہو یا تمہارے واسطے شکار نہ کیا گیا ہو اور توفیق صعب اور ابو قتادہ کی روایتوں میں یوں ہے کہ صعبؓ کی روایت اس پر محمول کی جائے کہ اس نے محرموں کے لیے شکار کیا اور ابو قتادہ نے اپنے لیے اور اس صورت میں مذہب شافعی بہت صحیح اور قوی ہو گیا اور سب روایتوں میں توفیق بھی ہو گئی اور آیت قرآنی کو حمل کریں خود شکار کرنے پر اور اس پر جو محرم کے لیے شکار کیا گیا ہو اور یہ فرمانا آپ کا صعب سے کہ ہم محرم ہیں اس کے منافی نہیں کہ احتمال ہے کہ انھوں نے آپؐ کے لیے شکار کیا ہو۔ (النووی)

فَأَدْرَكْتُ الْحِمَارَ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ وَرَاءَ أَكَمَةٍ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَمَامَنَا فَحَرَّكْتُ فَرَسِي فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ ((هُوَ حَلَالٌ فَكُلُوهُ)).

کریں گے۔ پھر میں نے اتر کر کوڑا لیا اور سوار ہوا اور اس گدھے تک اس کے پیچھے سے پہنچا اور وہ ٹیلے کے پیچھے تھا۔ پھر اس کو نیزہ مارا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے یاروں کے پاس لایا اور کسی نے کہا کھاؤ اور کسی نے کہا مت کھاؤ اور نبیؐ ہمارے آگے تھے۔ سو میں نے اپنا گھوڑا بڑھایا اور آپ تک پہنچا اور آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ وہ حلال ہے اور کھاؤ۔

۲۸۵۲- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ فَأَدْرَكُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ)).

۲۸۵۲- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کسی راہ میں مکہ کے اور وہ چند یاروں کے ساتھ حضرتؐ سے پیچھے رہ گئے اور وہ غیر محرم تھے اور یاران محرم۔ پھر ایک وحشی گدھا دیکھا اور اپنے گھوڑے پر چڑھے اور یاروں سے کوڑا مانگا کسی نے نہ دیا' نیزہ مانگا کسی نے نہ دیا۔ پھر انھوں نے آپ لے لیا اور گھوڑے کو دوڑایا اور گدھے کو مار لیا اور اصحاب میں سے کسی نے کھایا کسی نے نہیں پھر جب حضرتؐ کے پاس پہنچے اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا وہ تو ایک خوراک ہے کہ اللہ عزوجل نے تم کو دی۔

۲۸۵۳-عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حِمَارِ الْوَحْشِ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ)).

۲۸۵۳- عطاء نے قتادہؓ سے جنگلی گدھے کے بارہ میں وہی مضمون روایت کیا جو ابوالنضر سے اس کے اوپر گزرا مگر زید بن اسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے پوچھا کہ اس کے گوشت میں سے کچھ ہے تمہارے پاس؟

۲۸۵٤- عَنْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا بِغَيْقَةَ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِهِ يَضْحَكُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ إِذْ نَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا

۲۸۵۴- عبداللہ بن ابی قتادہؓ نے کہا کہ میرے باپ رسول اللہؐ کے ساتھ تھے حدیبیہ کے سال اور اصحاب نے احرام باندھا تھا اور انھوں نے نہیں اور رسول اللہ کو خبر لگی کہ دشمن غیقہ میں ہے اور آپ چلے اور ابو قتادہؓ نے کہا کہ میں اپنے یاروں کے ساتھ تھا کہ بعض لوگ میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگے اور میں نے جو نظر کی تو میرے آگے ایک وحشی گدھا تھا اور میں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو نیزہ مار کر روک دیا اور اپنے لوگوں سے مدد چاہی اور کسی نے

بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ لَقِيتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يُقْتَطَعُوا دُونَكَ انْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَدْتُ وَمَعِي مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِلْقَوْمِ ((كُلُوا)) وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

(بسبب احرام کے) میری مدد نہ کی۔ پھر ہم نے اس کا گوشت کھایا اور خوف ہوا کہ ہم راہ میں حضرتؐ سے چھوٹ نہ جائیں اس لیے میں آپ کو ڈھونڈتا چلا اور کبھی اپنے گھوڑے کو دوڑاتا اور کبھی قدم قدم چلاتا کہ ایک آدمی بنی غفار کا ملا اندھیری رات میں اور میں نے اس سے پوچھا کہ تم کو رسول اللہ کہاں ملے؟ اس نے یہ کہا کہ میں نے آپ کو تعہن میں چھوڑا ہے (نام ہے ایک مقام کا اور وہ پانی کی ایک نہر ہے سقیا سے تین میل پر اور سقیا ایک گاؤں ہے مدینہ سے تین منزل مکہ کی راہ میں) اور وہ سقیا میں دوپہر کو ٹھہرنا چاہتے تھے۔ غرض میں آپ سے ملا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ کے اصحاب آپ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں اور ان کو خوف ہے کہ دشمن ان کو آپ سے دور کر کے کاٹ نہ ڈالے تو آپ ان کا انتظار کریں۔ سو آپ نے ان کا انتظار کیا پھر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! میں نے شکار کیا ہے اور اس میں سے کچھ میرے پاس بچا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا لوگوں سے کہ کھاؤ اور وہ سب احرام باندھے ہوئے تھے۔

٢٨٥٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَاجًّا وَخَرَجْنَا مَعَهُ قَالَ فَصَرَفَ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ ((**خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى تَلْقَوْنِي**)) قَالَ فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا قِبَلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَحْرَمُوا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا قَالَ فَقَالُوا أَكَلْنَا لَحْمًا وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ قَالَ فَحَمَلُوا مَا بَقِيَ مِنْ

۲۸۵۵- عبداللہ بن ابو قتادہؓ نے روایت کی اپنے باپ سے کہ انھوں نے کہا کہ نکلے رسول اللہؐ حج کو اور ہم نکلے آپ کے ساتھ اور کہا ابو قتادہ نے کہ آپ نے اور راہ لی اور اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تم ساحل بحر کی راہ لو اور انہی میں ابو قتادہ بھی تھے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور ان لوگوں نے ساحل بحر کی راہ لی۔ پھر جب پھرے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تو احرام باندھ لیا تمام لوگوں نے سوائے ابو قتادہ کے کہ انھوں نے احرام نہیں باندھا۔ غرض وہ راہ میں چلے جاتے تھے کہ انھوں نے چند وحشی گدھوں کو دیکھا اور ابو قتادہؓ نے ان پر حملہ کیا اور ایک گدھے کی ان میں سے کونچیں کاٹیں اور سب یاران کے اترے اور اس کا گوشت کھایا اور پھر کہا انھوں نے کہ ہم نے گوشت کھایا اور ہم محرم تھے اور باقی

لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا فَقُلْنَا نَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا فَقَالَ ((**هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ** قَالَ قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا)).

گوشت اس کا ساتھ لے لیا۔ پھر جب رسول اللہؐ کے پاس پہنچے تو عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! ہم نے احرام باندھ لیا تھا اور ابو قتادہ نے احرام نہیں باندھا تھا۔ پھر ہم نے چند وحشی گدھے دیکھے اور ابو قتادہ نے ان پر حملہ کر کے ایک کی کونچیں کاٹیں پھر ہم اترے اور ہم سب نے اس کا گوشت کھایا اور پھر کہا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں اور احرام باندھے ہوئے ہیں اور باقی گوشت اس کا ہم لیتے آئے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ کسی نے تم میں سے اس کا حکم کیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا تو کھاؤ جو گوشت اس کا باقی ہے۔

۲۸۵۶- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ شَيْبَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا**)) وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ ((**أَشَرْتُمْ أَوْ أَعَنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ**)) قَالَ شُعْبَةُ ((**لَا أَدْرِي**)) قَالَ ((**أَعَنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ**)).

۲۸۵۶- عثمان بن عبید اللہؓ سے اس اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا اور شیبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تم میں سے کسی نے اس کے شکار کا حکم کیا کہ اس پر حملہ کیا جاوے یا اس کی طرف اشارہ کیا اور شعبہ کی روایت میں یہ ہے کہ تم نے اشارہ کیا یا مدد کی یا تم نے شکار کیا؟ شعبہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ مدد کی فرمایا یا شکار کیا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

۲۸۵۷- عَنْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ فَأَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَأَطْعَمْتُ أَصْحَابِي وَهُمْ مُحْرِمُونَ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ ((**كُلُوهُ**)) وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

۲۸۵۷- عبداللہ بن ابو قتادہؓ نے کہا کہ ان کے باپؓ نے خبر دی کہ انھوں نے جہاد کیا رسول اللہؐ کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں تو اور لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا سوا میرے اور میں نے ایک حمار وحشی شکار کیا اور اپنے یاروں کو کھلایا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے پھر میں رسول اللہؐ کے پاس حاضر ہوا اور ان کو خبر دی کہ ہمارے پاس اس کا گوشت بچا ہوا ہے آپ نے فرمایا کھاؤ اور وہ لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۲۸۵۸- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ فَقَالَ ((**هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ**)) قَالُوا مَعَنَا

۲۸۵۸- عبداللہ بن ابو قتادہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ نکلے رسول اللہؐ کے ساتھ اور وہ سب لوگ محرم تھے اور ابو قتادہ غیر محرم اور بیان کی حدیث اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ انھوں نے کہا

رِجْلُهُ قَالَ فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَكَلَهَا.

ہمارے پاس اس کا پیر ہے پھر لیا اس کو آپ نے اور کھایا۔

۲۸۵۹- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ فِي نَفَرٍ مُحْرِمِينَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالَ ((**هَلْ أَشَارَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ مِنْكُمْ أَوْ أَمَرَهُ بِشَيْءٍ**)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((**فَكُلُوا**)).

۲۸۵۹- عبداللہ بن ابو قتادہؓ نے کہا کہ ابو قتادہ چند محرم لوگوں میں تھے اور وہ احرام باندھے ہوئے نہ تھے اور وہ حدیث بیان کی اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا آیا اشارہ کیا تم میں سے کسی نے اس کی طرف یا حکم کیا کسی طرح کا؟ انھوں نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہؐ! آپ نے فرمایا تو کھاؤ اس کو۔

۲۸۶۰- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَفَّقَ مَنْ أَكَلَهُ وَقَالَ أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ.

۲۸۶۰- عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم طلحہ کے ساتھ تھے احرام باندھے ہوئے اور ایک پرندہ شکار کا ان کو ہدیہ دیا گیا (یعنی پکا ہوا)۔ سو بعضوں نے ہم میں سے کھایا اور بعضوں نے پرہیز کیا۔ پھر جب طلحہ سو رہے تھے جاگے تو ان لوگوں کے موافق ہوئے جنھوں نے کھایا تھا اور کہا انھوں نے کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ ایسا گوشت کھایا ہے۔

بَاب مَا يُنْدَبُ لِلْمُحْرِمِ وَغَيْرِهِ قَتْلُهُ مِنْ الدَّوَابِّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

باب: حل و حرم میں محرم کون سے جانور مار سکتا ہے

۲۸۶۱- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((**أَرْبَعٌ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ**

۲۸۶۱- نبی ﷺ کی بی بی صاحبہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے چار چیزیں شریر ہیں کہ قتل کی جاتی ہیں حل و حرم میں چیل اور کوا اور چوہا اور کٹ کھنا کتا۔

(۲۸۵۹) ☆ غرض ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر محرم اپنے واسطے شکار کرے اور محرم کا اس میں حکم و اشارہ و تائید و نصرت نہ ہو تو اس کا کھانا محرم کو بھی روا ہے جب اس کا گوشت محرم کو ہدیہ دیا جائے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا جیسا ہم اوپر بیان کر چکے اور یہی صحیح ہے۔

(۲۸۶۱) ☆ اور بچھو میں بھی حکم آیا ہے غرض یہ چھ چیزیں منصوص ہیں اور جماہیر علماء کا اتفاق ہے ان کے قتل پر حل و حرم و احرام میں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو ان کے مثل ہیں معنی میں وہ بھی ان میں داخل ہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ وہ معنی کیا ہے۔ امام شافعی کا قول ہے کہ جو چیزیں کھائی نہ جاتی ہوں اور نہ وہ متولد ہیں ماکولات وغیرہ سے تو قتل ان کا جائز ہے اور جو موذی نہ ہو اس کا قتل روا نہیں اور کلب میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا اس سے بھی کتا مراد ہے بعضوں نے کہا ہر درندہ مراد ہے حملہ کرنے والا۔ چنانچہ لغت میں ہر درندہ کو کلب عقور کہتے ہیں۔ غرض اوزاعی اور ابو حنیفہ اور حسن بن صالح نے کہا کہ اس سے بھی کتا مراد ہے اور بھیڑیے کو اسی میں داخل کیا ہے اور امام زفر نے صرف بھیڑیا ہی مراد لیا ہے اور جمہور کا قول ہے کہ ہر حملہ کرنے والا درندہ مراد ہے جیسے چیتا اور شیر اور شرزہ وغیرہ ہے اور یہ قول ہے زید بن اسلم اور سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شافعی اور احمد وغیرہم کا۔

وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)) قَالَ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ أَفَرَأَيْتَ الْحَيَّةَ قَالَ تُقْتَلُ بِصُغْرٍ لَهَا.

(راوی نے) کہا کہ میں نے قاسم اپنے شیخ سے پوچھا کہ بھلا فرمایئے سانپ کو تو انھوں نے کہا مارا جائے ذلت سے۔

٢٨٦٢– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحُدَيَّا)).

۲۸۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ شریر ہیں کہ مارے جائیں حل و حرم میں سانپ او رچتکبرا کوا اور چوہا اور کٹ کھنا کتا اور چیل۔

٢٨٦٣– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

۲۸۶۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

٢٨٦٤– وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۸۶۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٨٦٥– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

۲۸۶۵- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٨٦٦– عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسِ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ.

۲۸۶۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہؐ نے حکم دیا ان کو قتل کرنے کا۔

٢٨٦٧– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَوَاسِقُ تُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ)).

۲۸۶۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٨٦٨– عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ

۲۸۶۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ حالت احرام میں بھی۔

عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ و قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فِي الْحُرُمِ وَالْإِحْرَامِ

٢٨٦٩- عَنْ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

٢٨٦٩- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٨٧٠- عَنْ زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي إِحْدَى نِسْوَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ أَوْ أُمِرَ أَنْ يَقْتُلَ الْفَأْرَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَأَةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْغُرَابَ.

٢٨٧٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے پوچھا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی صاحبہؓ سے یہی مضمون بیان کیا۔

٢٨٧١- عَنْ اِبْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الرَّجُلُ مِنَ الدَّوَابِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ حَدَّثَتْنِي إِحْدَى نِسْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعَقُورِ وَالْفَأْرَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابِ وَالْحَيَّةِ قَالَ وَفِي الصَّلَاةِ أَيْضًا.

٢٨٧١- عبداللہ بن عمرؓ سے کسی آدمی نے پوچھا کہ محرم کون کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ تو عبداللہؓ نے کہا مجھ سے حضرت کی ایک بی بی صاحبہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہؐ کٹ کھنا کتا اور چوہا اور بچھو اور کوا اور سانپ کے مارنے کے لیے ارشاد فرماتے تھے اور کہا کہ نماز میں بھی مارے جائیں۔

٢٨٧٢- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

٢٨٧٢- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٨٧٣- عَنْ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي قَتْلِهِنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ

٢٨٧٣- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

٢٨٧٤- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا ابْنُ جُرَيْجٍ وَحْدَهُ وَقَدْ تَابَعَ ابْنَ جُرَيْجٍ عَلَى ذَلِكَ ابْنُ إِسْحَقَ.

۲۸۷۴-ابن عمرؓ نے نبیؐ سے وہی مضمون مثل حدیث مالک اور ابن جریج کے روایت کیا اور ان راویوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ روایت ہے نافع سے وہ راوی ہیں ابن عمر سے کہ کہا ابن عمرؓ نے سنا میں نے نبیؐ سے مگر ابن جریج نے اکیلے اور ابن جریج کی اتباع کی ہے اس بیان میں ابن اسحاق نے۔

٢٨٧٥- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((خَمْسٌ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِ مَا قُتِلَ مِنْهُنَّ فِي الْحَرَمِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ)).

۲۸۷۵- حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے کچھ حرج نہیں پانچ جانور کے قتل میں پھر مثل اس کے بیان کیا۔

٢٨٧٦- عن عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَمْسٌ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ حَرَامٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيهِنَّ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى)).

۲۸۷۶- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ پانچ جانور ہیں کہ ان کو جس نے حالت احرام میں مارا اس پر کچھ گناہ نہیں ان کے قتل میں بچھو اور چوہا اور کٹ کھنا کتا اور کوا اور چیل۔

بَاب جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا كَانَ بِهِ أَذًى وَوُجُوبِ الْفِدْيَةِ لِحَلْقِهِ وَبَيَانِ قَدْرِهَا

باب : عذر کی وجہ سے محرم سر منڈا سکتا ہے

٢٨٧٧- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ قَالَ الْقَوَارِيرِيُّ قِدْرٍ لِي و قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ بُرْمَةٍ لِي وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ)) قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ انْسُكْ نَسِيكَةً)) قَالَ أَيُّوبُ فَلَا أَدْرِي بِأَيِّ ذَلِكَ بَدَأَ.

۲۸۷۷- کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ میں اور میں اپنی ہانڈی کے نیچے آگ پھونک رہا تھا اور جوئیں میرے منہ پر چلی آتی تھیں تو آپ نے فرمایا تمہارے سر کے کیڑوں نے بہت ستایا ہے میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم سر منڈا دو اور تین دن روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا ایک قربانی کرو۔ ایوب نے کہا مجھے یاد نہیں کہ پہلے کیا چیز فرمائی۔

٢٨٧٨- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ

۲۸۷۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

۲۸۷۹- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ... ((**ادْنُهْ**)) فَدَنَوْتُ فَقَالَ ((**ادْنُهْ**)) فَدَنَوْتُ فَقَالَ ﷺ ((**أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ**)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَأَظُنُّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَمَرَنِي بِفِدْيَةٍ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ مَا تَيَسَّرَ.

۲۸۷۹- حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت **فمن کان منکم مریضاً او به اذی من راسه** میرے ہی حق میں اتری اور میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ نے فرمایا نزدیک آؤ میں نزدیک آیا۔ پھر فرمایا تم کو تمہاری جوئیں بہت ستاتی ہیں۔ ابن عون نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہاں۔ پھر مجھے حکم فرمایا فدیہ کا روزہ ہو خواہ صدقہ ہو خواہ قربانی ہو۔

۲۸۸۰- عَنْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَفَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ ((**أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ**)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((**فَاحْلِقْ رَأْسَكَ**)) قَالَ فَفِيَّ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوْ انْسُكْ مَا تَيَسَّرَ**)).

۲۸۸۰- حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس کھڑے تھے کہ آپ کے سر سے جوئیں گر رہیں تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو تیری جوئیں تکلیف دیتی ہیں؟ تو میں نے کہا ہاں۔ تو آپ نے مجھ کو سر منڈانے کا حکم دے دیا اور یہ آیت **فمن کان منکم مریضا** میرے بارے میں اتری ہے اور رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ تین روزے رکھ یا صدقہ کر ایک ٹوکرا چھ مساکین میں یا قربانی کر جو تجھ کو میسر آئے۔

۲۸۸۱- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ ((**أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هَذِهِ**)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((**فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ انْسُكْ نَسِيكَةً**)) قَالَ

۲۸۸۱- کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کھڑے ہوئے اور میرے سر میں سے جوئیں گر رہی ہیں اور فرمایا کہ تم کو جوئیں ستاتی ہیں؟ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا سر منڈا ڈالو اور یہ آیت میرے حق میں اتری پھر مجھ سے آپ نے فرمایا تین روزے رکھو یا ایک ٹوکرا خیرات دو یعنی غلہ بھر کر چھ مساکین کو یا قربانی کرو جو میسر ہو۔ ابن ابی نجیح نے کہا کہ یا تو ذبح کر ایک بکری۔

(۲۸۸۰) ☆ یہ آیت پارہ سیقول میں ہے معنی یہ ہیں کہ جو بیمار ہو تم میں سے یا تکلیف ہو اس کے سر میں (اور وہ سر منڈا لے) تو فدیہ اس کا روزے ہیں یا صدقہ یا قربانی اور تفصیل اس کی آگے آئے گی۔

ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ ((أَوْ اذْبَحْ شَاةً)).

۲۸۸۲- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ لَهُ آذَاكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((احْلِقْ رَأْسَكَ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ)).

۲۸۸۲- کعب رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون اوپر کا بیان کر کے کہا کہ آپ نے فرمایا سر منڈا ڈالو اور ایک ٹوکرا غلہ چھ مسکینوں کو بانٹ دو اور ٹوکرا تین صاع کا ہے (اور صاع کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں گزری) یا تین دن روزے رکھو یا ایک قربانی کرو (ابن ابی نجیح کی روایت میں ہے کہ ایک بکری ذبح کرو)۔

۲۸۸۳- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَقَالَ كَعْبٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَزَلَتْ فِيَّ كَانَ بِي أَذًى مِنْ رَأْسِي فَحُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ ((مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ مِنْكَ مَا أَرَى أَتَجِدُ شَاةً)) فَقُلْتُ لَا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ نِصْفَ صَاعٍ طَعَامًا لِكُلِّ مِسْكِينٍ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً.

۲۸۸۳- کعب کے پاس عبداللہ بن معقل بیٹھے اور کعب مسجد میں تھے اور یہ آیت بیان کی ففدیۃ من صیام تو کہا یہ میرے لیے اتری ہے۔ پھر سارا قصہ بیان کیا جو کئی بار گزرا۔ آخر میں حضرتؐ نے فرمایا روزے تین دن کے یا کھانا چھ مسکینوں کا ہر مسکین کو نصف صاع۔ پھر کہا کعب نے یہ آیت اتری ہے خاص میرے لیے اور (باعتبار لفظ کے) عام ہے تم سب کے لیے۔

(۲۸۸۳) ☆ قربان ان کے خلوص اور حسن ایمان کے کہ باوجود اس مسکنت اور سادگی کے اللہ پاک جل جلالہ نے ان کی طرف التفات فرمایا اور ان کے لیے بالائے عرش سے فرمان عمیم الاحسان اتارا۔ غرض ان کی جوؤں کا سب کے سر پر احسان ہے۔

ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ نسک سے مراد ایک بکری ہے اور سب روایتیں مقصود میں موافق ہیں اور وہ مقصود یہی ہے کہ سر منڈانے کا محتاج ہو کسی ضرر کے سبب سے مثلاً سر میں جوئیں پڑ جائیں یا اور کوئی مرض ہو حالت احرام میں سو وہ سر منڈا لے اور فدیہ دیوے یعنی تین روزے رکھے یا تین صاع طعام چھ مسکینوں کو کھلائے اور آیت و روایت دونوں متفق ہیں اس میں کہ ان تینوں باتوں میں وہ مختار ہے جو آسان ہو اس کو بجالائے اور علماء سب متفق ہیں اس کے ظاہر پر عمل کرنے میں مگر ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے کہ ان سے منقول ہے کہ نصف صاع گیہوں میں ہے اور کھجور اور جو وغیرہ میں ایک صاع ہر مسکین کو دینا چاہیے اور یہ خلاف احادیث ہے اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں کہ ان میں حضرتؐ نے صاف فرمادیا ہے: ثلاثۃ اصیع من تمر یعنی تین صاع ہیں کھجور کے اور حسن بصری وغیرہ سے اور اقوال مذکور ہیں مگر سب ان احادیث کی رو سے مردود ہیں۔

٢٨٨٤- عَنْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُحْرِمًا فَقَمِلَ رَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ هَلْ عِنْدَكَ نُسُكٌ قَالَ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ يُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينَيْنِ صَاعٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ خَاصَّةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ ثُمَّ كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً.

٢٨٨٤- اس حدیث کا ترجمہ و مفہوم کچھ کمی بیشی کے ساتھ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَاب جَوَازِ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

باب: محرم کے لیے پچھنے لگانے کا جواز

٢٨٨٥- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٨٥- عبداللہ بن عباس نے کہا کہ نبیؐ نے پچھنے لگائے مکہ کی راہ میں اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔

٢٨٨٦- عَنْ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَسَطَ رَأْسِهِ

٢٨٨٦- ابن بحینہؓ نے کہا کہ نبیؐ نے پچھنے لگائے مکہ کی راہ میں اپنے سر کے بیچ میں اور آپ احرام سے تھے۔

بَاب جَوَازِ مُدَاوَاةِ الْمُحْرِمِ عَيْنَيْهِ

باب: محرم کو آنکھوں کا علاج کرانا جائز ہے

٢٨٨٧- عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ اشْتَكَى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ فَأَرْسَلَ

٢٨٨٧- وہب کے بیٹے نبیہ نے کہا کہ ہم نکلے ابان بن عثمان کے ساتھ اور جب ملل میں پہنچے (نام ہے ایک موضع کا کہ مدینہ سے اٹھائیس میل ہے مکہ کی راہ میں) تو عمر بن عبیداللہ کی آنکھیں دکھنے لگیں پھر جب روحاء میں آئے بہت درد ہوا تو ابان بن عثمان

(٢٨٨٦) ☆ ان روایتوں کے سبب سے اجماع کیا ہے علماء نے پچھنے لگانے کے جواز پر خواہ سر میں لگائے یا اور کہیں جب ضرورت ہو اگرچہ بال ٹوٹ جائیں اور بال ٹوٹنے میں فدیہ ہے اور اگر بال نہ ٹوٹے تو کچھ فدیہ نہیں۔ غرض بغیر ضرورت کے حرام ہے اگر بال ٹوٹنے کا خیال ہے۔ اور اگر بالوں کی جگہ نہیں تو بغیر ضرورت کے بھی ہو تو روا ہے یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور اس میں فدیہ نہیں اور ابن عمر اور مالک سے اس صورت میں کراہت منقول ہے اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ حضرت کو ضرورت ہو گی اور اس حدیث میں ایک قاعدہ ہے مسائل احرام کا کہ سر منڈھنا اور کپڑے پہننا اور قتل صید وغیرہ محرمات احرام مباح ہیں بحسب ضرورت و وقت حاجت اور ان سب میں فدیہ واجب ہے۔

(٢٨٨٧) ☆ اتفاق علماء کا ہے کہ موافق اس حدیث کے لیپ کرنا ایلوے وغیرہ کا جس میں خوشبو نہیں ہے دوا کے روا ہے اور اس میں فدیہ نہیں اور ضرورت ہو خوشبودار دوا کی تو لگاوے اور فدیہ دے اور سرمہ لگانا زینت کے لیے مکروہ ہے شافعی کے نزدیک اور احمد اور اسحق اور ایک جماعت نے بالکل منع کیا ہے اور مالک کے اس میں دو قول ہیں اور اس میں فدیہ کے واجب ہونے میں ان کے دو قول ہیں۔

إِلَيْهِ أَنْ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَإِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبِرِ.

سے کہلا بھیجا۔ انھوں نے کہا کہ ایلوے کا لیپ کر و اس لیے کہ عثمانؓ نے روایت کی ہے رسول اللہؐ سے کہ جب مرد کی آنکھیں دکھنے لگیں اور وہ احرام باندھے ہوئے ہو تو آپ نے فرمایا ان پر ایلوے کا لیپ کر لے۔

۲۸۸۸- عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَعْمَرٍ رَمِدَتْ عَيْنُهُ فَأَرَادَ أَنْ يَكْحُلَهَا فَنَهَاهُ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَمَرَهُ أَنْ يُضَمِّدَهَا بِالصَّبِرِ وَحَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ.

۲۸۸۸- نبیہ نے کہا عمر بن عبید اللہ کی آنکھیں دکھیں اور سرمہ لگانا چاہا تو ابان نے منع کیا اور صبر کے لگانے کو بتایا اور روایت کی عثمان سے کہ نبیؐ نے ایسا ہی کیا۔

بَاب جَوَازِ غَسْلِ الْمُحْرِمِ بَدَنَهُ وَرَأْسَهُ

باب: محرم کے لیے بدن اور سر دھونا روا ہے۔

۲۸۸۹- عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ

۲۸۸۹- ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عباسؓ اور مسور بن مخرمہ دونوں میں تکرار ہوئی ابواء میں۔ ابن عباس نے کہا محرم سر دھوئے اور مسور نے کہا نہیں تو عبد اللہ نے کہا مجھے بھیجا ابن عباسؓ نے ابوایوبؓ کے پاس کہ ان سے پوچھیں تو میں نے ان کو پایا کہ وہ کنویں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں نہا رہے تھے اور وہ ایک کپڑے کی آڑ میں تھے اور میں نے ان سے سلام علیک کی اور انھوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں عبد اللہ بن حنین ہوں اور عبد اللہ بن عباس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ میں پوچھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام میں کیونکر

(۲۸۸۹)☆اس حدیث میں کئی فوائد ہیں اول محرم کو نہانا جائز ہے۔ دوسرے سر دھونا اس کو روا ہے اس طرح کے بال نہ ٹوٹیں۔ تیسرے خبر واحد کا قبول کرنا کہ یہ صحابہ میں مشہور و معروف تھا۔ چوتھے رجوع کرنا سنت کی طرف جب اختلاف واقع ہو اور ترک کرنا اجتہاد اور قیاس کا خواہ اپنا قیاس ہو خواہ دوسرے کا اور یہی لازم ہے ساری امت کو اور یہی سبیل مومنین ہے صحابہ و تابعین و اسلاف صالحین کی ولو کرہ المقلدون او المتعصبون۔ پانچویں سلام کا جائز ہونا متوضی اور مغتسل پر بخلاف اس کے جو پاخانہ یا پیشاب کرتا ہو۔ چھٹے جائز ہونا استعانت کا وضو غسل وغیرہ میں۔ ساتویں معلوم ہوا اس سے طریقہ مسئلہ پوچھنے کا کہ جب کسی عالم سے پوچھیں تو یہ پوچھیں کہ کیا ہے اس میں حکم خداوند تعالیٰ کا؟ یا کیا ہے سنت رسول الثقلین کی؟ یا کیا ہے قول آنحضرتؐ کا؟ اور نہ سوال کریں کسی کے قیاس سے اور نہ کسی کی رائے اور اجتہاد سے کہ یہ طریقہ نہیں سلف کا بلکہ شناعت اور ملامت کی ہے اس پر بہت سے اکابر نے صحابہ اور تابعین میں سے اور جھڑکا ہے اور زجر کیا ہے سائلین کو۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ.

سر دھوتے تھے؟ پس ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے اور سر جھکایا یہاں تک کہ مجھے نظر آیا اور اس آدمی سے کہا جو ان پر پانی ڈالتا تھا کہ ڈالو پھر وہ اپنے سر کو ہلاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے ملتے تھے آگے اور پیچھے۔ پھر کہا میں نے ایسے ہی دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

۲۸۹۰- عَنْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَأَمَرَّ أَبُو أَيُّوبَ بِيَدَيْهِ عَلَى رَأْسِهِ جَمِيعًا عَلَى جَمِيعِ رَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَا أُمَارِيكَ أَبَدًا.

۲۸۹۰- حضرت زید بن اسلم نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور کہا کہ ابوایوبؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیرے اپنے سارے سر پر آگے اور پیچھے اور مسورؓ نے ابن عباسؓ سے کہا کہ میں آج سے آپ سے تکرار نہ کروں گا۔

بَاب مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

باب: محرم مر جائے تو کیا کریں؟

۲۸۹۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ فَقَالَ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا)).

۲۸۹۱- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اونٹ پر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اس کو غسل دو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اسی کے اور سر نہ ڈھانپو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھائے گا لبیک پکارتا ہوا۔

۲۸۹۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَأَوْقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ و قَالَ عَمْرٌو فَوَقَصَتْهُ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ قَالَ أَيُّوبُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا وَقَالَ عَمْرٌو فَإِنَّ

۲۸۹۲- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا کہ اپنی اونٹنی پر سے گر پڑا۔ ایوب نے کہا کہ گردن ٹوٹ گئی اس کی اور حضرتؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا غسل دو اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اور خوشبو لگاؤ اور نہ سر ڈھانپو اس کا۔ ایوب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا قیامت کے دن لبیک پکارنے والا اور عمرو نے کہا

ؒ جب پوچھی گئی ان سے رائے ان کی یا قیاس ان کا اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ محرم کو اپنا سر دھونا واجب ہے جنابت کے وقت اور باقی رہا غسل صرف آرام و راحت اور تبرید اور استراحت کے لیے اس میں مذہب شافعیہ کا اور جمہور کا جواز ہے بلا کراہت اور جائز ہے شافعیہ کے نزدیک سر دھونا بیری کے پتوں سے یا خطمی سے اس طرح کہ بال نہ ٹوٹیں اور جب تک بال نہ ٹوٹیں فدیہ نہیں اور مالک اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ وہ حرام ہے اور موجب فدیہ ہے مگر یہ روایتیں ان پر حجت ہیں۔

اللّٰهُ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي)).

پکارتا ہوا۔

٢٨٩٣– عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ وَاقِفًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَذَكَرَ نَحْوَ مَا ذَكَرَ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ.

۲۸۹۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٢٨٩٤– عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ مِنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَلْبِسُوهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي)).

۲۸۹۴- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٨٩٥– عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا)) وَزَادَ لَمْ يُسَمِّ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ حَيْثُ خَرَّ.

۲۸۹۵- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہی مضمون مروی ہوا صرف اتنا فرق ہے کہ انھوں نے کہا اٹھایا جائے گا قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا۔ اور سعید بن جبیر نے اس جگہ کا نام نہیں لیا جہاں وہ گرا تھا۔

٢٨٩٦– عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا)).

۲۸۹۶- وہی مضمون ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اسکی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور آپ نے فرمایا کہ اس کا منہ بھی نہ ڈھانپو۔

٢٨٩٧– عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا)).

۲۸۹۷- وہی مضمون ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس کو خوشبو نہ لگاؤ وہ قیامت کے دن سر میں تلبید کیے ہوئے اٹھے گا (تلبید کسی چیز سے بال جمانے کو کہتے ہیں اس سے تلبید کا استحباب ثابت ہوا)۔

٢٨٩٨– عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُغْسَلَ بِمَاءٍ

۲۸۹۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

وَسِدْرٍ وَلَا يُمَسَّ طِيبًا وَلَا يُخَمَّرَ رَأْسُهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا.

۲۸۹۹- عَنْ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَقَعَ مِنْ نَاقَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُغْسَلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَنْ يُكَفَّنَ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا يُمَسَّ طِيبًا خَارِجٌ رَأْسُهُ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ حَدَّثَنِي بِهِ بَعْدَ ذَلِكَ خَارِجٌ رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا.

۲۸۹۹- ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون بیان کیا اور اس میں یہ ہے کہ کفن دو اس کے تیئں دو کپڑوں میں کہ سر باہر نکلا رہے اور خوشبو نہ لگاؤ اور شعبہ نے کہا پھر مجھ سے میرے شیخ نے یوں روایت کی ہے سر اور منہ دونوں باہر نکلے رہیں باقی مضمون وہی ہے۔

۲۹۰۰-عن ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَصَتْ رَجُلًا رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَنْ يَكْشِفُوا وَجْهَهُ حَسِبْتُهُ قَالَ وَرَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يُهِلُّ.

۲۹۰۰- مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا چہرہ کھلا رکھو لیکن سر کے بارے میں شک ہے۔

۲۹۰۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اغْسِلُوهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا وَلَا تُغَطُّوا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُلَبِّي)).

۲۹۰۱- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ جَوَازِ اشْتِرَاطِ الْمُحْرِمِ التَّحَلُّلَ بِعُذْرِ الْمَرَضِ وَنَحْوِهِ

باب: محرم کی شروط

۲۹۰۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

۲۹۰۲- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ تشریف لائے

(۲۸۹۹) ☆ ان سب روایتوں میں سے مذہب امام شافعی اور احمد اور اسحاق کی تائید ہوتی ہے کہ محرم جب مر جائے اس کو سیاہ کپڑا نہ پہنائیں اور نہ سر ڈھانپیں نہ خوشبو لگائیں اور مالک اور اوزاعی نے اور ابو حنیفہ وغیرہم نے کہا ہے کہ اس کا حکم مثل غیر محرم کے ہے اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں اور ان کے مذہب کی راد ہیں۔ اور بیری کے پتوں سے غسل دینے کا استحباب بھی ثابت ہوا اور محرم و غیر محرم اس میں دونوں برابر ہیں اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور طاؤس اور عطاء اور مجاہد اور ابن منذر اور دوسرے فقہاء کا اور منع کیا ہے مالک اور دوسرے لوگوں نے اور یہ روایتیں ان کی رد ہیں۔

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا ((أَرَدْتِ الْحَجَّ)) قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي)) وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ.

ضباعہ بنت زبیر کے پاس اور فرمایا کہ تم نے ارادہ کیا ہے حج کا؟ انھوں نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی اور میں اکثر بیمار ہو جاتی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ حج کرو اور شرط کرو اور یوں کہو کہ اے اللہ! احرام کھولنا میرا وہیں ہے جہاں تو مجھے روک دے اور وہ مقداد کے نکاح میں تھیں۔

۲۹۰۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَأَنَا شَاكِيَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي)).

۲۹۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہوا اس میں ضباعہ نے عرض کی کہ میں حج کا ارادہ کرتی ہوں۔

۲۹۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِثْلَهُ.

۲۹۰۴- وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

۲۹۰۵- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ ((أَهِلِّي بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي)) قَالَ فَأَدْرَكَتْ.

۲۹۰۵- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہی مضمون روایت کیا اس میں ہے کہ میں بھاری بوجھل ہوں اور آخر میں یہ ہے کہ انھوں نے حج پالیا احرام کھولنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

۲۹۰۶- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ

۲۹۰۶- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نے

(۲۹۰۶) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو کسی مرض کا دورہ ہوتا ہو اور اس کو خوف ہو جیسے دمہ اور بخار امراض ہیں اس کو جائز ہے کہ احرام کے وقت شرط کرلے کہ اگر میں بیمار ہوا تو احرام کھول ڈالوں گا پھر بیماری کے وقت احرام کھول ڈالے اور یہی قول ہے حضرت عمر بن خطابؓ اور علی اور ابن مسعودؓ کا اور دوسرے صحابہؓ کا اور تابعین میں سے ایک جماعت کا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور یہی صحیح روایت ہے شافعیؒ سے اور حجت ان سب لوگوں کی یہی حدیث ہے ضباعہ کی اور ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور بعض تابعین کا قول ہے کہ اشتراط روا نہیں اور انھوں نے اس حدیث کو ایک قضیہ خاصہ میں محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ان کے لیے خاص تھا اور قاضی عیاضؒ وغیرہ بعض لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور اصیلی نے کہا ہے کہ اشتراط کے بارے میں کوئی اسناد حدیث صحیح نہیں ہوئی اور نسائی نے کہا ہے کہ کسی نے اس روایت کو مرفوع نہیں کہا سوا معمر کے زہری سے حالانکہ یہ قول قاضی عیاض اور اصیلی کا غلط فاحش ہے اور نوویؒ نے اس کی تغلیط پر تصریح کی ہے اور یہ حدیث مشہور ہے صحیح بخاری میں اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور تمام کتب حدیث میں جن پر اعتماد اور اعتبار کیا جاتا ہے اور طرق متعددہ سے باسانید کثیرہ متنوعہ مروی ہوئی صحابہؓ سے اور صرف مسلم ہی نے جن طرق سے بیان کیا ہے وہی اس کی تصحیح واثبات کو کافی ہیں اور جب حدیث صحیح ہوئی اشتراط روا ہوا اور دعوئ تخصیص کا بلا دلیل ہے۔

ضُبَاعَةَ أَرَادَتْ الْحَجَّ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ عَنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

حج کا ارادہ کیا اور نبی ﷺ نے حکم فرمایا ان کو کہ اپنے احرام کو شرط کر لیں اور انھوں نے حضرت ﷺ کے حکم سے ویسا ہی کیا۔

۲۹۰۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِضُبَاعَةَ ((**حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي**)) وَفِي رِوَايَةِ إِسْحٰقَ أَمَرَ ضُبَاعَةَ.

۲۹۰۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے ضباعہ کو حکم دیا۔

بَاب إِحْرَامِ النُّفَسَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِهَا لِلْإِحْرَامِ وَكَذَا الْحَائِضُ

باب: حائضہ اور نفاس والی کے احرام اور غسل کا بیان

۲۹۰۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ يَأْمُرُهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

۲۹۰۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نفاس ہوا اسماء بنت عمیس کو محمد بن ابو بکر کے پیدا ہونے کا ذوالحلیفہ کے سفر میں سو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو کہ ان سے کہیں کہ نہائیں اور لبیک پکاریں۔

(۲۹۰۸) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام نفساء اور حائضہ کا صحیح ہے اور احرام کے لیے انہیں غسل کرنا مستحب ہے اور مذہب شافعیہ اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور کے نزدیک یہ غسل مستحب ہے اور حسن اور اہل ظاہر کے نزدیک واجب اور حائض اور نفساء جمیع افعال بجا لائیں سوا طواف اور دو رکعت طواف کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو رکعتیں احرام کی واجب نہیں اور نہ مروی ہوئی ہیں رسول اللہؐ سے تصریح کی ہے اس کی ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں۔

رسول اللہؐ کے حج کی بقیہ کیفیت

اور تلبید کی رسول اللہؐ نے غسل کے ساتھ اور غسل بکسر غین وہ چیز ہے جس سے سر دھویا جائے جیسے خطمی وغیرہ اور بالوں کا جمانا ہے کسی لیسدار چیز سے کہ بال پریشان نہ ہوں اور آپ نے مصلی ہی پر لبیک پکاری بعد ظہر کے پھر اونٹنی پر سوار ہوئے اور پھر لبیک پکاری پھر جب بیداء پہنچے لبیک پکاری۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہے آپ نے واجب کیا حج کو اپنے مصلی میں اور اہلال کیا۔ اور جب اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی ہوئی جب بھی اہلال کیا جب بیداء کے ٹیلے پر چڑھے جب بھی اہلال کیا اور کبھی آپ حج اور عمرہ کے ساتھ اہلال فرماتے اور کبھی صرف حج کے ساتھ کہ عمرہ اس کا ایک جز ہے اور اسی وجہ سے یہ قول ثابت ہوا کہ آپ قارن تھے اور اسی سبب سے شبہ ہوا کہ آپ متمتع تھے اور شبہ ہوا کہ آپ نے افراد کیا تھا اور ابن حزم نے کہا کہ یہ سب قبل ظہر کے تھا اور حالانکہ یہ وہم ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپ قارن تھے اور یہ سب ظہر کے بعد ہوا اور آپ نے اہلال ظہر کے بعد کیا اور اس کا کوئی قائل نہیں ہے کہ احرام آپ کا ظہر کے قبل تھا اور ابن عمرؓ نے کہا کہ شجرہ کے پاس سے آپ نے اہلال شروع کیا جب اونٹ آپ کا کھڑا ہوا اور انسؓ نے کہا کہ نماز ظہر آپ نے پڑھی اور سوار ہوئے اور دونوں حدیثیں صحیح بخاری میں ہیں اور دونوں روایتوں کے۔۔۔ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بعد ظہر کے اہلال کیا اور پھر لبیک سے آواز بلند کی اور آپ کی آواز اور صحابہ نے سنی اور حکم کیا ان کو بامر اللہ تعالیٰ کہ اپنی آوازیں بلند فرمائیں تلبیہ کے ساتھ اور آپ کی سواری حج میں شتر تھا پالان کے ساتھ تھا

٢٩٠٩- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِينَ نُفِسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ۔

٢٩٠٩- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَاب بَيَان وُجُوهِ الْإِحْرَام

باب: احرام کی قسموں کا بیان

٢٩١٠-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((مَنْ كَانَ مَعَهُ

٢٩١٠- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نکلے ہم رسول اللہؐ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال میں اور لبیک پکاری ہم نے عمرہ کی پھر فرمایا رسول اللہؐ نے جس کے پاس ہدی ہے وہ حج اور عمرہ دونوں کا لبیک پکارے اور بیچ میں احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ

ﷺ نہ محمل تھا نہ ہودج نہ عماری اور زنبیل توشہ کے نیچے بندھی تھی اور محرم کے محمل اور ہودج اور عماری پر سوار ہونے میں اختلاف ہے اور اس کے جواز میں امام احمد کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ جائز ہے اور یہی مذہب ہے شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ کا اور دوسرے یہ کہ منع ہے اور یہ مذہب ہے مالکؒ کا۔ پھر رسول اللہؐ نے مخیر کیا اپنے اصحابؓ کو نسک ثلاثہ یعنی افراد و تمتع و قران میں پھر ترغیب دی جبکہ مکہ کے قریب پہنچے کہ حج کو اور قران کو فسخ کر ڈالیں اور عمرہ بجالا کر احرام کھول ڈالیں جن لوگوں کے پاس ہدی (قربانی) نہیں ہے پھر مروہ کے قریب اس کا حکم حتمی فرمایا اور ذی الحلیفہ میں اسماء بن عمیس زوجہ ابو بکر صدیقؓ کو وضع حمل ہوا اور محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے تو حکم فرمایا انکو جو اس باب میں گزرا (زاد المعاد)۔ اور ان کے قصہ سے تین مسئلے معلوم ہوئے اول غسل محرم کا۔ ثانی یہ کہ حائض اپنے احرام کے لیے غسل کرے۔ ثالث یہ کہ احرام صحیح ہے حائض کا۔ پھر جب حضرت چلے اور لبیک پکارتے تھے اور صحابہ لبیک میں جو چاہتے بڑھاتے گھٹاتے تھے اور حضرتؐ منع نہیں کرتے تھے اور سند فرماتے تھے پھر جب روحاء میں پہنچے وہاں ایک گدھا کونچ کٹا ہوا ملا- آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو کہ اس کے مارنے والا آئے گا یہاں تک کہ وہ آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ گدھا آپ کے اختیار میں ہے آپ نے ابو بکرؓ کو حکم کیا کہ اس کو بانٹ دو۔ اس سے ثابت ہوا کہ محرم کو اس شکار کا کھانا حلال ہے جو اس کے واسطے نہ مارا گیا ہو اور صاحب اس کا جس نے اس کو شکار کیا تھا شاید وہ ذی الحلیفہ پر سے نہیں گزرا جیسے ابو قتادہؓ غیر محرم تھے (اور حال ان کا اوپر گزر چکا) اور اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ہبہ میں وہ بات کہنا ضروری نہیں بلکہ کوئی بھی لفظ ہو ہبہ صحیح ہو جاتا ہے اور معلوم ہوا کہ تقسیم گوشت کی ہڈیوں سمیت انداز سے جائز ہے اور معلوم ہوا کہ شکار شکاری کی ملک ہو جاتا ہے جب اس کو بھاگنے سے روک دے اور اسی کی ملک ہو جاتا ہے جس نے روکا ہے زخمی وغیرہ کر کے نہ کہ اس کی ملک جو پاوے- اور معلوم ہوا کہ گوشت جنگلی گدھے کا حلال ہے اور معلوم ہوا کہ وکیل کرنا تقسیم میں روا ہے اور معلوم ہوا کہ قاسم ایک ہونا چاہیے (زاد المعاد)۔

(٢٩١٠) ☆ یہ احادیث سب جواز تمتع و افراد و قران پر دال ہیں اور اجماع ہے اس پر کہ تینوں قسمیں حج کی روا ہیں اور وہ نہی جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے اس کی توضیح آگے آئے گی۔

افراد یہ ہے کہ احرام باندھے صرف حج کا اور اس سے فارغ ہو جائے۔

تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے عمرہ کا اشہر حج میں اور اس سے فارغ ہو کر پھر اسی سال حج کرے۔

قران یہ ہے کہ ان دونوں کا احرام ایک ساتھ ہی باندھے۔ ﷺ

هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا)) قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ ((انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ)) قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ

ہو کر حلال ہوئے۔ فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ پھر جب میں مکہ کو آئی حائض تھی اور نہ طواف کیا بیت اللہ کا نہ صفا مروہ کے پھری اور اس کی شکایت کی میں نے رسول اللہؐ سے تو آپ نے فرمایا تم اپنے سر کے بال کھول ڈالو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج سے فارغ ہوئے بھیجا مجھ کو رسول اللہؐ نے عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ کے ساتھ تنعیم کی طرف اور میں نے وہاں سے عمرہ کیا اور فرمایا کہ یہ

تلہ اور اسی طرح اگر ایک شخص نے احرام باندھا عمرہ کا اور پھر حج کا احرام باندھ لیا عمرہ کے طواف سے پہلے تو بھی قارن ہو گیا۔ پھر اگر احرام حج کا باندھا اور پھر احرام عمرہ کا باندھا تو اسکے لیے شافعیؒ کے دو قول ہیں۔ اصح قول ان کا یہ ہے کہ احرام عمرہ کا صحیح نہیں اس کو اور دوسرا قول یہ ہے کہ صحیح ہے اور وہ قارن ہو جاتا ہے بشرطیکہ احرام عمرہ کا احرام حج کھونے کے قبل باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل وقوف عرفات کے باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل فعل فرض کے باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل طواف قدوم کے باندھے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ ان تینوں میں افضل کون ہے۔ سو شافعی اور مالکؒ کا اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ افضل افراد ہے پھر تمتع پھر قران۔ اور امام احمد دوسرے فقہاء کا قول ہے کہ افضل تمتع ہے اور ابو حنیفہ اور دوسروں کا قول ہے کہ افضل قران ہے۔ اور یہ دونوں مذہب آخر کے دوسرا قول ہے شافعیؒ کا اور نوویؒ کے نزدیک صحیح تفضیل افراد کی ہے پھر تمتع کی پھر قران کی اور رسول اللہؐ کے حج میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ آپ مفرد تھے یا متمتع یا قارن۔

مترجم کہتا ہے کہ ابن قیمؒ نے یہی قول اختیار کیا ہے کہ آپ قارن تھے اور قران افضل ہے اور زاد المعاد میں اس کو خوب دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے انتہی پھر فرمایا نوویؒ نے اور ہر فرقہ اپنے مذہب کے موافق حضرتؐ کے حج کو ٹھہراتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ مفرد تھے پھر احرام عمرہ کا بھی باندھ لیا پیچھے اس کے اور داخل کیا اس کو حج پر اور قارن ہو گئے اس کے بعد نوویؒ نے دلائل تینوں مذہبوں کے ذکر کئے ہیں اور ترجیح دی ہے قول شافعیؒ کو کہ افراد افضل ہے پھر اس کے بعد وجہ اختلاف صحابہؓ بیان کی ہے جو رسول اللہؐ کے حج میں واقع ہوا کہ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اول احرام آپ نے افراد کا کیا اس لیے مفرد کہلائے پھر حکم تمتع کا دیا اس لیے متمتع ہوئے اور اکیلے حج کے احرام کے بعد عمرہ کے تئیں بھی اس میں منضم کیا اس لیے قارن کہلائے۔ غرض حالت ثانیہ آپ کی قران ہی تھی اور اس میں اخبار ہے اس وقت کا کہ آپ نے حکم دیا اپنے یاروں کو کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں جن کے پاس ہدی نہ ہو اور جن کے پاس ہدی تھی وہ قارن رہے اس معنی سے کہ انھوں نے عمرہ کو حج میں ملا لیا اور وہ احرام نہ کھول سکے اس لیے کہ ان کے ساتھ ہدی تھی اور آپ نے اس لیے عمرہ کو حج میں داخل کر دیا کہ اس میں دلجوئی اور تسکین تھی صحابہ کی اور اطمینان کا موجب تھا ان کے واسطے اس لیے کہ ان کے نزدیک مدت سے اشہر حج میں عمرہ بجا لانا بہت برا تھا اور بہ سبب ساتھ ہونے ہدی کے آپ کے یاروں کے ساتھ احرام نہیں کھول سکے اور اس عذر کو بیان فرما دیا۔ غرض آپ آخر حج میں قارن ہو چکے اور متفق ہو چکے ہیں اس پر علماء کہ جائز ہے ملانا حج کا عمرہ پر اور بعض لوگوں نے بطور شذوذ کے اس میں خلاف کیا ہے اور اس کے مانع ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ ایک احرام دوسرے احرام پر داخل نہیں ہو سکتا جیسے ایک نماز دوسری نماز میں نہیں مل سکتی اور اختلاف کیا ہے عمرہ کو حج پر ملانے میں اور اس کو اصحاب الرائے نے جائز کہا ہے (یعنی دین میں رائے کو دخل دینے والوں نے اور یہ شرف خاص ہے اہل کوفہ کے لیے) اور یہی قول ہے شافعیؒ کا ان روایتوں کی رو سے اور بعض لوگوں نے اس کو منع کیا ہے اور نبیؐ کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اس لیے کہ اس وقت عمرہ کی ضرورت تھی تلہ

اللهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ ((هَذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ)) فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

تمہارے عمرہ کی جگہ ہے پھر طواف کیا ان لوگوں نے کہ اہلال کیا تھا عمرہ کا بیت اللہ کے گرد اور پھر ی صفا اور مروہ پر پھر احرام کھول ڈالا پھر طواف کیا دوبارہ اس کے بعد کے لوٹ کر آویں منیٰ سے حج کر کے اور جن لوگوں نے کہ حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا (یعنی قارن تھے) انھوں نے ایک ہی طواف کیا (عمرہ و حج دونوں کی طرف سے)۔

٢٩١١–عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ

٢٩١١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں اور کسی

اشہر حج میں (مگر نوویؒ نے اس ضرورت کو بیان نہیں کیا) اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ آپ متمتع تھے مطلب ان کا یہ ہے کہ آپ نے اشہر حج میں عمرہ سے تمتع یعنی برخورداری پائی اور اس صورت میں تمام حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور حضرت عائشہؓ نے پہلے تو حج کا احرام باندھا تھا جیسے اکثر رواۃ سے مروی ہے بعد اس کے حضرتؐ نے ان کو حکم کیا کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کر لو جیسے اور یاروں کو حکم فرمایا جنھوں کے ساتھ ہدی نہ تھی۔ اسی لیے حضرت عائشہؓ کے احرام میں رواۃ نے اختلاف کیا ہے کسی نے عمرہ کا کہا کسی نے حج کا۔ اور اسی روایت میں تصریح ہے اس کی کہ جب آپ حائضہ ہو گئیں تو حضرتؐ نے فرمایا اپنا عمرہ چھوڑ دو اور حج کا احرام باندھ لو اور اس صورت میں سب روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے کہ جس نے حج کا احرام کہا اس نے باعتبار اول احرام کے کہا اور جس نے عمرہ کا کہا اس نے باعتبار آخر حال کے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسے باطل کر دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابھی اس کے افعال میں دیر کرو یہاں تک کہ پاک ہو جاؤ اور افعال حج بجالانا شروع کر دو اس لیے کہ افعال حج جیسے وقوف عرفات ہے یا رمی جمار ہے یہ حیض کی حالت میں بھی ہو سکتی ہیں بخلاف طواف کے کہ عمرہ کا بڑا فعل ہے اور وہ مسجد کے اندر ہوتا ہے پھر وہ حائضہ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مؤید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو مروی ہے ابن طاؤس سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہؓ سے کہ انھوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور جب آئیں مکہ میں تو قبل طواف کے حائضہ ہو گئیں اور حج کا احرام باندھ لیا اور مناسک حج ادا کیے اور آپ نے منیٰ سے لوٹنے کے دن ان سے فرمادیا کہ تم جو اب طواف و سعی کرو گی اس میں حج و عمرہ دونوں کے طواف و سعی ادا ہو جائے گی۔ غرض اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ عمرہ باقی ہے اور باطل ؤلغو نہیں ہوا اور دوسری روایت میں جو یہ آیا ہے کہ آپ نے جب ان کو عبدالرحمٰن کے ساتھ بھیجا تنعیم کو تو فرمایا یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ارادہ کیا کہ عمرہ ان کا حج سے جدا ہو جائے جیسے اور امہات المومنین وغیرھن کا ہوا یا جیسے ان اصحاب کا ہوا جو اپنے ساتھ ہدی نہ لائے تھے اور انھوں نے حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دیا تھا اور پھر احرام کو کھول ڈالا اور حج کا احرام دوبارہ یوم الترویہ میں باندھا۔ غرض ان کا عمرہ الگ ہوا اور حج الگ ہوا تو انھوں نے بھی ارادہ کیا کہ میرا عمرہ بھی الگ ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ تنعیم سے ایک عمرہ لے لو اور یہ اسی عمرہ کی جگہ ہے جو تم نے کیا تھا اور یہ جو کہا کہ جن لوگوں نے حج و عمرہ کو جمع کیا الخ اس سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف کافی ہے حج و عمرہ دونوں کی طرف سے اور عمرہ اس کا حج میں مندرج ہو جاتا ہے اور امام شافعیؒ اسی کے قائل ہیں اور یہی منقول ہے ابن عمرؓ اور جابرؓ اور عائشہؓ اور مالکؒ اور احمدؒ اور اسحٰقؒ اور داؤدؒ سے۔ اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ لازم ہے اس کو دو طواف اور دو سعی اور وہ منقول ہے علی بن ابی طالب اور ابن مسعود اور شعبی سے اور نخعی سے۔ (کلہ من النووی بالاختصار)۔

(٢٩١١) ☆ مطلب اس کا بہت تفصیل کے ساتھ اوپر گزر گیا۔

الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ((**مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيَهُ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ**)) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ حَجَّتِي بَعَثَ مَعِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَدْرَكَنِي الْحَجُّ وَلَمْ أَحْلِلْ مِنْهَا.

نے عمرہ کا کسی نے حج کا اہلال کیا جب مکہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا اہلال کیا اور قربانی نہیں لایا وہ احرام کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام کیا اور قربانی لایا وہ نہ کھولے جب تک قربانی نحر نہ کر لے اور جس نے حج کا اہلال کیا وہ حج پورا کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے حیض ہو گیا اور میں عرفہ کے دن تک حائض رہی اور میں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا پھر مجھے آپ نے فرمایا کہ چوٹی کھول ڈالو کنگھی کرو اور حج کا اہلال کرو عمرہ چھوڑ دو میں نے ایسا ہی کیا جب حج کر چکے تو میرے ساتھ عبدالرحمٰن کو بھیجا کہ میں تنعیم سے عمرہ لاؤں وہ عمرہ جس کو میں نے پورا نہیں کیا تھا اور حج کا احرام باندھ لیا تھا اس کا احرام کھولنے کے قبل۔

٢٩١٢- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ أَكُنْ سُقْتُ الْهَدْيَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((**مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ عُمْرَتِهِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا**)) قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمَّا دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَجَّتِي قَالَ ((**انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنِ الْعُمْرَةِ وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ**)) قَالَتْ فَلَمَّا قَضَيْتُ حَجَّتِي أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَمْسَكْتُ عَنْهَا.

٢٩١٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نکلے ہم حجۃ الوداع میں اور میں نے عمرہ کا اہلال کیا اور ہدی نہیں لائی اور آپ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج و عمرہ دونوں کا اہلال کر لے اور احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو اور میں حائضہ ہو گئی۔ پھر جب شب عرفہ ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا تو اب حج کیوں کر کروں؟ فرمایا سر کھول ڈالو کنگھی کرو۔ عمرہ کے افعال سے باز رہو۔ حج کا اہلال کرو۔ پھر جب میں حج کر چکی عبدالرحمٰن کو حکم فرمایا وہ مجھے پیچھے بٹھا لے گئے یعنی اونٹ پر اور عمرہ کروا لائے اس عمرہ کی جگہ جس کی بجا آوری افعال سے میں باز رہی تھی۔

٢٩١٣- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((**مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ**

٢٩١٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ نے فرمایا جو چاہے حج و عمرہ دونوں کا اہلال کرے جو چاہے حج کا جو چاہے عمرہ کا اور حضرت

بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ)) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَجٍّ وَأَهَلَّ بِهِ نَاسٌ مَعَهُ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا اہلال کیا اور آپ کے ساتھ اور لوگوں نے بھی اور بعضوں نے حج وعمرہ دونوں کا اور بعضوں نے فقط عمرہ کا اور میں انہی میں تھی۔

٢٩١٤– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ)) قَالَتْ فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَخَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِي فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ)) قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللهُ حَجَّنَا أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي وَخَرَجَ بِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ.

٢٩١٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نکلے ہم حجۃ الوداع میں ہلال ذی الحجہ کے قریب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ارادہ کرے عمرہ کا اہلال کرے اور اگر میں ہدی نہ کرتا تو عمرہ ہی کا اہلال کرتا اور کسی نے عمرہ کا کسی نے حج کا اہلال کیا اور میں انہی میں تھی جنھوں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا۔ پھر جب مکہ آئے اور عرفہ کا دن ہوا میں حائضہ ہو گئی اور ابھی میں نے عمرہ سے احرام نہیں کھولا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی آپ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو اور حج کا اہلال کرو۔ پھر میں نے ایسا ہی کیا پھر جب شب محصب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج پورا کیا میرے ساتھ آپؐ نے عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ کو بھیجا انھوں نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا اور وہ مجھے تنعیم لے گئے اور میں نے اہلال عمرہ کا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے حج اور عمرہ دونوں پورے کیے اور نہ اس میں قربانی واجب ہوئی نہ صدقہ نہ روزہ۔

٢٩١٥– عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ

٢٩١٥- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(٢٩١٤) ☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا روا ہے اگر جانور کو طاقت ہو اور معلوم ہو کہ تینوں قسم مناسک کے روا ہیں افراد و تمتع و قران اور اس پر اجماع ہے تمام اہل اسلام کا اور شب محصب بعد ایام تشریق کے ہے جس رات محصب میں آپ نے شب کاٹی اور منیٰ سے کوچ کیا اور تاریخ مدینہ سے چلنے کی اوپر بیان ہو چکی ہے اور یہ جو فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ نہ اس میں قربانی ہوئی نہ صدقہ نہ روزہ یہ مشکل ہے اس لیے کہ قارن اور متمتع دونوں پر قربانی ہے اور تاویل اس کی یہ ہے کہ اس کی قربانی سے مراد وہ قربانی ہے جو بسبب ارتکاب محظورات کے لازم آتی ہے جیسے خوشبو لگا لینا حالت احرام میں یا منہ ڈھانپ لینا یا شکار کرنا یا بال اکھاڑنا یا ناخن لینا وغیرہ ہے۔ غرض مطلب یہ ہے کہ ان وجوہ سے کوئی قربانی لازم نہیں آتی اور یہ تاویل مختار ہے نوویؒ نے اسی پر تصریح کی ہے۔

خَرَجْنَا مُوَافِينَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَحَبَّ مِنكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدَةَ .

۲۹۱۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ فَكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا و قَالَ فِيهِ قَالَ عُرْوَةُ فِي ذَلِكَ إِنَّهُ قَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ هَدْيٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا صَدَقَةٌ.

۲۹۱۶- اس حدیث کا مضمون وہی ہے جو اوپر حدیث کا بیان ہوا۔ عروہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حج و عمرہ پورا کیا۔ اور حضرت ہشام کی روایت میں ہے کہ اس میں کوئی قربانی، روزہ یا صدقہ واجب نہیں ہوا۔

۲۹۱۷-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

۲۹۱۷- وہی مضمون ہے آخر میں یہ ہے کہ جس نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج و عمرہ دونوں کا انھوں نے احرام نہیں کھولا مگر جب نحر کا دن ہوا (یعنی دسویں تاریخ ذوالحجہ کی)۔

۲۹۱۸-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى

۲۹۱۸- حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہم نکلے آپ کے ساتھ اور خیال نہیں کرتے تھے مگر حج کا (اس لیے کہ عمرہ ایام حج میں برا جانتے تھے

(۲۹۱۸) ☆ اس سے معلوم ہو گیا کہ حائضہ اور نفساء کو جمیع افعال حج سوا طواف کے روا ہیں جیسا اوپر گزر گیا اور سرف ایک مقام ہے مکہ سے قریب کئی میل پر اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے بخاری نے کہ حیض جمیع عورتوں پر آتا ہے بخلاف اس کے جو قائل ہے کہ یہ بلا بنی اسرائیل سے شروع ہوئی اور بخاری نے اس قائل پر انکار کیا ہے اور استدلال بخاری کا صحیح ہے اور معلوم ہوا کہ حائضہ کو غسل مسنون جیسے احرام کا غسل ہے اور معلوم ہوا کہ طواف حائضہ کا صحیح نہیں۔ اور یہ بالاتفاق مسلم ہے مگر اس کی علت میں اختلاف ہے بہ سبب اختلاف در اشتراط طہارت در طواف۔ سو امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ نے کہا ہے کہ طہارت شرط طواف ہے اور ابو حنیفہؒ نے کہا شرط نہیں ہے اور یہی مذہب ☜

إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((أَنَفِسْتِ)) يَعْنِي الْحَيْضَةَ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((إِنَّ هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَغْتَسِلِي)) قَالَتْ وَضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ.

جہالت کے دنوں میں کہ حضرتؐ نے اس خیال کو مٹایا) جب سرف میں آئی میں حائضہ ہو گئی اور رونے لگی حضرتؐ نے آکر پوچھا کیا تم کو حیض ہوا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو آدم کی بیٹیوں کے لیے اللہ نے لکھ دیا ہے سو اب تم حج کے کام کرو سوا طواف کے کہ وہ غسل کے بعد کرنا اور آپ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے قربانی کی گائے کی۔

۲۹۱۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى جِئْنَا سَرِفَ فَطَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((مَا يُبْكِيكِ)) فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ

۲۹۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ ام المومنین مبراۃ من فوق السماء فرماتی ہیں کہ ہم نکلے رسول اللہؐ کے ساتھ نہیں خیال کرتے تھے ہم مگر حج کا۔ پھر جب سرف میں آئی میں حائضہ ہوئی اور رسول اللہؐ آئے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے سبب پوچھا میں نے عرض کیا کہ کاش اس سال نہ آتی۔ آپ نے فرمایا

ہے داؤد کا۔ غرض جس نے طہارت کو شرط کہا ہے اس کے نزدیک عدم طہارت کے سبب سے طواف حائضہ باطل ہے اور جنھوں نے اسے شرط نہیں کیا انھوں نے کہا کہ طواف سے حائضہ اس لیے روکی گئی ہے کہ اسے مسجد میں ٹھہرنا پڑتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ آپ نے قربانی کی بیبیوں کی طرف سے اس میں احتمال ہے کہ آپ نے پوچھ لیا ہو اس لیے کہ قربانی غیر کی طرف سے بغیر اس کے پوچھے صحیح نہیں ہوتی۔ اور امام مالکؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قربانی گائے کی اونٹ سے افضل ہے اور شافعیؒ کے نزدیک اونٹ افضل ہے اس لیے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن اول ساعت میں آئے وہ ایسا ہے جیسے اونٹ کی قربانی کرنے والا اور اس حدیث سے شافعی نے استدلال کیا ہے اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حج عورت پر واجب ہے جب استطاعت راہ کی ہو۔ اور محرم کا ساتھ ہونا یہ بھی استطاعت میں داخل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اسی پر اجماع ہے کہ زوج حج نفل سے زوجہ کو روک سکتا ہے۔ رہا حج فرض تو جمہور کا قول ہے کہ نہیں روک سکتا۔ اور شافعیؒ کے دو قول ہیں ایک جمہور کے موافق اور اصح قول ان کا یہ ہے کہ وہ علی الفور واجب نہیں اور اصحاب شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ عورت کو مستحب تو یہی امر ہے کہ شوہر کے ساتھ حج کرے جیسا احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے اور اب چونکہ زمانہ فتنہ کا ہے لہٰذا اگر اس کے وجوب پر فتویٰ دیا جائے تو بھی شاید بنظر مصلحت بعید نہ ہو۔

(۲۹۱۹) ☆ امام ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ فقہاء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے جس کی بنا قصہ حضرت عائشہؓ ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ عورت جب احرام باندھے عمرہ کا اور حائضہ ہو جائے اور طواف نہ کر سکے قبل وقوف عرفات کے تو احرام عمرہ کا توڑ دے اور حج مفرد کا اہلال کرے یا حج کو عمرہ میں ملائے اور قارن ہو جائے۔ سو فقہائے کوفہ نے جیسے امام اعظم اور ان کے اصحاب ہیں انھوں نے کہا ہے کہ عمرہ توڑ دے اور حج کو عمرہ میں ملا دے۔ یہ مذہب ہے اہل حدیث کا جیسے امام احمد اور ان کے اتباع ہیں اور کوفیوں نے عروہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا حضرت عائشہؓ سے کہ تم اپنے عمرہ کو چھوڑ دو اور چوٹی کھول ڈالو اور اخیر میں فرمایا کہ یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے اور یہ روایت مع ترجمہ کے اوپر گزر چکی ہے۔ غرض یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وہ متمتع تھیں اور دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے عمرہ چھوڑ دیا اور احرام حج کا باندھ لیا اور اگر وہ اپنے احرام پر باقی رہتیں تو کنگھی کرنا ان کو روا نہ ہوتا اور اسی لیے جب وہ عمرہ تنعیم سے لائیں تو حضرتؐ ہے

قَالَ ((مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي)) قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ ((اجْعَلُوهَا عُمْرَةً)) فَأَحَلَّ النَّاسُ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ قَالَتْ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهَرْتُ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ

شاید تم کو حیض ہوا۔ میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا یہ بلا تو اللہ پاک نے آدم کی سب لڑکیوں کے لیے لکھی ہے تو اب تم وہی کرو جو حاجی کرتا ہے بجز اس کے کہ طواف نہ کرو بیت اللہ کا جب تک پاک نہ ہو۔ فرماتی تھیں کہ پھر جب ہم مکہ میں آئے رسول اللہؐ نے فرمایا اپنے یاروں کو کہ اس احرام کو عمرہ کر ڈالو۔ سو لوگوں نے احرام کھول ڈالا یعنی عمرہ کر کے مگر جس کے ساتھ ہدی تھی اور نبیؐ کے ساتھ ہدی تھی اور ابو بکر و عمر اور مالداروں کے ساتھ بھی۔ پھر احرام باندھا انھوں نے (یعنی جنھوں نے کھول ڈالا تھا) جب چلے یعنی حج کو فرمایا عائشہؓ نے کہ جب دن ہوا نحر کا تو میں پاک ہوئی

ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے پھر اگر عمرہ اول باقی رہتا تو آپ یہ کیوں فرماتے کہ یہ اس کا بدلہ ہے بلکہ عمرہ تنعیم ایک عمرہ مستقلہ ہوتا اور اہل حدیث نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اگر تم تامل کرو اس روایت میں اور سب الفاظ و عبارات کو جو اس میں بطریق مختلفہ مروی ہوئے ہیں اس میں غور کرو تو بخوبی واضح ہو جائے کہ وہ قارن تھیں اور انھوں نے عمرہ کو نہیں چھوڑا تھا۔ چنانچہ مسلم کی روایتوں میں اس بات کی تصریح ہے کہ جب حضرت عائشہؓ نے حج کا طواف کیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ طواف تمہارے حج اور عمرے دونوں کو کافی ہے اور انھوں نے عرض کیا کہ میرے دل میں خلجان ہے کہ میں نے جب تک حج نہیں کیا طواف نہیں کیا اس پر آپ نے عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ ان کو تنعیم لے جاؤ اور طاؤس کی روایت میں بھی یہی ہے کہ آپ نے منیٰ سے کوچ کے دن فرمایا کہ تمہارے یہ طواف (یعنی طواف افاضہ) حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو گا۔ غرض یہ نصوص صریحہ دال ہیں کہ وہ قارن تھیں اور حج و عمرہ دونوں کو انھوں نے ادا کیا۔ چنانچہ اوپر تصریح کی ہے کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور دال ہیں یہ نصوص کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور بصراحت دال ہیں کہ انھوں نے عمرہ ترک نہیں کیا اور احرام اس کا باقی ہے مگر اس کے افعال بجالانے میں دیر کی اور یہ جو فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو اس میں البتہ اشکال ہے اور اس کے حل میں فقہاء کے چار مسلک ہیں۔

مسلک اول:۔ یہ ہے کہ یہ قول دلیل ہے عمرہ کے ترک کی جیسے حنفیہ کا قول ہے۔

مسلک ثانی:۔ یہ ہے کہ یہ قول دلیل ہے اس کی کہ محرم کو اپنی کنگھی کرنا روا ہے اور کنگھی کے منع ہونے پر نہ کوئی دلیل کتاب سے ہے نہ سنت سے نہ اجماع امت سے اور یہ قول ابن حزم وغیرہ کا ہے۔

مسلک ثالث:۔ یہ ہے کہ اس لفظ کو رد کرنا اور کہنا کہ یہ لفظ فقط عروہ نے بیان کیا ہے اور تمام راویوں کے خلاف کہا ہے اور طاؤس و قاسم و اسود وغیرہم نے یہ روایت بیان کی ہے مگر کسی نے یہ لفظ نہیں کہا کہ آپ نے سر کھولنے اور کنگھی کرنے کو فرمایا ہو اور اس گروہ نے کہا ہے کہ حماد نے زید سے ابن نے ہشام سے اس نے اپنے باپ عروہ سے روایت کی کہ عروہ نے کہا مجھ سے کئی شخصوں نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم اپنا عمرہ چھوڑ دو اور سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو۔ غرض اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سر کھولنے کی بات عروہ نے خود حضرت عائشہؓ سے نہیں سنی۔

مسلک رابع:۔ یہ ہے کہ عمرہ چھوڑ دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے حال پر رہنے دو اور یہ مراد نہیں ہے کہ بالکل ﷺ

ﷺ فَأَفَضْتُ قَالَتْ فَأُتِيَنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالُوا أَهْدَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ بِحَجَّةٍ قَالَتْ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي عَلَى جَمَلِهِ قَالَتْ فَإِنِّي لَأَذْكُرُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ حَتَّى جِئْنَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا.

اور مجھے آپ نے حکم فرمایا سو میں نے طواف افاضہ کیا اور ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی ہے۔ پھر جب شب محصب ہوئی میں نے عرض کیا یارسول اللہ! لوگ حج اور عمرہ کر کے لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے۔ تب آپ نے حکم فرمایا عبدالرحمٰن بن ابو بکر کو انھوں نے مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے بٹھالیا اور فرماتی ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے اور میں ان دنوں کم سن لڑکی تھی اور اونگھ جاتی تھی اور میرے منہ میں کجاوہ کے پیچھے کی لکڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ تنعیم پہنچے اور وہاں سے میں نے عمرہ کا احرام باندھا اس عمرہ کے بدلے میں جو اور لوگوں نے کیا تھا۔

۲۹۲۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ الْمَاجِشُونِ غَيْرَ أَنَّ حَمَّادًا لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ

۲۹۲۰- اس سند سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور مالداروں کے ساتھ بھی تھی۔ پھر ان لوگوں نے اہلال کیا جب چلے اور نہ یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہو کہ میں کم سن لڑکی تھی، اونگھتی تھی

ﷺ ترک کر دو اور اس کی دو دلیلیں بڑی پکی ہیں۔ اول یہ فرمانا آپ کا طواف افاضہ کے وقت کہ یہ طواف تمہارا تمہارے حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ بالکل باطل نہیں ہوا۔ دوسرے یہ فرمانا آپ کا کافی ہے کونی فی عمرتك یعنی اپنے عمرہ میں رہو اور یہ جو آپ نے فرمایا عمرہ تنعیم کو کہ یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت ام المومنین محبوبہ سید المرسلینؐ نے چاہا کہ ایک عمرہ مفرد بجالائیں اور آنحضرتؐ نے ان کو خبر دی کہ طواف تمہارا تمہارے حج و عمرہ دونوں کو کافی ہو گیا اور عمرہ حج میں داخل ہو گیا تو انھوں نے اصرار کیا جیسے اور امہات المومنین کا عمرہ ہوا یا ان لوگوں کا جو ہدی نہ لائے تھے کہ ان کے عمرہ کا احرام الگ اور حج کا احرام الگ تھا ایسا ہی میرا بھی ایک عمرہ احرام کے ساتھ ہو جائے پھر جب تنعیم سے عمرہ لائیں تو آپ نے فرمایا یہ ویسا ہی عمرہ ہے جیسا تم نے چاہا تھا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پہلے پہل احرام کس کا باندھا تھا اور اس میں دو قول ہیں اول یہ کہ عمرہ مفردہ کا احرام تھا اور یہی صواب ہے اس لیے کہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ حضرتؐ نے صحابہ کو تینوں نسک کی اجازت دی اور فرمایا کہ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی عمرہ ہی کا احرام باندھتا اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ عمرہ رہنے دو اور حج کا احرام باندھو یہ بھی اسی پر دال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ انھوں نے اول احرام حج کا باندھا تھا اور مفردہ تھیں۔ چنانچہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ روایت کی قاسم بن محمد اور اسود بن یزید اور عروہ ان سب لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے وہ بات جو دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے احرام حج کا باندھا تھا نہ کہ عمرہ کا۔ پھر دلائل ان کے بیان کئے اور مذہب اول کو ثابت کیا اور آخر میں کہا کہ محرم کو اگرچہ بال اکھاڑنا منع ہے مگر کنگھی کرنا کس نے منع کیا ہے اور کنگھی میں نزاع ہے اور وہ البتہ محل اجتہاد ہے۔ (زاد المعاد)

ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا وَلَا قَوْلُهَا وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ.

اور میرے منہ میں کجاوے کی لکڑی لگ جاتی تھی۔

۲۹۲۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

۲۹۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد کیا حج کا۔

۲۹۲۲-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِي حُرُمِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ حَتَّى نَزَلْنَا بِسَرِفَ فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ مِنْكُمْ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً

۲۹۲۲-حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نکلے ہم رسول اللہؐ کے ساتھ لبیک پکارتے ہوئے حج کی حج کے مہینوں میں وقات و مواضع حج میں (یا ممنوعات شرعیہ حج سے بچتے ہوئے) اور حج کی راتوں میں (مراد اس سے یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا الحج اشھر معلومات اور امام شافعی اور جماہیر علماء کے نزدیک صحابہ و تابعین سے اور اسلاف صالحین سے حج کے مہینے شوال اور ذیقعدہ اور دس راتوں

(۲۹۲۱) ☆ حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ سے جو یہ مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے افراد کیا حج کا اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں اول یہ کہ صرف حج کا اہلال کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ عمل میں افراد کیا ہو یعنی حج و عمرہ دونوں کے واسطے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی بجالائے ہوں۔ تیسرے یہ کہ ایک ہی حج کیا بعد ہجرت کے اور دوسرا حج نہیں کیا بخلاف عمرہ کے کہ وہ چار بار کیا اور صحیح معنی افراد حج کے وہی دوسرے معنی ہیں اور یہاں ابن عمر کے قول میں وہی معنی مراد ہیں کہ افعال دونوں کے ایک ہی بار بجالائے اور اس میں سب روایتوں میں توفیق بھی ہو جاتی ہے اور حضرت کی شان کے لائق بھی ہے اس نظر سے کہ آپ اپنی امت پر رفق اور آسانی چاہتے تھے اور اسی آسانی کی راہ سے آپ نے حضرت عائشہؓ کو بھی فرمایا تھا کہ تمہارا یہ طواف (یعنی طواف افاضہ) حج و عمرہ دونوں کو کافی ہے۔ اور اس صورت میں ان روایتوں کی تاویل نہیں کرنی پڑتی جن میں قران و تمتع کی تصریح آئی ہے (زادالمعاد)۔

(۲۹۲۲) ☆ قولہ اور آپ اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو الخ زادالمعاد میں ہے کہ پہلے رسول اللہؐ نے صحابہ کو اختیار دیا نسک ثلاثہ میں پھر جب مکہ کے قریب پہنچے تو حکم دیا کہ جو لوگ حج اور قران کا احرام باندھے ہیں اور ہدی نہیں لائے وہ اس کو فسخ کر دیں عمرہ کے ساتھ پھر مروہ پہنچ کر بطریق وجوب کے ان کو حکم دیا۔

قولہ اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جائے الخ زادالمعاد میں ہے کہ رسول اللہؐ کے عمروں میں ایک بھی ایسا عمرہ نہیں ہے کہ آپ نے مکہ سے باہر نکل کر حل سے عمرہ کا احرام باندھا ہو جیسے آج کل لوگ کیا کرتے ہیں اور آپ کے تمام عمرے وہی تھے جو مکہ میں باہر سے آنے والے کے ہوتے ہیں (یعنی ان پر قیاس کرنا مکہ والوں کے عمرہ کا جو ساکنان مکہ ہیں اور ان کو حکم دینا کہ حل میں جا کر احرام باندھیں قیاس مع الفارق ہے) اور حالانکہ رسول اللہؐ بعد وحی کے تیرہ برس مکہ میں مقیم رہے مگر ہرگز ان سے یہ مروی نہیں ہوا کہ آپ نے اس مدت میں کبھی مکہ سے حل میں جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور آپ نے جو عمرہ کیا ہے اور اس کو مشروع ٹھہرایا ہے وہ اس شخص کا عمرہ ہے جو باہر سے مکہ میں آوے نہ اس کا جو کہ مکہ میں رہتا ہو کہ وہ باہر نکل کر احرام باندھے اور یہ آپ کے زمانے میں کسی نے بھی نہیں کیا سوا حضرت عائشہؓ کے لئے

فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا)) فَمِنْهُمْ الْآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَمَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ وَمَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ لَهُمْ قُوَّةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((مَا يُبْكِيكِ)) قُلْتُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ مَعَ أَصْحَابِكَ فَسَمِعْتُ بِالْعُمْرَةِ قَالَ ((وَمَا لَكِ)) قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ ((فَلَا يَضُرُّكِ فَكُونِي فِي حَجِّكِ فَعَسَى اللهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَا وَإِنَّمَا أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كَتَبَ اللهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ)) قَالَتْ فَخَرَجْتُ فِي حَجَّتِي حَتَّى نَزَلْنَا مِنًى فَتَطَهَّرْتُ ثُمَّ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ ((اخْرُجْ

ہیں ذی الحجہ کی کہ تمام ہوتی ہیں نحر کی رات کی صبح تک یعنی دسویں تاریخ کی صبح تک اور امام مالکؒ سے بھی یہی مروی ہے اور مشہور روایت مالکؒ کی یہ ہے کہ وہ شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ کا سارا مہینہ ہے اور یہی مروی ہے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے اور مشہور روایت ان دونوں کی وہی ہے جو ہم نے اوپر جماہیر سے نقل کی) یہاں تک کہ سرف میں اترے اور آپؐ اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو تو میرے نزدیک بہتر ہے کہ وہ اس احرام کو عمرہ کر لے اور جس کے ساتھ ہدی ہو وہ نہ کرے۔ سو بعض لوگوں نے اس پر عمل کیا اور بعضوں نے نہیں (اس لیے کہ امر وجوب کے طور پر نہ تھا بلکہ استحباب کے طور پر تھا) حالانکہ ان کے ساتھ ہدی نہ تھی (مگر تاہم وہ احرام حج ہی کا باندھے رہے اور نیت حج ہی کی رہی) اور رسول اللہؐ کے ساتھ تو ہدی تھی اور ان لوگوں کے ساتھ بھی جن کو طاقت تھی ہدی کی اور رسول اللہؐ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا تم روتی کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے جو یاروں سے فرمایا میں نے سنا کہ آپ نے عمرہ کا حکم دیا (اور میں اس کی بجا آوری سے

ف حالانکہ ہزاروں صحابہؓ آپ کے ساتھ تھے اور وجہ حضرت عائشہؓ کے فعل کی یہ تھی کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حائضہ ہو گئیں اور آپ نے حکم کیا عمرہ پر حج کو ملالو اور وہ قارنہ ہو گئیں۔ اور حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو جائے گا تو انہیں یہ ملال ہوا کہ اور بیبیاں تو حج اور عمرہ دونوں مستقل (یعنی الگ الگ احرام سے) ادا کر کے جاتی ہیں اس لیے کہ وہ متمتعات تھیں اور ان کو حیض بھی نہیں آیا اور انھوں نے قران بھی نہیں کیا اور میں ایسے عمرہ کے ساتھ جاتی ہوں جو حج کے ضمن میں ہوا ہے اس سے ان کو ملال ہوا تو آپ نے ان کے بھائی کو حکم دیا کہ تنعیم سے عمرہ کرا لاؤ کہ ان کا دل خوش ہو جائے اور حالانکہ نہ رسول اللہؐ نے وہاں سے عمرہ کیا اس حج میں نہ اور کسی صحابی نے جو آپ کے ساتھ تھے انتہی۔

غرض اس کلام سے یہ ہے کہ آج کل جو مکہ کے لوگ احرام عمرہ کے لیے حل میں جانا واجب جانتے ہیں اور احرام اس کا مکہ کے اندر نہیں جانتے یہ خلاف ہے اور قصہ حضرت عائشہؓ سے استدلال ان کا باطل ہے اس لیے کہ فعل کو عموم نہیں علی الخصوص جب اس فعل کی ایک علت خاص پائی جائے اور وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور کلمہ رسول اللہ کا ہمارے لیے علی العموم موجود ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو ارادہ رکھتا ہو حج اور عمرہ کا اور میقات کے اندر ہو وہ وہیں سے جہاں رہتا ہے لبیک پکارے یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے اور یہ لفظ حدیث باسانید متعددہ باب المواقیت میں مسلم کے اوپر گزر چکا۔ پس کسی کو احرام عمرہ کے لیے حل میں جانا ضروری نہیں۔ وذلک المقصود۔ ۱۲

بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ لِتَطُفْ بِالْبَيْتِ فَإِنِّي أَنْتَظِرُكُمَا هَا هُنَا)) قَالَتْ فَخَرَجْنَا فَأَهْلَلْتُ ثُمَّ طُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَجِئْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ ((هَلْ فَرَغْتِ)) قُلْتُ نَعَمْ فَآذَنَ فِي أَصْحَابِهِ بِالرَّحِيلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

بہ سبب حیض کے مجبور ہوں) آپ نے فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کی کہ میں نماز نہیں پڑھتی (یہاں سے معلوم ہوا کہ حیض کو بے نمازی آ گئی بولنا مستحب ہے کہ اس میں حیا اور تہذیب ہے اور یہ اصطلاح گویا اسی حدیث سے نکلی ہے)۔ آپ نے فرمایا تمہیں کیا نقصان ہے؟ تم حج میں مشغول رہو (یعنی ابھی افعال عمرہ میں تاخیر کرو اگرچہ احرام عمرہ کا ہے) تو اللہ سے امید ہے کہ تم کو وہ بھی عنایت فرما دے اور بات تو یہ ہے کہ آخر تم آدم کی اولاد ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر بھی لکھا ہے جو ان سب پر لکھا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص حیض اور ابتداء اس کی بنی اسرائیل سے باطل ہے)۔ پھر فرماتی ہیں کہ میں حج میں نکلی اور ہم منیٰ میں اترے اور میں پاک ہوئی اور طواف کیا بیت اللہ کا اور رسول اللہؐ محصب میں اترے اور آپ نے عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ سے فرمایا کہ اپنی ہمشیرہ کو حرم سے باہر لے جاؤ اور وہ عمرہ کا احرام باندھے (اس سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں کہ مکے والا جب عمرہ کرے تو حل میں یعنی حرام سے باہر جا کر احرام باندھے اور روا نہیں ہے کہ حرم ہی سے احرام باندھ لے اور اگر اس نے حرم ہی میں احرام باندھا اور پھر حل میں گیا طواف سے پہلے تو بھی کافی

لے اور مسک الختام میں ہے کہ صاحب سبل نے کہا ہے کہ اہل مکہ عام ہیں خواہ ساکنان مکہ ہوں یا مجاور ان مکہ یا واردان مکہ اور احرام حج کے لیے باندھا ہو یا عمرہ کے لیے اور اس سے معلوم ہوا کہ میقات عمرہ کی اہل مکہ کے لیے مکہ ہی ہے جیسے حج کی مکہ ہی ہے اور اسی طرح میقات قران کی بھی مکہ ہی ہے مگر محب طبری نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کسی کو کہ اس نے مکہ کو عمرہ کی میقات کہا ہو اور جواب اس کا یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے خود میقات عمرہ کی یہی مکہ ٹھہرا لیا ہے اسی حدیث کی رو سے (جس کا ٹکڑا ہم مسلم سے ابھی لکھ چکے ہیں)۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا اے اہل مکہ جو کوئی تم میں سے چاہے کہ عمرہ بجا لائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے اور اس کے درمیان میں بطن محسر کو کر لیوے۔ اور یہ بھی کہا کہ جو ارادہ کرے اہل مکہ سے عمرہ کا وہ تنعیم کو جائے اور حرم سے باہر ہو جائے۔ پس یہ آثار موقوفہ ہیں اور حدیث مرفوع صحیح کے مقابل نہیں ہو سکتے اس کے بعد حضرت عائشہؓ کی تنعیم جانے کی وہی وجہ بیان کی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں پھر کہا اس حدیث میں حضرت عائشہؓ سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ عمرہ بغیر حل کے جائے صحیح نہیں اس شخص کے لیے جو مکہ میں رہتا ہے اور جب اس میں یہ احتمال نکل آیا تو وہ اور بھی حدیث مسلم مذکور کے مقابل اور برابر نہیں ہو سکتی۔ اور طاؤس نے کہا ہے میں نہیں جانتا کہ جو لوگ تنعیم سے عمرہ لاتے ہیں وہ ثواب پاتے ہیں یا عذاب۔ لوگوں نے کہا عذاب کیوں پانے لگے؟ انھوں نے کہا بیت اللہ اور اس کا طواف چھوڑ کر چار میل جاتے ہیں اور اس مدت میں دو سو طواف کر سکتے لے

ہے اور اس پر دم واجب نہیں اور اگر حرم میں احرام باندھ کر بھی حل میں نہ نکلا اور طواف و سعی اور حلق کیا تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ عمرہ اس کا صحیح نہیں جب تک کہ حل کی طرف نہ نکلے پھر طواف و سعی کرے اور حلق اور دوسرا یہ ہے کہ عمرہ صحیح ہے مگر اس کا دم لازم آتا ہے۔ یعنی ایک بکری) اس لیے کہ اس نے میقات کو ترک کیا اور علماء نے کہا ہے کہ واجب ہے حل کی طرف نکلنا تاکہ نسک اس کا حل و حرم دونوں میں ہو جائے جیسے حاجی دونوں میں جاتا ہے اور عرفات میں وقوف کرتا ہے اور وہ حل میں ہے پھر مکہ میں داخل ہوتا ہے طواف وغیرہ کے لیے۔ یہ تفصیل ہے مذہب شافعیؒ کی اور یہی کہا ہے جمہور علماء نے کہ واجب ہے نکلنا حل کی طرف عمرہ کے احرام کے لیے جدھر سے حل قریب ہو۔ اور امام مالک ہی کا مذہب ہے کہ احرام عمرہ کا تنعیم سے ہے اور معتمرین کی میقات وہی ہے۔ مگر یہ قول شاذو مردود ہے اور جماہیر کا وہی قول ہے کہ تمام جوانب حل کے برابر ہیں خواہ تنعیم ہو یا اور کوئی) (نوویؒ) اور طواف کرے بیت اللہ کا اور فرمایا آپ نے کہ میں تم دونوں کا منتظر ہوں یہیں۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہم دونوں نکلے اور میں نے لبیک پکاری اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی اور ہم آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ اسی منزل میں تھے رات میں پھر آپ نے فرمایا کہ تم فارغ ہو گئیں۔ میں

ہیں اور ہر طواف ان کا اس آمد و رفت بے معنی سے افضل و بہتر ہے اگرچہ یہ کلام ان کا تفضیل میں طواف کے ہے عمرہ پر۔

مترجم کہتا ہے کہ تاہم دلالت کرتا ہے اس آمد و رفت کے بے معنی ہونے اور بلاوجہ اور لاشے ہونے پر۔ انتہی ما قال المترجم۔

اور امام احمدؒ نے کہا ہے کہ بعض لوگوں نے عمرہ کو مکہ میں طواف سے افضل کہا ہے بعض نے مکہ میں رہنا اور طواف کو افضل کہا ہے اور اصحاب احمدؒ کے نزدیک عمرہ مکے کا جب مکہ سے احرام باندھے تو صحیح ہے مگر اس پر دم لازم آتا ہے اس لیے کہ اس نے میقات سے احرام کو ترک کیا اور صاحب مسک الختام نے کہا کہ واجب کہنا دم کو اس پر بے دلیل ہے۔ انتہی ماقال فی المسك الختام۔

غرض مترجم حقیر کے نزدیک مختار یہی ہے کہ مکی کو احرام عمر مکہ سے باندھنا بقول رسول اللہ ﷺ کے جائز ہے اور اس کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ حل میں نکلے اور قضیہ حضرت عائشہؓ مثبت وجوب نہیں ہو سکتا اور اگرچہ بڑے بڑے لوگوں نے اس کا خلاف کیا ہے مگر الحق اکبر من هؤلاء۔

نے عرض کی کہ ہاں آپ نے اپنے اصحاب میں کوچ پکار دی اور نکلے اور بیت اللہ پر سے گزرے اور طواف کیا (یہ طواف وداع کیا) نماز صبح سے پہلے پھر مدینہ کو چلے۔

۲۹۲۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ.

۲۹۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ بعض لوگوں نے ہم میں سے ہلال کیا تھا حج مفرد کا اور بعضوں نے قران کیا تھا اور بعضوں نے تمتع۔

۲۹۲٤- عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ جَاءَتْ عَائِشَةُ حَاجَّةً.

۲۹۲۴- قاسم نے کہا کہ حضرت عائشہؓ حج کا احرام باندھ کر آئی تھیں۔

۲۹۲٥- عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقِيلَ ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ.

۲۹۲۵- عمرہ نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا کہ فرماتی تھیں ہم نکلے رسول اللہؐ کے ساتھ جب پانچ تاریخیں ذی قعدہ کی باقی رہ گئیں اور ہم خیال حج ہی کا کرتے تھے یہاں تک کہ جب مکہ کے پاس آئے تو آپ نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ طواف و سعی کے بعد احرام کھول ڈالے (یعنی حج کو عمرہ کر دے)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہمارے پاس نحر کے دن یعنی دسویں تاریخ گائے کا گوشت آیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے ذبح کیا ہے۔ پھر میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے ذکر کی (یہ قول یحییٰ کا ہے) انھوں نے کہا تم نے خوب برابر جیسے تھی ویسے ہی روایت کی۔

۲۹۲٦- عَنْ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۹۲۶- حضرت یحییٰؒ سے بھی اس کی مثل حدیث موجود ہے۔

۲۹۲٧- عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ح وَعَنْ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ

۲۹۲۷- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ! لوگ مکہ سے لوٹتے ہیں دو عبادتوں کے ساتھ (یعنی حج

(۲۹۲۴) ☆ یعنی پہلے عمرہ کا اہلال کیا تھا پھر بوجہ حیض کے عمرہ کو چھوڑ دیا اور حج کا اہلال کیا مکہ سے اور یہ کہنا صحیح ہو گیا کہ وہ حج کو آئی تھیں اس لیے کہ اگر حیض نہ بھی ہوتا تو عمرہ کے بعد ضرور حج ادا کرتیں جیسے متمتع کو کہہ سکتے ہیں کہ حج کو آیا ہے اگرچہ اول احرام اس کا عمرہ ہی ہوتا ہے۔

(۲۹۲۷) ☆ یعنی حضرتؐ نے فرمایا کہ وہاں سے لوٹتے وقت فلاں مقام پر ہم سے ملنا اور اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے ثواب تکلیف اور مشقت اور نفقہ کے موافق گھٹتے بڑھتے ہیں۔ مگر نفقہ سے وہی نفقہ مراد ہے جو شرع میں منع نہ ہو اور تکلیف وہ جو حد رہبانیت اور بدعت کو نہ پہنچے۔

بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ وَاحِدٍ قَالَ ((انْتَظِرِي فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي مِنْهُ ثُمَّ الْقَيْنَا عِنْدَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ غَدًا وَلَكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَصَبِكِ أَوْ قَالَ نَفَقَتِكِ)).

اور عمرہ جداگانہ کے ساتھ) آپ نے فرمایا تم ٹھہرو جب تم پاک ہو گی تو تنعیم کو جانا اور لبیک پکارنا اور پھر ہم سے فلاں فلاں مقام میں ملنا۔ گمان کرتا ہوں میں کہ آپ نے فرمایا کل کے روز اور ثواب تمہارے اس عمرہ کا تمہاری تکلف اور خرچ کے موافق ہے۔

۲۹۲۸- عَنْ الْقَاسِمِ وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ لَا أَعْرِفُ حَدِيثَ أَحَدِهِمَا مِنْ الْآخَرِ أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۲۹۲۸- ابن عون سے روایت ہے کہ ان دونوں کی حدیث مجھ پر غلط ملط ہو گئی۔ حدیث یہ ہے کہ بے شک ام المومنینؓ نے فرمایا اے رسول اللہ! لوگ لوٹتے ہیں دو عبادتوں کے ساتھ۔ آگے وہی حدیث ہے۔

۲۹۲۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ الْهَدْيَ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ

۲۹۲۹- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں اور سب لوگ نکلے رسول اللہؐ کے ساتھ اور ہمارا حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہ تھا پھر جب سب لوگ مکہ میں آئے طواف کیا بیت اللہ کا اور رسول اللہؐ نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے۔ غرض ان لوگوں نے کھول ڈالا اور آپ کی بیبیاں ہدی نہیں لائی تھیں۔ سو انھوں نے بھی احرام کھول ڈالا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حیض ہوا اور میں نے طواف نہیں کیا پر جب شب حصبہ ہوئی تو میں نے عرض کی آپ سے کہ لوگ تو حج و عمرہ کر کے لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے۔ آپ نے فرمایا کیا جن راتوں کو ہم مکہ میں آئے تھے تم نے طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کی کہ نہیں

(۲۹۲۹) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف وداع حائضہ پر واجب نہیں اور نہ اس کو انتظار طہر کا اس کے لیے ضروری ہے اور نہ اس کا اس کی وجہ سے دم لازم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور تمام علماء کا کافۃً مگر جو نقل کیا ہے قاضی عیاضؒ نے خلاف بعض سلف کا وہ قول شاذ و مردود ہے انتہی۔ زاد المعاد میں ہمارے شیخ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ عمرہ جو حضرت صدیقہ محبوبہ محبوب خداؐ تنعیم سے لائی ہیں اس میں فقہاء امت کے چار مسلک ہیں۔

اول یہ کہ عمرہ صرف ان کا دل خوش کرنے کے لیے تھا اور انہیں تو طواف اور سعی ان کے عمرہ اور حج دونوں کو کافی ہو گئی تھی۔

دوسرے یہ کہ جب وہ حائضہ ہوئیں تو آپ نے حکم فرمایا کہ عمرہ چھوڑ دیں اور حج مفرد بجالائیں پھر حج کے بعد اس کی قضا کا حکم دیا اور عمرہ تنعیم قضا تھی عمرہ سابقہ کی اور یہ مسلک ہے ابو حنیفہ اور ان کے اتباع کا اور اس قول کے موافق یہ عمرہ ان پر واجب تھا اور قول اول کی رو سے جائز اور جو متمتعہ حائضہ ہو جائے اس کا انہیں دونوں قول کے موافق حال ہے کہ یا تو حج کو عمرہ پر ملا کر قارنہ ہو جائے یا عمرہ کو چھوڑ کر مفردہ ہو جائے اور پھر اس کی قضا کرے۔ ☜

وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ ((أَوْ مَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ)) قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ ((فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ ((عَقْرَى حَلْقَى أَوْ مَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ)) قَالَتْ بَلَى قَالَ ((لَا بَأْسَ انْفِرِي)) قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِيَنِي

فرمایا اچھا تم اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھو اور پھر ہمارے تمہارے ملنے کی فلاں جگہ ہے۔ اتنے میں صفیہؓ نے کہا کہ میں خیال کرتی ہوں کہ شاید میں تم سب کو روکوں (یعنی مجھے بھی حیض عارض ہوا اور طواف وداع کے انتظار میں میرے لیے سب کو ٹھہرنا پڑے)۔ حضرتؐ نے فرمایا لنگوڑی سر منڈی کیا تو نے نحر کے دن طواف نہیں کیا؟ (یعنی طواف افاضہ) انھوں نے عرض کی کیوں نہیں اور یہ فرمانا آپ کا بطور روزمرہ عرب کے اور بول چال کے تھا جیسے زبان میں مستعمل ہے نہ کہ بطریق بددعا کے۔

تیسرے یہ کہ جب وہ قارنہ ہو گئیں تو ایک عمرہ مفردہ الگ بجالانا ضروری ہوا اس لیے کہ عمرہ قارن کا عمرہ اسلام کو کافی نہیں اور یہ ایک روایت ہے احمد کی دونوں روایتوں میں سے۔

چوتھے یہ کہ وہ مفردہ تھیں اور طواف قدوم سے بہ سبب حیض کے باز رہیں اور افراد ہی بجالائیں یہاں تک کہ پاک ہوئیں اور حج پورا کیا اور یہ عمرہ تنعیم عمرہ اسلام تھا اور یہ مسلک ہے قاضی اسمٰعیل بن اسحٰق وغیرہ کا مالکیہ میں سے اور یہ مسلک مترجم کے نزدیک نہایت ہی ضعیف ہے بہ نسبت اور مسالک کے۔ تنصیص کی ہے اس کے ضعف پر ابن قیم وغیرہ نے۔ انتہی

بہرحال اس عمرہ سے اور اس روایت سے جناب صدیقہؓ کے بڑے بڑے اصول مناسک معلوم ہوئے کہ جزائے خیر دیوے اللہ تعالیٰ ہماری ماں کو اور بلند کرے درجہ ان کا اعلیٰ علیین میں۔

اول یہ معلوم ہوا کہ قارن کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے عمرہ اور حج دونوں کے لیے۔

دوسرے یہ کہ طواف قدوم و وداع ساقط ہو جاتا ہے حائضہ سے اور حال صفیہؓ کا جو جناب عائشہ صدیقہؓ نے بیان کیا وہ اصل اصیل ہے اس مسئلہ کی۔

تیسرے یہ کہ داخل و شامل کر دینا حج کا عمرہ پر حائضہ کو جائز ہے جیسے طاہر کو جائز ہے اور کیوں نہ ہو کہ وہ زیادہ تر اس کی محتاج ہے اس لیے کہ معذور ہے۔

چوتھے یہ کہ حائضہ سب افعال حج بجالائے سوا طواف کے۔

پانچویں یہ کہ تنعیم حل میں ہے۔

چھٹے یہ کہ دو عمروں کا ایک سال میں بلکہ ایک ماہ میں بجالانا روا ہے۔

ساتویں یہ کہ متمتع جب فوت حج کا خوف رکھتا ہو تو اس کو روا ہے کہ حج کو عمرہ پر داخل کرے اور یہ روایت اس مسئلہ کی اصل ہے۔

آٹھویں یہ کہ مکہ کے عمرہ کے لیے یہ روایت اصل ہے اور جو اس کو مستحب جانتا ہے اس کے ہاتھ میں اس روایت کے سوا اور کوئی دلیل نہیں اس لیے کہ نبیؐ نے کبھی مکہ سے باہر نکل کر عمرہ نہیں کیا نہ کسی اور صحابی نے جو آپ کے ساتھ تھے سوا جناب صدیقہؓ کے اور عمرہ مکیہ والوں نے اسی روایت کو اپنے اس قول کی دلیل ٹھہرایا ہے کہ مکی کو حل میں جانا ضروری ہے احرام عمرہ کے لیے حالانکہ اس میں کوئی باہر جانے کے وجوب پر ہرگز دلالت نہیں۔ اس لیے کہ عمرہ جناب صدیقہ کا یا تو عمرہ قضا تھا اس عمرہ کے عوض میں جو انھوں نے ترک کیا تھا ان کا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا و قَالَ إِسْحٰقُ مُتَهَبِّطَةٌ وَمُتَهَبِّطٌ.

اور نہ اس راہ سے کہ معنی اصل اس کے مراد ہوں جیسے تربت یداك اور قاتله الله مستعمل ہے اور براہ بے تکلفی اور اختلاط کے تھا اور بی بی صاحبہ نے خیال کیا کہ شاید طواف وداع کے لیے ہم کو انتظار کرنا پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ طواف وداع حائضہ کو معاف ہے۔ آپ نے فرمایا اب کچھ مضائقہ نہیں کوچ کرو۔ حضرت صدیقہ محبوبہ رسول اللہؐ فرماتی ہیں پھر ملے مجھے رسول اللہؐ بلندی پر چڑھتے ہوئے مکہ سے اور میں اترتی تھی اس پر سے یا میں چڑھتی تھی اور آپ اترتے تھے۔

۲۹۳۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

۲۹۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لبیک پکارتے ہوئے نہ ارادہ خاص حج

لوگوں کے قول کے موافق جو اس کو واجب کہتے ہیں جیسے ہم نے اوپر تصریح کر دی ہے یا زیارت محض تھی صرف ان کی دلجوئی کے لیے اس کے قول کے موافق جو ان کو قارن کہتا ہے حالانکہ طواف اور سعی ان کے دونوں کو کافی ہو چکی تھی (صرح بذلك كلها ابن القيم في زادالمعاد)

(۲۹۳۰) ☆ کہا ہمارے محقق زمان شیخ ابن قیمؒ نے زادالمعاد میں کہ مطلق احرام باندھنا رسول اللہؐ کا بلا تعیین نسک کے یہ ایک قول ہے امام شافعی کا ان کے ان دو قولوں میں سے کہ تصریح کی انھوں نے اس کی کتاب اختلاف حدیث میں' اس کے بعد مفصل قول شافعی کا نقل کیا اور تصریح کی ہے شیخ مذکور نے اس کتاب میں جابجا اس پر کہ رسول اللہؐ قارن تھے اور یہی صحیح ہے محدثین کے نزدیک اور جو قائل ہیں کہ آپ کا احرام مطلق تھا بغیر تعیین نسک کے ان کے اعذار میں سے یہ روایت بھی ہے جناب صدیقہؓ کی جس کے ذیل میں ہم لکھ رہے ہیں کہ یہی روایت بخاری میں بھی مروی ہوئی ہے اور طاؤس نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے کہ ہم نکلے رسول اللہؐ کے ساتھ اور آپ نہ حج کا نام لیتے نہ عمرہ کا اور حکم الٰہی کے منتظر تھے کہ حکم الٰہی صفا اور مروہ کے بیچ میں اترا اور جابرؓ نے بھی روایت کی ہے کہ ہم نے عمل کیا جو آپ نے کیا اور آپ نے لبیک پکاری توحید کے ساتھ پھر ذکر کیا تلبیہ کا اور کہا کہ لوگوں نے بھی تلبیہ کہا جو آپ نے کہا۔ غرض ان روایتوں میں کسی نسک کی تعیین نہیں ہے۔ پھر اس کا جواب دیا ہے کہ ان روایتوں میں کوئی ایسی بات مروی نہیں جو ان روایتوں کے مخالف ہو جن میں تعیین آپ کے نسک کی مذکور ہے۔ اب سنو کہ روایت طاؤس کی تو مرسل ہے اور وہ معارض نہیں ہو سکتی ان روایات صحیحہ متصل الاسناد کے جو ثبوت تعیین کے باب میں مروی ہو چکی ہیں اور طاؤس کی روایت کا اتصال سند نہ کسی طریق صحیح سے معلوم ہوتا ہے نہ حسن سے اور اگر صحیح بھی ہو تو جس حکم الٰہی کے آپ منتظر تھے وہ میقات سے پیشتر آپ کو پہنچا اور آپ کے پاس ایک فرشتہ پروردگار عالم کی طرف سے آیا اور اس نے کہا کہ اس وادی مبارک میں نماز ادا کرو اور کہو عمرہ ہے حج میں ملا ہوا۔ غرض یہ حکم الٰہی آپ کو قبل احرام کے پہنچ چکا اور آپ قران کا احرام باندھ چکے۔ اور طاؤس اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ حکم الٰہی آپ پر صفا اور مروہ کے بیچ میں اترا اور یہ حکم اور ہے اس حکم اول کے سوا جو آپ کو وادی عقیق میں اترا تھا (یعنی قبل احرام) اور یہ حکم جو صفا اور مروہ پر اترا یہ فسخ حج کا حکم ہے۔ آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ بجالا کر فسخ کر دیں جن کے ساتھ ہدی نہ ہو اور یہیں پر آپ نے فرمایا کہ اگر پہلے سے میں جانتا اپنے کام کو جس کو میں نے آخر میں جانا تو ہدی ساتھ نہ لاتا (یعنی آرزو کی احرام کے کھول ڈالنے کی مگر بہ سبب ہدی لانے کے مجبور تھے اور یہ آرزو اس لیے تھی کہ اس میں امت کی آسانی اور صحابہؓ کی دلجوئی اور ان کی موافقت تھی) اور یہاں آپ نے فسخ حج کا

نُلَبِّي لَا نَذْكُرُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

کار کھتے تھے نہ خاص عمرہ کا اور بیان کی راوی نے باقی حدیث مثل روایت منصور کے جو اوپر گزری۔

۲۹۳۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ أَغْضَبَكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ قَالَ ((أَوَمَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ

۲۹۳۱- ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کی چوتھی یا پانچویں کو آئے اور میرے پاس تشریف لائے غصہ میں بھرے ہوئے میں نے عرض کی کہ آپ کو کس نے غصہ دلایا اے اللہ کے رسولؐ! اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے؟ آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتی ہو کہ میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا ہے اور وہ اس میں تردد کرتے ہیں۔ حکم نے کہا کہ خیال کرتا ہوں

ﻟﻠﻪ حکم و جواب کے طور پر دیا اور جب صحابہؓ نے تامل کیا تو آپ نے فرمایا وہی کرو جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ باقی رہا یہ فرمانا ام المومنین حضرت عائشہؓ کا نہ خیال رکھتے تھے ہم حج کا نہ عمرہ کا یہ اگر محفوظ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات احرام سے پہلے تھی اور نہیں تو آپ کے کلام میں مخالف ہو گی کہ اور روایات صحیحہ میں آچکا ہے کہ کچھ لوگوں نے ہم میں سے حج کا کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور آپ نے بھی خود احرام عمرہ کا باندھا تھا اور یہ جو ام المومنینؓ سے مروی ہے کہ ہم لبیک پکارتے تھے نہ حج کا خیال تھا نہ عمرہ کا یہ بھی احرام سے پہلے تھا اور یہ ان سے کہیں مروی نہیں کہ مکہ تک ہمارا یہی حال تھا کہ یہ محض باطل ہے۔ یقیناً۔ اور جن لوگوں نے رسول اللہ کا لبیک سنا ہے اور حج اور عمرہ کا بیان کیا ہے ان کی روایتیں کیوں کر رد کی جائیں گی اور یہ روایت حضرت عائشہؓ سے صحیح بھی ہو تو انتہا درجہ اس کا یہ ہو گا کہ ان کو صحابہؓ کا لبیک جو میقات پر ہوا یاد نہ رہا اور مرد بہ نسبت عورتوں کے اس سے زیادہ واقف ہیں (مگر اس کہنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ہماری ماں نے خود تصریح کر دی ہے کہ بعض ہم سے عمرہ کا احرام باندھے تھے اور بعض حج کا) اور جابرؓ سے جو مروی ہے کہ آپ نے توحید کا لبیک پکارا تو اس میں نہ الفاظ لبیک کے مروی ہیں نہ عدم تعیین نسک کے اور روایات اثبات تعیین میں ایک زیادت ہے اور زیادت ثقات کی مقبول ہے انتہی)۔

(۲۹۳۱) ☆ رسول اللہ کا غصہ اس نظر سے تھا کہ آپ کے حکم میں تردد کرنا شیوہ ایمان نہیں اور ایمانداری کی بات یہی ہے کہ امر دین میں آپ کا حکم معلوم ہو جائے تو کسی بھی امتی کو اس کو دل سے ماننا اور اسی کو بہتر و افضل جاننا ضروری ہے اور اسی پر عمل کرنا اولیٰ اور انسب ہے اور یہی مضمون ہے اس آیت کو **فلا وربك لا يومنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما** اور یہ حکم عام ہے تمام اہل اسلام کو قیامت تک اور تامل اور تردد کی جگہ مجتہدوں اور مولویوں اور درویشوں کی باتیں ہیں جن میں احتمال خطا کا موجود ہے نہ قول و عمل رسول معصوم میں جن کا دامن احتمال خطا کی آلائشوں سے پاک ہے اور رسول اللہؐ کی بات کو محل تردد و تامل جاننا نقص ایمان ہے اور زوال ایقان اور شریعت کی بے ادبی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رسول اللہؐ کے حکم میں ذرا بھی تردد کرے اسکے لیے بددعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنمی کرے 'دوزخ میں ڈالے' روسیاہ کرے روا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے یہ بددعا کی اور حضرتؐ نے اس کو منع نہیں فرمایا یہاں تک مقلدان متعصبین کو کوسنا روا ہوا اور ان کا حال بد مآل کھل گیا (نووی)۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افسوس کرنا کسی امر دین کے فوت ہونے پر روا ہے اور **ولا تاسوا على مافاتكم** میں داخل نہیں اور نہ اس حدیث میں جو حضرتؐ نے فرمائی کہ اگر کا لفظ کہنا شیطان کا دروازہ کھولنا ہے اور معلوم ہوا کہ آیت اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں فوت ہونے پر افسوس نہ کرے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا اور اس تقریر سے حدیثوں میں اور آیت میں مطابقت ہو گئی۔

فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ)) قَالَ الْحَكَمُ كَأَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُونَ أَحْسِبُ ((وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتَّى أَشْتَرِيَهُ ثُمَّ أَحِلُّ كَمَا حَلُّوا)).

کہ آپؐ نے فرمایا گویا وہ تامل کرتے ہیں اور فرمایا کہ اگر میں پہلے سے جانتا ہوتا اپنے کام کو جو میں نے بعد میں جانا تو ہدی کو اپنے ساتھ نہ لاتا (اس قول سے معلوم ہوا کہ انبیاء کو علم غیب نہیں) اور یہاں مکہ میں خرید لیتا اور ان لوگوں نے جیسا احرام کھول ڈالا ہے ویسا ہی میں بھی کھول ڈالتا۔

٢٩٣٢- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّكَّ مِنَ الْحَكَمِ فِي قَوْلِهِ يَتَرَدَّدُونَ.

٢٩٣٢- وہی مضمون ہے مگر اس میں حکم راوی کا شک مذکور نہیں تامل کے ذکر میں۔

٢٩٣٣- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمَتْ وَلَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَقَدْ أَهَلَّتْ بِالْحَجِّ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّفْرِ ((يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)) فَأَبَتْ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ.

٢٩٣٣- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انھوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور آئیں اور طواف نہیں کیا تھا کہ حائضہ ہو گئیں پھر سب مناسک حج کے ادا کیے حج کا احرام باندھا اور حضرتؐ نے فرمایا منٰی سے کوچ کے دن کہ تمہارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو جائے گا۔ انھوں نے اس بات سے اپنی خوشی ظاہر نہ کی تو آپ نے عبدالرحمٰن کیساتھ بھیج دیا تنعیم کو کہ بعد حج کے عمرہ لائیں۔

(٢٩٣٢) ☆ غرض ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ چوتھی تاریخ ذی الحجہ کی مکہ میں داخل ہوئے اور نو یا دس دن میں پہنچے اور نکلنا آپ کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں فلا نعیدہ- اور ذی طوی میں جس کو آبار الزہرا کہتے ہیں اتوار کی شب کو اترے اور صبح کی نماز وہیں ادا کی پھر اتوار کے دن غسل کیا اور مکہ کو چلے اور دن میں اعلائے مکہ سے ثنیۃ العلیا سے جو حجون کے قریب ہے داخل مکہ ہوئے (ثنیہ ٹیلا علیا بلند اور اوپر۔ حجون میں پہلے حائے حطی ہے پھر جیم ایک مقام کا نام ہے) اور عمروں میں مکہ کی نیچے کی جانب داخل ہوئے اور طبرانی نے کہا کہ جب آپ کی نظر بیت اللہ کی طرف پڑتی تھی دعا کرتے تھے اللهم زد بيتك تشريفاً وتعظيماً و تكريماً ومهابةً. پھر جب مسجد میں آئے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی اس واسطے کہ المسجد الحرام کی تحیت طواف ہے اور جب حجر اسود کے سامنے آئے اسے استلام کیا (استلام ہاتھ سے یا لکڑی سے چھونا یا بوسہ دینا ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو یا لکڑی سے چھو کر لکڑی کو بوسہ دینا)۔ اور حجر اسود سے رکن یمانی کی طرف نہیں بلکہ باب کعبہ کی طرف گئے اور طواف شروع کیا اور ہاتھ نہیں اٹھائے اور نہ زبان سے طواف کی نیت کی اور نہ تکبیر کہی جیسے نماز کے لیے کہتے ہیں جیسے عوام الناس سنت کے نہ جاننے والے کرتے ہیں اور یہ امور سب بدعات و منکرات میں سے ہیں۔ (زاد المعاد)

(٢٩٣٣) ☆ اس روایت میں تصریح ہو گئی کہ انھوں نے عمرہ چھوڑا نہیں صرف اس کے اعمال میں بہ سبب حیض کے دیر کی اور معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف و سعی عمرہ و حج دونوں کے لیے کافی ہو جاتی ہے اور معلوم ہوا کہ عمرہ پر حج کو داخل کرنا جائز ہے اور معلوم ہوا کہ عمرہ تنعیم صرف ان کی دلی خوشی کے لیے تھا ورنہ طواف دونوں کو کافی تھا۔

۲۹۳۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَاضَتْ بِسَرِفَ فَتَطَهَّرَتْ بِعَرَفَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يُجْزِئُ عَنْكِ طَوَافُكِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)).

۲۹۳۴- حضرت عائشہؓ کو حیض ہوا سرف میں اور طہارت کی انھوں نے (یعنی غسل کیا وقوف کے لیے) عرفہ میں اور فرمایا رسول اللہؐ نے تم کو طواف تمہارا صفا اور مروہ کا حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے (طواف سے سعی مراد ہے)۔

۲۹۳۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللهِ أَيَرْجِعُ النَّاسُ بِأَجْرَيْنِ وَأَرْجِعُ بِأَجْرٍ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَنْطَلِقَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ قَالَتْ فَأَرْدَفَنِي خَلْفَهُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَرْفَعُ خِمَارِي أَحْسُرُهُ عَنْ عُنُقِي فَيَضْرِبُ رِجْلِي بِعِلَّةِ الرَّاحِلَةِ قُلْتُ لَهُ وَهَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَهُوَ بِالْحَصْبَةِ.

۲۹۳۵- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی رسول اللہؐ سے کہ یا رسول اللہؐ! لوگ دو ثواب لے کر لوٹتے ہیں اور میں ایک لے کر تو آپ نے حکم دیا عبدالرحمٰن کو کہ ان کو لے جاؤ تنعیم تک اور وہ مجھے لے گئے اور اپنے اونٹ پر لے گئے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور میں اپنی اوڑھنی سے اپنی گردن کھول دیتی تھی اور عبدالرحمٰن اس خیال سے کہ بے پردگی کیوں کرتی ہے میرے پیر پر مارتے تھے اس ڈھب سے کہ کوئی جانے اونٹ کو مارتے ہیں اور میں ان سے کہتی تھی کہ یہاں تم کسی کو دیکھتے بھی ہو (یعنی یہاں کوئی نہیں ہے اس لیے میں نے اپنا سر کھول دیا ہے) پھر فرماتی ہیں کہ میں نے احرام باندھا عمرے کا اور پھر ہم لوٹ کر آئے اور رسول اللہ ﷺ تک پہنچے اور آپ حصبہ میں تھے۔

۲۹۳۶- عن عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ.

۲۹۳۶- عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے حکم دیا ان کو کہ اپنے پیچھے حضرت عائشہؓ کو بٹھا کر لے جائیں اور تنعیم سے عمرہ لے آئیں۔

(۲۹۳۵) ☆ ان روایتوں میں ایک طرح کا اختلاف معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ حضرت عائشہؓ کا لوٹ کر آنا ایک روایت میں تو یوں مذکور ہوا کہ جب وہ آئیں تو حضرت بلندی پر چڑھتے تھے اور یہ اترتی تھیں دوسرے وہ اترتے تھے اور یہ چڑھتی تھیں اور ایک میں یوں ہے کہ جب وہ آئیں تو آپ اپنی منزل میں تھے محصب میں اور آپ نے اس کے بعد کوچ کا حکم دیا اور پھر طواف کیا بیت اللہ کا اور ایک میں یہ ہے کہ جب وہ آئیں تو انکو حصبہ میں پایا (یعنی رسول اللہ کو جیسے ابھی مذکور ہوا) اور تطبیق اس میں یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ آپ نے ایام تشریق کی اخیر راتوں میں ایک شب ان کو عمرہ کی طرف رخصت کیا اور فرمایا کہ ہم یہیں ملیں گے محصب میں اور بعد ان کی روانگی کے آپ نے قصد کیا کہ طواف افاضہ سے فارغ ہو جائیں اور حضرت ام المومنین آپ سے جب ملیں کہ آپ فارغ ہو کر محصب میں آچکی تھیں۔ اور یہ جو فرمایا ام المومنین نے کہ پھر آپ نے کوچ کا حکم دیا اس بیان میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ غرض طواف رسول اللہ کا حضرت عائشہؓ کی روانگی کے بعد تھا اور آپ فارغ ہو چکے تھے طواف سے قبل ان کے آنے کے اور اس میں بھی تصریح ہے کہ حضرت عائشہؓ کا دل خوش کرنے کو تنعیم بھیجنا تھا ورنہ طواف ان کا حج و عمرہ دونوں کو کافی تھا۔

۲۹۳۷- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ حَتَّى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلُّ مَاذَا قَالَ ((الْحِلُّ كُلُّهُ)) فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ ((مَا شَأْنُكِ)) قَالَتْ شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ

۲۹۳۷- جابرؓ نے کہا کہ آئے ہم احرام باندھے ہوئے رسول اللہؐ کے ساتھ حج مفرد میں (شاید انکا اور بعض صحابہ کا احرام ایسا ہی ہو اور حضرت تو قارن تھے) اور آئیں جناب عائشہؓ عمرہ کے احرام کے ساتھ یہاں تک کہ جب سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہؓ حائضہ ہو گئیں۔ پھر جب ہم مکہ میں آئے طواف کیا کعبہ کا اور صفا اور مروہ کا اور حکم کیا ہم کو رسول اللہؐ نے کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی) نہ ہو وہ احرام کھول دے۔ ہم نے کہا کیسا حل؟ تو آپ نے فرمایا بالکل حلال ہو جانا تو پھر ہم نے احرام بالکل کھول دیا۔ کہا راوی نے کہ پھر ہم پڑ گئے عورتوں کے پاس (یعنی دھڑلے سے جماع کرنے لگے) اور خوشبو لگائی اور کپڑے پہنے اور ہمارے اور عرفہ میں چار شب کا فرق باقی تھا۔ پھر ترویہ کے دن (یعنی آٹھویں تاریخ کی ذوالحجہ کی احرام باندھا یعنی حج کا پھر رسول اللہؐ آئے جناب عائشہ صدیقہؓ کے پاس اور ان کو روتے ہوئے پایا پوچھا

(۲۹۳۷ الف) ☆ (ان سب روایتوں میں یہ تصریح بخوبی ہو چکی کہ حیض جناب صدیقہؓ کا سرف میں تھا مگر یہ نہیں آیا کہ طہر کہاں ہوا۔ سو مجاہدؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی کہ وہ عرفات میں پاک ہوئیں اور عروہ نے ان سے روایت کی کہ عرفہ کا دن آ پہنچا اور وہ حائضہ تھیں اور ابن حزم نے کہا ہے کہ عرفہ میں پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ عرفات میں وقوف کے لیے غسل کیا اور ابھی تک حیض باقی تھا۔ پس ان دونوں روایتوں میں تطبیق ہو گئی۔ پھر عروہ نے ان سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں حائضہ تھی عرفہ کے دن اور مجاہد نے بھی اسی انتہاء کو بیان کیا۔ غرض قول محقق یہی ٹھہرا کہ عرفہ تک حیض تھا اور عرفات کے وقوف کے لیے غسل کیا اور یوم النحر میں حیض تمام ہوا۔ اسی کی تصریح کی ہے ابن قیم نے زاد المعاد میں اور یہی صحیح ہے۔

قولہ پھر ترویہ کے دن احرام باندھا۔ یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا کہ جو مکہ میں ہو اور ارادہ حج کا کرے اسے مستحب ہے کہ ترویہ کے دن احرام باندھے نہ کہ اس کے آگے سے۔

قولہ سو تم غسل کرو الخ یعنی غسل احرام کا کرو معلوم ہوا کہ مستحب ہے غسل احرام کے لیے خواہ عورت حائضہ ہو یا پاک اور یہ حکم ہے ہر مرد و عورت کو اور آپ نے فرمایا کہ تمہارا احرام پورا ہو گیا حج اور عمرہ دونوں کا۔

(۲۹۳۷ ب) ☆ اس سے تین مسئلے نکلے۔ اول یہ کہ حضرت عائشہؓ قارنہ تھیں عمرہ کو بالکل چھوڑا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ قارن کو ایک ہی طواف و سعی کافی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ اور جمہور کا اور ابو حنیفہؒ نے اور ایک گروہ نے جن کا تمسک محض رائے ہے اور مخالفت احادیث صحیحہ سے کچھ باک نہیں رکھتے انھوں نے اس کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو دو طواف اور دو سعی لازم کرنا ہے۔ تیسرے یہ کہ سعی صفا اور مروہ کے طواف صحیح کے بعد چاہیے اور طواف سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ اس لیے آپ نے ام المومنینؓ کو جیسا طواف سے بہ سبب حیض کے روکا ویسا ہی سعی سے بھی روکا اور ابتدائے حیض حضرت عائشہؓ کا ہفتہ کا دن تھا سرف میں اور انتہا بھی اس کی ہفتہ کے دن ہوئی یوم النحر میں۔ اسلئے کہ عرفہ کے دن جمعہ

وَلَمْ أَحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ ((**إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بِالْحَجِّ**)) فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتَّى إِذَا طَهَرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ ((**قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا**)) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَجَجْتُ قَالَ ((**فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ**)) وَذَلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ.

کیوں کیا حال ہے تمہارا؟ انھوں نے عرض کی کہ میں حائضہ ہو گئی اور لوگ احرام کھول چکے اور میں نے نہ کھولا نہ طواف کیا بیت اللہ کا اور لوگ اب حج کو چلے۔ تو آپ نے فرمایا یہ تو ایک چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی سب لڑکیوں پر لکھ دی ہے۔ سو تم غسل کرو (یعنی احرام کے لیے) اور احرام باندھو حج کا اور انھوں نے وہی کیا اور وقوف کیا وقوف کی جگہوں میں یہاں تک کہ جب طاہرہ ہوئیں تو طواف کیا بیت اللہ کا صفا اور مروہ کا اور آپ نے فرمایا تمہارا احرام پورا ہو گیا حج اور عمرہ دونوں کا تو انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! میں اپنے دل میں ایک بات پاتی ہوں کہ میں نے طواف نہیں کیا جب تک حج سے فارغ نہ ہوئی تو آپ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! ان کو تنعیم میں لے جا کر عمرہ کرا لاؤ اور یہ معاملہ اس شب ہوا جب محصب میں ٹھہرے تھے۔

٢٩٣٨- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهِيَ تَبْكِي فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ إِلَى آخِرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا قَبْلَ هَذَا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

٢٩٣٨- حضرت جابرؓ سے روایت ہے اسی مضمون کی جو اوپر بیان ہوا لیکن اس حدیث میں **دخل النبی علی عائشة** سے اوپر کے الفاظ نہیں ہیں۔

٢٩٣٩- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا سَهْلًا إِذَا هَوِيَتِ الشَّيْءَ تَابَعَهَا عَلَيْهِ فَأَرْسَلَهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِيمِ

٢٩٣٩- جابرؓ نے روایت کی کہ جناب صدیقہؓ نے نبیؐ کے حج میں احرام عمرہ کا باندھا تھا اور حدیث روایت ہے مانند حدیث لیث کے اور اتنا زائد بیان کیا کہ رسول اللہؐ نرم دل تھے جب ان سے جناب صدیقہؓ کچھ فرمائش کرتی تھیں تو آپ مان لیتے تھے (یہ کمال اخلاق تھا رسول اللہؐ کا کہ اپنی بیبیوں کی خاطر داری فرماتے تھے اور ان کی فرمائشیں پوری کر دیتے تھے جب تک اللہ پاک کی نافرمانی نہ ہو اور جناب صدیقہؓ کی خاطر تو سب سے زیادہ تھی۔ اللہ پاک ان کا درجہ

ف: حجۃ الوداع میں جمعہ تھا اور تیسری تاریخ ذی الحجہ کہ ابتدائے حیض تھی اور دسویں سال میں ہجرت کے یہ حج ہوا۔ یہی ذکر کیا ہے ابن حزم نے کتاب حجۃ الوداع میں۔

قَالَ مَطَرٌ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا حَجَّتْ صَنَعَتْ كَمَا صَنَعَتْ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ.

بلند کرے اعلیٰ علیین میں اور ان سے راضی ہو اور ہم کو ان کی کفش برداری میں قبول فرمائے آمین یارب العالمین)۔ غرض بھیج دیا ان کو عبدالرحمٰن بن ابو بکر کے ساتھ اور وہ تنعیم سے عمرہ لائیں۔ مطر جو راوی ہیں انھوں نے ابوالزبیر سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ جب حج کرتی تھیں تو ویسا ہی کرتی تھیں جیسا حضرتؐ کے ساتھ حج میں کیا تھا۔

٢٩٤٠- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ)) قَالَ قُلْنَا أَيُّ الْحِلِّ

٢٩٤٠- جابرؓ نے کہا کہ ہم نکلے رسول اللہؐ کے ساتھ حج کا لبیک پکارتے ہوئے۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ پھر جب مکہ آئے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مروہ کی اور رسول اللہؐ نے ہم سے فرمایا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا کیسا حلال ہونا؟ انھوں نے کہا

(٢٩٤٠) ☆اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج چھوٹے نابالغ لڑکے کا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور تمام علماء کا صحابہؓ اور تابعین سے اور جو لوگ ان کے بعد ہیں سب قائل ہیں کہ حج اس کا صحیح ہے اور وہ بھی ثواب پاتا ہے اور حج بالغ کے احکام اس پر جاری ہوتے ہیں مگر اتنا ہے کہ فرض اسلام سے وہ حج کافی نہیں ہوتا اور جب بالغ ہو تو اس کو حج پھر فرض ہوتا ہے بشرطیکہ زاد راہ کی طاقت ہو جیسے اوروں پر فرض ہوتا ہے۔ اور ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں صریح جمہور علماء کا سلف سے خلف تک خلاف کیا اور صراحۃً خلاف حدیث کہا ہے اور قائل ہوئے ہیں کہ نہ اس کا احرام صحیح ہے نہ حج اور نہ اس میں ثواب ہے اور نہ اس پر احکام حج مرتب ہوتے ہیں اور کہا ہے کہ حج اس کا صرف اس واسطے ہے کہ اسے مشق ہو اور احکام سیکھے اور اس کے محظورات سے بچے حالانکہ یہ قول ایک ادنیٰ بچے کے نزدیک بھی صریح نادانی ہے اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ اس مشق کرنے اور احکام شرعیہ سیکھنے میں بھی اس کو ثواب ہے یا نہیں؟ اگر ثواب ہے تو ابو حنیفہؒ کا قول باطل ہو گیا جو اوپر کہا تھا کہ اس میں ثواب نہیں اور اگر فرض کرو کہ ثواب نہیں ہے تو فعل عبث و لغو ہے۔ حالانکہ لغو و عبث سے شارعؑ نے منع کیا ہے اور مومنوں کی شان لغو سے بچنا ہے **والذین هم عن اللغو معرضون** یعنی مومن وہ ہیں کہ لغو سے کنارہ کرتے ہیں۔ پھر کیوں لائے صحابہؓ رسول اللہؐ کے ہمراہ بچوں کو اور کیوں کیا وہ فعل جو شریعت میں لغو تھا۔ غرض معلوم ہوا اس قول سے اور اکثر مسائل ابو حنیفہؒ سے کم مائگی ان کی علم حدیث میں۔ ورنہ مخالفت حدیث کی ایسے اکابر سے باوجود علم کے ممکن نہیں اور اسی طرح قائل ہوئے ہیں ابو حنیفہؒ کہ بچے کی نماز بھی صحیح نہیں اور اس کو حکم نماز کا صرف تعلیم کے لیے ہے اور اس میں بھی ہماری وہی تقریر ہے جو حج میں ہوئی اور یہی حال ہے ان کے نزدیک تمام عبادتوں کا اور نوویؒ نے کہا ہے کہ صواب اور صحیح مذہب اس میں جمہور کا ہے۔ چنانچہ ابن عباسؓ نے روایت کی کہ ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کی کہ یارسول اللہؐ! اسکا حج ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر مخالف حدیث کے جو مذہب یا قول یا فعل ہو وہ مردود و مطرود، دور از مقصود و سر بسر نابہبود، خلاف مرضی معبود ہے۔

اور جو فرمایا کہ کفایت کر گیا ہم کو سعی کرنا صفا اور مروہ کا اس سے معلوم ہوا کہ قارن جب پہلے سعی کر چکا تو طواف افاضہ کے بعد اس کو سعی کرنا ضرور نہیں بخلاف متمتع کے کہ اس کو طواف افاضہ کے بعد پھر دوبارہ سعی ضروری ہے۔ تلخ

قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ قَالَ فَأَتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَمَسِسْنَا الطِّيبَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَكَفَانَا الطَّوَافُ الْأَوَّلُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ.

پورا۔ پھر ہم عورتوں کے پاس آئے یعنی جماع کیا اور کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی۔ پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی حج کی لبیک پکاری اور کفایت کر گئی ہم کو سعی صفا اور مروہ کی جو کہ پہلے کی تھی اور حکم کیا ہم کو رسول اللہؐ نے کہ شریک ہو جائیں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی۔

۲۹۴۱ –عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَحْلَلْنَا أَنْ نُحْرِمَ إِذَا تَوَجَّهْنَا إِلَى مِنًى قَالَ فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْأَبْطَحِ.

۲۹۴۱- جابر بن عبداللہؓ نے کہا حکم کیا ہم کو نبیؐ نے جب ہم نے احرام کھول ڈالا کہ جب ہم منیٰ کو چلیں (یعنی آٹھویں تاریخ) تو احرام باندھ لیں تو لبیک پکاری ہم نے حج کی ابطح سے۔

۲۹۴۲ – عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُا لَمْ يَطُفْ النَّبِيُّ ﷺ وَلاَ أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا زَادَ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ طَوَافَهُ الْأَوَّلَ.

۲۹۴۲- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ طواف نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ میں مگر ایک بار۔ زیادہ کیا محمد بن بکر کی روایت میں کہ وہی طواف اول۔

ﷺ اور یہ جو فرمایا کہ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو گئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ سات آدمیوں کو کافی ہے اور گویا ایک گائے اور ایک اونٹ سات بکریوں کے برابر ہے اور معلوم ہوا کہ شریک ہونا قربانی میں اور ہدی میں روا ہے اور یہی قول ہے امام شافعیؒ اور انکے موافقین محدثین کا کہ ان کے نزدیک اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں خواہ وہ الگ الگ رہتے ہوں خواہ ایک گھر میں ہوں اور خواہ وہ سب مفترض ہوں خواہ متنفل اور خواہ وہ سب تقرب کی نیت سے کرتے ہوں خواہ بعض ان میں کے گوشت کھانے کی نیت سے کرتے ہوں اور یہی مذہب مروی ہے ابن عمرؓ اور انسؓ سے اور یہی قول ہے احمد کا۔ اور مالکؒ نے کہا اگر وہ ذبح و نحر بطور فرض کے ہو تو سب پر شراکت روا ہے اور بطور نفل کے ہو تو روا نہیں۔ اور ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ اگر قربت الٰہی کی نیت ہے تو شرکت روا ہے برابر ہے کہ قربت کی نوع میں اختلاف ہو یا اتفاق مگر بہر حال سب قربت چاہتے ہوں اور اگر بعض ان میں کا گوشت کا ارادہ رکھتے ہوں تو شراکت روا نہیں۔ مگر ان سب سے مذہب امام شافعیؒ کا صحیح معلوم ہوتا ہے جب تک عدم جواز پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ اور برأت اصلیہ ان کے مذہب کے ساتھ لگی ہوئی ہے جب تک کوئی دلیل معارض نہ پائی جائے اور صحابہؓ سے بھی یہی منقول ہے۔

(۲۹۴۱) ☆ ابطح کنکریلی زمین کو بھی کہتے ہیں اور یہاں ابطح سے ایک خاص میدان مراد ہے جو محصب سے قریب ہے اور اس روایت سے شافعیؒ نے استدلال کیا ہے کہ متمتع کو مستحب یہی ہے کہ احرام حج کا آٹھویں تاریخ کو باندھے اور یہی حکم ہے اس کا جو مکہ سے حج کو چلے اور مالکؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ اول ذی الحجہ سے احرام باندھ لے۔

(۲۹۴۲) ☆ یعنی رسول اللہؐ قارن تھے اور قارن کو ایک ہی بار سعی کافی ہے صفا اور مروہ کی اور جو متمتع ہوا اسکو دو سعیاں ضروری ہیں اور اس میں صاف صراحۃً مذہب شافعیؒ کا ہے کہ جو قارن ہو اس کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے وہی طواف افاضہ کے وقت۔ اور یہی مذہب ہے ابن عمر اور جابر بن عبداللہ اور جناب عائشہ صدیقہ اور طاؤس اور عطاء اور حسن بصریؒ اور مجاہد اور مالکؒ اور ابن ماجشون اور احمدؒ اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر کا اور اسی طرف گئے ابن تیمیہؒ اور ابن قیم اور یہی قوی ہے کہ بہت سی احادیث اس پر دال ہیں اور ایک گروہ نے ان کا خلاف کیا ہے ﷺ

٢٩٤٣- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي نَاسٍ مَعِي قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَحْدَهُ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ((حِلُّوا وَأَصِيبُوا النِّسَاءَ)) قَالَ عَطَاءٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نُفْضِيَ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِيَ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ يَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ بِيَدِهِ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِينَا فَقَالَ ((قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ وَلَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوا))

٢٩٤٣- عطاء نے کہا سنا میں نے جابر بن عبداللہؓ سے اور میرے ساتھ کئی شخص تھے کہ انھوں نے کہا کہ لبیک پکاری ہم سب اصحاب محمدؐ نے فقط حج کی اور کہا عطا نے کہ کہا جابر نے پھر آئے نبیؐ چوتھی ذی الحجہ کی صبح کو اور ہم کو حکم فرمایا کہ ہم احرام کھول ڈالیں۔ عطا نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ احرام کھول ڈالو اور عورتوں کے پاس جاؤ اور عطا نے کہا یہ حکم ان کو وجوب کے طور پر نہیں دیا بلکہ احرام کھولنا ان کو جائز کر دیا پھر ہم نے کہا کہ اب عرفہ میں پانچ ہی دن باقی ہیں کہ حکم کیا ہم کو کہ ہم صحبت کریں اپنی عورتوں سے اور عرفات میں جائیں اس طرح سے کہ ہمارے آلتوں سے منی ٹپکتی ہو۔ کہا عطا نے کہ جابر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اور میں گویا کہ اب دیکھ رہا ہوں ان کے ہاتھ کو جیسے وہ ہلاتے تھے (یعنی صحابہؓ نے اس عذر کی راہ سے احرام کھولنے میں تامل کیا) تو نبیؐ ہمارے بیچ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم بخوبی جان چکے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں (پھر میرے حکم بجالانے میں کیا تامل ہے؟) اور اگر میرے ساتھ میری ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا جیسے تم کھول رہے ہو اور اگر مجھے پہلے سے یہ بات معلوم ہوتی جو بعد کو معلوم ہوئی تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا۔ غرض پھر صحابہؓ نے احرام کھول ڈالا اور ہم سب نے آپ کی بات سنی اور دل

ﷺ اور کہا ہے کہ اس کو دو طواف اور دو سعی کرنا ضروری ہے اور قائل ہیں اسکے شعبی اور نخعی اور جابر بن زید اور عبدالرحمٰن بن اسود اور ثوری اور حسن بن صالح اور ابو حنیفہؒ اور محکم ہوا ہے یہ قول علیؓ اور ابن مسعودؓ سے۔ اور ابن منذر نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ قول ثابت نہیں اور یہ مذہب نصوص صریحہ نبی معصوم کے مخالف ہے اور اسی لیے غربائے احناف کی قسمت میں بھی آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(٢٩٤٣) ☆ دوسری روایت میں آیا ہے کہ سراقہ بن جعشمؓ اٹھے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا یہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے واسطے؟ تو رسول اللہؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور فرمایا داخل ہو گیا عمرہ حج میں۔ دوبارہ یہی فرمایا اور فرمایا کہ بلکہ یہ ہمیشہ کے لیے ہے اور نوویؒ نے کہا ہے کہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کے چار معنی کہے ہیں اول اور اصح معنی یہ ہیں اور جمہور بھی اسی کے قائل ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عمرہ بجالانا حج کے ایام میں جائز ہے قیامت تک (حالانکہ ایام جاہلیت میں ایام حج میں عمرہ کرنے کو بہت برا جانتے تھے) غرض آپ کو جاہلیت کی عادت کا باطل کرنا منظور تھا کہ وہ حج کے مہینوں میں عمرے کو ممنوع جانتے تھے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ قران روا ہے اور تقدیر اس کلام کی یہ ہے کہ داخل ہو گئے افعال عمرے کے افعال حج میں قیامت تک۔ ﷺ

فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهِ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا)) قَالَ وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَقَالَ ((لِأَبَدٍ)).

سے مان لی۔ عطا نے کہا کہ جابرؓ نے کہا کہ پھر آئے حضرت علی (اموال صدقات کی تحصیل لے کر جس کے لیے حضرتؐ نے ان کو بھیجا تھا یمن کی طرف اور حقیقت میں یہ وہاں امیر ہو کر گئے تھے نہ کہ صدقات کی تحصیل کے لیے اور شاید عاملوں نے ان کے سپرد کر دیئے ہوں کہ حضرت تک پہنچا دیں ورنہ اموال صدقات بنی ہاشم کو لینا روا نہیں) پھر حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم نے کیا احرام باندھا؟ انھوں نے عرض کی کہ جو اہلال ہو نبی کا (یعنی میں نے لبیک میں یہی کہا کہ جو لبیک حضرتؐ کی ہو وہی میری ہے (یہ وہی بات ہوئی جو نیت امام کی وہی میری) تو کہا رسول اللہؐ نے کہ قربانی کرو اور محرم رہو اور حضرتؐ کے لیے ہدی لائے حضرت علی اور سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ حکم (یعنی حج کو فسخ

تیسری تاویل یہ ہے بعض لوگوں کی کہ انھوں نے کہا کہ عمرہ واجب نہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ عمرہ ساقط ہو گیا اور حج کی فرضیت نے اس کے وجوب کو ساقط کر دیا اور یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اور سیاق صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ تاویل غلط ہے۔

چوتھے یہ ہے کہ تاویل کی ہے بعض اہل ظاہر نے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ فسخ حج کا عمرہ کر کے جائز ہو گیا قیامت تک اور اس کو نووی نے ضعیف کہا ہے۔ تمام ہوا کلام نوویؒ کا اور شیخ ابن قیم نے زاد المعاد میں اسی قول کو (یعنی چوتھے کو) باحسن وجوہ ثابت کیا ہے اور خلاصہ ان کی تقریر کا یہ ہے کہ روایت کیا ہے اس فسخ کو رسول اللہؐ سے چودہ صحابیوں نے کہ حضرت عائشہؓ اور حفصہ اور علی اور فاطمہ بنت رسول اللہؐ اور اسماء بنت ابی بکر صدیق اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعیدؓ خدری اور براء بن عازب اور عبد اللہ بن عمرؓ اور انس بن مالکؓ اور ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ بن عباسؓ اور سبرۃ بنت سعید جہنی اور سراقہ بن مالک مدلجیؓ ہیں۔ پھر ان کی روایات صحیحہ حسنہ نقل کیں ہیں اور سراقہ بن مالک بن جعشمؓ کی روایت جس میں مذکور ہے کہ انھوں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ یہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے اور آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ کے لیے ہے نقل کر کے کہا کہ اس لفظ اخیر میں صراحت ہو گئی کہ جو لوگ قائل ہیں کہ یہ خاصہ تھا صحابہ کا ان کا قول باطل ہے اس لیے کہ حضرتؐ نے صاف فرما دیا کہ یہ ہمیشہ کے لیے ہے اور براء بن عازبؓ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہؐ نے ان لوگوں پر غصہ بھی فرمایا جو احرام کھولنے میں تامل کرتے تھے اور اس کے بعد کہا کہ یہی مذہب ہے اہل بیت کا اور صبر امت ابن عباسؓ کا اور ان کے یاروں کا اور ابو موسیٰ اشعری اور امام احمد بن حنبل کا اور عبد اللہ بن حسن عنبری قاضی بصرہ کا اور اہل ظاہر کا۔ اور سلمہ بن شبیب نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ آپ کی سب باتیں اچھی ہیں مگر ایک بات۔ انھوں نے کہا وہ کیا؟ سلمہ نے کہا کہ آپ فسخ حج بعمرہ کے قائل ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اے سلمہ؟ میں تم کو عقل والا جانتا تھا میرے پاس گیارہ حدیثیں صحیح رسول اللہؐ سے موجود ہیں اس بارہ میں' میں ان کو تمہارے قول کے سبب سے کیوں کر چھوڑوں۔ پھر ابن قیمؒ نے تین عذر بیان کئے ہیں جو لوگ اس میں پیش کرتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ منسوخ ہے۔ دوسرے مخصوص بصحابہ ہے۔ تیسرے بعض روایتیں اس کے معارض ہیں پھر ان تینوں کے جوابات تو دیئے ہیں اور بخوبی معنی چہارم کو یعنی جواز فسخ حج بعمرہ کو ثابت کیا ہے اور حق انہیں کے ساتھ ہے وراہل ظاہری کا مذہب صحیح و موافق روایات ہے۔ (فمن شاء فليرجع اليه ولينظر بعين الانصاف الى زاد المعاد)

کر دینا عمرہ کر کے) ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے یہ امر جائز ہو گیا؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

٢٩٤٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ وَنَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيْنَا وَضَاقَتْ بِهِ صُدُورُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَمَا نَدْرِي أَشَيْءٌ بَلَغَهُ مِنَ السَّمَاءِ أَمْ شَيْءٌ مِنْ قِبَلِ النَّاسِ فَقَالَ ((**أَيُّهَا النَّاسُ أَحِلُّوا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِي مَعِي فَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ**)) قَالَ فَأَحْلَلْنَا حَتّٰى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ.

٢٩٤٤- جابر بن عبد اللہؓ نے کہا کہ لبیک پکاری ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ حج کی پھر جب ہم مکہ میں آئے تو آپ نے حکم دیا کہ احرام کھول ڈالیں اور اس احرام کو عمرہ کر ڈالیں (یعنی حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دیں)۔ اور یہ بات ہم پر گراں گزری اور ہمارے سینے اس سے تنگ ہوئے اور یہ بات حضرت کو پہنچی پھر ہم نہیں جانتے کہ آیا ان کو کوئی حکم آسمان سے آیا یا کوئی بات لوگوں سے پہنچی غرض آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! احرام کھول ڈالو اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا ہے (یعنی عمرہ کر کے حج کو فسخ کرتا اور احرام کھول ڈالتا)۔ تب تو ہم نے احرام کھول ڈالا یہاں تک کہ صحبت کی ہم نے عورتوں سے اور سب کام کیے جو بے احرام والے کرتے ہیں (یعنی خوشبو لگائی، سیئے ہوئے کپڑے پہنے جماع کیا) پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی اور مکہ سے ہم نے پیٹھ موڑی (یعنی منیٰ کو چلے) حج کا لبیک پکارا۔

٢٩٤٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَجَّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَامَ سَاقَ الْهَدْيَ مَعَهُ وَقَدْ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٢٩٤٥- جابر بن عبد اللہؓ نے حج کیا رسول اللہؐ کے ساتھ جس سال کہ آپ کے ساتھ ہدی تھی (یعنی حجۃ الوداع میں اس لیے کہ ہجرت کے بعد آپ نے ایک ہی حج کیا ہے) اور بعض لوگوں نے صرف حج مفرد کا احرام باندھا تھا تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم احرام

(٢٩٤٥) ☆ اس بیان میں مضمون آگے پیچھے ہو گیا ہے اصل یہ ہے کہ یہ سب گفتگو جو عمرہ کرنے اور احرام کھولنے میں اصحاب سے ہوئی وہ عمرے سے پہلے ہی ہوئی جیسا اور روایتوں میں آیا ہے اگرچہ اس کو راوی نے یہاں بعد میں بیان کیا ہے مگر اصل بات وہی ہے کہ یہ گفتگو ابتدا میں ہوئی ہے۔ غرض اس روایت میں تصریح ہے کہ پہلے لوگوں نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور یہی فسخ حج بعمرہ ہے اور اس کی تفصیل اوپر خوب گزری کہ قیامت تک یہ فسخ روا ہے اور صحیح مذہب بقول ابن قیم یہی ہے اور نووی نے کہا ہے کہ اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ فسخ خاص تھا صحابہؓ کے ساتھ اور ان کے بعد کسی کو روا نہیں اور ان کو بھی اس سال کے سوا اور برسوں میں روا نہ رہا۔ اور یہ قول ہے مالکؒ اور شافعی کا اور ابو حنیفہؒ اور جماہیر سلف و خلف کا اور بعض نے کہا ہے کہ قیامت تک اس کا جواز باقی ہے کہ جو احرام حج کا باندھ کر آوے اور ہدی ساتھ نہ لائے وہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھ لے اور یہ قول ہے ☜

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ فَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوا وَأَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً قَالُوا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ قَالَ افْعَلُوا مَا آمُرُكُمْ بِهِ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَفَعَلُوا)).

کھول ڈالو اور طواف کرو بیت اللہ کا اور سعی کرو صفا اور مروہ کی اور بال کم کرالو اور حلال رہو پھر جب ترویہ کا دن ہو (یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی) تو لبیک پکارو حج کی اور تم جو احرام لے کر آئے ہو اس کو متعہ کر ڈالو (یعنی اگرچہ وہ احرام حج کا ہے مگر عمرہ کر کے کھول لو اور پھر حج کر لینا تو یہ متعہ ہو جائے گا)۔ لوگوں نے عرض کی کہ ہم کیونکر اسے متعہ کریں حالانکہ ہم نے نام لیا ہے حج کا؟ آپ نے فرمایا وہی کرو جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں اس لیے کہ میں اگر ہدی کو ساتھ نہ لاتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جیسا کہ تم کو حکم دیتا ہوں مگر یہ کہ میرا احرام کھل نہیں سکتا جب تک کہ قربانی اپنے محل تک نہ پہنچ لے (یعنی ذبح نہ ہو لے)۔ پھر لوگوں نے کیا۔

٢٩٤٦- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ قَالَ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً.

۲۹۴۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کی لبیک پکارتے ہوئے اور آپ نے حکم فرمایا ہم کو کہ ہم اس کو عمرہ کر ڈالیں اور احرام کھول لیں اور آپکے ساتھ قربانی تھی اس لیے آپ اس کو عمرہ نہ کر سکے۔

بَاب فِي الْمُتْعَةِ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب: حج اور عمرہ میں تمتع کے بارے میں

٢٩٤٧- عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ عَلَى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ وَإِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهُ فَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

۲۹۴۷- ابو نضرہ نے کہا کہ ابن عباسؓ تو ہم کو حکم کرتے تھے متعہ کا اور ابن زبیر اس سے منع کرتے تھے اور میں نے اس کا ذکر کیا جابر سے تو انھوں نے کہا یہ حدیث تو میرے ہاتھ سے لوگوں میں پھیلی ہے اور ہم نے تمتع کیا رسول اللہؐ کے ساتھ پھر جب حضرت عمر خلافت پر قائم ہوئے تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہؐ کے واسطے جو چاہتا تھا حلال کر دیتا تھا جس سبب سے کہ وہ چاہتا تھا اور قرآن کا ہر ایک حکم اپنی اپنی جگہ میں اترا ہے تو پورا

؎ امام احمد بن حنبل امیر المحدثین اور ایک گروہ کا اہل ظاہر میں سے اور اسی کو اختیار ہے ابن قیم نے اور یہی مروی ہے چودہ صحابہؓ سے کہ آپ نے حکم فسخ دیا اور سراقہ بن جعشم نے آپ سے پوچھا کہ اسی سال کے لیے یہ حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں قیامت تک کے لیے ہے اور اسی کی آرزو کی رسول اللہؐ نے مگر بہ سبب سوق ہدی کے لاچار تھے۔

لِلّٰهِ كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ وَأَبِتُّوا نِكَاحَ هٰذِهِ النِّسَاءِ فَلَنْ أُوتَى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ.

کرو تم حج اور عمرہ کو اللہ کے واسطے جیسا کہ تم کو اللہ پاک نے حکم دیا ہے اور قطعی او ردائی ٹھہرا دو ہمیشہ کے لیے نکاح ان عورتوں کا (یعنی جن سے متعہ کیا گیا ہے یعنی ایک مدت معین کی شرط سے نکاح کیا گیا ہے) اور میرے پاس جو آئے گا ایسا کوئی شخص کہ اس نے نکاح کیا ہو گا ایک مدت معین تک تو میں اس کو ضرور پتھر سے ماروں گا۔

۲۹۴۸- عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَافْصِلُوا حَجَّكُمْ مِنْ عُمْرَتِكُمْ فَإِنَّهُ أَتَمُّ لِحَجِّكُمْ وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِكُمْ.

۲۹۴۸- قتادہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا جدا کر دو حج کو اپنے عمرے سے اس لیے کہ اس میں حج بھی پورا ہو ا اور تمہارا عمرہ بھی پورا ہوا (یعنی ہر ایک کو سفر میں الگ الگ بجالاؤ)۔

۲۹۴۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ

۲۹۴۹- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہم لبیک پکارتے

(۲۹۴۹)☆نوویؒ نے کہا مازری سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے جس متعہ سے منع کیا ہے وہ کیا ہے؟ بعضوں نے کہا مراد اس سے فسخ کرنا حج کا ہے عمرہ کی طرف اور کسی نے کہا اشہر حج میں مطلق عمرہ بجالانا ہے اور پھر اس سال میں حج بھی کرنا۔ اور یہ اس لیے منع فرمایا کہ ترغیب دی آپ نے افراد کی کہ وہ افضل ہے اور چونکہ اب امن ہو گیا ہے راہوں میں تو اولیٰ ہے کہ لوگ ایک ہی سفر میں دونوں نسک نہ بجالائیں نہ کہ اس نظر سے آپ نے منع فرمایا کہ تمتع حج کو باطل جانتے تھے یا اس کی حرمت کے قائل تھے۔ اور قاضی عیاض کا قول ہے کہ ظاہر حدیث جابر اور عمران اور ابو موسیٰؓ کی اس پر دال ہے کہ حضرت عمر نے حج کو فسخ کرنا عمرہ کر کے اسی سے منع فرمایا اور اسی لیے حضرت عمرؓ اس پر مارتے تھے اور صرف تمتع پر نہیں مارتے تھے اور نہ اس پر کہ کوئی اشہر حج میں عمرہ بجالائے۔ اور مارنا حضرت عمرؓ کا اس خیال سے تھا کہ وہ اور تمام صحابہ یہ خیال کرتے تھے کہ فسخ حج بعمرہ یہ خاص تھا اسی سال کے ساتھ جس میں حضرتؐ نے حج کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ جو تمتع اس آیت میں مذکور ہے فمن تمتع بالعمرة الى الحج فما استيسر من الهدى اس سے یہی مراد ہے کہ اشہر حج میں عمرہ کرے اور حج کے قبل اور پھر اس سال حج بھی کرے اور تمتع میں قران بھی داخل ہے اس لیے کہ اس میں بھی ایک قسم کی برخورداری ہے کہ ایک ہی سفر میں جو اپنے وطن سے نکلا تو دونوں نسک بجالایا اور تمتع میں یہ بھی داخل ہے کہ حج کے احرام کو عمرہ کر کے کھول ڈالے جس کو فسخ حج بعمرہ کہتے ہیں (یعنی تینوں معنے اس آیت میں ہو سکتے ہیں)۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ نوویؒ نے کہا میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ حضرت عمر اور عثمانؓ وغیرہما نے جو منع فرمایا متعہ سے اس سے مراد یہی ہے کہ عمرہ کرے اشہر حج میں اور پھر اسی سال حج بھی کرے اور اس نہی سے نہی تحریم اور بطلان مراد نہیں بلکہ نہی اولویت ہے کہ انھوں نے کہا اولیٰ یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ کرو اور غرض ترغیب دینا تھی افراد کی اور اب اجماع ہو گیا ہے علماء کا کہ افراد او رتمتع اور قران بغیر کراہت کے بلا تامل روا ہیں اور اختلاف اس کے افضل میں ہے کہ اولیٰ کون ہے اور اوپر اس کی بحث ہو چکی ہے۔ باقی رہا حضرت عمر کا متعہ نکاح کو منع فرمانا جو اس میں مذکور ہے تو وہ ایک مدت معین پر نکاح کرنا ہے اور وہ ابتدائے اسلام میں مباح تھا پھر منسوخ ہوا خیبر کے دن پھر مباح ہوا فتح مکہ میں پھر منسوخ ہوا ایام فتح میں اور اس کی حرمت اب تک چلی آتی ہے اور قیامت تک چلی جائے گی اور

نَقُولُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً.

تھے حج کی اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالیں۔

زمانہ اول میں اس میں کچھ اختلاف تھا۔ (اس لیے کہ روایات حرمت بعض لوگوں کو نہ پہنچی تھیں پھر وہ اختلاف مرتفع ہو گیا اور سب نے اس کی تحریم پر اجماع کیا اور تفصیل اس کی کتاب النکاح میں آئے گی انشاء اللہ)۔ اور علامہ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ روایت کی اعمش نے فضیل بن عمرو سے انھوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ تمتع کیا رسول اللہؐ نے تو عروہ نے کہا کہ منع کیا ابو بکر و عمرؓ نے متعہ سے تو ابن عباس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اب یہ لوگ ہلاک ہونگے میں تو کہتا ہوں کہ فرمایا رسول اللہؐ اور یہ کہتے ہیں کہ کہا ابو بکر و عمر نے۔ اور عروہ نے ابن عباس سے کہا کہ تم ڈرتے نہیں ہو کہ رخصت دیتے ہو متعہ کی تو ابن عباس نے کہا جا اپنی ماں سے پوچھ اے چھوٹے عروہ تو عروہ نے کہا کہ ابو بکر و عمر نے تو کبھی متعہ نہیں کیا (یعنی تمتع حج کا) ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ تم باز نہ آؤ گے جب تک اللہ تعالیٰ تم کو عذاب نہ کرے گا میں تو تم سے حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہؐ کی اور تم کہتے ہو کہ ابو بکر و عمر نے یوں کہا۔ تب کہا کہ وہ لوگ سنت رسول اللہؐ کو تم سے زیادہ جانتے تھے اور تم سے زیادہ پیرو سنت تھے۔ اور جواب دیا ہے ابو محمد بن حزم نے عروہ کی بات کا اس طور سے کہ ہم کہتے ہیں عروہ سے کہ ابن عباسؓ رسول اللہؐ کی سنت کو ہم سے زیادہ جانتے تھے اور اسی طرح ابو بکر و عمر کے حال سے بھی تم سے زیادہ واقف تھے اور تم سے بہر حال بہتر تھے اور ان تینوں کے نزدیک تم سے اول تھے اور یہ تینوں ان سے زیادہ قریب تھے بہ نسبت تمہارے کہ اس میں کوئی مسلمان ذرا بھی شک نہیں کر سکتا اور ام المومنین عائشہؓ بھی تم سے زیادہ علم والی تھیں اور تم سے زیادہ سچی تھیں پھر ثوری کی سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا کون امیر موسم ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا ابن عباسؓ تو انھوں نے فرمایا کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں حج کے احکام کو اور کہا ابو محمد بن حزم نے کہ اور راویوں نے جو افضل اور اعلم اور اصدق اور اوثق ہیں عروہ سے 'عروہ کے خلاف بیان کیا ہے پھر بزار کے طریق سے روایت کی ابن عباس سے کہ تمتع کیا رسول اللہؐ نے اور ابو بکر و عمر نے اور پہلے جس نے اس سے منع کیا وہ معاویہ ہیں اور روایت کی عبد الرزاق کے طریق سے ابن عباسؓ سے کہ تمتع کیا رسول اللہؐ نے اور ابو بکر نے یہاں تک کہ وفات پائی اور حضرت عمر نے اور عثمانؓ نے بھی ایسا ہی کیا اور پہلے جس نے اس سے منع کیا وہ معاویہ ہیں۔ ابن قیم نے فرمایا کہ یہ حدیث ابن عباسؓ کی جس میں معاویہؓ کا ذکر ہے اخراج کیا ہے اس کو احمدؒ نے مسند میں اور ترمذی نے سنن ترمذی میں اور حسن کہا اس کو پھر ذکر کی گئیں روایتیں حضرت عمرؓ سے جس میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں عمرہ کرتا تو حج کرتا اور تمتع کرتا اور ثابت کیا ان کو باسانید معتبرہ متعددہ پھر ذکر کیا جواب ابن تیمیہؒ کا کہ فرمایا انھوں نے کہ حضرت عمرؓ نے البتہ کبھی منع نہیں کیا متعہ سے بلکہ یوں فرمایا کہ پورا حج تمہارا اور پورا عمرہ یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ بجالاؤ اور اختیار کیا انھوں نے افضل امور کو اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک کو عمرہ اور حج میں سے جدا جدا سفر کے ساتھ ادا کرے کہ اپنے شہر سے چل کر مکہ تک آئے اور یہ قران اور تمتع خاص سے کہ جو ایک ہی سفر میں دونوں کی ادائی ہو جائے یعنی حج اور عمرہ کی افضل ہے اور تنصیص کی ہے اس کی احمد اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعیؒ نے اور فقہاء نے بھی اور یہ وہی افراد ہیں جو بجالائے ہیں ابو بکر اور عمرؓ اور حضرت عمرؓ اسی کو پسند کرتے تھے لوگوں کے لیے اور ایسا ہی کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے۔ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علیؓ یہی تفسیر کرتے تھے اس آیت کی واتموا الحج والعمرة للّٰه۔ کی کہ تمام ان کا یہ ہے کہ احرام باندھے ہر ایک کے لیے اپنے گھر سے اور الگ سفر میں بجالائے ہر ایک کو اس لیے کہ رسول اللہؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ ثواب تمہارا بقدر تمہاری تکلیف کے ہے۔ غرض جب عمرہ کر کے حاجی لوٹ گیا اپنے گھر کو اور پھر وہاں سے احرام باندھ کر آیا اور حج کیا اور وہ عمرہ حج کے مہینوں سے پیشتر ہوا تو یہ دونوں نسک پورے ہوئے یا عمرہ کیا اس نے قبل اشہر حج کے اور مکہ میں ٹھہرا رہا اور حج کیا تو یہ پورا حج و عمرہ ہوا۔ غرض یہ مذہب مختار ہے حضرت عمر کا اور اس میں لوگوں نے غلطیاں کیں کہ انھوں نے متعہ سے منع کیا ہے اور کسی نے سمجھا کہ متعہ للہ

بَاب حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ

٢٩٥٠- عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ فَقُلْتُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى رَأْسِي فَنَزَعَ زِرِّي الْأَعْلَى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الْأَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَأَلْتُهُ وَهُوَ

باب: نبیؐ کے حج کا بیان

۲۹۵۰- جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہم جابر بن عبداللہؓ کے گھر گئے اور انھوں نے سب لوگوں کو پوچھا یہاں تک کہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علیؓ ہوں سیدنا حسین کا پوتا۔ سو انھوں نے میری طرف شفقت سے ہاتھ بڑھایا اور میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے اوپر کی گھنڈی کھولی پھر نیچے کی گھنڈی کھولی (یعنی شلوکے وغیرہ کی) اور پھر اپنی ہتھیلی رکھی میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے بیچ میں اور میں ان دنوں جوان لڑکا تھا پھر کہا شاباش، خوش رہو اے میرے بھتیجے اور

فسخ کو منع کرتے ہیں اور کسی نے جانا کہ ترک اولی کی نظر سے منع کرتے ہیں (جیسا نووی کے قول میں اوپر گزرا) اور یہ اس نے خیال کیا جس کے نزدیک افراد افضل ہے اور کسی نے معارضہ کیا روایات نہی کو روایات استحباب پر چنانچہ روایات دونوں قسم کی حضرت عمرؓ سے اوپر گزر چکیں اور کسی نے سمجھا کہ اس مسئلہ میں ان کے دو قول ہیں جیسے اور مسائل میں ان کے دو قول ہیں اور کسی نے نہی کو قول قدیم جانا اور پھر روایات جواز کو رجوع سمجھا جیسے ابن حزم کا مسلک ہے اور کسی نے ان کے منع کو ان کی رائے خیال کیا جیسے مروی ہے اسود بن یزید سے کہ میں اور حضرت عمرؓ وقوف میں تھے عرفات کے کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا خوب بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اور خوشبو آتی ہوئی اس سے تو فرمایا کہ تو محرم ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ محرم کی یہی شکل ہوتی ہے؟ اس کے بال پریشان خاک آلود چہرہ ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں متمتع تھا اور میری بیوی میرے ساتھ ہے اور میں نے آج ہی احرام باندھا ہے یہیں سے تو حکم فرمایا حضرت عمر نے کہ کوئی تمتع نہ کرے (الحدیث) اور اس سے واضح ہوا کہ یہ ایک رائے تھی ان کی۔ ابن حزم نے کہا کہ کیا خوب اور رسول اللہؐ نے شب کو اپنی سب بیبیوں سے جماع کیا اور پھر صبح کو احرام باندھا اور اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ جماع حلال ہے احرام کے ایک لحظہ پیشتر بھی۔ غرض یہ رائے حضرت عمرؓ کی مخالف ہدی رسول اللہؐ ہے۔ کلام ابن قیم کا ایسا ہی ہے بنوع اختصار و بزیادہ قلیلہ-

(۲۹۵۰) ☆ اس حدیث میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور بہت قواعد اسلام ہیں اور یہ حدیث مسلم کی اکیلی حدیثوں سے ہے کہ بخاری میں نہیں ہے اور ابو داؤد نے مثل مسلم کے روایت کی ہے اور ابو بکر بن منذر نے ایک کتاب تصنیف کی ہے فقط اس کے فائدوں میں اور اس سے ڈیڑھ سو سے اوپر مسئلے نکالے ہیں اور اگر کوئی غور کرے تو اس سے بھی زیادہ پاوے اور اب اتنے ٹکڑے میں جو فوائد ہیں جن پر تنبیہ کی احتیاج ہے ہم ان کو ذکر کرتے ہیں۔

اول یہ کہ (جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا ہم جابر بن عبداللہ کے پاس گئے تو انھوں نے سب لوگوں کو پوچھا) جب لوگ ملاقات کو آویں تو ہر ایک کی خاطر کی جاوے اس کے مرتبے کے موافق جیسا حضرت صدیقہؓ سے مروی ہے کہ خیال رکھو لوگوں کے مرتبے کا۔

دوسرے (میں نے کہا میں محمد بن علی سیدنا حسینؓ کا پوتا ہوں سو انھوں نے میری طرف شفقت سے ہاتھ بڑھایا) اس میں تعظیم اور خاطرداری ہے اہل بیت کی جیسے حضرت جابر نے دلجوئی کی محمد بن علی کی جو پوتے ہیں حضرت سیدنا حسینؓ کے۔ ☜

أَعْمَى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبِهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَرِدَاؤُهُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلَّى

پوچھو مجھ سے جو چاہو پھر میں نے ان سے پوچھا اور وہ نابینا تھے اور اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر کہ جب اس کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پر رکھتے تھے تو وہ نیچے گر جاتے تھے اس چادر کے چھوٹے ہونے کے سبب سے اور ان کی

تیسرے جابر نے ان سے فرمایا مرحبا خوش رہو اور شاباش۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو آوے اسکے دل خوشی کی کچھ بات کہنا۔

چوتھے نرمی اور اخلاق اور انس دینا اپنے ملاقاتیوں کو اور ان کو محبت سے جرأت دینا کہ کچھ پوچھیں اور خوف نہ کریں اسی لیے حضرت جابرؓ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا کہ پوچھو۔

پانچویں صاحب زادہ صاحب محمد نے جو یہ کہا کہ میں ان دنوں جوان تھا اس سے معلوم ہوا کہ وجہ ان سے زیادہ محبت کرنے کی اور دلجوئی کی یہی تھی کہ وہ صغیر السن اور چھوٹے تھے اور بوڑھوں کے ساتھ یہ بات کہ سینہ پر ہاتھ رکھنا ضروری نہیں اور یہ خاطرداری سبب ہوگی ان کو حدیث کا مطلب یاد رکھنے کا۔

چھٹے وہ یعنی جابر نابینا تھے اتنے میں نماز کا وقت آگیا اس سے معلوم ہوا کہ امامت اندھے کی روا ہے اور اس کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں مگر افضل ہونے میں تین قول ہیں شافعیہ کے ایک یہ کہ امام ہونا اندھے کا آنکھ والے سے افضل ہے اس لیے کہ اس کی نگاہ کہیں نہیں پڑتی اور خیال نہیں بٹتا۔

دوسرے یہ کہ آنکھ والا افضل ہے اس لیے کہ وہ ناپاکیوں سے خوب بچ سکتا ہے۔

تیسرے یہ کہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول صحیح تر ہے اور یہی منصوص ہے امام شافعیؒ سے۔

ساتویں یہ کہ گھر والے کا امام ہونا افضل ہے گو نابینا بھی ہو۔

آٹھویں یہ کہ (وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر) نماز جائز ہے ایک کپڑے سے اگرچہ اور کپڑے بھی موجود ہوں جیسے ان کی بڑی چادر دھری تھی۔

نویں تپائی وغیرہ کا گھر میں رہنا جائز ہے پھر نماز پڑھائی پکار دی تاکہ لوگ تیاری کریں حج کی اور مناسک اور احکام حج خوب سیکھ لیں اور آپ کی باتیں اور وصیتیں خوب یاد کریں اور لوگوں کو پہنچاویں اور دعوت اسلام کی اور شوکت ایمان کی خوب ظاہر ہو جاوے۔

دسویں اس سے معلوم ہوا کہ امام کو مستحب ہے کہ جب بڑے کام پر چلے تو لوگوں کو آگاہ کر دے کہ اس کی سواری کے لیے تیار ہو جائیں۔

گیارہویں معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے احرام حج کا باندھا اسی لیے جابر نے کہا کہ ہر شخص نے وہی کیا جو حضرتؐ نے کیا پھر جب آپ نے جو لوگ ہدی نہیں لائے تھے ان کو فسخ حج بعمرہ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے تامل کیا یہاں تک کہ آپ کو غصہ کرنا پڑا اور آپ نے عذر کیا کہ میرے ساتھ ہدی ہے ورنہ میں بھی احرام کھول ڈالتا اور معلوم ہوا کہ علی اور ابو موسیٰ نے بھی احرام حج ہی کا باندھا تھا جو حضرتؐ کا احرام تھا۔ انتہی

غرض "ہم لوگ" سے "سوار ہوئے قصواء او نٹنی پر" تک اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ چنانچہ

بارہویں بات یہ ہے کہ مستحب ہے غسل احرام کا اس عورت کو بھی جو حائضہ ہو یا نفاس والی۔

تیرھویں نفاس والی عورت کو مستحب ہے لنگوٹ باندھنا کچھ کپڑا اندام نہانی پر رکھ کے اور اس میں اختلاف نہیں۔

چودھویں معلوم ہوا کہ وقت احرام کے آپ نے دو رکعت پڑھی اور نووی نے ان کو مستحب کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ مذہب ہے

بِنَا فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِيَدِهِ فَعَقَدَ تِسْعًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ	چادر بڑی تپائی پر رکھی تھی پھر نماز پڑھائی انھوں نے ہم کو (یعنی امامت کی) اور میں نے کہا کہ خبر دیجئے مجھے رسول اللہؐ کے حج سے (یعنی حجۃ الوداع سے) تو جابرؓ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا نو کا اور کہا کہ رسول اللہؐ نو برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور حج نہیں کیا پھر لوگوں میں پکارا گیا دسویں سال کہ رسول اللہؐ حج کو جانے والے ہیں

کافہ علماء کا کہ احرام کے وقت دو رکعت مستحب ہے سوا حسن بصری وغیرہ کے اور جو لوگ استحباب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو اس پر کچھ دم وغیرہ لازم نہیں آتا نہ وہ گنہگار ہوتا ہے مگر ایک فضیلت فوت ہوگئی اور جن وقتوں میں نماز منع ہے اگر اس وقت احرام باندھے تو مشہور یہی ہے کہ نہ پڑھے اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ پڑھ لے۔ اور حسن بصری وغیرہ نے کہا ہے کہ ان دو رکعتوں کا پڑھنا کسی نماز فرض کے بعد مستحب ہے کہ نہیں تو نہیں اور ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے جو بڑے محقق اور حافظ حدیث ہیں کہ حضرتؐ نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی دو رکعت پڑھیں اور لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی اور یہ نماز ظہر کی فرض تھی۔ اور احرام کی دو رکعتیں پڑھنا آپ سے کہیں ثابت نہیں سوا فرض ظہر کے۔ اور جابر کی روایت سے بھی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دو رکعت پڑھیں پس غالب ہے کہ یہ ظہر ہی کی دو رکعتیں ہوں اور احرام کی نہ ہوں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ دو۔ پس یہ رکعتیں ظہر ہی کی تھیں اور قول ابن قیمؒ کا قوی معلوم ہوتا ہے۔ غرض جنھوں نے سب روایتوں میں غور نہیں کیا انھوں نے سمجھا کہ یہ احرام کی تھیں۔ اور قصواء آپ کی اونٹنی کا نام تھا۔

(یہاں تک کہ جب آپ کو لے کر سے وہی ہم نے بھی کیا تک) قولہ سوار اور پیادے اس سے۔

پندرہواں مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حج میں سوار اور پیادہ دونوں طرح جانا روا ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے اور دلائل کتاب و سنت سے اس میں موجود ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر (پارہ ۱۷ سورۂ حج) اور اختلاف ہے علماء کا اس میں کہ افضل کیا ہے سو امام شافعی اور مالکؒ اور جمہور کا قول ہے کہ سواری پر جانا افضل ہے اس لیے کہ اس میں پیروی ہے رسول اللہؐ کی اور اس لیے بھی کہ اس میں مناسک کا ادا کرنا آسان ہے اور اس لیے بھی کہ اس میں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور جتنا خرچ زیادہ ہوا اتنا ہی ثواب زیادہ ہے اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے۔ اور داؤد کا قول ہے کہ پیدل جانا افضل ہے کہ اس میں مشقت زیادہ ہے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس لیے کہ مشقت مطلوب نہیں بلکہ پیروی رسول اللہؐ کی مطلوب ہے۔

سولہواں یہ مسئلہ ہے کہ یہ جو کہا کہ ان پر قرآن اترتا تھا اس سے ثابت ہو گیا کہ جو عمل ان کی طرف سے روایت ہوا اسی کو اختیار کرنا ضروری ہے اور وہی دین ہے نہ کہ وہ قول و فعل جو رائے سے نکالا گیا ہو کہ وہ ہرگز قابل اخذ نہیں نہ وہ دین ہو سکتا ہے۔

یعنی جن صحابہؓ نے آپ کی لبیک پر کچھ زیادہ کہے تو آپ نے منع نہیں کیا اس سے۔

سترہواں مسئلہ معلوم ہو گیا کہ لبیک میں زیادتی آپ نے منظور کی اور یہ جو کہا کہ توحید کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک لوگ جو شرک کی باتیں بڑھاتے تھے ان کو حضرت نے نکال دیا اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ فقط اتنا ہی لبیک کہنا جتنا حضرت سے ثابت ہے مستحب ہے اور یہی قول ہے امام مالکؒ اور شافعی کا۔

یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ سے جو صفا کی طرف ہے تک اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ چنانچہ

اٹھارہواں یہ ہے کہ طواف قدوم میں آپ نے تین بار رمل کیا اور چار بار بدستور متعارف چلے اس سے ثابت ہوا کہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى أَتَيْنَا ذَالْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى

پھر جمع ہو گئے مدینہ میں بہت سے لوگ اور سب چاہتے تھے کہ پیروی کریں رسول اللہ ؐ کی اور ویسا ہی کام کریں (حج کرنے میں) جیسے آپ کریں۔ غرض ہم لوگ سب آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے اور وہاں اسماء بنت عمیس جنیں اور محمد، ابو بکرؓ کے بیٹے پیدا ہوئے اور انھوں نے حضرت محمدؐ سے کہلا بھیجا آپ نے فرمایا کہ غسل کر لو اور لنگوٹ باندھ لو ایک کپڑے کا اور احرام باندھ لو۔ پھر

ﷺ طواف قدوم سنت ہے اور اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔

انیسواں یہ کہ طواف سات پھیرے ہے۔

بیسواں یہ کہ رمل تین پھیروں میں اول کے سنت ہے۔ اور رمل اچھل کر چلنے کو کہتے ہیں اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں اور اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ ایک طواف میں خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا رمل سنت ہے اور سوا حج اور عمرہ کے جو طواف ہے اس میں رمل سنت نہیں اور جلدی چلنا بھی ایک میں سنت ہے دوسرے طواف میں نہیں۔ اور اس میں شافعی کے دو قول مشہور ہیں اصح قول یہ ہے کہ جلدی چلنا اس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہے ورنہ نہیں اور یہ صورت طواف قدوم اور طواف افاضہ میں ہو سکتی ہے کہ ان دونوں کے بعد سعی ہو سکتی ہے اور طواف وداع میں نہیں ہو سکتی۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جلدی نہ چلے مگر طواف قدوم میں خواہ اس کے بعد سعی کا ارادہ ہو یا نہ ہو اور اسی طرح طواف عمرہ میں جلدی اس لیے کہ عمرہ میں اس کے بعد کوئی طواف نہیں اور اسی طرح سنت ہے اضطباع۔

اکیسواں مسئلہ اضطباع یہ ہے کہ چادر بیچ۔۔۔ داہنی بغل کے نیچے ڈال دے اور دونوں سرے ایک آگے سے ایک پیچھے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال دے اور دایاں کندھا کھلا رہے کہ اس میں ایک بہادری پائی جاتی ہے اور یہ اضطباع بھی اسی طواف میں سنت ہے جس میں رمل سنت ہے اور اصل رمل کی یہ ہے کہ جب رسول اللہ ؐ عمرہ قضاء میں مکہ کو تشریف لائے تو مشرکان مکہ نے کہا کہ ان کو مدینہ کے تپ نے دبلا کر دیا اور یہ سست ہو گئے۔ سو آپ نے یاروں کو حکم دیا کہ اس طرح طواف کریں کہ کافروں پر رعب ہو جائے اور بہادری اور قوت مسلمانوں کی ان پر ظاہر ہو اور بعد اس علت دور ہو جانے کے بھی یہ حکم حجۃ الوداع میں باقی رہا اب وہ قیامت تک سنت ہو گیا بخلاف حصہ مؤلفۃ القلوب کے کہ وہ حضرتؐ کے وقت تھا اب نہ رہا۔

بائیسواں مسئلہ یہ ہے کہ جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعت طواف کی ادا کرے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت۔ اور شافعیہ کے اس میں تین قول ہیں اول اور سب سے صحیح اور پکا یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔

دوسرا یہ کہ واجب ہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر طواف واجب ہے تو یہ رکعتیں بھی واجب ہیں اور اگر طواف سنت ہے تو یہ بھی سنت ہیں۔ اور بہر حال اگر کسی نے ان کو نہ پڑھا تو طواف اس کا باطل نہیں ہوتا اور مسنون یہی ہے کہ ان کو مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حجر میں (یعنی حطیم میں پڑھے) یا پھر مسجد میں یا حرم میں اور اگر اپنے وطن میں جا کر پڑھے جب بھی روا ہے اور اگر کئی بار پورا طواف (یعنی سات سات شوط) کر کے پھر ہر طواف کے لیے دو دو رکعت ادا کرے تو بھی اصحاب شافعیہ کے نزدیک جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اور مکروہ نہیں اور اسی کے قائل ہیں مسور بن مخرمہ و عائشہ اور طاؤس اور عطا اور سعید بن جبیرؒ اور احمد اور اسحاق اور ابو یوسفؒ اور مکروہ کہا ہے اس کو ابن عمرؓ او رحسن بصری اور زہری اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ابو ثور اور محمد بن حسن اور ابن منذرؒ نے اور نقل کیا ہے اس کو قاضی عیاضؒ نے جمہور فقہاء سے۔ ﷺ

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ ((اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي)) فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلَ ذَلِكَ وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلَ ذَلِكَ وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلَ ذَلِكَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ ((**لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ**)) وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهَذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُولُ اللهِ

رسول اللہؐ نے دو رکعت پڑھیں مسجد میں اور سوار ہوئے قصواء اونٹنی پر یہاں تک کہ جب آپ کو لے کر وہ سیدھی ہوئی بیداء پر (وہ ایک مقام ہے مثل ٹیلہ کے) تو میں نے دیکھا آگے کی طرف جہاں تک کہ میری نظر گئی کہ سوار اور پیادے ہی نظر آتے تھے اور اپنے داہنی طرف بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور بائیں طرف بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور پیچھے بھی ایسی ہی اور رسول اللہؐ ہمارے بیچ میں تھے اور آپ پر قرآن شریف اترتا جاتا تھا اور آپ اس کی حقیقت کو خوب جانتے تھے اور جو کام آپ نے کیا وہی ہم نے بھی کیا پھر آپ نے توحید کے ساتھ لبیک پکاری اور کہا لبیك سے لا شریك لك تک اور معنے اس کے اوپر ہو چکے ہیں اور لوگوں نے بھی یہی لبیک پکاری جو اب لوگ پکارتے ہیں (یعنی حضرتؐ کی لبیک میں کچھ لفظ بڑھا کر پکارے اور آپ نے ان کو روکا نہیں) اور آپ لبیک ہی پکارتے رہے اور جابرؓ نے کہا کہ ہم حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہیں رکھتے اور عمرہ کو پہچانتے ہی نہ تھے (بلکہ ایام حج میں عمرہ بجا لانا ایام جاہلیت سے برا جانتے تھے) یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ میں آئے آپ کے ساتھ آپ نے چھوا رکن کو (یعنی حجر اسود کو) اور طواف میں تین بار اچھل اچھل کر چھوٹے چھوٹے ڈگ رکھ کے شانے اچھال اچھال کر چلے اور چار بار

ف: تئیسواں مسئلہ یہ ہے کہ طواف کی رکعتوں میں پہلی رکعت میں قل یاایها الکافرون اور دوسری میں قل هو الله احد پڑھنا سنت ہے۔

چوبیسواں مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ طواف قدوم کے بعد سنت ہے کہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہو تو پھر حجر اسود کو چھوئے اور باب الصفا سے نکلے اور اسی پر اتفاق ہے کہ یہ چھونا واجب نہیں اور اگر نہ چھوئے تو کچھ دم لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے امام شافعیؒ کا۔

پچیسواں مسئلہ یہ ہے کہ اس روایت میں قل هو الله پہلے مذکور ہے اور قل یا ایها الکافرون بعد تو معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں قل هو الله احد پڑھے اور دوسری میں قل یا ایها الکافرون اور اس سے ثابت ہوا کہ مقدم موخر سورتیں پڑھنا روا ہے اگرچہ بعض جہال اس میں تعجب کریں۔ اور بعض روایتوں میں اس کے برعکس بھی آیا ہے جیسے ہم نے تئیسویں مسئلہ میں لکھا ہے۔ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں فرمایا کہ طواف قدوم میں اختلاف ہے کہ رسول اللہؐ نے پیدل کی یا سواری پر اور جابر کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طواف قدوم پیدل کیا۔ اور جن روایتوں میں حجۃ الوداع میں اونٹ پر طواف کرنا آیا ہے مراد اس سے شاید طواف افاضہ ہو اور ابن حزم نے جو صفا اور مروہ کے طواف میں کہا ہے کہ حضرتؐ سوار تھے اونٹ پر اور تین بار دوڑایا اور چار بار آہستہ چلے یہ ان کی غلطی ہے حقیقت میں یہ دوڑنا تین بار اور چار بار آہستہ چلنا یہ طواف بیت اللہ میں واقع ہوا ہے نہ کہ سعی بین الصفا والمروہ میں۔ پھر کہا ہے کہ صفا اور مروہ میں ہر بار بطن وادی (یعنی بیچ کے نشیب کی جگہ میں جہاں اب دو سبز ←

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْبِيَتَهُ قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ نَفَذَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَرَأَ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَكَانَ أَبِي يَقُولُ وَلَا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنْ الصَّفَا قَرَأَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ ((أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ)) فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ

عادت کے موافق چلے پھر مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی **واتخذو من مقام ابراھیم مصلی** یعنی مقرر کرو مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ اور مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے بیچ میں کیا پھر میرے باپ کہتے تھے اور میں نہیں جانتا کہ انھوں نے ذکر کیا ہو مگر نبیؐ ہی سے ذکر کیا ہوگا کہ آپ نے پڑھیں دو رکعتیں اور ان میں **قل ھو اللہ احد** اور **قل یا ایھا الکفرون** پڑھا۔ پھر لوٹ کر گئے آپ حجر اسود کے پاس اور اس کو بوسہ دیا اور نکلے اس دروازہ سے جو صفا کی طرف ہے پھر جب صفا کے قریب پہنچے (وہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو کعبہ کے دروازے سے بیس پچیس قدم پر ہے) تو یہ آیت پڑھی **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ** (یعنی صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) اور فرمایا آپ نے کہ ہم شروع کرتے ہیں جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اس کی بڑائی کی (یعنی لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا اور کہا لا الہ الا اللہ سے ھزم الاحزاب وحدہ تک (یعنی کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اکیلا ہے وہ پورا کیا اس نے اپنا وعدہ (یعنی دین کے پھیلانے کا اور اپنے نبی کی مدد کا) اور مدد کی اس نے اپنے غلام کی (یعنی محمدؐ کی) اور شکست دی اس نے اکیلے سب لشکروں کو۔ پھر اس کے

کھمبے کھڑے کر دیے ہیں) میں دوڑنا مسنون ہے اور باقی راہ میں آہستہ چلنا اور کہا ہے کہ میں نے اپنے استاد شیخ ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ یہ ابن حزم کی بھول ہے اور یہ بھول ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے کہ حضرت چودہ بار پھرے صفا اور مروہ کے بیچ میں اور وہ یہ سمجھا کہ شاید آنے اور جانے دونوں کو ملا کر ایک سعی کہتے ہیں اور ایسے ہی سات مرتبہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ صریح غلطی ہے اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا تو سعی صفا پر تمام ہوتی جہاں سے شروع ہوئی تھی اور یہ بخوبی ثابت ہے کہ آپ نے سعی مروہ پر ختم کی اور صفا سے شروع کی۔

(پھر جب صفا کے قریب پہنچنے سے طواف تمام ہوا مروہ پر تک) اس سے بہت مناسک معلوم ہوئے۔ چنانچہ

چھبیسواں مسئلہ یہ ہے کہ سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور جمہور کا۔ نسائی میں آیا ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ شروع کرو وہیں سے جہاں سے شروع کیا ہے اللہ نے اور سند اس کی صحیح ہے۔

ستائیسواں مسئلہ یہ ہے کہ صفا اور مروہ پر چڑھنا چاہیے اور اس چڑھنے میں اختلاف ہے۔ جمہور شافعیہ نے کہا ہے کہ چڑھنا سنت ہے شرط نہیں ہے اور نہ ہی واجب ہے اور اگر کوئی اس پر نہ چڑھا تو سعی صحیح ہو گئی مگر فضیلت فوت ہوئی اور ابو حفص بن وکیل شافعی کا قول ہے

إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعٰى حَتّٰى إِذَا صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا

بعد دعا کی پھر ایسا ہی کہا پھر دعا کی غرض تین بار ایسا ہی کیا پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم میدان کے بیچ میں اترے تو دوڑے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے پھر مروہ پر بھی ویسا ہی کیا جیسے کہ صفا پر کیا تھا) یعنی وہ کلمات کہے اور دعا کی قبلہ رخ کھڑے ہو کر یہاں تک کہ جب طواف تمام ہوا مروہ پر (یعنی سات شوط ہو چکے) تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اگر پہلے سے معلوم ہوتا اپنا کام

کہ سعی صحیح نہیں ہوئی اور صواب وہی قول اول ہے مگر ضروری ہے کہ صفا کی درز میں ایڑیاں لگا کر سعی شروع کرے اور مروہ کی درز میں پیر کی انگلیاں لگا کر تمام کرے کہ سعی ناقص نہ ہو۔

اٹھائیسواں یہ ہے کہ مستحب ہے کہ اتنا چڑھے کہ کعبہ دکھائی دے اگر ممکن ہو ورنہ خیر۔

انتیسواں یہ ہے کہ مستحب ہے بلکہ مسنون ہے کہ صفا پر کھڑا ہو اور وہی ادعیات پڑھے اور دعا کرے قبلہ رخ ہو کر اور تین بار ذکر اور تین بار دعا کرے اور بعضوں نے کہا تین بار ذکر اور دو بار دعا کرے مگر قول اول صحیح ہے اور اس دعا میں اشارہ ہے کہ جنگ احزاب میں تمام قبائل عرب مدینہ پر چڑھ آئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا اور یہ جنگ جس کو خندق کہتے ہیں چوتھے سال ہجرت کے یا پانچویں سال میں ماہ شوال میں واقع ہوئی۔

تیسواں یہ کہ وادی کے بیچ میں دوڑنا مستحب ہے باقی چلنا حسب عادت اور اس دوڑنے کو سعی کہتے ہیں اور ہر بار میں جب وادی کے بیچ میں پہنچے دوڑ کر چلے اور اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو فضیلت فوت ہوئی یہ مذہب ہے شافعی کا اور ان کے موافقین کا۔ اور امام مالک نے کہا ہے کہ جو خوب نہ دوڑا اس پر دوبارہ اعادہ واجب ہے اور ایک دوسری روایت بھی ان سے آئی ہے۔

اکتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ مروہ پہنچ کر بھی وہی ذکر اور دعا کرے جو صفا پر کی ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

بتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہوا کہ سعی آپ کی مروہ پر تمام ہوئی تو صفا سے مروہ پر پہنچنا یہ ایک پھیرا ہوا اور وہاں سے پھر صفا پر آنا دوسرا پھیرا ہے ایسے ہی سات پھیرے چاہیں اور یہی مذہب ہے جمہور سلف و خلف کا۔ صرف دو شخصوں نے غلطی اور خطا سے ہمارا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آ جانا یہ ایک پھیرا ہوا غرض ایسے ہی سات پھیرے کہ جمہور کے حساب سے چودہ پھیرے ہوتے ہیں ضروری ہیں اور یہ قول ان کا حدیث سے مردود ہو گیا ہے اس لیے کہ اس صورت میں سعی صفا پر تمام ہوتی اور اس میں مذکور ہے کہ مروہ پر تمام ہوئی اور وہ دو شخص ابن بنت شافعی اور ابو بکر صیرفی ہیں اصحاب شافعیہ سے اور اب عمل ساری امت کا جمہور کے موافق ہے اور ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں ان صاحبوں کے قول کو خطا کہا ہے۔

قولہ مجھے اگر پہلے سے معلوم ہوتا الٰی جن کے ساتھ قربانی تھی اس سے معلوم ہو گیا کہ انبیاء کو علم غیب نہیں ہوتا جب تک اللہ پاک کسی بات کی خبر بذریعہ وحی یا الہام صحیح کے نہ دے جب تک بات معلوم کر لینا ان کا کام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے آرزو کی کہ اگر ہدی ساتھ نہ ہوتی تو احرام حج کا عمرہ کر کے فسخ کر ڈالتا ہے اس میں آسانی اور سہولت ہے امت کے لیے اور آپ کی عادت تھی کہ جب اختیار دیا جاتا آپ کو دو باتوں میں تو اسے اختیار کرتے جو آسان یا آسان تر ہوتی۔ اب اس سے باطل ہو گیا قول ان لوگوں کا جو حج کے فسخ کے قائل نہیں عمرہ کر کے اور بڑی تائید ہوئی مذہب ظاہر یہ کی جو فسخ حج بعمرہ کے قائل ہیں۔ اور اس کے مانعین دو عذر بڑے پیش کرتے ہیں۔

اول یہ کہ جب صحابہؓ میں اختلاف ہوا اس کے جواز و عدم جواز میں تو احتیاط یہی ہے کہ فسخ نہ کرے اور اس کا جواب تو اتنا

فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ فَقَالَ ((لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقْ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا

جو بعد معلوم ہوا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا (اور مکہ ہی میں خرید لیتا) اور اپنے اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالتا تو اب تم میں سے جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے (یعنی طواف و سعی تو ہو چکی اور عمرہ کے افعال پورے ہو گئے) اور اس کو عمرہ کر لے پھر سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ حج کو عمرہ کر

ہی کافی ہے کہ احتیاط جب ہوتی ترک فسخ میں کہ سنت رسول الثقلین ہم پر ظاہر نہ ہوتی اور جب آپ کی سنت ظاہر ہو گئی اور آپ نے قیامت تک کے لیے فرمادیا سراقہ بن جعشمؓ کے جواب میں تو اب احتیاط اتباع سنت میں ہے نہ کہ ترک سنت میں۔ اور

دوسرا عذر یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کو فسخ حج کا حکم اس لیے دیا کہ معلوم ہو جائے ان لوگوں کو کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہے اس لیے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عمرہ حج کے مہینوں میں ممنوع جانا جاتا تھا۔ اور یہ عذر اس سے بھی زیادہ لغو ہے اور اس کا جواب اول یہ ہے کہ آنحضرتؐ اس سے پہلے تین عمرے کر چکے تھے اور وہ تینوں ذیقعدہ کے مہینے میں ہوئے تھے اور ذیقعدہ حج کے مہینوں میں سے تو اب امر ممنوع کے بجالانے کی جس کو منع کرتے ہو کیا ضرورت رہی۔

دوسرے یہ ہے کہ صحیحین میں روایات متعددہ میں یہ امر مذکور ہو چکا ہے کہ آپ نے میقات پر اجازت دی کہ جو چاہے عمرہ کا احرام کرے جو چاہے حج کا جو چاہے حج و عمرہ دونوں کا پھر اسی سے معلوم ہو گیا کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہو گیا اب فسخ کی کیا ضرورت رہی۔

تیسرے یہ کہ آپ نے بخوبی تصریح کر دی اور صاف فرمادیا کہ جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ احرام کھول ڈالے اور جس کے پاس ہدی ہے وہ محرم رہے اور آپ نے یہی آرزو کی کہ اگر میں ہدی نہ لاتا تو احرام کھول ڈالتا۔ غرض دونوں قسم کے محرموں میں آپ نے فرق کیا تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ احرام ہرگز مانع فسخ نہیں بلکہ ہدی کا ساتھ لانا مانع فسخ ہے اور تم جو علت فسخ کی بیان کرتے ہو (یعنی تاکہ صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ ایام حج میں عمرہ درست ہے) یہ ہر محرم میں پائی جاتی ہے اور ایسی نہیں ہے کہ ایک محرم میں پائی جائے اور دوسری میں نہ پائی جائے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی کو فارق ٹھہرایا کہ جو لایا ہے وہ فسخ نہ کرے اور جو نہیں لایا ہے وہ فسخ کر دے۔ اور اگر وہ علت ہوتی جو تم نے کہی ہے تو سب کو فسخ کا حکم دیا جاتا۔ غرض اسی طرح کے گیارہ جواب مانعین فسخ کو علامہ ابن قیمؒ نے زادالمعاد میں دیئے ہیں (فمن اراد الزيادة فليرجع اليه) اور یہ جو مذکور ہوا یعنی علم غیب نہ ہونا۔

تینتیسواں مسئلہ ہے اس حدیث کا اور جواز فسخ حج۔

چونتیسواں اور یہ جو ہے کہ حضرت علیؓ نے برا مانا الخ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بیوی کو خلاف شرع کام پر ڈانٹ پلا سکتا ہے اگرچہ وہ پیغمبر زادی ہو پھر اوروں کا تو کیا ذکر ہے اور حضرت علیؓ کو تو یہی خیال ہوا پھر جب حضرت کی اجازت معلوم ہو گئی چپ ہو گئے۔

پینتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی لبیک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی یوں احرام باندھے کہ یااللہ! میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہے تو یہ روا ہے۔

چھتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ راوی نے جو کہا کہ انھوں نے بال کترائے اور اس سے معلوم ہوا کہ کتروانا بھی روا ہے گو منڈانا سر کا افضل ہے مردوں کو مگر صحابہؓ نے یہاں افضل پر اس لیے عمل نہ کیا کہ اگر منڈاتے تو حج کے وقت مطلق بال نہ رہتے اس لیے یہاں تقصیر پر کفایت کی اور حلق نہ کیا۔

پھر جب ترویہ کا دن ہوا سے لے کر دونوں (ظہر و عصر) کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا اس سے کئی مسائل معلوم ہوئے۔ چنانچہ مع مسائل سابقہ ۔

عُمْرَةً)) فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرَى وَقَالَ ((دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ)) مَرَّتَيْنِ ((لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ)) وَقَدِمَ عَلِيٌّ

ڈالنا ہمارے اسی سال کے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت ہے تو آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لیے اجازت ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے اور حضرت علیؓ یمن سے نبیؐ کے اونٹ لے کر آئے۔ اور حضرت فاطمہؓ کو دیکھا کہ ان میں ہیں جنھوں نے احرام کھول ڈالا اور رنگین کپڑے پہنے ہوئی ہیں اور سرمہ لگائے ہوئے ہیں تو حضرت علیؓ نے برا مانا تو انھوں نے فرمایا کہ میرے باپ نے حکم فرمایا اس کا۔ پھر

ؒ سینتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے حج کے لیے آٹھویں تاریخ کو منیٰ کا ارادہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مکہ میں ہو وہ آٹھویں تاریخ کو احرام باندھے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ اور ان کے موافقین کا کہ ان کے نزدیک افضل یہی ہے اسی حدیث کی رو سے۔

اڑتیسواں یہ کہ سنت یہی ہے کہ آٹھویں تاریخ سے پہلے منیٰ نہ جاوے اور امام مالکؒ نے پہلے اس سے جانے کو مکروہ کہا ہے اور بعض سلف نے کہا ہے کچھ مضائقہ نہیں اگر پہلے جاوے۔

انتالیسواں اور یہ جو فرمایا کہ آپ بھی سوار ہوئے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اس جگہ سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے جیسے اور راہوں میں حج کے سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے۔ اور امام نوویؒ نے اسی کو صحیح کہا ہے اور امام شافعیؒ کا ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ پیدل چلنا افضل ہے۔

چالیسواں یہ کہ منیٰ میں یہ پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں جیسے حضرت نے پڑھیں۔

اکتالیسواں یہ کہ منیٰ میں اس شب یعنی نویں رات کو رہنا سنت ہے اور یہ رہنا مسنون ہے کچھ رکن نہیں نہ واجب ہے اور اگر کسی نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا اور اس پر اجماع ہے۔

بیالیسواں یہ کہ جو کہا جب آفتاب نکل آیا اس سے ثابت ہوا کہ منیٰ سے نہ نکلے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو اور یہ سنت ہے باتفاق۔

تینتالیسواں یہ کہ نمرہ میں اترنا مستحب ہے کہ سنت یہ ہے کہ عرفات میں داخل نہ ہوں جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے پھر جب آفتاب ڈھل جائے ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں پھر عرفات میں داخل ہوں اس لیے نمرہ میں اترنا مسنون ہوا۔ پھر جس کا خیمہ ہو لگایا جاوے اور زوال کے قبل غسل کریں وقوف عرفات کے لیے پھر جب زوال ہو جائے امام لوگوں کے ساتھ مسجد ابراہیم میں جاوے اور وہاں دو چھوٹے چھوٹے خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ بہت چھوٹا ہو۔ پھر اس کے بعد ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے ادا کرے پھر نماز سے فارغ ہو کر موقف میں جائے۔

چوالیسواں مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہوا کہ محرم کو خیمہ میں یا اور سایہ کے نیچے رہنا درست ہے۔

پینتالیسواں خیموں کا رکھنا روا ہے بالوں کے ہوں خواہ اور کسی چیز کے۔ اور نمرہ ایک موضع ہے عرفات کی بغل میں اور عرفات میں داخل نہیں۔ قولہ قریش یقین کرتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش تمام عرب کے خلاف کرتے تھے کہ عرب لوگ عرفات میں جا کر وقوف کرتے اور قریش مزدلفہ میں کھڑے رہتے اور کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر والے ہیں ہم حرم سے باہر نہ جائیں گے اور مزدلفہ حرم میں ہے۔ پس رسول اللہؐ نے بفرمان واجب الاذعان قرآن کے عرفات میں جا کر وقوف کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثم افیضوا من حیث افاض الناس یعنی پھر لوٹو وہاں سے جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں یعنی عرفات سے۔

چھیالیسواں۔ قولہ یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عرفات میں داخل ہونا قبل صلوٰۃ ظہر ؒ

مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهَذَا قَالَ فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ لِلَّذِي

راوی نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عراق میں فرماتے تھے کہ میں رسول اللہؐ کے پاس گیا غصہ کرتا ہوا حضرت فاطمہؓ پر اس کے احرام کے کھولنے کے سبب سے جو انھوں نے کیا تھا پوچھنے کو رسول اللہؐ سے اسی بات کو جو اس نے ذکر کی اور آپ کو خبر دی میں نے کہ میں نے برا جانا اس کو تو آپ نے فرمایا کہ فاطمہ نے سچ کہا (یعنی میں نے ہی ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے) پھر آپ نے فرمایا کہ تم نے کیا کہا جب حج کا قصد کیا؟ تو میں نے عرض کی کہ میں نے کہا یا اللہ!

ﷺ اور عصر کے خلاف سنت ہے۔

قولہ آپ وادی کے بیچ میں پہنچے الخ یہ وادی عرنہ ہے جس میں عین کو پیش را کو زبر اس کے بعد نون ہے اور عرنہ عرفات میں داخل نہیں امام شافعیؒ کے نزدیک اور تمام علماء کا یہی قول ہے مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ عرفات میں ہے۔

سینتالیسواں قولہ پھر خطبہ پڑھا الخ اس سے مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خطبہ یہاں مستحب ہے امام کو عرفہ کے دن اور یہ باتفاق امت مسنون ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ حج میں چار خطبے سنت ہیں۔

ایک تو ساتویں تاریخ ذی الحجہ کی کعبہ کے پاس بعد ظہر کے۔

دوسرے یہی جو مذکور ہوا عرنہ میں عرفات کے دن۔

تیسرے یوم النحر میں یعنی دسویں تاریخ۔

چوتھے کوچ کے دن منیٰ سے جس کو یوم نفر اول کہتے ہیں اور وہ ایام تشریق کا دوسرا دن ہے یعنی بارھویں تاریخ۔ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ سب جگہ ایک ہی ایک خطبہ ہے مگر عرفات کے دن کہ اس میں دو ہیں اور اسی طرح یہ سب خطبے بعد نماز ظہر کے ہیں مگر خطبہ عرفات کہ وہ قبل ظہر کے ہے اور ہر خطبہ میں احکام ضروری کی تعلیم کرنا ضروری ہے۔

قولہ اور تمہارے خون اور اموال الخ اس میں بڑی تاکید فرمائی کہ جیسے عرب کو اس دن کی حرمت اور اس ماہ کی حرمت اور اس شہر مکہ کی حرمت بخوبی معلوم تھی ویسے ہی ایک دوسرے کو مارنا مال لوٹنا ایذا دینا اس کو آپ نے حرام فرمایا اور اس سے ثابت ہوا۔

اڑتالیسواں مسئلہ یہ کہ نظیر دینا اور مثال بیان کرنا اور تشبیہ دینا درست ہے جیسے آپ نے یہاں مال و جان کی حرمت کی تشبیہ دی۔

قولہ ہر چیز ایام جاہلیت کی میرے پیروں کے نیچے ہے الخ اس سے مقصود یہ ہے کہ بیع و شراء اور معاملات ایسے کہ جن میں ابھی قبضہ نہیں اور خون ایسے جن کا قصاص نہیں لیا گیا اور سود جو وصول نہیں کیا گیا اس کا مطالبہ اب نہ کرنا چاہیے اور یہ سب باطل اور لغو ہو گیا۔ اور ابن ربیعہ کا نام محققوں نے لکھا ہے کہ ایاس تھا بیٹا ربیعہ کا وہ بیٹا حارث کا وہ بیٹا عبد المطلب کا۔ اور بعضوں نے اس کا نام حارثہ کہا ہے اور یہ لڑکا چھوٹا تھا اور گھروں میں گھٹنوں کے بل چلتا تھا اور بنی سعد اور بنی لیث کے بیچ میں لڑائی ہوئی اور اس کے ایک پتھر لگا اور مر گیا۔ یہ قول ہے زبیر بن بکار کا۔

انچاسواں اور یہ جو فرمایا ڈرو اللہ سے عورتوں پر الخ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق اور محبت اور نرمی سے زندگی بسر کرنا ضروری ہے اور اس بارہ میں بہت احادیث آئی ہیں اور بہت ڈرایا ہے آپ نے ان کی حق تلفی سے اور فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہتا ہے۔ اور امام نووی کی اس بارہ میں ایک کتاب ہے ریاض الصالحین۔ اور جو یہ ﷺ

صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيمَا ذَكَرَتْ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ ((صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ قَالَ ((فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ)) قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ

میں اہلال کرتا ہوں اس کا جس کا اہلال کیا ہے تیرے رسولؐ نے تو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ ہدی ہے (اس لیے میں نے احرام نہیں کھولا) اب تم بھی احرام نہ کھولو۔ کہا جابرؓ نے کہ پھر وہ اونٹ جو حضرت علی یمن سے لائے تھے اور جو نبیؐ اپنے ساتھ لائے سب مل کر سو اونٹ ہو گئے۔ کہا جابرؓ نے کہ پھر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے مگر نبیؐ نے اور جن کے ساتھ قربانی تھی (کہ وہ محرم ہی رہے) پھر جب ترویہ کا دن ہوا (یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی) تو سب لوگ منیٰ کو چلے اور حج کی لبیک پکاری اور رسول اللہؐ بھی

ﷺ فرمایا حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **فامساك بمعروف او تسريح باحسان** اس حکم خدائے تعالیٰ سے ان کی فروج تم پر حلال ہوئی ہیں تو اس کا خیال رکھو کہ انہیں تکلیف نہ دو اور ان کے حقوق تلف نہ کرو۔ یا اس سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے کیونکہ مسلمان عورت غیر مسلمان مرد کو جائز نہیں۔ یا مراد اس سے یہ آیت ہے **فانكحوا ما طاب لكم من النساء** یا مراد کلمہ سے ایجاب و قبول ہے اور یہ کلمہ اللہ ہی نے بتایا ہے۔ اور یہ جو فرمایا تمہارے بچھونے پر الخ اس سے زنا مراد نہیں اس لیے کہ اس میں تو رجم ہے یعنی پتھر اؤ کر کے مار ڈالنا بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے ساتھ تخلیہ نہ کریں یا کسی کو گھر میں نہ آنے دیں جب تک کہ اجازت نہ ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ اجنبی ہو خواہ بی بی کے محارم میں سے ہو غرض بغیر اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا چاہیے پھر خواہ اجازت زبان سے پائی جائے خواہ عرف و عادت سے۔

پچاسواں یہ مسئلہ ہے کہ عورت کو مارنا تنبیہ اور تادیب کے لیے جائز ہے مگر ایسی ہی ضرب ہو کہ جس سے ضرر شدید نہ پہنچ جائے اور اگر ایسی مار ماوی جو درست ہے یعنی اس میں ضرر شدید نہ تھا اور اتفاق سے وہ مر گئی تو اس پر یعنی زوج پر دیت ہے اور زوج کے عاقلہ پر اس کی ادا واجب ہے اور زوج اپنے مال سے کفارہ دے۔

اکیاون۔ قولہ رزقہن الخ معلوم ہوا کہ خرچ عورت کا اور کھلانا پلانا اور کپڑا دستور کے موافق زوج پر واجب ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

باون۔ وصیت کی آپ نے قرآن کے تمسک پر اور فرمایا کہ جب تک اس کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اور حدیثیں بیان کی اس کے تمسک تک۔ معلوم ہوا کہ جس نے قرآن چھوڑ دیا یعنی اس کے اوامر پر عمل نہ کیا نواہی سے نہ بچا قصص سے عبرت نہ پکڑی خبروں کی تصدیق نہ کی وعدوں کی امید نہ رکھی وعیدوں سے خوف نہ کیا صفات باری پر یقین نہ لایا وہ گمراہ ہوا۔ یہ اس کا حال ہے جو قرآن کے معنی اور مطالب کو جانتا اور عمل نہ کیا پھر اس کا حال پوچھتے ہو جو کم بخت قل هو الله احد کے معنی بھی نہیں جانتا اور اس بدبخت شقی ازلی کا کیا ذکر ہے جو مردود و ملعون یہ خیال رکھتا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔ غرض یہ سب شعبے ہیں ضلالت و گمراہی کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو بچائے۔

ترپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے خبر دی کہ تم سے سوال ہو گا میرے حال سے یہ خبر دی آپ نے قیامت کے سوال سے کہ ہر امت سے ہو گا اور ہر نبی سے۔ اور روبکاری حضرت عیسیٰؑ کی قرآن شریف میں اور روبکاری حضرت نوحؑ کی حدیث میں اسی جنس سے ہے۔ ﷺ

صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَي مِنًى فَأَهَلُّوا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتْ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَلَا

سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور فجر (پانچ نمازیں) پڑھیں پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا اور حکم فرمایا آپؐ نے اس خیمہ کا جو بالوں کا بنا ہوا تھا کہ لگایا جاوے نمرہ میں (کہ نام ہے ایک مقام کا) اور رسول اللہؐ چلے اور قریش یقین کرتے تھے کہ آپ المشعر الحرام میں وقوف کریں گے جیسے سب قریش کے لوگوں کی عادت تھی ایام جاہلیت میں اور آپ وہاں سے آگے بڑھ گئے یہاں تک عرفات پہنچے اور آپ نے خیمہ اپنا نمرہ میں لگایا اور اس میں اترے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا آپ نے حکم فرمایا قصواء اونٹنی کسی گئی اور آپ وادی کے بیچ میں پہنچے اور آپ نے خطبہ پڑھا لوگوں پر اور فرمایا کہ تمہارے خون اور اموال ایک

ﷺ چون مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے اشارہ کیا آسمان کی طرف اور کہا یا اللہ الی آخرہ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک جل جلالہ و جل شانہ اپنی ذات مقدس سے عالم کے اوپر ہے اور یہی عقیدہ تھا رسول اللہ کا اور اسی لیے آپ نے اشارہ حسی کیا اس کی طرف اور باطل ہوا مذہب خبیثان امت گرفتاران جہمیت کا جو قائل ہیں کہ خداوند تعالیٰ سب جگہ ہے یاز عم کرتے ہیں کہ جیسے عرش پر ہے ویسے ہی فرش پر ہے یا مدعی ہیں کہ جیسے عالم کے اوپر ہے ویسے ہی نیچے ہے اور معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ تھا صحابہ کا جو سرور انبیاء کا تھا اس لیے کہ اگر ایک صحابی کا خیال بھی اس کے موافق نہ ہوتا تو وہ برق کی طرح چمک کر حضرت سے سوال کرتا اور آپ کے جواب باصواب میں اپنی صلاح دین و دنیا جانتا اور آپ کے قول کے ذی شان کو جان جہاں اور نور ایمان تصور کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا اجماع صحابہ کا جیسے عرفات میں تھا کبھی کاہے کو ہوا ہے۔ غرض اس حدیث نے اطفال جہمیہ کو یتیم کر دیا اور افراخ فلاسفہ کو بے مادر و پدر کیا اور معتزلہ اور منکران صفات کو جن کے اقوال شذر و مذر واقع ہوئے ہیں ملک ایمان سے شہر بدر کر دیا۔ غرض جب ثابت ہوا کہ ایک اعرابی بھی اس پر متعجب نہ ہوا اور کسی بدوی نے اس پر کچھ سوال نہ کیا تو اب جو ذی علم و ذی فہم اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ پرلے سرے کا گنوار اور حد درجہ کا کندہ ناتراش و کج فہم و بد قماش و بد عقیدہ و بد معاش ہے۔

پچپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ جمع یہاں جائز ہے اور مشروع ہے مگر اس کے سبب میں اختلاف ہے کسی نے کہا سبب اس کا بجا آوری نسک ہے اور یہ مذہب ابو حنیفہ اور بعض اصحاب شافعی کا ہے۔ اور اکثر شافعیہ نے کہا سبب اس کا سفر ہے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ جو وہیں رہتا ہو یا مکہ میں ہو کہ وہ دو منزل سے کم ہے تو اس کا جمع روا نہیں جیسے قصر روا نہیں۔

چھپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ جو شخص جمع کرے دو نمازوں کو تو اس کو لازم ہے کہ ترتیب سے پڑھے یعنی ظہر عصر اور پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت اور دوسری کے لیے فقط اقامت کہے اور ان کے بیچ میں کچھ نہ پڑھے اور اس میں شافعیہ کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔

پھر سوار ہوئے رسول اللہؐ الی آخر الحدیث۔ اب مسائل سنو۔

ستاون قولہ پھر آئے کھڑے ہونے کی جگہ۔ ستاون مسئلے یوں پورے ہوئے کہ مستحب ہے جب نماز سے فارغ ہو تو جلد موقف میں آجائے۔

اٹھاون یوں ہوئے کہ وقوف سواری پر افضل ہے اور اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس میں شوافع کے تین قول ہیں اصح ان میں یہی ہے کہ سواری پر افضل ہے اور دوسرا یہ کہ بے سواری کے افضل ہے۔ تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں مگر سواری پر فعل نبیؐ ﷺ

تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتْ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ ((إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ

دوسرے پر حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت ہے اس مہینے کے اندر اس شہر کے اندر اور ہر چیز زمانہ جاہلیت کی میرے دونوں پیروں کے نیچے رکھ دی گئی (یعنی ان چیزوں کا اعتبار نہ رہا) اور جاہلیت کے خون بے اعتبار ہو گئے اور پہلا وہ خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کیے دیتا ہوں ابن ربیعہ کا خون ہے کہ وہ دودھ پیتا تھا بنی سعد میں اور اس کو ہذیل نے قتل کر ڈالا (غرض میں اس کا بدلہ نہیں لیتا) اور اسی طرح زمانہ جاہلیت کا سود سب چھوڑ دیا گیا (یعنی کوئی اس وقت کا چڑھا سود نہ لیوے) اور پہلے جو سود کہ ہم اپنے یہاں کے سود میں سے چھوڑ دیتے (اور طلب نہیں کرتے) عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ اس لیے کہ وہ سب معاف کر دیا گیا۔ اور تم لوگ اب ڈرو اللہ سے کہ عورتوں پر زیادتی نہ کرو اس لیے کہ ان کو تم نے اللہ پاک کی امان سے لیا ہے اور حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں (یعنی تمہارے گھر میں) جس کا آنا تم کو ناگوار ہو۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے (یعنی ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے کوئی عضو ضائع نہ ہو حسن صورت میں

ﷺ ہے اور بے سواری کے تقریر اور فعل تقریر سے افضل ہے پس قول اول بہتر ہے۔

انسٹھ یوں ہوئے کہ ان پتھروں کے پاس افضل ہے وقوف کرنا اور وہ پتھر بچھے ہوئے ہیں جبل رحمت کے دامن میں اور جبل رحمت زمین عرفات کے بیچ میں واقع ہے۔ غرض موقف مستحب وہی ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ جبل رحمت پر چڑھنا موجب قربت ہے اور بعض نادان سمجھتے ہیں کہ بغیر اس کے چڑھے وقوف صحیح نہیں وہ بے وقوف ہیں اور جبل رحمت پر چڑھنے کو اولیٰ جاننا مفت کی زحمت ہے بلکہ تمام عرفات کا میدان موقف ہے اور مستحب اور افضل وہی موقف نبیؐ ہے۔

ساٹھ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا وقوف کے وقت مستحب ہے۔

اکسٹھ یوں پورے ہوئے کہ وقوف مغرب تک چاہیے کہ آفتاب بخوبی ڈوب جائے اور اس کے ڈوبنے کے بعد مزدلفہ کو چلے پھر اگر کوئی قبل غروب کے بھی چلا گیا تو وقوف اور حج تو اس کا پورا ہو گیا مگر اس پر دم آتا ہے وجوب کی راہ سے یا استحباب کے طور پر۔ اور اس میں شافعیؒ کے دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ سنت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ دم واجب ہے اور بنا اس کی اس پر ہے کہ آیا وقوف کرنے والے پر رات اور دن دونوں کو جمع کرنا واجب ہے اور بنا اس کی صحیح تر قول یہی ہے کہ سنت ہے۔ رہا وقت کا تو وہ عرفہ کے دن زوال شمس سے دوسرے دن کے طلوع فجر تک ہے یعنی یوم النحر کی فجر تک۔ غرض جو اس وقت میں وہاں ٹھہر گیا تھوڑی دیر بھی اس کا وقوف ہو گیا اور حج اس کو مل گیا ورنہ ﷺ

فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللهِ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ)) قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ ((اللَّهُمَّ اشْهَدْ

فرق نہ آوے کہ تمہاری کھیتی اجڑ جائے) اور ان کا حق تمہارے اوپر اتنا ہے کہ روٹی ان کی اور کپڑا ان کا دستور کے موافق تمہارے ذمہ ہے۔ اور تمہارے درمیان چھوڑے جاتا ہوں میں ایسی چیز کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو اللہ کی کتاب اور تم سے سوال ہوگا (قیامت میں) اور میرا حال پوچھا جائے گا پھر تم کیا کہو گے؟ تو ان سب نے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی پھر آپ نے اشارہ کیا اپنی انگشت شہادت (کلمہ کی انگلی) سے کہ آپ اسے آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ! گواہ رہو یا اللہ گواہ رہو تین بار یہی فرمایا اور یونہی اشارہ کیا پھر اذان اور تکبیر ہوئی اور ظہر کی نماز پڑھی

ﷺ فوت ہو گیا۔ یہ مذہب ہے امام شافعیؒ اور جماہیر علماء کا اور امام مالک کا قول ہے کہ صرف دن میں وقوف صحیح نہیں ہوا اور امام احمدؒ نے کہا ہے کہ وقوف کا وقت عرفہ کی فجر سے شروع ہوتا ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ اصل وقوف بہت بڑا رکن ہے حج کا وہ اگر فوت ہو گیا تو حج فوت ہو گیا اور بغیر اس کے حج صحیح نہیں ہوتا۔

باسٹھ قولہ اور اسامہ کو پیچھے بٹھالیا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک جانور پر دو آدمیوں کا بیٹھنا درست ہے اگر جانور طاقت رکھتا ہو اور اس باب میں بہت روایتیں آئی ہیں۔

قولہ سر اس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا۔ مورک وہ جگہ ہے جو کجاوہ کے آگے ہوتی ہے اور کبھی سوار جب تھک جاتا ہے پیر لٹکے لٹکے سن ہو جاتے ہیں تو اٹھا کر وہاں رکھ لیتا ہے اور وہاں ایک چمڑا لگا ہوتا ہے۔ اور اس سے ثابت ہو گیا ایک اور مسئلہ کہ پورے ہوئے اس سے۔

ترسیٹھ مسئلہ کہ سوار کو ضروری ہوا کہ پیدلوں کے ساتھ نرمی کرے اور ان کے بیچ میں سواری دوڑا دے نہیں کہ ان میں بھاگڑ پڑے اور کھڑ بڑ ہووے یا بل چل مچے اس لیے آپ مہار کھینچے رہے۔

چونسٹھ پورے ہوئے کہ ثابت ہوا کہ جب عرفات سے لوٹے تو آہستہ آہستہ رساں رساں چلے جلدی چلنے کی حاجت نہیں کہ خلاف سنت ہے

قولہ آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور مزدلفہ مشہور جگہ ہے حد اس کی مشہور ہے اور عرفات سے تین کوس ہے اور مزدلفہ سے منیٰ تین کوس ہے اور منیٰ سے مکہ تین کوس ہے اور وہ حرم میں داخل ہے اور اس سے ثابت ہوئے مسائل کہ

پینسٹھ یوں پورے ہوئے کہ شب کو آپ وہاں رہے اور شب کو وہاں رہنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک بھی اور بعض شافعیہ کا بھی یہ قول ہے اور بعض شافعیہ کے نزدیک فرض ہے۔

چھیاسٹھ یوں پورے ہوئے کہ آپ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھیں جیسے ظہر اور عصر عرفات میں پڑھی تھیں اور یہ مذہب ہے شافعیؒ اور زفر کا اور دوسرے اماموں کا اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء میں اقامت ضروری نہیں اس لیے ﷺ

اللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَتّٰى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتْ الشَّمْسُ وَذَهَبَتْ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا

اور پھر اقامت کہی اور عصر پڑھی اور ان دونوں کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا (یعنی سنت وغیرہ) پھر سوار ہوئے رسول اللہؐ یہاں تک کہ آئے کھڑے ہونے کی جگہ میں پھر اونٹنی کا پیٹ کردیا پتھروں کی طرف اور پگڈنڈی کو اپنے آگے کرلیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور کھڑے رہے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اور زردی تھوڑی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیا ڈوب گئی اور اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور لوٹے اور مہار قصواء کی اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ سر اس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا تھا (مورک وہ جگہ ہے جہاں سوار

ﷺ کہ وہ اپنے وقت پر ہے بخلاف عصر عرفات کے کہ وہ غیر وقت میں تھی مگر سنت اس علت پر مقدم ہے اور

سرسٹھ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ سنت یہی ہے کہ عرفات سے جب لوٹے تو مغرب میں دیر کرے اور عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھے اور یہ جمع تاخیر ہے اور اس پر اجماع ہے تمام امت کا کہ یہاں جمع تاخیر ضروری ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ سبب اس کا کیا ہے ابو حنیفہ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ سبب نسک کے ہے اور جائز ہے یہ جمع اہل مکہ اور اہل مزدلفہ کو بھی اور اہل منیٰ کو بھی اور اور لوگوں کو بھی اور صحیح یہ ہے کہ یہ جمع بہ سبب سفر کے ہے اور اسی مسافر کو روا ہے جو مسافت قصر کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ دو منزل ہیں۔ اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ جائز ہے جمع ہر سفر میں گو چھوٹا ہی سفر ہو۔ یہ مضمون ہے نووی کا شرح مسلم میں اور عالمگیر میں ہے کہ جمع مزدلفہ کے لیے خطبہ اور سلطان اور جماعت اور احرام شرط نہیں بخلاف جمع عرفہ کے۔ کذافی المصفّٰی۔ اور نوویؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی نے ارض عرفات میں یا راہ میں مزدلفہ کے مغرب پڑھ لی اور جمع نہ کی ساتھ عشاء کے تو روا ہے مگر خلاف افضل ہے اور بات یہ ہے کہ یہ ثابت نہیں ہوا۔ رسول اللہؐ سے اور بہر طور اطاعت ان کی واجب ہے امت پر اور یہی مذہب ہے صحابہ اور تابعین کا اوزاعی اور ابو یوسف اور اشہب کا بھی قول یہی ہے اور اصحاب حدیث کا بھی کہ اگر الگ الگ اپنے اپنے وقت میں ادا کی تو بھی روا ہے۔ ابو حنیفہ وغیرہ کوفیوں نے کہا ہے کہ ضروری ہے کہ مزدلفہ میں جمع کرے اور اس سے پہلے کہیں روا نہیں اور امام مالکؒ نے بھی کہا ہے کہ قبل مزدلفہ کے روا نہیں مگر جس کو یا جس کی سواری کو کچھ عذر ہو جائے مگر اس کو بھی ضروری ہے کہ مغرب بعد غروب شفق ادا کرے۔ اور

اڑسٹھ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ ان دونوں کے بیچ میں ثابت ہوا کہ سنت نہ پڑھے مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہ پڑھنا سنت کا شرط ہے جمع کی یا نہیں؟ اصحاب شافعیہ کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے اور بعض اصحاب شافعیہ نے کہا ہے شرط ہے۔

قولہ اس کے بعد جو مذکور ہے کہ پھر آپ لیٹ رہے اور

انہتر مسئلے یوں پورے ہوئے کہ رات کو وہاں رہنا واجب ہے یا سنت ہے؟ صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ اگر کوئی شب کو وہاں نہ رہا تو حج اس کا صحیح ہو گیا اور گناہ گار ہوا مگر اس پر دم واجب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے ترک میں گناہ نہیں اور نہ دم واجب ہوتا ہے مگر وہاں ٹھہرنا رات کو مستحب ہے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ رکن ہے اور بغیر اس کے حج صحیح ہی نہیں ہوتا جیسے بغیر وقوف عرفات کے حج صحیح نہیں ہوتا۔ اور یہ قول ہے امام شافعی کے نواسے کا اور ابو بکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا اور علقمہ اور اسود اور شعبی اور نخعی اور حسن بصری کا۔ اور

ستریوں ہوئے کہ مزدلفہ میں نماز سویرے پڑھنا چاہیے صبح کی اس لیے کہ آج مناسک بہت ہیں۔ ﷺ

حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ وَدَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتّٰى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيْبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ وَيَقُوْلُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ((أَيُّهَا النَّاسُ السَّكِيْنَةَ السَّكِيْنَةَ كُلَّمَا)) أَتٰى حَبْلًا مِنَ الْحِبَالِ أَرْخٰى لَهَا قَلِيْلًا حَتّٰى تَصْعَدَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ وَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا

بعض وقت تھک کر اپنا پیر جو لٹکا ہوا رہتا ہے اس جگہ رکھتا ہے) اور آپ سیدھے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے کہ اے لوگو! رساں رساں چلو آرام سے اور جب کسی ریت کی ڈھیری پر آجاتے (جہاں بھیڑ کم پاتے) تو ذرا مہار ڈھیلی کر دیتے یہاں تک کہ اونٹنی چڑھ جاتی آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور وہاں مغرب اور عشاء پڑھی ایک اذان سے (جو مغرب سے پہلے کہی) اور دو تکبیروں سے اور ان دونوں فرضوں کے بیچ میں نفل کچھ نہیں پڑھے (یعنی سنت وغیرہ نہیں پڑھی) پھر آپ لیٹ رہے یہاں تک کہ صبح برآمد ہوئی پھر فجر کی نماز ادا کی (سبحان اللہ کیسے کیسے خادم ہیں رسول اللہؐ کے کہ رات دن آپ کے سونے بیٹھنے اٹھنے جاگنے، کھانے پینے پر نظر ہے اور ہر فعل مبارک کی یاد داشت و حفاظت ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے ان پر)۔ جب فجر خوب ظاہر ہو گئی اذان اور تکبیر کے ساتھ نماز پڑھی پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے اور وہاں قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ اکبر کہا اور لا الہ الا اللہ کہا اور اس کی توحید پکاری اور وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ روشنی

اکہتریوں ہوئے کہ صبح کی نماز میں اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں اور اسی طرح نمازوں میں مسافر کی اور اس میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہؐ نے سفر میں بھی اذان دلوائی جیسے حضر میں دلواتے تھے۔

قولہ پھر چلے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے۔ اور اس سے

بہتر مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ یہاں وقوف بھی سواری پر افضل ہے پیدل سے جیسا اوپر بھی گزرا اور اس سے معلوم ہوا کہ المشعر الحرام وہی قزح ہے اور جماہیر مفسرین اور اہل سیر نے کہا ہے کہ المشعر الحرام تمام مزدلفہ ہے اور

تہتریوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا یہاں بھی وقوف کرنا مناسک حج میں داخل ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہاں سے کب چلے؟ سو ابن مسعود اور ابن عمر اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جماہیر کا قول ہے کہ یہاں کھڑا دعا کرتا رہے اور ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو جائے جیسے اس حدیث میں ہے۔ اور امام مالک نے کہا ہے کہ یہاں سے روشنی ہونے سے قبل چل دے۔

چوہتر۔ قولہ فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں سے آنکھ بند کرنا چاہیے۔

پچھتر مسئلہ کہ معلوم ہوا جو قدرت رکھے گناہ سے روکنے کی اپنے ہاتھ سے تو روک دے اپنے ہاتھ سے اسی لیے آپ نے ہاتھ رکھ دیا۔

قولہ بطن محسر میں پہنچے محسر اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ فیل اصحاب فیل کا وہاں رک گیا تھا اور روکنے کو عربی میں حسر کہتے ہیں۔

چھہتر قولہ تب اونٹنی کو ذرا چلایا اس سے پورے ہوئے چھہتر مسئلے کہ اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ بطن محسر سے جلدی

فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ ظُعُنٌ يَجْرِينَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَدَهُ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَدَهُ

ہو گئی بخوبی اور لوٹے آپ وہاں سے قبل طلوع آفتاب کے اور فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور فضل ایک نوجوان اچھے بالوں والا گورا چٹا خوبصورت جوان تھا۔ پھر جب آپ چلے تو ایک گروہ عورتوں کا ایسا چلا جاتا تھا کہ ایک ایک اونٹ پر ایک عورت سوار تھی اور سب چلی جاتی تھیں اور فضل ان کی طرف دیکھنے لگے سو رسول اللہؐ نے فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا (اور زبان سے کچھ نہ فرمایا سبحان اللہ یہ اخلاق کی بات تھی اور نہی عن المنکر کس خوبی سے ادا کیا) اور فضل نے منہ اپنا دوسری طرف پھیر لیا اور دیکھنے لگے (یہ ان کے کمال اطمینان کی وجہ تھی رسول اللہؐ کے اخلاق پر) تو رسول اللہؐ نے پھر اپنا

ؒ گزرنا چاہیے۔ اور یہ سب سنت ہے اس مقام کی سنتوں میں سے اور وہ ایک تیر کے پڑنے تک ہے یا ڈھیلا پہنچنے کی مسافت تک۔

ستتر قولہ بیچ کی راہ لی اس سے پورے ستتر مسئلے ہوئے کہ معلوم ہوا لوٹتے وقت عرفات سے اس راہ سے منیٰ میں داخل ہونا سنت ہے اور یہ اس راہ کے سوا ہے جس راہ سے آپ عرفات کو گئے تھے اور یہ ایسی بات ہے جیسے آپ نے مکہ جاتے وقت ثنیۃ العلیا کی راہ لی اور نکلتے وقت ثنیۃ السفلیٰ کی۔ اور عیدین میں بھی آپ ایک راہ سے جاتے دوسرے سے آتے یا استسقاء میں چادر الٹتے غرض یہ سب گویا بطور تفاؤل کے ہوا۔

اٹھتر۔ قولہ جمرہ عقبہ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جب مزدلفہ سے آوے تو منیٰ میں پہنچ کر پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس سے پہلے کچھ نہ کرے اور یہ رمی اس کی منیٰ میں اترنے سے پہلے ہو غرض اس رمی سے فارغ ہو کر پھر اترے۔

اناسی۔ قولہ اور سات کنکریاں الخ اس سے معلوم ہوا کہ سات کنکریاں ماریں دانہ باقلا کے برابر اس سے بڑی نہ چھوٹی اور اگر اس سے بڑی چھوٹی ہوں تب بھی کافی ہیں مگر پتھر کی ہوں اور امام شافعی اور جمہور کے نزدیک سرمہ اور ہڑتال اور سونے اور چاندی وغیرہ سے رمی درست نہیں اسی طرح جن چیزوں کو حجر نہیں کہتے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اجزائے ارض میں جو چیز ہو درست ہے اور پورے ہوئے اس سے

اسی مسئلے یعنی معلوم ہوا کہ ہر کنکری پر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر اور معلوم ہوا کہ ایک ایک کنکری الگ الگ مارے اور یہی ثابت ہے احادیث سے اور بطن وادی میں کھڑا ہو جیسے ہم اوپر تصریح کر چکے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جیسے ہم اوپر تصریح کر چکے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوم النحر میں یہی رمی جمرہ عقبہ مشروع ہے اور کچھ نہیں اور اس پر اجماع ہے تمام مسلمانوں کا اور یہ رمی نسک میں داخل ہے باجماع مسلمین۔ اور مذہب شافعیہ کا کہ یہ واجب ہے رکن نہیں۔ پھر اگر کسی نے چھوڑ دی یہاں تک کہ ایام رمی نکل گئے تو گناہ گار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور حج صحیح ہو گیا اور مالکؒ نے کہا ہے حج فاسد ہو گیا اور واجب ہیں سات کنکریاں کہ اگر ایک بھی کم ہو گئی تو چھ کافی نہیں ہوتیں۔

قولہ پھر نحر کی جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ ہدی بہت لانا مستحب ہے کہ آپ کے سو اونٹ ہدی تھے۔ اور پورے ہوئے اکیاسی مسئلے یعنی ثابت ہوا کہ مستحب ہے ذبح کرنا ہدی کا اپنے ہاتھ سے اور نیابت بھی جائز ہے بالاجماع جب نائب مسلمان ہو اور پورے ہوئے اس سے۔ ؒ

مِنْ الشِّقِّ الْآخَرِ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ يَصْرِفُ وَجْهَهُ مِنْ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتَّى أَتَى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہاتھ ادھر پھیر کر ان کے منہ پر رکھ دیا تو فضل پھر دوسری طرف منہ پھیر کر پھر دیکھنے لگے یہاں تک کہ بطن محسر میں پہنچے تب اونٹنی کو ذرا چلایا اور بیچ کی راہ لی جو جمرہ کبریٰ پر جا نکلی ہے یہاں تک کہ اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (اور اسی کو جمرہ عقبہ کہتے ہیں) اور سات کنکریاں اس کو ماریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے ایسی کنکریاں جو چٹکی سے ماری جاتی ہیں (اور دانہ باقلا کے برابر ہوں) اور وادی کے بیچ میں کھڑے ہو کر ماریں کہ منیٰ اور عرفات اور مزدلفہ کے داہنی طرف اور مکہ بائیں طرف رہا) پھر نحر کی جگہ آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کیے (قربان دست و بازویت شوم)۔ باقی حضرت علیؓ کو دیے کہ انھوں نے نحر کیے اور شریک کیا آپ نے ان کو اپنی ہدی میں پھر حکم فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا لیویں اور ایک ہانڈی میں ڈالا اور پکایا گیا پھر آپ نے اور حضرت علیؓ نے دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔ پھر سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف آئے اور طواف افاضہ کیا اور ظہر

ثلاثہ بیاسی مسئلے یعنی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی ذبح کرنا ہدایا کا اگرچہ بہت ہوں اور ذبح سب کا یوم النحر میں مستحب ہے۔ اور رسول اللہؐ نے تریسٹھ اونٹ جو آپ کے ساتھ آئے وہ تو آپ نے ذبح کئے اور باقی حضرت علیؓ لائے تھے وہ ان کو ذبح کے لیے دیے جو وہ یمن سے لائے تھے۔ غرض یہ سب پورے سو ہو گئے۔

ترا سی مسئلے پھر فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ہر قربانی میں سے کچھ کھانا سنت ہے اور چونکہ ہر ایک میں سے کھانا مشکل تھا تو آپ نے یہ ترکیب کی۔ اور اس کے سنت ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے۔

چوراسی مسئلے قولہ اور طواف افاضہ کیا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طواف افاضہ رکن ہے اور یہ بہت بڑا رکن ہے حج کا باجماع مسلمین اور اول اس کا شب نحر کے نصف سے ہے شافعیہ کے نزدیک اور افضل وقت رمی جمرہ عقبہ کے بعد ہے اور ذبح ہدی اور حلق کے پیچھے اور اس میں دن چڑھ جاتا ہے یوم النحر کا اور سارے دن میں نحر کے جب چاہے بجالائے بلا کراہت اور یوم النحر سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے اور تاخیر کرنا یوم تشریق سے زیادہ مکروہ ہے اور آخر وقت اس کے جب تک آدمی زندہ رہے مگر شرط یہ ہے کہ بعد وقوف عرفات کے ہو اور اگر وقوف عرفات سے پہلے کرے تو روا نہیں اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ طواف افاضہ میں نہ رمل ہے نہ اضطباع ہے۔ اور اگر کسی نے طواف وداع کی نیت سے طواف کیا اور طواف افاضہ اس کے ذمہ تھا تو یہ طواف افاضہ کی جگہ ہو گیا اور اس میں نص ہے شافعی کا جیسے کسی پر حج اسلام ہو اور وہ نیت قضایا بارادہ حج بجالائے تو وہ حج اسلام کی جگہ ہو جاتا ہے۔ اور ابو حنیفہ اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ طواف افاضہ کسی اور طواف کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا اور اس طواف افاضہ کو طواف الزیارت اور طواف الصدر اور طواف الفرض اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں اور اس سے پورے ہوئے۔

فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ فَقَالَ ((انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمْ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ)) فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ.

مکہ میں پڑھی اور بنی عبدالمطلب کے پاس آئے کہ وہ لوگ زمزم پر پانی پلا رہے تھے آپ نے فرمایا پانی بھرو اے اولاد عبدالمطلب کی اگر مجھے یہ خیال نہ ہو تا کہ لوگ بھیڑ کر کے تمہیں پانی نہ بھرنے دیں گے تو میں بھی تمہارا شریک ہو کر پانی بھرتا (یعنی جب آپ بھرتے سنت ہو جاتا تو پھر ساری امت بھرنے لگتی اور ان کی سقایت جاتی رہتی) پھر ان لوگوں نے ایک ڈول آپ کو دیا اور آپ نے اس میں سے پیا۔

۲۹۵۱- عَنْ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَاتِمِ بْنِ إِسْمَعِيلَ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَكَانَتْ الْعَرَبُ يَدْفَعُ بِهِمْ أَبُو سَيَّارَةَ عَلَى حِمَارٍ عُرْيٍ فَلَمَّا أَجَازَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ الْمُزْدَلِفَةِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشُكَّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ سَيَقْتَصِرُ عَلَيْهِ وَيَكُونُ مَنْزِلُهُ ثَمَّ فَأَجَازَ وَلَمْ يَعْرِضْ لَهُ حَتَّى أَتَى عَرَفَاتٍ فَنَزَلَ.

۲۹۵۱- جعفر بن محمد نے کہا میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں جابرؓ کے پاس گیا اور ان سے حضرتؐ کے حج کا حال پوچھا اور انھوں نے بیان کی حدیث جیسی حاتم بن اسمٰعیل نے بیان کی تھی اور اس میں اتنا زیادہ کیا کہ عرب کا قاعدہ تھا (یعنی ایام جاہلیت میں) کہ ابو سیارہ (ایک شخص کی کنیت ہے) ان کو مزدلفہ سے لوٹا لاتا تھا (اور عرفات کو لے جاتا تھا)۔ پھر جب رسول اللہؐ مزدلفہ سے آگے بڑھے تو قریش نے یقین کیا کہ آپ المشعر الحرام میں ٹھہریں گے اور وہیں آپ کی منزل ہو گی اور آپ وہاں سے بھی آگے بڑھ گئے اور اس سے کچھ تعرض نہ کیا یہاں تک کہ عرفات پہنچے (یعنی قریب عرفات) اور وہاں اترے۔

بَاب مَا جَاءَ أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ

باب: اس بیان میں کہ عرفات سارا ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے

۲۹۵۲- عَنْ جَابِرٍ فِي حَدِيثِهِ ذَلِكَ أَنَّ

۲۹۵۲- جابرؓ سے اسی حدیث میں یہ زیادہ ہے کہ رسول اللہؐ نے

تلہ پچیاسی مسئلے کہ پانی بھرنا اور پلانا بڑی فضیلت ہے کہ آرزو کی آپ نے اس کی مگر اس خوف سے کہ بنی عبدالمطلب کی خدمت چھن جائے بجا نہ لائے اور معلوم ہوا اس سے کہ بعض مستحبات کا ترک کسی مصلحت سے روا ہے اور پورے ہوئے اس سے۔

چھیاسی مسئلے کہ ثابت ہوئی فضیلت زمزم کے پینے کی اور بہت روایتیں اس بارے میں آئی ہیں۔ اور یہ ایک مشہور کنواں ہے بیت اللہ شریف سے اڑتیس ہاتھ پر اور ماء زمزوم سے مشتق ہے کہ آب کثیر کو کہتے ہیں اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ زمین کے تمام کنوؤں سے بہتر زمزم ہے اور سب سے بدتر برہوت۔ تمام ہوئی شرح اس حدیث کی اور ہم نے اختصار کیا اس کی شرح میں ورنہ بہت فوائد ہیں اس کے ونحمد اللہ علی اتمامہ۔

(۲۹۵۱) ☆ یعنی قریش نے خیال کیا کہ آپ مزدلفہ میں وقوف کریں گے جیسے وہ ایام جاہلیت میں کیا کرتے تھے حضرت اس سے بڑھ کر عرفات کے قریب اترے اور بعد زوال عرفات میں وقوف کیا جیسے اوپر گزرا۔

(۲۹۵۲) ☆ یہ کمال نرمی اور آسانی کے لیے امت کی فرمایا ورنہ ہر شخص کو تکلیف ہوتی اور آپ کے موقف اور منحر میں وہ بھیڑ تلہ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((نَحَرْتُ هَاهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ)).

فرمایا میں نے یہاں نحر کیا اور منیٰ ساری نحر کی جگہ ہے تو تم اپنے اترنے کی جگہ میں نحر کرو اور میں نے یہاں وقوف کیا اور عرفہ سارا وقوف کی جگہ ہے اور المشعر الحرام اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہے اور میں نے یہاں وقوف کیا۔

۲۹۵۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا.

۲۹۵۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں یوں مروی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے حجر اسود کو چوما اور تین پھیروں میں رمل کیا اور چار میں عادت کے موافق چلے۔

بَابٌ فِي الْوُقُوفِ وَقَوْلِ تَعَالَى ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

باب: وقوف کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں تم بھی لوٹو

۲۹۵۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ.

۲۹۵۴- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ قریش اور جو لوگ ان کی چال پر تھے مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے کو حمس نام رکھتے تھے (ابوالہیثم نے کہا ہے کہ یہ نام ہے قریش کا اور ان کی اولاد کا اور کنانہ اور جدیلہ قیس کا اس لیے کہ وہ تحمس رکھتے تھے اپنے دین میں یعنی تشدد اور سختی کرتے تھے) اور باقی عرب کے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے پھر جب اسلام آیا اللہ پاک نے اپنے نبی کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آویں اور وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں اور یہی مطلب ہے اس آیت کا ثم افیضوا یعنی لوٹو وہیں سے جہاں سے اور لوگ لوٹتے ہیں۔

۲۹۵۵- عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ كَانُوا يَطُوفُونَ عُرَاةً إِلَّا أَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ ثِيَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءُ النِّسَاءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ

۲۹۵۵- ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عرب طواف کرتے تھے بیت اللہ کا ننگے مگر حمس اور حمس قریش ہیں اور ان کی اولاد۔ غرض لوگ ننگے طواف کرتے تھے مگر جب کہ قریش ان کو کپڑے دے دیتے تھے۔ سو مرد مردوں اور عورتیں عورتوں کو کپڑے دیا کرتی تھیں اور حمس مزدلفہ سے باہر نہ جاتے اور سب

ﷺ پھاڑ ہوتی کہ اونٹ کے عوض میں آدمی قربان ہو جاتے۔

(۲۹۵۳) ☆ بیان ان سب کا مفصل اوپر گزرا۔

لَا يَخْرُجُونَ مِنْ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَبْلُغُونَ عَرَفَاتٍ قَالَ هِشَامٌ فَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ الْحُمْسُ هُمْ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُفِيضُونَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَكَانَ الْحُمْسُ يُفِيضُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُولُونَ لَا نُفِيضُ إِلَّا مِنَ الْحَرَمِ فَلَمَّا نَزَلَتْ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ رَجَعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ.

لوگ عرفات تک جاتے۔ ہشام نے کہا میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ نے وہی مضمون فرمایا جو ابھی اوپر گزرا اتنی بات زیادہ ہے کہ جب آیت مذکورہ اتری تو سب عرفات جانے لگے۔

۲۹۵۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَمِنْ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَاهُنَا وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَدُّ مِنْ الْحُمْسِ.

۲۹۵۶- جبیر بن مطعم نے کہا کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا اور میں اس کی تلاش کو نکلا عرفہ کے دن تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہؐ لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں عرفات میں تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو حمس کے لوگ ہیں ان کو کیا ہوا جو یہاں تک آگئے (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں آتے تھے) اور قریش حمس میں شمار کیے جاتے تھے (جو لوگ مزدلفہ سے باہر نہ جاتے تھے)۔

بَاب فِي نَسْخِ التَّحَلُّلِ مِنْ الْإِحْرَامِ وَالْأَمْرِ بِالتَّمَامِ [1]

باب: ایک شخص اپنے احرام میں کہے کہ جو فلاں شخص کا احرام ہے وہی میرا بھی ہے اسکے جائز ہونے کا بیان

۲۹۵۷- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِي ((أَحَجَجْتَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ((بِمَ أَهْلَلْتَ)) قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

۲۹۵۷- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ اونٹ بٹھائے ہوئے بطحائے مکہ میں تھے اور مجھ سے فرمایا کہ تم نے حج کی نیت کی؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا احرام باندھا؟ میں نے عرض کی کہ

---

[1] جیسے حضرت علیؓ نے کہا تھا کہ جو احرام رسول اللہ کا ہو وہی میرا بھی ہے اور آپ نے اسے جائز رکھا۔

(۲۹۵۷) ☆ اور جس کے پاس قربانی ہو وے ہی نہیں غرض حضرت عمر بن خطابؓ نے یہاں رسول اللہؐ کے فعل کا خیال کیا اور قول کا خیال کیا کہ آپ نے تمام صحابہ میں حکم دیا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو احرام کھول ڈالے اور بعض شارحان حدیث نے اس کی تاویل کی ہے کہ یہ منع کرنا آپ کا اخذ بالاولیٰ کے طریق سے تھا کہ خواہش آپ کی یہ تھی کہ لوگ حج کو الگ سفر میں اور عمرہ کو الگ سفر میں بجالائیں اور اسی کو وہ پورا خیال فرماتے تھے گو وہ خیال کیسا ہی ہو۔

مسلمؒ نے کہا اور بیان کی ہم سے یہی روایت عبید اللہ بن معاذ نے ان سے ان کے باپ معاذ نے ان سے شعبہ نے اس اسناد سے مانند اس کے۔

((فَقَدْ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَحِلَّ)) قَالَ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ قَالَ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فُتْيَا فَلْيَتَّئِدْ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَأْتَمُّوا قَالَ فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّ كِتَابَ اللَّهِ يَأْمُرُ بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

میں نے کہا لبیک مانند لبیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپ نے فرمایا کیا خوب کیا اب بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا اور مروہ کا اور احرام کھول ڈالو (اس لیے کہ ان کے ساتھ ہدی تو تھی ہی نہیں)۔ پھر میں نے طواف کیا بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا اور قبیلہ بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں دیکھ دیں' پھر میں نے حج کی لبیک پکاری اور میں لوگوں کو بھی فتویٰ دیتا تھا (کہ جو حج کو آوے بے ہدی کے وہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھ لے) یہاں تک کہ جب خلافت ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تو ایک شخص نے مجھ سے کہا اے ابو موسیٰ یا کہا اے عبداللہ بن قیس تم اپنے بعض فتوے کو روک رکھو اس لیے کہ تم کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے کون سی نئی بات نکالی نسک میں تمہارے پیچھے (معلوم ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ خلفاء کی بات کو بھی احداث جانتے تھے اور نو پیدا خیال کرتے تھے اور سنت میں داخل نہ جانتے تھے اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے بھی جماعت تراویح جس کو آپ نے مقرر فرمایا تھا نعمت البدعة هذه فرمایا اور یہ نہ کہا نعمت السنة هذه حالانکہ اصل تراویح کی سنت سے ثابت تھی بلکہ اصل جماعت کی بھی ثابت تھی مگر صرف دوام اس پر حضرتؐ نے نہیں کیا تھا اور دوام کا حکم حضرت عمرؓ نے دیا اتنے سے تغیر کو جو ان کی جانب سے تھا آپ کو پسند نہ آیا کہ اس کو سنت میں داخل کریں۔ سبحان اللہ کیا ادب تھا صحابہ کو جناب رسالتمآب کا اور اسی سے معلوم ہوا کہ قول صحابی حجت نہیں ورنہ خلفاء کی بات کو احداث نہ کہتے)۔ تب ابو موسیٰ نے کہا اے لوگو! جن کو میں نے فتویٰ دیا ہے (یعنی احرام کھولنے کا) تو وہ تامل کریں اس لیے کہ امیر المومنین آنے والے ہیں سو تم ان کی پیروی کرو۔ کہا راوی نے پھر آئے حضرت عمر اور میں نے ان سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا اگر ہم اللہ کی کتاب پر چلیں تو وہ

حکم فرماتی ہے پورا حج و عمرہ بجالانے کا اور اگر رسول اللہ کی سنت پر چلیں تو رسول اللہؐ نے احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہ پہنچ گئی اپنی جگہ پر۔

۲۹۵۸- و حَدَّثَنَاه عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۲۹۵۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۹۵۹- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْيٍ)) قُلْتُ لَا قَالَ ((فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ)) فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَغَسَلَتْ رَأْسِي فَكُنْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذَلِكَ فِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَارَةِ عُمَرَ فَإِنِّي لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَّئِدْ فَهَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَأْتَمُّوا فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا هَذَا الَّذِي أَحْدَثْتَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ قَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحَرَ الْهَدْيَ.

۲۹۵۹- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ مکہ کی کنکریلی زمین میں اونٹ بٹھائے ہوئے تھے (یعنی وہاں منزل کی ہوئی تھی) اور آپ نے مجھ سے پوچھا کیا اہلال کیا تم نے؟ میں نے عرض کی جو اہلال نبی کا ہے۔ آپ نے فرمایا تم قربانی ساتھ لائے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر کے احرام کھول ڈالو اور میں نے طواف کیا ویسا ہی پھر میں ایک عورت کے پاس آیا اپنی قوم کی اس نے میرے سر میں کنگھی کر دی اور میرا سر دھویا غرض میں لوگوں کو یہی فتویٰ دینے لگا۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

۲۹۶۰- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ قَالَ

۲۹۶۰- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا اتنی بات زیادہ ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۲۹۵۹) ☆ غرض یہ ہے کہ منع کرنا حضرت عمر فاروقؓ کا بطور حرمت کے نہیں تھا کہ فسخ احرام کو جانتے ہوں یا تمتع کو باطل خیال کرتے ہوں بلکہ اس منع کرنے کی علت خود آگے کی روایت میں آتی ہے۔

فَوَافَقْتُهُ فِي الْعَامِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا أَبَا مُوسَى كَيْفَ قُلْتَ حِينَ أَحْرَمْتَ)) قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((هَلْ سُقْتَ هَدْيًا)) فَقُلْتُ لَا قَالَ ((فَانْطَلِقْ فَطُفْ)) بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ.

یمن کو بھیجا تھا اور میں اس سال آیا جس سال آپ نے حج کیا۔ آگے وہی مطلب ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

۲۹۶۱- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ حَتَّى لَقِيَهُ بَعْدُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ وَلَكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعْرِسِينَ بِهِنَّ فِي الْأَرَاكِ ثُمَّ يَرُوحُونَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ رُءُوسُهُمْ.

۲۹۶۱- ابو موسیٰؓ فتویٰ دیتے تھے متعہ کا (جیسا اوپر گزرا کہ حج کو عمرہ کر کے فسخ کر ڈالنا اور پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھنا) تو ایک شخص نے کہا تم اپنے بعض فتوے کو روک رکھو اس لیے کہ تم کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے کونسی نئی بات نکالی نسک میں۔ پھر وہ ملے حضرت عمرؓ سے اور ان سے پوچھا انھوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ نبیؐ نے متعہ کیا ہے اور ان کے اصحاب نے (ایام حج میں مطلق عمرہ بجا لانے کو اور پھر اس سال حج کرنے کو بھی متعہ کہتے ہیں) مگر میں جو منع کرتا ہوں تو اس لیے کہ مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ عورتوں کے ساتھ شب باشی پیلو کے درختوں میں کریں پھر حج کو جاویں کہ ان کے سر میں سے پانی ٹپکتا ہو (اور اس حال میں عرفات کو جاویں)۔

بَاب جَوَازِ التَّمَتُّعِ

باب: تمتع کے جائز ہونے کا بیان

۲۹۶۲- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ كَانَ عُثْمَانُ

۲۹۶۲- عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے منع کیا

(۲۹۶۱) ☆ یہ عذر بیان کر دیا حضرت عمرؓ نے کہ آپ کو پسند آیا کہ لوگ عرفات میں مانند اور حاجیوں کے گرد آلود ہوں اور حجاج کی خوبی گویا یہی ہے کہ سر پریشان اور خشوع اور خضوع ان میں ظاہر ہو اور مسکنت کے سامان ان پر نمود ہوں نہ کہ راحت و آرام کی علامتیں ان پر ظاہر ہوں اور امر ظاہر ہے کہ یہ علت حدیث مرفوع منصوص کے مقابلہ میں کچھ نہیں اس لیے کہ احرام سے ایک لحظہ پیشتر بھی سب طرح زینت حلال ہے اور عورتوں سے جماع وغیرہ درست ہے اور خوشبو لگانا روا ہے۔ غرض حضرت عمرؓ کا قول معارض حدیث مرفوع کے نہیں ہو سکتا نہ آپ کو معارضہ منظور تھا صرف اپنی ایک رائے کی بات کہی اور جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے چاہے نہ کرے۔

(۲۹۶۲) ☆ یعنی منع کرنا حضرت عثمانؓ کا بھی تنزیہاً تھا نہ کہ تحریماً اور یہ فرمانا ان کا کہ ہم ڈرتے تھے مراد اس سے عمرہ قضا ہے جو قبل فتح ہوا ہے اور چونکہ وہ عمرہ بھی ذیقعدہ میں تھا لہٰذا اس پر بھی تمتع کا اطلاق صحیح ہے۔ مسلم نے کہا اور بیان کی مجھ سے یہی روایت یحییٰ بن حارثی نے ان اللہ

يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَكَانَ عَلِيٌّ يَأْمُرُ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ أَجَلْ وَلَكِنَّا كُنَّا خَائِفِينَ.

تمتع سے اور حضرت علیؓ اس کا حکم کرتے تھے تو حضرت عثمانؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ کہا تب حضرت علیؓ نے کہا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے متعہ کیا ہے رسول اللہؐ کے ساتھ (یعنی تمتع حج کا) توانھوں نے کہا کہ ہاں مگر ہم اس وقت ڈرتے تھے۔

٢٩٦٣– عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۹۶۳- شعبہؒ سے بھی اسی سند کے ساتھ روایت مروی ہے۔

٢٩٦٤– و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ أَوْ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيدُ إِلَى أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَنْهَى عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْكَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدَعَكَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى عَلِيٌّ ذَلِكَ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا.

۲۹۶۴- سعید بن میتب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں عسفان (کہ نام ہے ایک مقام کا) میں جمع ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ متعہ سے منع کرتے تھے (یعنی ایام حج میں کہ وہ تمتع ہے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ارادہ ہے تمہارا اس کام کے ساتھ جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور تم اس سے منع کرتے ہو؟ تو عثمان نے کہا تم ہمیں چھوڑ دو ہمارے حال پر۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا پھر جب حضرت علیؓ نے یہ حال دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا لبیک پکارا۔

٢٩٦٥– عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَّةً

۲۹۶۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا تمتع حج کا خاص تھا نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے۔

٢٩٦٦– عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً يَعْنِي الْمُتْعَةَ فِي الْحَجِّ

۲۹۶۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا تمتع حج میں ہمارے ہی لیے خاص تھا۔

٢٩٦٧– عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا تَصْلُحُ الْمُتْعَتَانِ إِلَّا لَنَا خَاصَّةً يَعْنِي مُتْعَةَ النِّسَاءِ وَمُتْعَةَ الْحَجِّ

۲۹۶۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا دو متعے ایسے ہیں کہ ہمارے ہی لیے خاص تھے یعنی متعہ عورتوں کا (یعنی نکاح کرنا ایک وقت مقرر تک) اور متعہ حج کا۔

تئہ سے خالد نے یعنی ابن الحارث نے ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مثل اسی کے۔

(۲۹۶۴) ☆ یہ اثر معارض نہیں ہو سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے کہ آپ نے سراقہ بن جعثمؓ سے فرمایا کہ تمتع ہمیشہ کے لیے جائز ہے۔

(۲۹۶۷) ☆ یعنی ایام حج میں عمرہ بجالانا یا احرام حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دینا اور پھر حج کرنا اور متعہ حج کی خصوصیت محض ان کی رائے ہے مخالف نصوص محمدیہ پس حجت نہیں ہو سکتا۔

٢٩٦٨- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ أَتَيْتُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ فَقُلْتُ إِنِّي أَهُمُّ أَنْ أَجْمَعَ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ الْعَامَ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ لَكِنْ أَبُوكَ لَمْ يَكُنْ لِيَهُمَّ بِذَلِكَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالرَّبَذَةِ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً دُونَكُمْ.

٢٩٦٨- عبدالرحمٰن بن ابو الشعثاء نے کہا کہ آیا میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کے پاس اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جمع کروں حج اور عمرہ دونوں کو اس سال میں۔ سو ابراہیم نخعی نے کہا کہ تمہارے والد تو کبھی ایسا ارادہ نہ کرتے تھے اور قتیبہ نے کہا کہ روایت کی ہم سے جریرؓ نے ان سے بیان نے ان سے ابراہیم تیمی نے ان سے ان کے باپ نے کہ وہ ابوذر کے ساتھ ربذہ کو گئے اور ان سے حج و عمرہ جمع کرنے کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے لیے خاص تھا اور تمہارے واسطے نہیں ہے (یعنی صحابہؓ کے سوا اوروں کو روا نہیں)۔

٢٩٦٩- عَنِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ فَعَلْنَاهَا وَهَذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ يَعْنِي بُيُوتَ مَكَّةَ.

٢٩٦٩- فزاری نے روایت کی کہ سعید نے کہا کہ روایت کی مجھ سے مروان نے جو فرزند ہیں معاویہؓ کے کہ خبر دی ہم کو سلیمان تیمی نے غنیم بن قیس سے کہ انھوں نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے پوچھا متعہ کو تو انھوں نے فرمایا کہ ہم نے متعہ کیا ہے اور معاویہ اس دن کافر تھے مکہ کے گھروں میں۔

٢٩٧٠- عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

٢٩٧٠- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(٢٩٦٨) ☆ اور یہ ابوذر کی رائے اور تجویز ہے اور راوی کی روایت حجت نہیں اور رائے حجت ہے اور دلائل جواز فسخ حج بعمرہ ہم اوپر چوتیسویں مسئلہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔

(٢٩٦٩) ☆ کافر ہونے کے دو معنی ہیں اول یہ کہ عرب کہتا ہے اکتفر الرجل جب کوئی شخص گاؤں میں رہے اس لیے کہ کفور گاؤں کو کہتے ہیں۔ غرض اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ حضرت معاویہؓ مکہ میں تھے اور ہم نے متعہ کیا دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ ابھی ایمان نہ لائے تھے اور دین جاہلیت پر تھے اور یہی معنی صحیح ہیں کہ قاضی عیاض وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور مراد متعہ سے عمرۃ القضاء ہے جو ساتویں سال ہجرت کے ہوا اور حضرت معاویہؓ آٹھویں سال میں جب مکہ فتح ہوا ہے تب ایمان لائے ہیں اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ بعد عمرہ قضاء کے ساتویں ہی سال میں ایمان لائے مگر قول اول ان کے اسلام کے باب میں صحیح ہے اور باقی عمرے جو عمرۃ القضاء کے بعد ہوئے ان میں تو حضرت معاویہؓ حضرتؐ کے ساتھ تھے اور دولت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ (نوویؒ)

کہا مسلم نے اور بیان کی ہم سے یہی روایت ابو بکر بن ابو شیبہ نے ان سے یحییٰ بن سعید نے ان سے سلیمان تیمی نے اسی اسناد سے اور ان کی روایت میں ہے یعنی معاویہ اور کہا روایت کی ہم سے عمرو ناقد نے ان سے ابو احمد زبیری نے ان سے سفیان نے اور کہا روایت کی ہم سے محمد نے ان سے روح بن عبادہ نے ان سے شعبہ نے ان سب نے سلیمان سے اسی اسناد سے مثل ان دونوں روایتوں کے اور سفیان کی روایت میں المتعۃ فی الحج زیادہ ہے یعنی یہ سوال مذکور حج کے متعہ کا تھا۔

وَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ يَعْنِي مُعَاوِيَةَ.

۲۹۷۱- عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ.

۲۹۷۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے اور سفیان کی روایت میں حج میں تمتع کے الفاظ ہیں۔

۲۹۷۲- عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُكَ بِالْحَدِيثِ الْيَوْمَ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ وَاعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ أَعْمَرَ طَائِفَةً مِنْ أَهْلِهِ فِي الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ ذَلِكَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتَّى مَضَى لِوَجْهِهِ ارْتَأَى كُلُّ امْرِئٍ بَعْدُ مَا شَاءَ أَنْ يَرْتَئِيَ.

۲۹۷۲- مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصینؓ نے کہا کہ میں تم سے آج ایک حدیث بیان کروں کہ اللہ تعالیٰ تم کو آج کے بعد اس کا نفع دے اور جان لو کہ رسول اللہؐ نے اپنے گھر والوں سے ایک گروہ کو عمرہ کروایا عشرہ ذی الحجہ میں اور پھر اس پر کوئی آیت نہ اتری کہ اس حکم کو منسوخ کرتی اور نہ آپ نے ان دنوں میں عمرہ سے منع فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے۔ پھر آپ کے بعد جس کا جو جی چاہے اپنی رائے سے کہا کرے۔

۲۹۷۳- عَنْ الْجُرَيْرِيِّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ و قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي رِوَايَتِهِ ارْتَأَى رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ يَعْنِي عُمَرَ.

۲۹۷۳- جریری سے اسی سند سے یہی حدیث مروی ہے اور ابن حاتم کی روایت میں یہ ہے کہ پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا یعنی حضرت عمرؓ نے۔

۲۹۷٤- عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ

۲۹۷۴- مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کروں شاید اللہ عزوجل تم کو فائدہ بخشے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے حج اور عمرہ جمع کیا اور پھر اس سے منع نہ فرمایا یہاں تک کہ انتقال فرمایا اور نہ اس میں کوئی قرآن کی

(۲۹۷۳) ☆ ان روایتوں سے عمران کا مقصود یہ ہے کہ عمرہ بجالانا ایام حج میں اور اسی کو تمتع کہتے ہیں جائز اور روا ہے اور حضرت عمر پر انھوں نے انکار کیا کہ وہ اپنی رائے سے منع کرتے تھے حالانکہ قرآن شریف سے اور حضرت رسول اللہؐ کے فرمان سے اس کا جواز معلوم ہوا۔ اس مقام میں غور کرنا چاہیے کہ حضرت عمر باوجودیکہ خلیفہ خاص ہیں رسول اللہؐ کے اور مسند خلافت راشدہ کے زینت بخش ہیں مگر ان کی رائے بھی جب حدیث رسول معصوم کے خلاف ہوئی تو سلف نے ان پر انکار کیا پھر اماموں کی بات جب رسول اللہؐ کی حدیث کے خلاف ہو تو کیوں نہ قابل انکار ورد ہو گی اور منع کرنا حضرت عمر کا متعہ سے اس نظر سے نہ تھا کہ متعہ روا ہی نہیں بلکہ صرف اس خیال سے کہ افراد کو متعہ پر ترجیح ہے پھر بھی ان کی رائے پر انکار کیا اور یہاں برادران احناف اعدائے انصاف کا یہ قاعدہ ہو رہا ہے کہ حدیث کے مقابل میں اماموں کی حلت و حرمت در پیش کی جاتی ہے اور حدیث شریف کے خلاف ہوتے ہوئے یہی انہی کی بات لی جاتی ہے افسوس صد افسوس۔

(۲۹۷٦) ☆ یعنی مطلب یہ ہے کہ عمران بن حصین صحابیؓ کو مرض بواسیر تھا اور فرشتے اس پر سلام کیا کرتے تھے جب تک انھوں نے داغ نہیں لیا اور نہایت تکلیف بیماری سے اٹھاتے تھے۔ اخیر میں جب داغ لیا تو فرشتوں نے سلام موقوف کر دی جب چھوڑ دیا اور داغ لینے سے باز آئے پھر فرشتے سلام کرنے لگے۔ (نوویؒ شرح مسلم)

عَنْهُ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَقَدْ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ حَتَّى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ.

آیت اتری جس سے ان کا جمع کرنا حرام ہوتا۔ اور ہمیشہ میرے لیے سلام فرمایا جاتا تھا جب تک میں نے داغ نہیں لیا تھا پھر جب داغ لیا تو سلام موقوف ہو گیا پھر میں نے داغ لینا چھوڑ دیا تو پھر سلام ہونے لگا مجھ سے۔

۲۹۷۵- و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ.

۲۹۷۵- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

۲۹۷۶- عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثَكَ بِأَحَادِيثَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَإِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي وَإِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ إِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ فِيهَا بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

۲۹۷۶- مطرف نے کہا مجھے پیغام بھیج کر عمران بن حصینؓ نے بلا بھیجا اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی تھی اور کہا میں تم سے کئی حدیثیں بیان کرتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے بعد تم کو اس سے نفع دیوے۔ پھر اگر میں جیتا رہا (یعنی اس مرض سے اچھا ہو کر) تو تم اس کو میرے نام سے بیان نہ کرنا اور پوشیدہ رکھنا اور اگر میں مر گیا تو چاہنا تو بیان کرنا۔ اول بات یہ ہے کہ مجھ پر سلام کیا گیا (یعنی فرشتوں کا) دوسرے یہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ نبیؐ نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا (یعنی ایام حج میں) اور پھر اس میں نہ تو قرآن اترا اور نہ آپ نے اس جمع سے منع فرمایا اور اس شخص نے جو چاہا سو اپنی رائے سے کہدیا (یعنی حضرت عمر فاروقؓ نے)۔

۲۹۷۷- عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِيهَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

۲۹۷۷- عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جان لو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا پھر نہ تو اس بارے میں قرآن اترا اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ایک شخص نے اس بارے میں اپنی رائے سے جو جی چاہا کہہ دیا۔

۲۹۷۸- عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

۲۹۷۸- مطرف سے مروی ہے کہ عمران نے ان سے کہا کہ متعہ کیا

(۲۹۷۶) ☆ اس روایت سے معلوم ہوا کہ رائے کسی کی نبیؐ کی حدیث سے مقدم نہیں ہو سکتی اور معلوم ہوا کہ کلام فرشتوں کا غیر نبی بھی سن سکتا ہے۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ الْقُرْآنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ اور نہ اترا اس میں قرآن (یعنی اس سے نہی میں)۔ پھر فلاں شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔ اور کہا امام مسلمؒ نے کہ روایت کی مجھ سے حجاج بن شاعر نے ان سے عبید اللہ بن عبدالمجید نے ان سے اسمٰعیل بن مسلم نے ان سے محمد بن واسع نے ان سے مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے ان سے عمران بن حصین نے یہی حدیث کہ متعہ کیا نبیؐ نے اور متعہ کیا ہم نے آپ کے ساتھ۔

۲۹۷۹- و حَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ تَمَتَّعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ.

۲۹۷۹- یہ حدیث اس سند سے بھی چند الفاظ کے اختلاف سے مروی ہے۔

۲۹۸۰- عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللهِ يَعْنِي مُتْعَةَ الْحَجِّ وَأَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ آيَةَ مُتْعَةِ الْحَجِّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ بَعْدُ مَا شَاءَ.

۲۹۸۰- وہی مضمون ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے محمد بن حاتم نے ان سے یحییٰ نے ان سے عمران قصیر نے ان سے ابورجاء نے ان سے عمران بن حصین نے مثل اسی روایت کے مگر اتنا فرق ہے کہ انھوں نے کہا کہ کیا ہم نے یہ (یعنی متعہ حج کا) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور یہ نہیں کہا کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اس کا (یعنی جیسے اوپر کی روایت میں حکم کا ذکر تھا ویسا اس میں نہیں)۔

۲۹۸۱-عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ وَأَمَرَنَا بِهَا.

۲۹۸۱-ابورجاء عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اسی طرح سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے نبی اکرمؐ کے ساتھ اسی طرح کیا اور "اَمَرَنَا" کے الفاظ نہیں بولے۔

بَاب وُجُوبِ الدَّمِ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ

باب: متمتع پر قربانی واجب ہے

۲۹۸۲- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ

۲۹۸۲- سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے

(۲۹۸۲) ☆ قولہ متعہ کیا رسول اللہؐ نے مراد اس سے یہ ہے کہ پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا اور قاضی عیاض کا یہی قول ہے اور لغت کی رو سے یہ بھی تمتع ہوا اور یہی لوگوں کے متعہ سے بھی مراد ہے کہ پہلے انھوں نے احرام حج کا باندھا پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا پھر

اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ)) وَطَافَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشَى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ

فرمایا کہ متعہ کیا رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع میں عمرہ کے ساتھ حج میں ملا کر اور قربانی کی اور قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے گئے ذی الحلیفہ سے اور شروع میں آپ نے لبیک پکاری عمرہ کی پھر لبیک پکاری حج کی اور اسی طرح لوگوں نے بھی آپکے ساتھ لبیک پکاری عمرہ اور حج کے ساتھ اور لوگوں میں کسی کے پاس قربانی تھی کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا تھا اور کسی کے پاس قربانی نہ تھا۔ پھر جب آپ مکہ میں پہنچے لوگوں سے فرمایا کہ جو قربانی لایا ہو وہ کسی چیز سے حلال نہ ہو جس سے حالت احرام میں دور رہا ہے جب تک اپنے حج سے فارغ نہ ہو اور جو قربانی نہ لایا ہو تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا اور مروہ میں سعی کر کے اپنے بال کترڈالے اور احرام کھول ڈالے پھر حج کی لبیک پکارے یعنی آٹھویں تاریخ اور چاہیے کہ بعد حج کے قربانی کرے پھر جس کو قربانی میسر نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے حج میں اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر پہنچے اور جناب رسول اللہؐ جب مکہ میں آئے تو پہلے پہل حجر اسود کو بوسہ دیا پھر تین بار کود کود کر شانہ اچھال کر طواف بیت اللہ کیا (یعنی جسے رمل کہتے ہیں) اور چار بار چل کر طواف کیا (جیسے عادت کے موافق چلتے ہیں) پھر دو رکعت پڑھیں جب طواف سے فارغ ہو چکے اور وہ دو رکعت مقام ابراہیم کے پاس ادا کیں۔ پھر سلام پھیرا اور صفا پر تشریف فرما ہوئے اور صفا اور مروہ کے بیچ میں سات بار طواف کیا اور پھر کسی چیز کو اپنے اوپر حلال نہیں کیا

ؒ حج کیا مکہ سے احرام باندھ کر یہی لغت کی رو سے متعہ اور تمتع ہوا۔ قولہ اپنے بال کتروائے الخ اس سے معلوم ہوا کہ بال کترانا یا منڈانا بھی مناسک حج میں داخل ہے اور یہی مذہب ہے جماہیر علماء کا اور صحیح مذہب شافعیہ کا اور ان کو مناسک حج نہ جاننا ضعیف مذہب ہے اور اگرچہ حلق یعنی منڈانا بالوں کا افضل ہے مگر یہاں آپ نے کترانے کا حکم اس لیے دیا کہ حج کے بعد منڈانا ہو ورنہ بال نہ رہتے۔ اور چاہیے کہ بعد حج کے قربانی کرے الخ مراد اس سے قربانی تمتع کی ہے کہ متمتع پر واجب ہے اور اس کے وجوب کے شروط کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ قولہ جس کو قربانی میسر نہ ہو تین روزے رکھے یہ تین روزے اولیٰ ہیں کہ عرفہ سے بیشتر رکھ لے اور حج کا احرام باندھنے کے بعد جب عمرہ سے فارغ ہو جائے اور اگر عمرہ کے اور احرام حج کے قبل رکھے تو یہی کافی ہیں مذہب صحیح کے رو سے اور اگر احرام عمرہ کے بعد قبل فراغ عمر کے رکھے تو صحیح مذہب ؒ

سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ.

ان چیزوں میں سے جن کو بہ سبب احرام کے اپنے اوپر حرام کیا تھا یہاں تک کہ حج سے بالکل فارغ ہو گئے اور قربانی اپنی ذبح کی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ میں اور پھر مکہ کو لوٹ آئے اور طواف افاضہ کیا بیت اللہ کا پھر ہر چیز کو اپنے اوپر حلال کر لیا جن کو احرام سے حرام کیا تھا اور جو لوگ قربانی اپنے ساتھ لائے تھے انھوں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا رسول اللہؐ نے کیا تھا۔

۲۹۸۳- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْحَجِّ إِلَى الْعُمْرَةِ وَتَمَتُّعِ النَّاسِ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۹۸۳- یہ حدیث چند الفاظ کے اختلاف سے اس سند کے ساتھ بھی آئی ہے۔

بَاب بَيَانِ أَنَّ الْقَارِنَ لَا يَتَحَلَّلُ إِلَّا فِي وَقْتِ تَحَلُّلِ الْحَاجِّ الْمُفْرِدِ

باب: قارن مفرد کے احرام کے وقت اپنا احرام کھولے

۲۹۸٤- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ ((**إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ**)).

۲۹۸۴- عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ام المومنین حفصہؓ نے عرض کی اے رسول اللہ ﷺ! لوگوں نے اپنا احرام کھول ڈالا اور آپ نے عمرہ فرما کے احرام کیوں نہیں کھولا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلوں میں ہار ڈالے ہیں سو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی ذبح نہ کر لوں۔

لله شافعیہ کا یہ ہے کہ وہ کافی نہیں اور اصحاب مالک کا قول بھی ایسا ہی ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافی ہے۔ اور اگر عید اور ایام تشریق سب گزر گئے تو انکی قضا شافعیہ کے نزدیک واجب ہے اور ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ اب وہ روزے تین رکھ سکتا بلکہ اس کی قربانی دینا ضروری ہے اگر طاقت ہو۔ باقی رہے سات روزے وہ وطن میں جا کر رکھے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم مستحب ہے اور اس میں رمل بھی تین بار کرنا مستحب ہے اور رمل کے معنی اس حدیث میں اوپر گزر چکے اور معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرنا مستحب ہے (نووی شرح مسلم)۔ اور کہا مسلمؒ نے کہ روایت کی مجھ سے عبدالملک بن شعیب نے ان سے ان کے باپ نے ان سے ان کے دادا نے ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے کہ جناب عائشہؓ نے خبر دی ان کو رسول اللہؐ کے تمتع سے (یعنی باعتبار تمتع لغوی کے) جو حج میں عمرہ ملا کر کیا اور لوگوں کے تمتع سے جیسی خبر دی مجھ کو سالم نے رسول اللہؐ کے تمتع سے۔

٢٩٨٥- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ لَمْ تَحِلَّ بِنَحْوِهِ.

٢٩٨٥- ام المومنین حفصہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! کیا سبب ہے کہ آپ نے احرام نہ کھولا مانند اوپر کی روایت کے۔

٢٩٨٦- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ ((إِنِّي قَلَّدْتُ هَدْيِي وَلَبَّدْتُ رَأْسِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ)).

٢٩٨٦- حضرت حفصہؓ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں احرام نہ کھولوں گا جب تک حج کا احرام نہ کھولوں اور کہا مسلمؒ نے کہ روایت کی ہم سے ابو بکر بن ابو شیبہ نے ان سے ابو اسامہ نے ان سے عبید اللہ نے ان سے نافع نے ان سے ابن عمرؓ نے کہ حفصہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! اور روایت کی مثل حدیث مالکؒ کے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی ذبح نہ کرلوں۔

٢٩٨٧- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ ((فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ)).

٢٩٨٧- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

٢٩٨٨- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَحِلَّ قَالَ ((إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي)).

٢٩٨٨- عبد اللہ حضرت عمرؓ کے لخت جگر نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حفصہؓ نے کہ نبیؐ نے حکم فرمایا اپنی بیبیوں کو کہ احرام کھول ڈالیں حجۃ الوداع کے سال میں تو بی بی حفصہ نے عرض کی کہ آپ کو کون روکتا ہے احرام کھولنے سے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا ہے سو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک اپنی قربانی ذبح نہ کرلوں۔

بَاب بَيَانِ جَوَازِ التَّحَلُّلِ بِالْإِحْصَارِ وَجَوَازِ الْقِرَانِ

باب: حاجی بوقت احصار احرام کھول سکتا ہے

٢٩٨٩- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

٢٩٨٩- نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نکلے ایام فتنہ میں

(٢٩٨٨) ☆ نوویؒ نے فرمایا کہ ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ قارن تھے۔ اور قارن جب تک وقوف عرفات اور رمی سے فارغ نہ ہو تب تک احرام نہیں کھول سکتا اور ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تلبید کرنا یعنی بالوں کو کسی لیس دار چیز سے جیسے گوند یا السی وغیرہ سے جما لینا مستحب ہے اور قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا بھی مستحب ہے اور یہ دونوں باتفاق مسنون ہیں۔

(٢٩٨٩) ☆ قولہ جیسا ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ کیا الخ یعنی جب رسول اللہؐ حدیبیہ کے سال میں کافروں کی شرارت سے لٹے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَقَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتَّى إِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَاءِ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا جَاءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَأَى أَنَّهُ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَأَهْدَى.

عمرے کو اور کہا اگر میں روکا گیا بیت اللہ سے تو ویسا ہی کریں گے جیسا کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ میں کیا تھا پھر نکلے عمرہ کا احرام کر کے گئے یہاں تک کہ بیداء پر پہنچے (جہاں سے رسول اللہؐ کی لبیک اکثر صحابہ نے سنی تھی حجۃ الوداع میں)۔ اپنے یاروں سے کہا کہ حج اور عمرہ کا حکم ایک ہی ہے کہ دونوں سے اہلال کر سکتے ہیں تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر حج بھی عمرہ کے ساتھ واجب کر لیا اور چلے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچے اور وہاں سات بار طواف کیا اور سات بار صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کی اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا اور اسی کو کافی سمجھا اور قربانی کی۔

۲۹۹۰- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ حِينَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ فَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ فَلَبَّى بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَ إِنْ خُلِّيَ سَبِيلِي قَضَيْتُ عُمْرَتِي وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ ثُمَّ تَلَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا

۲۹۹۰- نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ ان دونوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا جن دنوں حجاج بن یوسف ظالم ابن زبیر سے لڑنے آیا تھا کہ اگر آپ اس سال حج نہ کریں تو کیا ضرر ہے اس لیے کہ ہم کو خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں لڑائی ہو اور آپ بیت اللہ نہ جا سکیں' تو انھوں نے کہا اگر میں نہ جا سکوں تو ویسا ہی کروں گا جیسا رسول اللہؐ نے کیا ہے۔ جب کفار قریش نے آپ کو روک لیا تھا بیت اللہ سے اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ گواہ رہو میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اور چلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے اور عمرہ کی لبیک پکاری پھر کہا کہ اگر میری راہ کھل گئی تو میں عمرہ بجا لاؤں گا اور اگر میرے اور بیت اللہ میں کوئی حائل ہو گیا تو ویسا ہی کروں گا جیسے رسول اللہ نے کیا ہے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ پھر یہ آیت پڑھی کہ **لقد کان لکم فی رسو ل اللہ** یعنی تم کو اچھی پیروی ہے رسول اللہؐ میں۔ پھر چلے یہاں تک کہ جب بیداء کی پیٹھ پر پہنچے

ﷺ روکے گئے تو آپ نے احرام کھول ڈالا ویسے ہی اگر ہم روکے جائیں تو راہ میں احرام کھول ڈالیں گے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی حج و عمرہ دونوں کے لیے کافی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا اور جمہور کا۔ اور خلاف کیا ہے اس حدیث کا اور جمہور کا ابو حنیفہؒ نے اور ایک گروہ نے اور کہا ہے کہ دو طواف اور دو سعی ضروری ہیں۔

أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْعُمْرَةِ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْحَجِّ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ فَانْطَلَقَ حَتَّى ابْتَاعَ بِقُدَيْدٍ هَدْيًا ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا بِحَجَّةٍ يَوْمَ النَّحْرِ.

تو کہا کہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ اگر میں اپنے عمرہ سے روکا گیا تو حج سے بھی روکا جاؤں گا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج بھی اپنے عمرہ کے ساتھ واجب کیا پھر چلے یہاں تک کہ قدید سے قربانی خریدی اور حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک طواف اور ایک سعی کی بیت اللہ اور صفا مروہ کی اور احرام نہ کھولا یہاں تک کہ حج سے فارغ ہوئے اور قربانی کے دن دونوں سے احرام کھولا۔

٢٩٩١- عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ الْحَجَّ حِينَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ هَذِهِ الْقِصَّةِ وَقَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَكَانَ يَقُولُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَاهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ وَلَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

٢٩٩١- نافع سے وہی قصہ مذکور ہے مگر اخیر میں یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ جو حج و عمرہ جمع کرے اس کو ایک طواف کافی ہے اور احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر احرام کھولے۔

٢٩٩٢- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ اشْهَدُوا قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي وَأَهْدَى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيعًا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَأَى أَنْ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ۔ [1]

٢٩٩٢- نافع سے وہی مضمون مروی ہوا جو کئی بار اوپر گزرا اتنی بات زیادہ ہے کہ جب ابن عمرؓ مکہ میں آئے تو حج اور عمرہ دونوں کی لبیک پکارتے تھے اور بیت اللہ اور صفا مروہ کا ایک ہی بار طواف کیا اور نہ قربانی کی اور نہ سر منڈایا نہ بال کترائے اور نہ کسی چیز کو حلال کیا جن کو احرام کے سبب سے حرام کیا تھا یہاں تک کہ نحر کا دن ہوا (یعنی دسویں تاریخ ذی الحجہ کی) اور قربانی کی اور سر منڈایا اور خیال کیا کہ حج اور عمرہ کو یہی طواف اول کافی ہو گیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایسا ہی کیا رسول اللہ ﷺ نے۔

---

[1] کہا مسلمؒ نے اور روایت کی ہم سے ابوالربیع زہرانی اور ابو کامل نے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے حماد نے اور کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے زہیر نے جو فرزند ہیں حرب کے انہوں نے کہا روایت کی مجھ سے اسماعیل نے اور حماد اور اسماعیل ان دونوں نے روایت کی ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے سارا یہی قصہ جو مذکور ہوا اور نبی ﷺ کا ذکر فقط حدیث کے شروع میں کیا جب لوگوں نے ابن عمرؓ سے کہا تھا کہ کہیں لوگ آپ کو روکیں نہ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر روکیں تو میں وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے جیسے لیث کی روایت میں اوپر گذر چکا۔

٢٩٩٣- عَنْ ابْنِ عُمَرَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرْ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ حِينَ قِيلَ لَهُ يَصُدُّوكَ عَنْ الْبَيْتِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّيْثُ.

٢٩٩٣- ابن عمرؓ سے یہ قصہ اسی طرح بیان کیا گیا ہے آپ نے سوائے حدیث کے آغاز کے نبی اکرم کا ذکر نہیں کیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ لوگ آپؐ کو بیت اللہ سے روک دیں گے تو آپ نے فرمایا کہ تب میں وہی کروں گا جو نبی اکرمؐ نے کیا اور حدیث کے آخر میں یہ نہیں کہا کہ نبی اکرمؐ نے اسی طرح کیا۔

بَاب فِي الْإِفْرَادِ وَالْقِرَانِ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب: افراد اور قران کا بیان

٢٩٩٤- عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَوْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا.

٢٩٩٤- عبداللہ، عمر بن خطابؓ کے فرزند سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا لبیک پکاری ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ اکیلے حج کی اور ابن عون کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے حج کی لبیک پکاری۔

٢٩٩٥- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُلَبِّي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا قَالَ بَكْرٌ فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبَّى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ أَنَسٌ مَا تَعُدُّونَنَا إِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((**لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا**)).

٢٩٩٥- انس نے کہا میں نے رسول اللہ کو کہ لبیک پکارتے تھے حج اور عمرہ دونوں کی۔ بکر نے کہا کہ میں نے یہی حدیث ابن عمرؓ سے بیان کی تو انھوں نے کہا فقط حج کی لبیک پکاری۔ سو میں انسؓ سے ملا اور ان سے کہا کہ ابن عمرؓ تو یوں کہتے ہیں۔ انسؓ نے کہا کہ تم لوگ ہم کو بچہ جانتے ہو میں نے بخوبی سنا ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے تھے لبیک ہے عمرہ کی اور حج کی۔

٢٩٩٦- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَهُمَا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَنَسٍ فَأَخْبَرْتُهُ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ كَأَنَّمَا كُنَّا صِبْيَانًا.

٢٩٩٦- مضمون وہی ہے صرف الفاظ میں یہ فرق ہے کہ انس نے فرمایا گویا ہم بچے تھے (یعنی سمجھے نہیں)۔

(٢٩٩٦) ☆ تطبیق ان سب روایتوں میں یہی ہے کہ اول آپ نے احرام حج مفرد کا باندھا تھا پھر عمرہ بھی ملالیا اور آپ قارن ہو گئے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے محدثین محققین کا کہ آپ اول مفرد تھے پھر قارن ہوئے اور روایت ابن عمر میں ابتدائے احرام کا بیان ہے کہ جب مفرد تھے اور روایت انس میں آخر کا کہ آپ قارن تھے۔

بَاب مَا يَلْزَمُ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ مِنَ الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ

باب: طواف قدوم اور اس کے بعد سعی مستحب ہے

٢٩٩٧- عَنْ وَبَرَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيَصْلُحُ لِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَا تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَدْ حَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَبِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تَأْخُذَ أَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا.

٢٩٩٧- وبرہ نے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھے طواف کرنا قبل عرفات میں جانے کے درست ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا ابن عباس تو کہتے ہیں کہ جب تک عرفات میں نہ جائے تب تک طواف نہ کرے۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا عرفات میں جانے سے پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس کا اگر سچا ہے تو۔

٢٩٩٨- عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ فَقَالَ وَمَا يَمْنَعُكَ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ فُلَانٍ يَكْرَهُهُ وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْنَا

٢٩٩٨- وبرہ نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عمرؓ سے پوچھا کہ میں طواف کروں بیت اللہ کا اور میں نے حج کا احرام باندھا ہے تو انھوں نے کہا کہ طواف سے تم کو کون روک سکتا ہے انھوں نے کہا کہ میں نے فلانے کے فرزند کو دیکھا (یعنی ابن عباس کو) کہ وہ

(٢٩٩٧) ☆ ابن عمرؓ کے قول سے طواف قدوم حاجی کے لیے ثابت ہوا اور قبل عرفات میں وقوف کرنے کے مشروع ہے اور یہی قول ہے تمام علماء کا سوا ابن عباسؓ کے اور سب علماء نے کہا ہے کہ یہ طواف قدوم سنت ہے اور واجب نہیں مگر بعض اصحاب شافعیہ اس کے وجوب کے قائل ہیں کہ اگر کوئی چھوڑ دے تو قربانی دے اور مشہور یہی ہے کہ وہ سنت ہے اور اس کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں اور وقوف عرفات تک کسی نے نہ کیا تو فوت ہو گیا اور بعد وقوف کے اگر اس نیت سے بھی کیا تو طواف قدوم نہ ہوا اور قدوم کے معنی آنے کے ہیں حاجی آتے ہی یہ طواف کرتا ہے اس لیے اسے طواف قدوم کہتے ہیں اور جس نے کہ بعد وقوف عرفات کے طواف قدوم کی نیت سے طواف کیا تو طواف افاضہ ادا ہو گیا اور نیت لغو ہوئی اور طواف افاضہ کے بعد اگر کیا تو طواف نفل ہو گیا نیت جب بھی لغو ٹھہرے۔ اور طواف قدوم کے بہت نام ہیں طواف قادم اور طواف ورود اور طواف وارد اور طواف تحیہ اور عمرہ میں طواف قدوم نہیں بلکہ عمرہ میں جو طواف کرے گا وہ اس کا رکن ہے اگرچہ قدوم کی نیت سے بھی کرے بلکہ نیت اس کی لغو ہو جاوے گی اور رکن ادا ہو جاوے گا جیسے کسی پر حج واجب ہو اور نفل کی نیت سے حج کرے تو واجب ادا ہو جائے گا نیت بے کار ہو جائے گی۔ اور یہ جو فرمایا ابن عمرؓ نے کہ اگر تو سچا ہو یعنی اگر تو ایمان میں سچا ہے اور نبی کا یقین سچے طور سے رکھتا ہے تو رسول اللہ کا قول شریف ہوتے ہوئے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نہ کر ابن عباسؓ ہوں یا ان کے باپ عباس کیوں نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول معصوم کا قول ہوتے ہوئے کسی کے قول پر چلنا خواہ امام ہو یا مجتہد یا اور کوئی پیر و مرشد یہ بچوں کا کام نہیں ہے بلکہ جھوٹے بے ایمانوں کا کام ہے جن کو رسول اللہ کی نبوت کا سچے طور سے یقین نہیں ہے۔ (نوویؒ)

(٢٩٩٨) ☆ ابن عمرؓ نے یہ جو کہا کہ کون ایسا ہے جسے دنیا نے غافل نہیں کیا یہ ان کا زہد اور تقویٰ تھا اور کسر نفس کی راہ سے فرمایا۔

مِنْهُ رَأَيْنَاهُ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا فَقَالَ وَأَيُّنَا أَوْ أَيُّكُمْ لَمْ تَفْتِنْهُ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَسُنَّةُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ تَتَّبِعَ مِنْ سُنَّةِ فُلَانٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا.

اس کو مکروہ جانتے ہیں اور آپ ان سے زیادہ ہمارے پیارے ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں کہ دنیا نے ان کو غافل کر دیا ہے۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم میں اور تم میں کون ایسا ہے جس کو دنیا نے غافل نہیں کیا پھر کہا ابن عمرؓ نے کہ ہم نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ انھوں نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ میں سعی کی اور سنت اللہ کی اور رسول اللہؐ کی بہتر ہے تابعداری کے لیے فلانے کی سنت سے اگر تو سچا ایماندار ہے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْمُحْرِمَ بِعُمْرَةٍ لَا يَتَحَلَّلُ بِالطَّوَافِ قَبْلَ السَّعْيِ وَ اَنَّ الْمُحْرِمَ بِحَجٍّ لَا يَتَحَلَّلُ بِطَوَافِ الْقُدُوْمِ وَ كَذٰلِكَ الْقَارِنُ

باب: معتمر کا احرام سعی کے قبل اور حاجی اور قارن کا طواف قدوم سے نہیں کھلتا

۲۹۹۹- عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

۲۹۹۹- عمرو بن دینار نے کہا کہ ہم نے پوچھا ابن عمر سے کہ ایک شخص عمرہ لایا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے بیچ میں نہیں پھرا کیا وہ اپنی بی بی سے صحبت کرے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ مکہ میں آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا سات بار اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی دو رکعت اور صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کی سات بار اور تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی خوب ہے۔

۳۰۰۰- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

۳۰۰۰- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(۲۹۹۹) ☆ مراد اس سے یہ ہے کہ احرام آپ کا نہیں کھلا جب تک کہ آپ عمرہ میں سعی سے بھی فارغ نہ ہوئے اور تم کو یہی متابعت ان کی ضروری ہے غرض جب تک عمرہ میں صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے تب تک احرام نہیں کھل سکتا اور وہ شخص اپنی بی بی سے صحبت وغیرہ نہیں کر سکتا اور جتنے امور احرام میں حرام ہوئے ہیں کوئی اس کو حلال نہیں اور یہ قول جیسا ابن عمر کا ہے یہی مذہب ہے تمام علماء کا مگر قاضی عیاضؒ نے جو ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور اسحٰق بن راہویہ سے کہ ان دونوں نے کہا کہ بعد طواف کے احرام کھل جاتا ہے اور یہ مذہب ضعیف اور مخالف سنت ہے۔ کہا امام مسلمؒ نے کہ روایت کی ہم سے یحیٰی بن یحیٰی نے اور ابوالربیع نے حماد سے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان کو خبر دی محمد بن بکر نے ان کو ابن جریج نے ان سب کو روایت پہنچی ہے عمرو بن دینار سے ان کو ابن عمر سے ان کو نبیؐ سے مثل ابن عیینہ کی روایت کے (یعنی جو اوپر گزری)۔

۳۰۰۱- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ سَلْ لِي عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَإِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَيَحِلُّ أَمْ لَا فَإِنْ قَالَ لَكَ لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَا يَحِلُّ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ إِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِي الرَّجُلُ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ فَقُلْ لَهُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذَلِكَ وَمَا شَأْنُ أَسْمَاءَ وَالزُّبَيْرِ قَدْ فَعَلَا ذَلِكَ قَالَ فَجِئْتُهُ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَمَا بَالُهُ لَا يَأْتِينِي بِنَفْسِهِ يَسْأَلُنِي أَظُنُّهُ عِرَاقِيًّا قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ

۳۰۰۱- محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عراق والوں سے ان سے کہا کہ عروہ بن زبیر سے میرے لیے یہ پوچھ دو کہ جو شخص لبیک پکارے حج کی اور طواف کر چکے بیت اللہ کا تو وہ حلال ہو چکا یا نہیں؟ (یعنی احرام اس کا کھل گیا یا نہیں؟) پھر اگر وہ تم سے کہیں کہ نہیں حلال ہوا تو ان سے کہو کہ ایک شخص کہتا ہے کہ وہ حلال ہو گیا۔ محمد نے کہا کہ پھر میں نے عروہ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں حلال ہوا وہ شخص جس نے لبیک حج کی پکاری ہے جب تک وہ حج پورا نہ کرے۔ میں نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے حلال ہو گیا تو انھوں نے فرمایا بہت برا کہتا ہے۔ پھر وہ عراقی مجھے ملا اور مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے بیان کر دیا (یعنی جواب عروہ کا) تو اس نے کہا کہ ان سے کہو وہ یہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے خبر دی ہے کہ رسول اللہؐ نے ایسا ہی کیا اور اسماء اور زبیر نے بھی دونوں نے ایسا کیوں کیا؟ محمد نے کہا میں پھر عروہ کے پاس گیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ کون شخص ہے؟ میں نے کہا میں اس کا حال نہیں جانتا انھوں نے فرمایا کہ وہ میرے پاس آ کر کیوں نہیں پوچھ لیتا میں اس کو عراق والا جانتا ہوں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا (اس وقت تک شاید ان کو بھی معلوم نہ ہو کہ یہ عراقی ہے بعد میں معلوم ہوا ہو)۔ تب عروہ نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا' رسول اللہؐ نے جو حج کیا تو اس کی خبر دی مجھ کو حضرت عائشہؓ نے کہ پہلے پہل جو آپ مکہ میں داخل ہوئے تو وضو کیا اور بیت اللہ کا طواف

(۳۰۰۱) ☆ یہ جو کہا کہ مجھے میری ماں نے خبر دی ہے وہ آئیں اور ان کی بہن وغیرہ اور حجر اسود کو چھوا اور حلال ہو گئیں اور مراد ان چھونے والوں سے حضرت عائشہؓ کے سوا اور لوگ ہیں اس لیے کہ یہ ان دنوں حائضہ تھیں اور انھوں نے طواف تو بعد وقوف عرفات کے کیا ہے حجۃ الوداع میں اور اسی طرح جو قول اسماء کا آگے کی روایت میں آئے گا اس سے بھی ان کے سوا اور لوگ ہیں۔ اور قاضی عیاض کا یہی قول ہے اور مقصود اس سے یہی ہے کہ نبیؐ کے حجۃ الوداع سے خبر دی اور ظاہر ہے کہ یہ ان لوگوں کا عمرہ تھا جو حج سے فسخ کر کے عمرہ کر دیا اور حضرت کے حال کا استثناء اس لیے نہیں کیا کہ قصہ ان کا مشہور تھا اور پھر یہی احتمال ہے کہ شاید یہ حال اس عمرہ کا ہو جو جناب عائشہؓ صدیقہ تنعیم لے

ذَلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَهَذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ أَفَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى مَا كَانُوا يَبْدَءُونَ بِشَيْءٍ حِينَ يَضَعُونَ أَقْدَامَهُمْ أَوَّلَ مِنْ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَأَانِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَقْبَلَتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا وَقَدْ كَذَبَ فِيمَا ذَكَرَ مِنْ ذَلِكَ.

کیا (اس سے ثابت ہوا وضو کرنا اور امت کا اجماع ہے کہ وضو طواف کے لیے مشروع ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ واجب ہے یا شرط صحت طواف کی۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہور اور امام احمدؒ کا قول ہے کہ شرط ہے یعنی بغیر وضو طواف صحیح نہیں اور ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ مستحب ہے اور شرط نہیں۔ اور جمہور کی دلیل یہی حدیث ہے اور ابن عباسؓ کا قول یہی ہے اس کی دلیل ہے جو ترمذیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے نبیؐ نے فرمایا کہ طواف بیت اللہ کا نماز ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام روا کر دیا اور اگرچہ صحیح یہی ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور قول ابن عباسؓ کا ہی ہے مگر جب قول صحابی مشہور ہو جاوے اور کوئی اس پر انکار نہ کرے تو حجت ہے علی الخصوص جب فعل نبیؐ بھی اس پر دال ہو پھر اس کے حجت ہوئے میں کیا مقال ہے)۔ پھر حج کیا حضرت ابو بکرؓ نے اور انھوں نے بھی پہلے طواف کیا بیت اللہ کا اور نہ تھا کچھ سوا اس کے (یہاں پر جو متن میں لم یکن وغیرہ ہے اور آگے بھی کئی جگہ یہی لفظ آیا ہے اس کو قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ کاتب کی غلطی ہے صحیح یہ ہے کہ لم یکن عمرۃ یعنی پھر ابو بکرؓ نے طواف کر کے اپنے حج کو عمرہ نہیں کر ڈالا کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیتے ہوں اور حج کا احرام پھر دوبارہ مکہ سے باندھے ہوں جیسا مذہب ہے بعض کا اور یہی قول ہے ابن قیم کا اور دلائل اس کے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس سائل کا بھی مذہب یہی تھا۔ اور نوویؒ نے فرمایا ہے کہ غیرہ کا

ﷺ سے لائیں تھیں اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہ قصہ حجۃ الوداع کے سوا اور وقت کا تھا اس نے خطا کی اس لیے کہ حدیث میں تصریح ہے کہ یہ بیان حجۃ الوداع کا ہے اور جو یہ فرمایا کہ جب حجر اسود کو چھوا حلال ہو گئیں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ قبل سعی کے حلال ہو گئیں بلکہ مراد یہی ہے کہ جب حجر اسود کو چھوا اور طواف اور سعی تمام کی اور حلق اور قصر سے فارغ ہو کر حلال ہوئے اور یہ مضمون اس عبارت میں مقدر ہے۔ یہ اس لیے کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ قبل طواف تمام ہونے کے حلال نہیں ہوتا اور جمہور کا مذہب ہے کہ طواف کے بعد سعی بھی ضروری ہے اور راوی نے اس تفسیر کو بہ سبب شہرت کے چھوڑ دیا اگرچہ بعض سلف سے منقول ہے کہ سعی واجب نہیں اور اس کے قائلین کو اس حدیث سے حجت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ حدیث بالاجماع مؤول ہے۔ (نوویؒ)

لفظ غلط نہیں ہے بلکہ لفظ اور معنی دونوں صحیح ہیں یعنی لم یکن غیرہ تشدید یاء ہی یعنی پھر طواف کر کے حضرت ابو بکرؓ نے اس کو بدل نہیں ڈالا کہ حج کو عمرہ کر دیا ہو یا قران کر دیا ہو)۔ پھر عمرؓ نے بھی اس کی مثل کیا پھر حج کیا عثمان نے اور ان کو بھی میں نے دیکھا کہ پہلے طواف بیت اللہ کیا اور اس کو بدلا نہیں۔ پھر معاویہ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی پھر حج کیا میں نے اپنے باپ زبیرؓ کے ساتھ سو انھوں نے بھی پہلے طواف کیا بیت اللہ کا اور پھر اس کو بدلا نہیں پھر میں نے مہاجرین اور انصار کو بھی یہی کرتے دیکھا پھر میں نے سب کے اخیر میں جس کو ایسا کرتے دیکھا وہ ابن عمر ہیں کہ انھوں نے بھی حج کو عمرہ کر کے توڑ نہیں ڈالا۔ اور ابن معمر تو ان کے پاس موجود ہیں یہ لوگ ان سے کیوں نہیں پوچھ لیتے اور اسی طرح جتنے لوگ گزر چکے ہیں سب لوگ جب مکہ میں قدم رکھتے تھے تو پہلے طواف کرتے تھے بیت اللہ کا اور پھر احرام نہیں کھولتے تھے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم سے احرام نہیں کھلتا اور معلوم ہوا کہ باہر کا آدمی جب حرم میں داخل ہو تو پہلے طواف کرے تحیۃ المسجد نہ پڑھے اور یہ سب باتیں متفق علیہ ہیں۔) اور میں نے اپنی والدہ اور خالہ کو دیکھا کہ جب یہ تشریف لاتیں مکہ میں تو اول بیت اللہ کا طواف کرتیں اور پھر احرام نہ کھولتیں (یعنی جب تک حج اور عمرہ سے فارغ نہ ہو لیتیں) اور میری ماں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ آئیں اور ان کی بہن (یعنی حضرت عائشہؓ) اور زبیرؓ اور فلا نے فلانے عمرہ لے کر پھر جب حجر اسود کو چھوا حلال ہو گئیں (یعنی بعد اتمام طواف اور سعی کے) اور اس (عراقی) نے جو کہا جھوٹ کہا اس مسئلہ میں)۔

۳۰۰۲- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُحْرِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ

۳۰۰۲- اسماء، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا ہم احرام باندھ کر نکلے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ تو اپنے احرام پر قائم رہے اور جس

فَلْيَقُمْ عَلَى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ)) فَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَحَلَلْتُ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَلَمْ يَحْلِلْ قَالَتْ فَلَبِسْتُ ثِيَابِي ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ قُومِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَخْشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ.

کے ساتھ نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور میرے ساتھ ہدی نہ تھی سو میں نے احرام کھول ڈالا اور زبیر کے ساتھ ہدی تھی یہ ان کے شوہر تھے سو انھوں نے احرام نہ کھولا۔ اسماء کہتی ہیں کہ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نکلی اور زبیر کے پاس جا بیٹھی تو انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ (اس لیے کہ میں احرام سے ہوں۔ اور یہ احتیاط اور تقویٰ کی بات ہے کہ شاید بی بی کی طرف مائل ہوں اور شہوت سے چھیڑ چھاڑ ہو تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تمہارے اوپر کود پڑوں گی۔ (یہ انھوں نے ظرافت سے کہا کہ مرد ہو کر عورتوں سے کیا ڈرتے ہو؟)

٣٠٠٣- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ اسْتَرْخِي عَنِّي اسْتَرْخِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَخْشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ.

٣٠٠٣- اسماء رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جب اسماء کپڑے بدل کر زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انھوں نے فرمایا تم مجھ سے دور ہو جاؤ تم مجھ سے دور ہو جاؤ تو انھوں نے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تم پر کود پڑوں گی۔

٣٠٠٤- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُونِ تَقُولُ صَلَّى اللهُ عَلَى رَسُولِهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَاهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافُ الْحَقَائِبِ قَلِيلٌ ظَهْرُنَا قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ قَالَ هَارُونُ فِي رِوَايَتِهِ أَنَّ مَوْلَى أَسْمَاءَ وَلَمْ يُسَمِّ عَبْدَ اللهِ.

٣٠٠٤- ابوالاسود سے روایت ہے کہ عبداللہ نے جو کہ مولیٰ ہیں اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے ان سے بیان کیا کہ اسماء ہمیشہ جب حجون کے اوپر گزرتیں (حجون بفتح قریب مکہ کی بلندی کی طرف اور جب جانے والا محصب پر چڑھتا ہے تو وہ داہنی طرف پڑتا ہے) فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے اپنے رسول ﷺ پر کہ ہم ان کے ساتھ یہاں اترے ہیں اور ہمارے پاس ان دنوں بوجھ کم تھے اور سواریاں تھوڑی تھیں اور توشہ قلیل تھا (یعنی عرب کی سادگی اور دنیا سے آزادگی تھی) اور میں نے اور میری بہن جناب عائشہؓ نے اور زبیر نے اور فلانے فلانے شخصوں نے عمرہ کیا تھا پھر جب ہم نے بیت اللہ کو چھوا (یعنی طواف اور سعی پوری کی) تو حلال ہو گئی پھر تیسرے پہر کو حج کا احرام باندھا۔ اور ہارون نے اپنی روایت میں کہا کہ روایت کی اسماء کے مولیٰ نے اور ان کا نام

عبداللہ نہیں لیا۔

بَاب فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ

باب: حج تمتع کے بارے میں

۳۰۰۵- عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَرَخَّصَ فِيهَا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا فَقَالَ هَذِهِ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِيهَا فَادْخُلُوا عَلَيْهَا فَاسْأَلُوهَا قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ فَقَالَتْ قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهَا.

۳۰۰۵- مسلم قری نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے حج کے تمتع کو پوچھا تو انھوں نے اجازت دی اور ابن زبیرؓ اس سے منع کرتے تھے تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ ابن زبیر کی ماں موجود ہیں کہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے اس کی اجازت دی ہے سو تم لوگ ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو۔ کہا انھوں نے کہ پھر ہم انکے پاس گئے اور ان کو دیکھا کہ وہ ایک فربہ عورت ہیں اور نابینا۔ سو انھوں نے کہا کہ بے شک اجازت دی ہے تمتع کی رسول اللہؐ نے۔

۳۰۰۶- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَفِي حَدِيثِهِ الْمُتْعَةُ وَلَمْ يَقُلْ مُتْعَةُ الْحَجِّ وَأَمَّا ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ مُسْلِمٌ لَا أَدْرِي مُتْعَةُ الْحَجِّ أَوْ مُتْعَةُ النِّسَاءِ.

۳۰۰۶- شعبہ نے اسی اسناد سے یہی مضمون روایت کیا اور عبدالرحمٰن کی روایت میں صرف متعہ کا لفظ ہے اور متعہ حج مذکور نہیں اور ابن جعفر کی روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ مسلم نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ متعہ حج کا ہے یا متعہ عورتوں کا۔

۳۰۰۷- عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِحَجٍّ فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَلَا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَحَلَّ بَقِيَّتُهُمْ فَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فِيمَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمْ يَحِلَّ.

۳۰۰۷- مسلم نے ابن عباسؓ سے سنا کہ کہتے تھے کہ لبیک پکاری نبیؐ نے عمرہ کے بعد احرام نہیں کھولا اور نہ ان لوگوں نے جو قربانی لائے تھے اور باقی لوگوں نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور طلحہ بن عبیداللہ ان میں تھے جو قربانی لائے تھے سو انھوں نے احرام نہیں کھولا۔ مسلم نے کہا کہ روایت کی ہم سے یہی حدیث محمد بن بشار نے ان سے محمد نے یعنی ابن جعفر نے ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مگر اس میں یہ ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ ان لوگوں میں تھے جو قربانی نہیں لائے تھے اور ایک اور شخص بھی انہی میں تھے سو ان دونوں نے احرام کھول ڈالا۔

۳۰۰۸- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ

۳۰۰۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن اس

(۳۰۰۶) ☆ مگر اوپر کی روایت میں صاف تصریح آچکی ہے کہ ابن عباسؓ سے انھوں نے متعہ حج کا پوچھا تھا اور آگے روایت میں بھی متعہ حج کا ہی بیان ہے۔

وَكَانَ مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلَّا.

میں ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ اور ایک شخص جن کے پاس قربانی نہیں تھی وہ دونوں حلال ہو گئے۔

بَاب جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ

باب: حج کے مہینوں میں عمرہ کے جائز ہونے کا بیان

۳۰۰۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتْ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اعْتَمَرْ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْحِلِّ ((قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ)).

۳۰۰۹- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ لوگ جاہلیت میں (یعنی اسلام کے زمانہؐ سے پہلے) حج کے دنوں میں عمرہ لانے کو زمین کے اوپر بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کے مہینہ کو صفر کر دیا کرتے تھے (اس لیے کہ تین مہینہ برابر ماہ حرام کے جو آتے ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم تو وہ گھبرا جاتے اور لوٹ پوٹ نہ کر سکتے اس لیے یہ شرارت نکالی کہ محرم کی جگہ صفر کو لکھ دیا اور خوب لوٹ پاٹ کی اور جب صفر کا مہینہ آیا تو محرم کی طرح اس کا ادب کیا اور یہی نسی تھی جس کو قرآن میں اللہ تعالیٰ مشرکوں کی عادت فرماتا ہے) کہتے تھے جب اونٹوں کی پیٹھیں اچھی ہو جاویں (یعنی جو سفر حج کے سبب سے لگ گئی ہیں اور زخمی ہو گئیں ہیں اور راستوں سے حاجیوں کے اونٹوں کے نشان قدم مٹ جاویں اور صفر کا مہینہ تمام ہو جائے تب عمرہ جائز ہے عمرہ کرنے والے کو پھر جب رسول اللہؐ اور آپ کے یار چوتھی ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنادیں (جیسے مذہب ابن قیم وغیرہ کا ہے کہ اوپر بدلائل گزر چکا)۔ سو یہ لوگوں کو بڑی انوکھی بات لگی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کیسے حلال ہوں؟ (یعنی پورے یا ادھورے کہ بعض چیز سے بچتے رہیں (تو آپ نے فرمایا کہ پورے حلال ہو) یعنی کسی چیز سے پرہیز کی ضرورت نہیں)۔

۳۰۱۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَقَالَ لَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ

۳۰۱۰- عبداللہ، عباسؓ کے فرزند فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے لبیک پکاری حج کی پھر جب چار تاریخیں گزریں ذی الحجہ کی اور آپ نے صبح کی نماز پڑھی پھر جب نماز صبح سے فارغ ہوئے فرمایا جس کا

((مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً)).[1]

جی چاہے اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالے۔

٣٠١١- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رَوْحٌ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ فَقَالَا كَمَا قَالَ نَصْرٌ أَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ وَأَمَّا أَبُو شِهَابٍ فَفِي رِوَايَتِهِ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نُهِلُّ بِالْحَجِّ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ خَلَا الْجَهْضَمِيَّ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْهُ.

٣٠١١- چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

٣٠١٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنَ الْعَشْرِ وَهُمْ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً.

٣٠١٢- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فرزند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے یار چوتھی تاریخ ذی الحجہ کی مکہ میں آئے لبیک پکارتے ہوئے حج کی سو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کو عمرہ کر ڈالو۔

٣٠١٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الصُّبْحَ بِذِي طَوًى وَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُحَوِّلُوا إِحْرَامَهُمْ بِعُمْرَةٍ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ.

٣٠١٣- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہؐ نے صبح کی ذی طویٰ میں (وہ ایک وادی ہے مکہ کے قریب) اور مکہ میں آئے اور آپ جب تاریخ چوتھی گزر چکی ذی الحجہ کی اور اپنے یاروں کو حکم فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کر ڈالیں مگر جن کے پاس قربانی ہو۔

٣٠١٤- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَإِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

٣٠١٤- عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا یہ عمرہ جس سے ہم نے نفع لیا سو جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ اسی طرح حج کا احرام عمرہ کر کے کھول ڈالے اس لیے کہ عمرہ حج کے دنوں میں روا ہو گیا قیامت تک۔

---

[1] مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ روایت کی ہم سے یہی حدیث ابراہیم بن دینار نے ان سے روح نے کہا مسلم علیہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہم سے ابوداؤد مبارکی نے ان سے ابو شہاب نے اور کہا مسلم نے روایت کی ہم سے محمد بن مثنی نے ان سے یحییٰ بن کثیر نے ان سب نے روایت کی شعبہ سے اسی اسناد سے مگر روح اور یحییٰ بن کثیر دونوں نے مجھ سے کہا جیسا کہ نضر نے کہا تھا (یعنی اوپر کی روایت میں اہلال کیا رسول اللہ ﷺ نے حج کا) اور ابو شہاب کی روایت میں یہ ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی لبیک پکارتے ہوئے اور ان سب راویوں کی روایت میں یہ مضمون ہے کہ آپ نے نماز صبح کی بطحاء میں پڑھی سوا جہضمی کی روایت کے کہ اس میں اس کا ذکر نہیں۔

(٣٠١٤) ☆ رد ہو گیا اس سے اہل جاہلیت کے قول کا جو حج کے دنوں میں عمرہ کو برا جانتے تھے۔

٣٠١٥- عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ الضُّبَعِيَّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ عَنْ ذَلِكَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَمَرَنِي بِهَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَنِمْتُ فَأَتَانِي آتٍ فِي مَنَامِي فَقَالَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ قَالَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ

٣٠١٥- شعبہ نے ابو جمرہ ضبعی سے سنا ہے کہ انھوں نے کہا میں نے تمتع کیا اور لوگوں نے مجھے منع کیا میں ابن عباس کے پاس آیا اور ان سے پوچھا سو انھوں نے مجھے حکم دیا اور پھر میں بیت اللہ کے پاس جا کر سو رہا اور خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ عمرہ بھی مقبول ہے اور حج بھی مقبول ہے۔ میں نے ابن عباسؓ سے خواب بیان کیا کہا سب بزرگی اللہ کو ہے سب بزرگی اللہ کو ہے یہ سنت ہے ابو القاسم کی (یعنی پھر کیوں نہ قبول ہو)۔

بَاب تَقْلِيدِ الْهَدْيِ وَإِشْعَارِهِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

باب: قربانی کی کوہان چیرنے اور اس کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

٣٠١٦- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ

٣٠١٦- ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے ظہر کی نماز پڑھی ذوالحلیفہ میں اور اپنی اونٹنی کو منگایا (یعنی قربانی کی) اور اس کی کوہان کے اوپر داہنی طرف اشعار کیا یعنی ایک زخم لگا دیا اور خون کو صاف کر دیا اور اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار لٹکا دیا (یہ تقلید ہوئی) پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو لے کر

(٣٠١٦) ☆ یہ کو نچا دے دینا قربانی کے جانور کو اس لیے ہے کہ پہچانا جاوے کہ یہ جانور قربانی کا ہے تاکہ کوئی اس کو ایذا نہ دے اور لوٹے نہیں اور یہ مستحب ہے انہی روایتوں کے رو سے اور ابو حنیفہؒ نے اس کو جو بدعت کہا ہے یہ قول ان کا مردود ہے اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے شاید ان کو یہ احادیث نہیں پہنچیں۔ اور اسی کو اشعار کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ نے جو اس کو مثلہ کہا ہے وہ قول بھی لغو ہے اس لیے کہ یہ مثلہ نہیں بلکہ مانند فصد و حجامت کے ہے یا مانند ختان اور داغ کے۔ اس اشعار کی جگہ تمام علماء سلف و خلف کے نزدیک داہنی جانب ہے کوہان شتر کی اور امام مالکؒ نے کہا ہے کہ بائیں جانب ہے اور اس روایت میں ان کا رد ہے اور بکریوں کے گلے میں ہار ڈالنا مسنون ہے نزدیک شافعیہ کے اور نزدیک تمام علماء سلف و خلف کے سوا امام مالکؒ کے کہ وہ اسکے قائل نہیں ہیں اور شاید ان کو یہ احادیث صحیحہ نہیں پہنچیں حالانکہ احادیث صحیحہ اس باب میں بہت ہیں اور وہ حجت ہیں اور حدیث صحیح کے آگے کسی کا قول حجت نہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ بکری کو یا دنبہ کو اشعار ضروری نہیں اس لیے کہ ضعیف ہے۔ اور گائے کے لیے مستحب ہے امام شافعیؒ کے نزدیک اور اسی طرح ہار ڈالنا بھی اور دونوں چیزوں کو جمع کرنا جیسے اونٹ کے لیے ہوتا ہے ویسے ہی گائے کے لیے بھی ہے شافعیہ کے نزدیک اور وہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کے گلے میں ہار ڈالنا دو جوتیوں کا بھی مستحب ہے اور یہی مذہب ہے تمام علماء کا اور اگر دھاگہ چمڑا یا کچھ اور ڈال دیا تو بھی روا ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ سوار ہوئے اپنی اونٹنی پر اور یہ اونٹنی اس کے سوا تھی جسے اشعار کیا تھا اور سوار ہونا حج میں افضل ہے پیدل چلنے سے کیا مسلمؒ نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث محمد بن مثنی نے ان سے معاذ نے ان سے ہشام ان کے باپ نے ان سے قتادہ نے اس سند سے یہی مضمون جو شعبہ کی روایت میں ہے مگر اس میں یہ ہے کہ نبیؐ جب ذی الحلیفہ میں آئے اور نماز ظہر کا ذکر نہیں کیا۔

بِالْحَجِّ.

بیداء پر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے لبیک پکاری (یعنی اگرچہ نماز کے بعد بھی لبیک کہہ چکے مگر یہاں بھی پکاری)۔

۳۰۱۷- عَنْ قَتَادَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَمْ يَقُلْ صَلَّى بِهَا الظُّهْرَ.

۳۰۱۷- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔اس میں یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ آئے۔اس میں ظہر کی نماز کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا هٰذِهِ الْفُتْيَا الَّتِيْ قَدْ تَشَغَّفَتْ اَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ

باب:احلال کے بارہ میں ابن عباس کے فتوے کا بیان جس میں لوگ مشغول ہیں

۳۰۱۸- عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ الْأَعْرَجَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْهُجَيْمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا هَذَا الْفُتْيَا الَّتِي قَدْ تَشَغَّفَتْ أَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ أَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ رَغِمْتُمْ.

۳۰۱۸- قتادہ نے کہا میں نے ابو حسان اعرج سے سنا ہے کہ ایک شخص نے بنی ہجیم کے قبیلہ میں سے کہا کہ اے ابن عباسؓ! یہ کیا فتویٰ آپ دیتے ہیں جس میں لوگ مشغول ہو رہے ہیں یا جس میں لوگ گڑبڑ کر رہے ہیں کہ جس نے طواف کیا بیت اللہ کا (یعنی حاجیوں میں سے اور اس طواف سے طواف قدوم مراد ہے) سو وہ حلال ہو گیا تو انھوں نے فرمایا یہ سنت ہے تمہارے نبیؐ کی اگرچہ تمہاری ناک میں خاک بھر جاوے (یعنی تمہارے خلاف ہو تو ہوا کرے)۔

۳۰۱۹- عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ قَدْ تَفَشَّغَ بِالنَّاسِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ الطَّوَافُ عُمْرَةٌ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ رَغِمْتُمْ.

۳۰۱۹- قتادہ سے روایت ہے کہ ابو حسان نے کہا کہ کسی نے ابن عباسؓ سے کہا کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ لوگوں میں بہت پھیل گیا ہے کہ جو طواف کرے بیت اللہ کا وہ حلال ہو گیا اور اس کو عمرہ کر ڈالے (یعنی اگرچہ احرام حج کا ہووے) تو انھوں نے فرمایا کہ یہ سنت تمہارے نبیؐ کی ہے اگرچہ تمہارے ناک میں خاک بھرے۔

۳۰۲۰- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلَا غَيْرُ حَاجٍّ إِلَّا حَلَّ قُلْتُ لِعَطَاءٍ مِنْ أَيْنَ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ مِنْ قَوْلِ

۳۰۲۰- عطاء نے کہا کہ ابن عباسؓ فتویٰ دیتے تھے کہ جس نے طواف کیا بیت اللہ کا (یعنی پہلے پہلے مکہ کے آتے ہی) وہ حلال ہو گیا خواہ حاجی ہو یا غیر حاجی (یعنی معتمر ہو)۔ میں نے عطاء سے کہا

(۳۰۲۰) ☆ نوویؒ نے کہا کہ ابن عباس کا مذہب بھی یہی ہے کہ حاجی بھی جب طواف کرے بیت اللہ کا تو اس کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا چاہیے اور یہ مذہب حضرت ابن عباسؓ کا مذہب جمہور کے خلاف ہے سلف ہوں خواہ خلف اس لیے کہ تمام علماء کا قول یہ ہے کہ حاجی مجرد طواف حلال نہیں ہوتا بلکہ جب تک وقوف عرفات اور رمی جمار کا اور حلق اور طواف زیارت سے فارغ نہ ہو وہ محرم ہے۔اور تین چیزوں کے بجالانے سے دونوں طرح کا حل حاصل ہوتا ہے یعنی پورا کہ سب چیز حلال ہو جاوے۔ وہ تینوں یہ ہیں رمی جمرہ عقبہ اور حلق اور طواف اور اس لئے

اللهِ تَعَالَى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ ذَلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ هُوَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ وَقَبْلَهُ وَكَانَ يَأْخُذُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

کہ وہ یہ بات کہاں سے کہتے تھے؟ انھوں نے کہا اس آیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر جگہ اس قربانی کے پہنچنے کی بیت اللہ تک ہے تو میں نے کہا یہ تو عرفات سے آنے کے بعد ہے۔ انھوں نے کہا کہ ابن عباسؓ کا قول یہ ہے کہ محل اس کا بیت اللہ ہے خواہ بعد عرفات کے ہو یا قبل اس کے اور وہ یہ بات نبیؐ کے فعل مبارک سے نکالتے تھے۔ آپ نے خود حکم فرمایا کہ لوگ احرام کھول ڈالیں حجۃ الوداع میں۔

بَاب التَّقْصِيرِ فِي الْعُمْرَةِ

باب: معتمر اپنے بال کتر بھی سکتا ہے مونڈنا واجب نہیں

۳۰۲۱- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ فَقُلْتُ لَهُ لَا أَعْلَمُ هَذَا إِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ.

۳۰۲۱- طاؤس نے کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا مجھ سے معاویہؓ نے کہا کہ میں تو تمہیں خبر دے چکا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے بال کترے ہیں مروہ کے نزدیک تیر کی پیکان سے سو میں نے ان کو جواب دیا کہ یہ تو تمہارے اوپر حجت ہے۔

ف: طواف سے طواف زیارت مراد ہے جو وقوف عرفات کے بعد ہوتا ہے اور رمی جمرہ اور حلق اگر کر چکا ہے اور طواف زیارت نہیں کیا تو سب اس کو حلال ہوئی سوا عورت کے۔ اور اس آیت میں ابن عباسؓ کے قول کی کچھ دلیل نہیں اس لیے کہ آیت کا مضمون صرف اتنا ہی ہے کہ قربانی کا محل بیت العتیق ہے یعنی وہاں ذبح کی جاوے یعنی حرم میں اور اس میں احرام کھولنے نہ کھولنے کا مطلق ذکر نہیں اور استدلال ان کا نبیؐ کے حکم کرنے سے حجۃ الوداع میں اپنے یاروں کو کہ احرام کھول ڈالیں۔ سو یہ بھی ایسا ہے کہ ان کے مذہب پر اس کو دلالت نہیں اس لیے کہ آپ نے حج کے فسخ کا جو حکم دیا وہ اسی سال کے لیے تھا۔ یہ خلاصہ تقریر ہے نوویؒ کی۔ اور ابن قیم کا مختار یہی ہے جو ابن عباس کا مذہب ہے کہ ہر حاجی کو فسخ کی اجازت ہے مگر جو ہدی لایا ہو جیسا حدیث میں مذکور ہے اور یہ فرمانا نووی کا کہ اجازت فسخ کی خاص تھی حجۃ الوداع کے سال کے لیے تو صریح خلاف حدیث ہے بلکہ اوپر گزر چکا ہے کہ سراقہ بن مالکؓ نے پوچھا کہ حکم فسخ جو آپ دیتے ہیں یہ اسی سال کے لیے ہے کہ ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابدالاباد کے لیے ہے اور یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ میں آچکی ہے۔ غرض خاص کرنا فسخ اسی سال کے ساتھ جیسا نوویؒ نے لکھا ہے عجیب بات ہے۔ پس حدیث کی رو سے مذہب ابن عباس کا یہ ہے کہ وہ بھی ساری امت کے لیے فسخ حج بعمرہ کو جائز جانتے ہیں اور ابو موسیٰ اشعری فتویٰ دیتے تھے اس فسخ کا تمام مدت میں خلافت ابو بکرؓ کی اور کچھ ابتداء میں خلافت عمرؓ کے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ اس سے مانع ہوئے پھر نہیں بدل سکتا حکم رسول معصوم ﷺ کا منع سے عمرؓ کے۔ اور زاد المعاد میں ہے کہ رجوع بھی حضرت عمرؓ کا اس منع سے ثابت ہوا ہے۔ فمن شاء زیادة الاطلاع فلیرجع الیہ۔

٣٠٢٢- عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ أَوْ رَأَيْتُهُ يُقَصَّرُ عَنْهُ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ.

٣٠٢٢- حضرت طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ معاویہؓ نے ان کو خبر دی کہ ہمیں نے بال کترے رسول اللہؐ کے مروہ کے اوپر تیر کی بھال سے یا میں نے آپ کو مروہ پر دیکھا کہ آپ بال کترواتے ہیں تیر کی بال سے مروہ پر۔

بَابُ : جَوَازُ التَّمَتُّعِ فِي الْحَجِّ وَالْقِرَانِ

باب: حج میں تمتع اور قران جائز ہے

٣٠٢٣- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَرُحْنَا إِلَى مِنًى أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ.

٣٠٢٣- ابو سعیدؓ نے کہا ہم نکلے رسول اللہؐ کے ساتھ حج کو پکارتے ہوئے پھر جب مکہ میں آئے تو آپ نے حکم دیا کہ ہم اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالیں مگر وہ لوگ جن کے ساتھ قربانی ہے پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی ذوالحجہ کی اور سب منیٰ کو چلے تو پھر لبیک پکاری حج کی (یعنی بیچ میں عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا تھا)۔

٣٠٢٤- عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا.

٣٠٢٤- جابر رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کو آئے حج پکارتے ہوئے۔

٣٠٢٥- عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ جَابِرٍ

٣٠٢٥- ابو نضرہ نے کہا کہ میں جابرؓ کے پاس تھا کہ ایک شخص

(٣٠٢٢)☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بال کتروانا بھی روا ہے حج و عمرہ میں اگرچہ منڈانا افضل ہے۔ اور تمتع میں افضل یہ ہے کہ عمرہ کے بعد کتروائے اور حج کے بعد منڈائے کہ دونوں کا حق بخوبی ادا ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر یا حلق مروہ کے پاس ہو عمرہ میں کہ مروہ ہی جگہ ہے عمرہ کے حلال ہونے کی جیسے حاجی کو مستحب ہے کہ حلق و قصر منیٰ میں کرے اور اگر حرم میں کہیں اور بھی ہو تو روا ہے۔ اور یہ روایت معاویہؓ کی کہ انھوں نے حضرتؐ کے بال کترے یا کترتے دیکھا عمرہ جعرانہ میں ہے اس لیے کہ حجۃ الوداع میں تو آپ قارن تھے۔ اور ثابت ہوا ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ نے منیٰ میں حلق کیا اور ابو طلحہ نے آپ کے مبارک بال تقسیم کیے۔ اور حدیث معاویہؓ کی عمرہ قضا پر بھی محمول نہیں ہو سکتی اس لیے کہ عمرہ قضا سن سات میں ہوا ہے ہجرت کے اور اس وقت تک حضرت معاویہؓ ایمان نہیں لائے تھے اس لیے کہ وہ تو آٹھویں سال ہجرت کے ایمان لائے تھے............ یہی قول صحیح ہے اور جس نے اس روایت کو حجۃ الوداع میں سمجھا ہے بڑی غلطی کی ہے اور دوسری غلطی یہ ہوئی ان لوگوں سے کہ حضرت کے حج کو تمتع سمجھا حالانکہ آپ قارن تھے جیسا روایات متعددہ میں اوپر مذکور ہوا کہ آپ کے ساتھ ہدی تھی اس لیے آپ نے احرام نہیں کھولا مگر بعد وقوف عرفات کے اور بعد فراغ حج کے۔

(٣٠٢٣)☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لبیک پکار کر کہنا اور چیخنا مستحب ہے اور یہ حکم ہے مردوں کو اور عورتیں اس آواز سے کہیں کہ آپ سنیں اور مردوں کو پکارنا سب علماء کے نزدیک مستحب ہے۔

(٣٠٢٥)☆ منع فرمانا حضرت عمر کا متعہ حج کو اس راہ سے تھا کہ آپ کی غرض تھی کہ افضل یہ ہے کہ حج اور عمرہ کو الگ الگ سفر میں بجالاویں تو منع اس نظر سے تھا کہ افضل کو کیوں ترک کرتے ہیں اگرچہ تمتع کو بھی جائز جانتے تھے اور متعہ نساء کا منع فرمانا اس نظر سے تھا کہ وہ

بْنِ عَبْدِ اللهِ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا.

نے آکر کہا کہ ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ دونوں متعوں میں اختلاف کر رہے ہیں (یعنی ایک متعہ نساء میں اور ایک متعہ حج میں) تو جابرؓ نے کہا کہ ہم نے دونوں متعے رسول اللہؐ کے آگے کیے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو منع فرمایا تو ہم نے نہیں کیا۔

بَاب إِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ وَهَدْيِهِ

باب: نبی اکرمؐ کے احرام اور ہدی کے بارے میں

۳۰۲۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((لَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ)).

۳۰۲۶- انسؓ نے کہا کہ حضرت علی یمن سے آئے اور نبیؐ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیا احرام باندھا؟ انھوں نے کہا میں نے یوں لبیک پکاری کہ جو نبیؐ کی ہو وہی میری لبیک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ اگر قربانی نہ ہوتی تو میں عمرہ کر کے احرام کھول ڈالتا (یعنی اب تم بھی احرام نہ کھولنا جیسے میں نہ کھولوں گا)۔

۳۰۲۷- و حَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ بَهْزٍ لَحَلَلْتُ.

۳۰۲۷- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۰۲۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ أَنَّهُمْ سَمِعُوا أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)).

۳۰۲۸- یحییٰ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی۔

۳۰۲۹- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)) و قَالَ حُمَيْدٌ قَالَ أَنَسٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ)).

۳۰۲۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث بیان کی گئی ہے ایک روایت میں "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَ حَجًّا" کے الفاظ ہیں اور دوسری روایت میں "لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَ حَجٍّ" کے الفاظ ہیں۔

ﷺ قیامت تک حرام ہو چکا ہے رسول اللہؐ کے ارشاد سے مگر اس کی حرمت سے بعض صحابہ آگاہ نہ تھے اس لیے آپ نے اس کی حرمت کو مشہور کر دیا ہے۔

۳۰۳۰- عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا)).

۳۰۳۰- حنظلہ جو قبیلہ بنی اسلم سے ہیں انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبیؐ فرماتے تھے کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ بلاشک و شبہ عیسیٰؑ فرزند مریم کے روحاء کی گھاٹی میں جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے لبیک پکاریں گے حج کی یا عمرہ کی یا قران کریں گے اور دونوں کی لبیک پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔

۳۰۳۱- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ)).

۳۰۳۱- وہی مضمون ہے۔

۳۰۳۲- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا.

۳۰۳۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

بَاب بَيَانِ عَدَدِ عُمَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَمَانِهِنَّ

باب: نبیؐ کے عمروں اور ان کے اوقات کا بیان

۳۰۳۳- عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنْ جِعْرَانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ.

۳۰۳۳- قتادہ نے انس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے اور سب ذی قعدہ میں کیے مگر جو حج کے ساتھ کیا کہ ایک عمرہ حدیبیہ ذی قعدہ میں دوسرا اس کے بعد کے سال میں ذی قعدہ میں تیسرا عمرہ جو جعرانہ سے لائے جہاں حنین کی لوٹ کی تقسیم کی ذیقعدہ میں اور چوتھا وہ جو حج کے ساتھ ہوا۔

۳۰۳۴- عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَمْ حَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حَجَّةً وَاحِدَةً وَاعْتَمَرَ أَرْبَعَ

۳۰۳۴- قتادہ نے انسؓ سے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے کتنے حج کیے؟ انھوں نے فرمایا کہ ایک حج کیا اور چار عمرے کیے۔ باقی

(۳۰۳۰) ☆ یہ قیامت کے قریب ہوگا جب حضرت عیسیٰؑ نزول فرماویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا حکم قیامت تک رہے گا اور منسوخ نہیں ہوا اور معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ ضرور نازل ہونگے اور معلوم ہوا کہ اسی شریعت پر عمل کریں گے اور وہ صاحب وحی ہیں نہ کہ متمذہب بہ مذاہب اہل تقلید جیسا کہ مقلدوں کا وہم باطل ہے کہ اس میں لازم آتی ہے تفضیل غیر نبی کی نبی پر وذالک باطل۔

عُمَرَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هَدَّابٍ.

مضمون وہی ہے جو اوپر کی روایت میں گزرا۔

۳۰۳۵- عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُو إِسْحَقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرَى.

۳۰۳۵- ابواسحاق نے کہا کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے جہادوں میں رہے؟ انھوں نے کہا سترہ میں اور انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے انیس جہاد کیے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں اور ابواسحاق نے کہا دوسرا جب حج کیا کہ مکہ میں تھے یعنی قبل ہجرت کے۔

۳۰۳۶- عَنْ عَطَاءٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَنِدَيْنِ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسِّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيْ أُمَّتَاهُ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ وَمَا يَقُولُ قُلْتُ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَعَمْرِي مَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ إِلَّا وَإِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ وَابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ فَمَا قَالَ لَا وَلَا نَعَمْ سَكَتَ.

۳۰۳۶- عطاء نے کہا خبر دی مجھے عروہ نے کہ میں اور ابن عمرؓ دونوں حضرت عائشہؓ کے حجرے سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور جناب عائشہؓ مسواک کر رہی تھیں اور ہم ان کے مسواک کی آواز سن رہے تھے۔ سو میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے عبداللہ بن عمر کی) کیا نبیؐ نے رجب میں عمرہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے جناب عائشہ صدیقہؓ سے عرض کی کہ اے میری ماں آپ سنتی ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ عمرہ کیا نبیؐ نے رجب میں تو جناب عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ بخشے ابوعبدالرحمٰن کو قسم ہے میری جان کی کہ حضرت نے کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا اور جب آپ نے عمرہ کیا تو ابوعبدالرحمٰنؓ آپ کے ساتھ تھے اور ابن عمرؓ نے یہ بات سنی اور نہ ہاں کہا نہ اور چپ ہو رہے۔

۳۰۳۷- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ

۳۰۳۷- مجاہد سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں اور عروہ دونوں مسجد نبویؐ میں گئے اور عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے

(۳۰۳۷)☆ حاصل ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے چار عمرے کئے ایک ذی قعدہ میں سال حدیبیہ میں چھٹے سال میں ہجرت کے اور اس عمرے سے کافروں نے روکا اور سب نے احرام کھول ڈالا بغیر اس کے کہ طواف و سعی فرماویں اور یہ بھی عمروں میں شمار کیا گیا اور دوسرا ماہ مذکور میں سن سات ہجری میں اور یہ عمرہ پہلے عمرہ کی قضا تھا اور تیسرا ماہ مذکور میں سن آٹھ ہجری میں اور اسی سال مکہ فتح ہوا تھا اور چوتھا جو حجۃ الوداع کے ساتھ ہوا اور احرام اس کا ماہ ذی قعدہ میں ہوا اور اعمال اس کے ذی الحجہ میں ہوئے۔ اور ماہ رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا علماء نے کہا ہے کہ عبداللہ بن عمر بھول گئے یا شک ہو گیا اسی لیے جب جناب عائشہؓ نے ان کی بات رد فرمائی تو وہ چپ ہو رہے۔ اور آپ نے یہ سب عمرے

جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ الضُّحَى فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَمْ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ أَرْبَعَ عُمَرٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نُكَذِّبَهُ وَنَرُدَّ عَلَيْهِ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ أَلَا تَسْمَعِينَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَتْ وَمَا يَقُولُ قَالَ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ مَعَهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ.

حجرہ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ مسجد میں نماز چاشت پڑھ رہے تھے سو میں نے عبداللہ سے پوچھا کہ یہ نماز کیسی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ بدعت ہے (یعنی مسجد میں ادا کرنا اس کا اور اہتمام کرنا مثل صلوٰۃ مفروضہ کے بدعت ہے۔) پھر ان سے کہا عروہ نے کہ اے ابو عبدالرحمٰنؓ رسول اللہؐ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ چار کہ ایک ان میں سے رجب میں ہے۔ سو ہم کو برا معلوم ہوا کہ ہم ان کو جھٹلادیں یا ان کو رد کردیں اور مسواک کرنے کی آواز سنی جناب عائشہ صدیقہؓ کی کہ وہ حجرے میں تھیں سو عروہ نے کہا کہ آپ سنتی ہیں اے مومنوں کی ماں! جو ابو عبدالرحمٰن کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے پوچھا کہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے چار عمرے کیے ہیں ایک رجب میں تو جناب عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے ابو عبدالرحمٰن پر رسول اللہؐ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جو یہ ان کے ساتھ نہ ہوں اور رجب میں آپ نے کوئی عمرہ نہیں کیا۔

بَاب فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ

باب: رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت

۳۰۳۸- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

۳۰۳۸- عطاء نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ رسول اللہؐ

ذی قعدہ میں اس لیے کئے کہ کفار کی رسم ٹوٹ جائے کہ وہ ایام حج میں عمرہ کو برا جانتے تھے۔ چنانچہ اوپر گزر چکا ہے اور بعد ہجرت کے تو آپ نے ایک ہی حج کیا اور قبل ہجرت کے مسلم میں ایک حج ہی مروی ہے اور کتب میں دو بھی آئے ہیں اور زید بن ارقم کی روایت میں یہاں انیس ہی جہاد مذکور ہیں اور اصل یہ ہے کہ جہاد آپ کے پچیس ہیں اور بعضوں نے ستائیس بھی کہے ہیں اور اس کے سوا اور بھی اقول ہیں کہ وہ کتب مغازی میں مشہور ہیں اور یہ جو جناب عائشہؓ نے فرمایا لعمری یعنی قسم ہے میری جان کی یہ عرب کا بول چال ہے اور بعضوں نے اس سے لعمری کہنے کو جائز کہا ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں تعظیم ہے غیر اللہ کی اور مشابہت ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے غیر کی ا ور بدعت فرمانا صلوٰۃ الضحیٰ کو اس نظر سے تھا کہ اس کے لیے اجتماع کرنا اور مساجد میں مثل نماز فرض کے باہتمام تمام ادا کرنا بدعت ہے اگرچہ اصل اس کی سنت سے ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کی اصل بھی ثابت ہو وہ بھی ہیئت شرعی کے بدل دینے سے بدعت ہو جاتی ہے۔ غرض سنت میں فرض کا سا اہتمام اور مستحب میں واجب کا سا انتظام اور مکروہات سے حرام کا سا پرہیز اور حلال سے مکروہات کا سا احتراز سب اشیاء کو بدعات میں داخل کر دیتا ہے۔

(۳۰۳۸) ☆ یعنی ثواب اگرچہ اس کا حج کے برابر ہے مگر یہ نہیں کہ حج فرض اس کے ذمہ سے اتر جائے اور اس عورت پر حج فرض نہ تھا کہ اس کے پاس سواری نہ تھی۔

يُحَدِّثُنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا ((مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا)) قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ قَالَ ((فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً)).

نے انصار کی ایک بی بی سے فرمایا اور ابن عباسؓ نے ان کا نام بھی لیا مگر میں بھول گیا کہ کیوں تم ہمارے ساتھ حج کو نہیں چلتیں؟ تو انھوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس پانی لانے کے لیے دو ہی اونٹ تھے سو ایک پر ہمارا شوہر اور ہمارا بیٹا حج کو گیا اور ایک اونٹ ہمارے لیے چھوڑ گیا کہ اس پر ہم پانی لاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جب رمضان آوے تو تم ایک عمرہ کر لینا کہ اس کا بھی ثواب حج کے برابر ہے۔

۳۰۳۹- عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ سِنَانٍ ((مَا مَنَعَكِ أَنْ تَكُونِي حَجَجْتِ مَعَنَا)) قَالَتْ نَاضِحَانِ كَانَا لِأَبِي فُلَانٍ زَوْجِهَا حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا وَكَانَ الْآخَرُ يَسْقِي عَلَيْهِ غُلَامُنَا قَالَ ((فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي)).

۳۰۳۹- ابن عباسؓ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں ہے کہ اس عورت نے کہا کہ ہمارے شوہر کے دو اونٹ تھے ایک پر وہ اور ان کا لڑکا حج کو گیا ہے اور دوسرے پر ہمارا چھوکرا پانی لاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ عمرہ رمضان میں حج کے برابر ہے یا فرمایا ہمارے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے اور یہ بھی ہے کہ ان صحابیہ کا نام ام سنانؓ تھا۔

بَاب اسْتِحْبَابِ دُخُولِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَالْخُرُوجِ مِنْهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى

باب: مکہ میں دخول بلند راستے سے اور خروج نشیب سے مستحب ہے

۳۰۴۰- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى.

۳۰۴۰- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے نکلتے تو شجرہ کی راہ سے نکلتے اور معرس کی راہ سے داخل ہوتے (معرس ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر) اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو اونچے ٹیلے سے اور جب نکلتے تو نیچے کے ٹیلے سے۔

۳۰۴۱- عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ و قَالَ فِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ.

۳۰۴۱- عبیداللہ سے اسی سند سے یہی مضمون مروی ہوا اور ایک روایت میں زہیر کی یہ ہے کہ داخل ہوئے آپ مکہ میں اوپر کے ٹیلے سے جو بطحاء میں ہے (اور وہ ایک مقام کا نام ہے محصب کے بازو

(۳۰۴۰) ☆ اور یہی مستحب ہے مکہ جانے والوں کو اور راہ بدل دینا مستحب ہے شہر سے نکلنے والے کو۔

میں اور یہ وہ ٹیلہ ہے کہ اس سے مقابر مکہ میں اتر جاتے ہیں)۔

٣٠٤٢- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

٣٠٤٢- عائشہؓ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب مکہ میں آئے تو داخل ہوئے اوپر کی طرف سے اور نکلے تو نیچے کی طرف سے۔

٣٠٤٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ فَكَانَ أَبِي يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ أَبِي أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءٍ.

٣٠٤٣- عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ جس سال مکہ فتح ہوا کداء کی طرف سے داخل ہوئے جو مکہ کی بلندی کی طرف ہے (کداء ہمزہ کے ساتھ اور مد سے ایک ٹیلہ ہے مکہ کی بلندی کی طرف اور کدا بغیر مد کے ایک ٹیلہ ہے مکہ کے نیچے کی طرف) ہشام نے کہا کہ میرے والدین دونوں کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور اکثر کداء کی طرف سے داخل ہوتے تھے۔

بَاب اسْتِحْبَابِ الْمَبِيتِ بِذِي طُوًى عِنْدَ إِرَادَةِ دُخُولِ مَكَّةَ وَالِاغْتِسَالِ لِدُخُولِهَا وَدُخُولِهَا نَهَارًا

باب: ذی طویٰ میں رات کو رہنا اور نہا کر دن کو مکہ میں جانا مستحب ہے

٣٠٤٤- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ سَعِيدٍ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ يَحْيَى أَوْ قَالَ حَتَّى أَصْبَحَ.

٣٠٤٤- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ شب کو ذی طویٰ میں رہے (ذی طوی ایک مقام مشہور ہے مکہ کے قریب) صبح کے وقت تک پھر مکہ میں داخل ہوئے اور عبداللہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور ابن سعید کی روایت میں ہے کہ ذی طویٰ میں آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔

٣٠٤٥- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ إِلَّا بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّهُ فَعَلَهُ.

٣٠٤٥- نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر مکہ میں نہ جاتے جب تک ذی طویٰ میں رات کو نہ رہتے پھر جب وہاں صبح ہو جاتی نہاتے پھر داخل ہوتے دن کو اور ذکر کرتے کہ نبیؐ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

٣٠٤٦- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيتُ بِهِ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ

٣٠٤٦- نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترتے تھے ذی طویٰ میں اور شب کو وہاں رہتے یہاں تک کہ صبح کو نماز پڑھتے جب مکہ کو آتے اور رسول اللہؐ کی نماز کی جگہ اوپر ایک موٹے ٹیلے کے ہے کہ وہ ٹیلا

فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ وَلَكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ.

اس مسجد میں نہیں ہے جو وہاں بنی ہے مگر اس سے نیچے ہے ایک موٹے ٹیلے پر۔

٣٠٤٧- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ يَجْعَلُ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ يَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشْرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ يُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ.

٣٠٤٧- نافع کو عبداللہ نے خبر دی کہ رسول اللہؐ نے منہ کیا طرف دونوں ٹیلوں کے اس پہاڑ کے جو پہاڑ ان کے اور کعبہ کے بیچ میں تھا اور اس مسجد کو جو وہاں بنی ہے بائیں طرف کر دیتے ہیں اس مسجد کے جو کنارے پر ہے ٹیلہ کے اور جناب رسول اللہؐ کی نماز کی جگہ اس کالے ٹیلے سے نیچے ہے اس کالے ٹیلے سے دس ہاتھ چھوڑ کر یا اس سے کچھ کم و بیش پھر نماز پڑھتے تھے منہ کیے ہوئے دونوں ٹیلوں کی طرف اس لمبے پہاڑ کے جو تیرے اور کعبہ کے بیچ میں ہے اللہ رحمت اور سلام بھیجے ان پر۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ وَالْعُمْرَةِ وَفِي الطَّوَافِ الْأَوَّلِ مِنَ الْحَجِّ

باب: طواف عمرہ اور حج کے طواف اول میں رمل مستحب ہے

٣٠٤٨- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعَى بِبَطْنِ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

٣٠٤٨- نافع نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ جب پہلا طواف کرتے بیت اللہ کا تو تین بار جلدی جلدی چلتے چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کے اور چار بار عادت کے موافق چلتے اور بہیا کے آنے کی جگہ میں دوڑتے جب سعی کرتے صفا اور مروہ میں اور ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے۔

٣٠٤٩- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَمْشِي أَرْبَعَةً ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

٣٠٤٩- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج میں یا عمرہ میں پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے اور چار بار چلتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر سعی کرتے صفا اور مروہ کی۔

٣٠٥٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ

٣٠٥٠- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول

(٣٠٤٧) ☆ ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ مکہ میں داخل ہوتے وقت نہانا مستحب ہے اور رات کو ذی طویٰ میں رہنا جس کی راہ میں پڑے ورنہ اس کے بعد کا اندازہ کرلے اور شافعیہ کے نزدیک یہ غسل سنت ہے اور اگر غسل نہ ہو سکے تو تیمم کرے اور شب کو ذی طوی میں رہنا بھی مستحب ہے اور مکہ کو دن میں داخل ہونا بھی مستحب ہے اور بعضوں نے کہا رات دن دونوں برابر ہیں اور بعضوں نے کہا رسول اللہؐ جعرانہ کے عمرہ میں رات کو داخل ہوئے اور بعضوں نے کہا وہ بیان جواز کے لیے تھا افضل وہی دن کو جانا ہے۔

رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ حِينَ يَقْدَمُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ.

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مکہ آتے اور حجر اسود کو چھوتے اور پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے سات پھیروں سے۔

۳۰۵۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ رَمَلَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا.

۳۰۵۱- ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین چکروں میں رمل فرمایااور چار چکروں میں عام چال چلے۔

۳۰۵۲-عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ فَعَلَهُ.

۳۰۵۲- نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیااور کہا کہ رسول اللہؐ نے بھی ایسا ہی کیا۔

۳۰۵۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ.

۳۰۵۳- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجر اسود سے رمل کرتے دیکھا یہاں تک کہ اس تک تین چکر پورے ہو گئے۔

۳۰۵۴- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ.

۳۰۵۴- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکروں میں رمل کیا۔

۳۰۵۵- عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ هَذَا الرَّمَلَ بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشْيَ أَرْبَعَةِ أَطْوَافٍ أَسُنَّةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ فَقَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ قُلْتُ مَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ مِنَ الْهُزَالِ وَكَانُوا يَحْسُدُونَهُ قَالَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثًا وَيَمْشُوا أَرْبَعًا قَالَ قُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

۳۰۵۵- ابوالطفیلؓ نے ابن عباسؓ سے کہا کہ مجھے خبر دو بیت اللہ کے طواف کی اور اس میں تین بار رمل کرنا اور چار بار چلنا سنت ہے؟ اس لیے کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ وہ سنت ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ وہ جھوٹے بھی ہیں سچے بھی۔ میں نے کہا اس کا کیا مطلب؟ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ جب مکہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمدؐ اور ان کے یار بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کر سکتے ضعف اور لاغری کے سبب سے اور آپ سے حسد رکھتے تھے تو آپ نے حکم دیا کہ تین بار رمل کریں اور چار بار عادت کے موافق چلیں (غرض یہ ہے کہ انھوں نے اس فعل کو جو سنت موکدہ سمجھا یہ ان کا جھوٹ تھا باقی بات سچ تھی)۔ پھر میں نے کہا ہم کو خبر دیجئے صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کرنے کے سوار ہو کر کہ وہ سنت ہے کہ آپ کے لوگ اسے سنت کہتے

رَاكِبًا أَسُنَّةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُولُونَ هَذَا مُحَمَّدٌ هَذَا مُحَمَّدٌ حَتَّى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوتِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ وَالْمَشْيُ وَالسَّعْيُ أَفْضَلُ.

ہیں؟ انھوں نے فرمایا وہ سچے بھی ہیں جھوٹے بھی۔ میں نے کہا اس کا مطلب؟ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ جب مکہ میں تشریف لائے تو لوگوں کی بھیڑ بھاڑ ایسی ہوئی کہ کنواری عورتیں تک باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں یہ محمدؐ ہیں اور رسول اللہؐ کی خوش خلقی ایسی تھی کہ آپکے آگے لوگ مارے نہ جاتے تھے (یعنی ہٹو بچو' بغل ہو چلو جیسے امرائے دنیا کے واسطے ہوتی ہے آپؐ کے لیے نہ ہوتی تھی) پھر جب لوگوں کی بڑی بھیڑ ہوئی تو آپ سوار ہوگئے اور پیدل سعی کرنا افضل ہے (یعنی اتنا جھوٹ ہوا کہ جو چیز بضرورت ہوتی تھی اس کو بلاضرورت سنت کہا باقی سچ ہے کہ آپ نے سعی سوار ہو کر کی ہے)۔

٣٠٥٦- و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ أَهْلُ مَكَّةَ قَوْمَ حَسَدٍ وَلَمْ يَقُلْ يَحْسُدُونَهُ.

٣٠٥٦- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اتنا فرق ہے کہ انہوں نے کہا اہل مکہ حاسد قوم تھی یہ نہیں کہ وہ آپ سے حسد کرتے تھے۔

٣٠٥٧- و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا.

٣٠٥٧- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے چند الفاظ کے فرق کے ساتھ۔

٣٠٥٨- عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أُرَانِي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصِفْهُ لِي قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُهُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ عَلَى نَاقَةٍ وَقَدْ كَثُرَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَاكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يُدَعُّونَ عَنْهُ وَلَا يُكْرَهُونَ.

٣٠٥٨- ابوالطفیل نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کرو۔ ابوالطفیل نے کہا میں نے مروہ کے پاس ایک اونٹنی پر دیکھا اور لوگوں کا ان پر ہجوم تھا تو ابن عباسؓ نے کہا کہ ہاں وہی تھے رسول اللہؐ اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ لوگوں کو آپ کے پاس سے ہانکتے نہ تھے اور نہ ہٹاتے تھے۔

بَاب اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ دُونَ الرُّكْنَيْنِ الْآخَرَيْنِ

باب: طواف میں دو یمانی رکنوں کے استلام کے مستحب ہونے کا بیان

۳۰۵۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ غَدًا قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمْ الْحُمَّى وَلَقُوا مِنْهَا شِدَّةً فَجَلَسُوا مِمَّا يَلِي الْحِجْرَ وَأَمَرَهُمْ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَيَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ جَلَدَهُمْ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّ الْحُمَّى قَدْ وَهَنَتْهُمْ هَؤُلَاءِ أَجْلَدُ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ.

۳۰۵۹- عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ اور انکے یار مکہ میں آئے اور ان کو ضعیف کر دیا تھا مدینہ کے بخار نے اور مشرکوں نے کہہ رکھا کہ کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے کہ انکو بخار نے ضعیف و ناتواں کر رکھا ہے اور بڑی ناتوانی انکو ہو گئی ہے اور مشرکین حطیم کے پاس بیٹھے اور نبیؐ نے یاروں کو حکم دیا کہ تین شوط میں رمل کریں اور مابین حجر اسود کے اور رکن یمانی کے عادت کے موافق چلیں کہ مشرکوں کو ان کی قوت و طاقت معلوم ہو۔ سو مشرکوں نے کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ ان کو بخار نے ناتواں کر دیا ہے یہ تو ایسے ایسے طاقت ور ہیں کہ کیا کہنا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ آپ نے جوان کو ساتوں پھیروں میں رمل کا حکم نہیں دیا تو اس لیے کہ تھک جائیں گے۔

(۳۰۵۹) ☆ ان حدیثوں سے رمل کا مستحب ہونا معلوم ہو گیا اور معنی رمل کے یہی ہیں کہ جلدی جلدی چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کر چلنا اور کودنا ضروری نہیں کہ اس میں شجاعت اور جلادت اور قوت معلوم ہو اور یہ عمرہ کے طواف میں اور حج کے بھی ایک طواف میں مسنون ہے اور صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ رمل حج کے اس طواف میں ہونا چاہیے جس کے بعد سعی ہو اور اس پر اتفاق ہے کہ رمل عورتوں کو مسنون نہیں جیسے صفا اور مروہ میں ان کو دوڑنا ضروری نہیں صرف عادت کے مطابق چلنا کافی ہے۔ اور اگر کسی نے رمل کو ترک کیا تو سنت چھوٹ گئی اور کچھ جرمانہ اس پر نہیں اور بعض اصحاب مالک کے نزدیک اس پر ایک قربانی ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور وادی کے بطن میں دوڑ کر چلنا ضروری ہے وہاں دو سبز کھمبے لگا دیے ہیں ان کے بیچ میں دوڑ کر چلے اور جب تین پھیرے طواف کے پورے ہو جائیں تو چار باقی چکروں میں عادت کے موافق چلے اور یہ جو اخیر کی روایت ابن عباسؓ کی ہے جس میں مذکور ہے کہ مابین حجر اسود اور رکن یمانی کے عادت کے موافق چلیں یہ ساتویں سال عمرہ قضا کا حکم ہے اور حجۃ الوداع میں آپ نے پورے تین شوط میں رمل کیا۔ پس اب یہ روایت حجۃ الوداع کی ناسخ ہے اور وہ منسوخ۔ غرض پورے تین شوط میں رمل ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا مذہب ہے کہ رمل جناب رسول اللہؐ کی ضرورت کے سبب سے تھا کہ کفار پر ناتوانی مسلمانوں کی ظاہر نہ ہو اب بعد رفع ضرورت کے سنت نہ رہا مگر جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک ہمیشہ سنت ہے تین شوط میں اور ہر پھیرے کو طواف کے شوط کہتے ہیں۔ اور عبداللہ بن زبیر کا مذہب ہے کہ ساتوں شوط میں رمل سنت ہے اور حسن بصری اور ثوری اور عبدالملک بن ماجشون کے نزدیک اگر رمل ترک کر دے تو قربانی دے اور امام مالک کا بھی پہلے یہی قول تھا پھر اس سے رجوع کیا۔ (کل ہذا من النوویؒ)

۳۰۶۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا سَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَرَمَلَ بِالْبَيْتِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ.

۳۰۶۰- ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے بیت اللہ کے طواف میں اس لیے رمل کیا کہ مشرک لوگ آپ کی قوت دیکھیں (یعنی اب ضروری نہیں، نہ مسنون ہے اور یہ انہی کا مذہب ہے)۔

بَابُ : اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ

باب: طواف میں دونوں رکن یمانی کا چھونا مستحب ہے

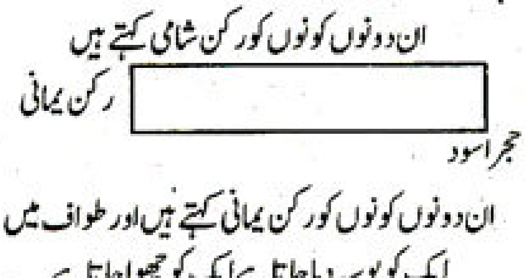
۳۰۶۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

۳۰۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ان ہی دونوں یمن کی طرف کے کونوں کو بوسہ دیتے دیکھا۔

۳۰۶۲- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيْهِ مِنْ نَحْوِ دُوْرِ الْجُمَحِيِّيْنَ.

۳۰۶۲- سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا رسول اللہؐ بیت اللہ کے چاروں کونوں میں سے رکن اسود (وہی جسے ہم اوپر رکن یمانی لکھ چکے ہیں) اور اس کے پاس والے کونے کو جو بنی جمح کے مکانوں کی طرف ہے استلام کرتے تھے۔

(۳۰۶۱) ☆ کعبہ مربع یعنی چار کونوں کا اور مستطیل یعنی لمبا مکان ہے اور دو کونے اس کے یمن کی طرف منسوب ہیں ان کو رکنین یمانیین کہتے ہیں اور دو کونے شام کی طرف منسوب ہیں ان کو شامیین کہتے ہیں اور رکن شامی کی طرف حطیم واقع ہے ان دونوں شامی کونوں کو نہ بوسہ دیتے ہیں نہ چھوتے ہیں بلکہ حطیم کی دیوار کے پار سے طواف کرتے ہیں کہ حطیم کی جگہ بھی طواف میں داخل ہو جائے اس لیے کہ یہ جگہ کعبہ کے اندر کی ہے مگر بنائے کعبہ کے وقت باہر رہ گئی ہے بخلاف دونوں کونوں یمانیین کے کہ ان کو بوسہ دیتے ہیں۔ ایک کونے میں حجر اسود لگا ہوا ہے اور دوسرے کو رکن یمانی کہتے ہیں کہ یہ دونوں کونے بنائے حضرت ابراہیمؑ کے موافق ہیں۔ بخلاف شامیوں کے۔ چنانچہ کیفیت اس نقشہ کی مندرجہ ذیل نقشہ سے ذہن نشین ہو سکتی ہے۔



(۳۰۶۲) ☆ استلام کے معنی چھونا ہے اور حجر اسود کو چھونا اور بوسہ دینا دونوں کام کرنے چاہیے اور رکن یمانی کو فقط چھونا ہی اور باقی دونوں کونوں کو نہ چھونا نہ بوسہ دینا کہ وہ بنائے ابراہیم پر نہیں ہیں یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض سلف نے ان کا چھونا بھی مستحب کہا ہے۔ چنانچہ حسن اور حسین اور ابن زبیر اور جابر بن عبداللہ اور انس بن مالک اور عروہ بن زبیر اور ابوالشعثاء کا یہی مذہب ہے کہ چاروں رکنوں کو چھوئے اور قاضی ابوالطیب نے کہا ہے کہ امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ ان دونوں کونوں کو نہ چھوئے اور کہا ہے کہ اس میں صحابہ میں پہلے اختلاف تھا پھر سب کا اجماع ہو گیا کہ دو ہی کونوں کو چھوئے۔ (نوویؒ)

٣٠٦٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ ذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ.

۳۰۶۳- عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے تھے۔

٣٠٦٤- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَ وَالْحَجَرَ مُذْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ.

۳۰۶۴- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا حجر اسود اور رکن یمانی کو استلام کرتے ہوئے جب سے میں نے نہیں چھوڑا نہ سختی میں نہ آرام میں (یعنی کتنی ہی بھیڑ بھاڑ ہو میں استلام نہیں چھوڑتا)۔

٣٠٦٥- عَنْ نَافِعٍ رضي الله عنه قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

۳۰۶۵- نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا ہے ایسا کرتے ہوئے جب سے میں نے اسے نہیں چھوڑا۔

٣٠٦٦- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

۳۰۶۶- ابن عباسؓ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہؐ کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا سوا ان دو رکن یمانی کے۔

بَاب اسْتِحْبَابِ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فِي الطَّوَافِ

باب: طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے

٣٠٦٧- عَنْ سَالِمٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَبَّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ أَمَ وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ هَارُونُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ.

۳۰۶۷- سالم کے باپ نے روایت کی ہے کہ بوسہ دیا عمر بن خطابؓ نے حجر اسود کو اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آگاہ ہو کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہؐ کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تجھے بوسہ دیتے تھے تو کبھی بوسہ نہ دیتا۔ ہارون نے اپنی روایت میں یہ کہا کہ اسی کی مثل مجھ سے روایت کی زید بن اسلم نے اپنے باپ اسلم سے۔

٣٠٦٨- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ.

۳۰۶۸- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمرؓ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا کہ میں تجھے چوم رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو تجھے چومتے دیکھا ہے۔

٣٠٦٩- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ الْأَصْلَعَ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ وَاللهِ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي

۳۰۶۹- عبداللہ بن سرجس نے کہا کہ میں نے اصلع کو (یعنی جس کے سر پر بال نہ ہوں) دیکھا مراد اس سے حضرت عمرؓ ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ لقب کسی کا اگر مشہور ہو جائے اور وہ اس سے برا

أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَأَنَّكَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ وَفِي رِوَايَةِ الْمُقَدَّمِيِّ وَأَبِي كَامِلٍ رَأَيْتُ الْأُصَيْلِعَ.

نہ مانے تواس سے یاد کرنا درست ہے اگرچہ دوسرا شخص برا مانے) اور فرماتے تھے حجر کو بوسہ دیتے ہوئے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں تجھ کو بوسہ دیتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے (اس قول سے بت پرستوں اور گور پرستوں اور چلہ پرستوں کی نانی مر گئی جو قبروں وغیرہ کو اس خیال سے بوسہ دیتے ہیں کہ ہماری مرادیں دیں گے اس لیے کہ جب حجر اسود جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کا بوسہ بھی اتباع جناب رسول کریمؐ کے سبب سے ہے نہ کہ اس خیال سے کہ یہ ضرر رساں یا نفع دہندہ ہے تو پھر اور چیزیں جن کا بوسہ کہیں ثابت نہیں بلکہ منع ہے اس خیال ناپاک کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا) اور آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

٣٠٧٠- عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ لَمْ أُقَبِّلْكَ.

٣٠٧٠- مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی اسی طرح مذکور ہے۔

٣٠٧١- عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا.

٣٠٧١- سوید نے کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ انھوں نے بوسہ لیا حجر اسود کو اور لپٹ گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ وہ بہت تجھے چاہتے تھے۔

٣٠٧٢-عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا وَلَمْ يَقُلْ وَالْتَزَمَهُ.

٣٠٧٢- سفیان رضی اللہ عنہ سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں لپٹنے کا ذکر نہیں۔

بَاب جَوَازِ الطَّوَافِ عَلَى بَعِيرٍ وَغَيْرِهِ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ بِمِحْجَنٍ وَنَحْوِهِ لِلرَّاكِبِ

باب: سواری پر طواف کرنا جائز ہے اور حجر اسود کو چھڑی سے چھو سکتا ہے

٣٠٧٣- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

٣٠٧٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

(٣٠٧٢)☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے۔

(٣٠٧٣)☆ محجن اس چھڑی کو کہتے ہیں جس کا ایک سرا موڑا ہوا ہوتا ہے کہ سوار اونٹ کا اس سے گری پڑی چیز زمین سے اٹھالیتا ہے اور دوسرے سرے سے اونٹ کو ہانکتا ہے۔ اور ہجوم کے وقت اگر رکن کو نہ چھوسکے تو چھڑی وغیرہ سے چھولے اور اس کو بوسہ دے لے

اللهِ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کو اپنی چھڑی سے چھو لیتے تھے۔

٣٠٧٤- عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَيْتِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهِ لِأَنْ يَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشُوهُ.

٣٠٧٤- جابرؓ نے کہا کہ طواف کیا رسول اللہؐ نے بیت اللہ کا حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر اور حجر کو اپنی چھڑی سے چھوتے تھے تاکہ لوگ آپ کو دیکھیں اور آپ اونچے ہو جائیں اور آپ سے مسائل پوچھیں اس لیے کہ لوگوں نے آپ کو بہت گھیرا تھا۔

٣٠٧٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشُوهُ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ خَشْرَمٍ وَلِيَسْأَلُوهُ فَقَطْ.

٣٠٧٥- جابر رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے اور ابن خشرم کی روایت میں ویسألوہ نہیں ہے۔

٣٠٧٦- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلَى بَعِيرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يُضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ.

٣٠٧٦- جناب عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ طواف کیا نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اپنی اونٹنی پر اور رکن کو چھوتے جاتے اور اس لیے سوار ہوئے کہ لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹانا نہ پڑے۔

٣٠٧٧- عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ.

٣٠٧٧- ابوالطفیل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ طواف کرتے تھے اور رکن کو اپنی چھڑی سے چھوتے اور چھڑی کو چوم لیتے۔

٣٠٧٨- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ ((طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ)) قَالَتْ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ.

٣٠٧٨- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ سب لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کرلو سو انھوں نے کہا کہ میں طواف کرتی تھی اور آپ سورۂ والطور پڑھ رہے تھے نماز میں بیت اللہ کے بازو پر۔

ﷺ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجۃ الوداع کہنا درست ہے اور جو لوگ اس کو منع کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(٣٠٧٨) ☆ آپ نے ان کو لوگوں کے پیچھے طواف کا حکم اس لیے فرمایا کہ ایک عورت کو مردوں سے دور رہنا لازم ہے دوسرے یہ کہ لوگوں کو ان کے جانور سے ایذا نہ پہنچے۔ ان سب روایتوں سے ثابت ہوا کہ سوار ہو کر طواف درست ہے علی الخصوص بیمار کو اسی لیے بخاری نے باب ایسا ہی باندھا ہے کہ بیمار کو طواف درست ہے سواری پر۔

بَاب بَيَان أَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَا يَصِحُّ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ

باب: صفا و مروہ کی سعی حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج درست نہیں

٣٠٧٩- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا إِنِّي لَأَظُنُّ رَجُلًا لَوْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَتْ مَا أَتَمَّ اللَّهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَهَلْ تَدْرِي فِيمَا كَانَ ذَاكَ إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا يُهِلُّونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلَى شَطِّ الْبَحْرِ يُقَالُ لَهُمَا إِسَافٌ وَنَائِلَةُ ثُمَّ يَجِيئُونَ فَيَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلِقُونَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَرِهُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَهُمَا لِلَّذِي كَانُوا يَصْنَعُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ إِلَى آخِرِهَا قَالَتْ فَطَافُوا.

٣٠٧٩- عروہ نے جناب عائشہؓ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اگر کوئی صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ انھوں نے فرمایا کیوں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ پاک کی قدرت کی نشانیوں سے ہیں سو کچھ گناہ نہیں ان میں طواف کرنے سے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں بلکہ یوں ہے کہ حج پورا نہیں ہوتا کسی کا اور نہ عمرہ جب تک طواف نہ کرے صفا اور مروہ کا (یعنی سعی نہ کرے) اور اگر ایسا ہوتا جیسا تم نے جانا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ کچھ گناہ نہیں ان میں طواف نہ کرنے سے اور تم جانتے ہو کہ یہ آیت کیونکر اور کس حال میں اتری ہے۔ کیفیت اس کی یہ ہے کہ دریا کے کنارے پر ایام جاہلیت میں دو بت تھے ایک کا نام اساف دوسرے کا نائلہ تھا اور لوگ ان کے پاس جاتے تھے اور پھر آکر سعی کرتے تھے صفا اور مروہ پر اور پھر سر منڈاتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان میں سعی کرنے کو برا جانا (یعنی مشرکوں کی چال سمجھی)۔ تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری اسی لیے یوں فرمایا کہ صفا اور مروہ شعائر اللہ سے ہیں اور ان میں طواف کرنا گناہ نہیں پھر لوگ سعی کرنے لگے (غرض یہ کہ اب سعی واجب ہے اور ترک اس کا روا نہیں)۔

٣٠٨٠- عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا أَرَى عَلَيَّ جُنَاحًا أَنْ لَا أَتَطَوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا

٣٠٨٠- عروہ نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ اگر کوئی طواف نہ کرے صفا اور مروہ میں تو میں جانتا ہوں کہ کچھ حرج نہیں۔

(٣٠٨٠) ☆ اس حدیث سے کمال علم اور تفقہ ثابت ہوا ہماری ماں جناب عائشہؓ کا کہ خوب سمجھا انھوں نے اس آیت کے مطلب کو۔ ظاہر میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سعی نہ واجب ہے نہ ضروری ہے اور نہ سبب نزول سے اس کے معلوم ہوتا ہے مگر ان لوگوں نے جب اس میں عیب سمجھا تب اس طرح ارشاد ہوا۔ غرض ایک شے واجب ہوتی ہے مگر جب آدمی اس کو برا جاننے لگتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ اس میں کچھ عیب نہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے خیال کو رد کر دیں اور وجوب اس کا جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے اس کی مثال ایسی جیسے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھ سکا اور غروب آفتاب قریب ہو گیا اور وہ یہ خیال کرے کہ غروب کے وقت نماز روا نہیں تو اس سے کہیں گے کہ اس وقت نماز پڑھنے ☆☆

وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِأَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ الْآيَةَ فَقَالَتْ لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَ هَذَا فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا أَهَلُّوا لِمَنَاةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَجِّ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ فَلَعَمْرِي مَا أَتَمَّ اللهُ حَجَّ مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

انھوں نے فرمایا کیوں؟ کہا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں پھر گناہ نہیں کوئی اس میں طواف کرے تو انھوں نے فرمایا اگر یہ بات ہوتی تو یوں فرماتا اللہ پاک کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں اور یہ آیت تو انصار کے لوگوں میں اتری کہ وہ لوگ جب لبیک پکارتے تھے وہ لبیک پکارا کرتے تھے مناۃ کے نام سے ایام جاہلیت میں اور کہتے تھے کہ ہم کو صفا اور مروہ میں سعی کرنا درست نہیں پھر جب رسول اللہؐ کے ساتھ حج کو آئے تو اس کا ذکر ہوا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری سو اب قسم ہے میری جان کی کہ پورا نہ ہوگا حج اس کا جو سعی نہ کرے صفا اور مروہ کی۔

۳۰۸۱- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

۳۰۸۱- عروہ نے جناب عائشہ صدیقہؓ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جو سعی نہ کرے صفا اور مروہ میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور

۞ میں کچھ گناہ نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز واجب اور فرض نہ رہی اور یہ جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوا کہ اساف و نائلہ دو بت تھے دریا کے کنارے اس کو قاضی عیاضؒ نے غلط کہا ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ دوسری روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ وہ لوگ مناۃ کے نام سے لبیک پکارتے تھے اور یہ مشہور ہے کہ مناۃ ایک بت تھا جو عمرہ بن لحی نے دریا کے کنارے کھڑا کیا تھا مشلل میں قدید کے پاس اور ایسا ہی وارد ہوا ہے اس روایت میں موطا کی اور ازد اور غسان اسی کے نام کی لبیک پکارتے تھے حج میں۔ اور ابن کلبی نے کہا کہ مناۃ ایک پتھر تھا کہ ہذیل اسے پوجتے تھے قدید میں اور اساف اور نائلہ یہ کبھی دریا کے کنارے نہیں تھے بلکہ ان کی حقیقت یوں مشہور ہے کہ وہ مرد و عورت تھے اساف بیٹا تھا بقا کا اور نائلہ بیٹی تھی ذئب کی اور اس کو بنت سہل بھی کہتے تھے اور یہ دونوں قبیلہ جرہم سے تھے اور انھوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر کے پتھر کر دیا اور یہ کعبہ کے پاس گاڑ دیے گئے تھے یا صفا و مروہ پر کہ لوگ ان کو دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ قصی بن کلاب نے ان کو پھر وہاں سے بدل دیا اور ایک کو کعبہ سے ملا کے رکھ دیا اور دوسرے کو زمزم پر۔ اور بعضوں نے کہا دونوں کو زمزم پر رکھ دیا اور ان کے پاس قربانی کی اور ان کی عبادت کا حکم دیا پھر جب مکہ فتح ہوا نبیؐ نے ان کو توڑ ڈالا اور یہ قصہ جو ہم نے طول دیا تو بڑے فائدے کے لیے یعنی جیسا حال اساف اور نائلہ کا ہوا کہ غرض اگلے لوگوں کی اس کے رکھنے سے یہ تھی کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور خانہ کعبہ کا ادب کریں شیطان نے چند روز میں یہ غرض بھلا کر اپنا مطلب نکالا کہ ان کی عبادت کروائی اور خلق کو شرک میں ڈال دیا۔ پھر نبیؐ نے اس کو توڑ ڈالا کہ شرک کی برائی اور مشرکوں کی اہانت ظاہر ہو جائے یہی حال ہے صالحین کی قبور کا اور ان کے آثار اور مقامات اور چلوں کا کہ جب لوگ ان کی زیارت موافق سنت کے چھوڑ دیں اور ان کی قبور کو دیکھ کر اپنی موت کا یاد کرنا چھوڑ دیں بلکہ ان کو سجدہ اور نذریں منتیں نیازیں چڑھانے لگیں اور معبود برحق کی طرح ان کی عبادت کرنے لگیں تو متبعان نبیؐ کو ضروری ہے کہ ان گنبدوں کو توڑ ڈالیں اور ان قبروں کو زمین کے برابر کر دیں اور ان چلوں کو منہدم اور خاک کر دیں اگرچہ ہزاروں مشرک پڑے چلایا کریں اور لاکھوں گور پرست غل مچایا کریں۔

أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أُبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا قَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي طَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً وَإِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ سَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ وَقَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ قَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا أُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ.

میں تو پرواہ نہیں رکھتا اگر نہ سعی کروں ان میں تو انھوں نے فرمایا کہ برا کہا تو نے اے میرے بھانجے! رسول اللہؐ نے اور مسلمانوں نے سب نے سعی کی ہے اور یہ سنت ہے (یہاں سنت سے مراد واجب ہے) اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ جو مناۃ بدبخت کا جو مشلل میں تھا لبیک پکارتا تھا وہ سعی نہ کرتا تھا صفا و مروہ میں پھر جب اسلام آیا تو جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہم لوگوں نے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے پھر جو حج کرے یا عمرہ لاوے اس پر گناہ نہیں کہ ان میں سعی کرے اور اگر وہ بات ہوتی جو تم نے کہی تو یوں فرماتے کہ گناہ نہیں اس پر جو سعی نہ کرے ان میں۔ زہری نے کہا کہ میں نے یہ روایت ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے بیان کی تو انھوں نے بہت پسند کی اور انھوں نے کہا کہ علم اسی کا نام ہے (یعنی جو عائشہؓ نے اس آیت سے سمجھا) اور کہا ابو بکر نے کہ میں نے سنا ہے بہت لوگوں سے جو علم رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ طواف نہ کرنے والے صفا اور مروہ میں عرب کے لوگ تھے کہ وہ کہتے تھے کہ ان دو پتھروں کے بیچ میں طواف کرنا جاہلیت کا کام تھا اور دوسرے لوگوں کا قول تھا کہ ہم کو طواف بیت اللہ کا حکم ہوا ہے اور صفا اور مروہ میں پھرنے کا حکم نہیں ہوا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں آخر آیت تک ابو بکر نے کہا کہ میں بھی یہی خیال کرتا ہوں کہ انہی دو گروہوں کے واسطے یہ آیت اتری۔

۳۰۸۲- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا

۳۰۸۲- عروہ نے وہی قصہ روایت کیا جو اوپر مذکور ہوا اور اس میں یہ ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہؐ سے پوچھا اور عرض کی کہ یارسول اللہؐ! ہم کو یہاں طواف کرنا برا معلوم ہوتا ہے تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر سنت ٹھہرا دیا اس سعی کو رسول اللہؐ

وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا.

نے اب کسی کو اس کا ترک کرنا روا نہیں۔

٣٠٨٣- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا هُمْ وَغَسَّانُ يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ فَتَحَرَّجُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذَلِكَ سُنَّةً فِي آبَائِهِمْ مَنْ أَحْرَمَ لِمَنَاةَ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ حِينَ أَسْلَمُوا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ.

٣٠٨٣- عروہ سے روایت ہے کہ جناب عائشہ صدیقہ نے ان کو خبر دی کہ انصار کا قاعدہ تھا اور غسان کا کہ وہ اسلام سے پیشتر مناۃ کے لیے لبیک پکارتے تھے اور صفا اور مروہ میں سعی کرنا برا جانتے تھے اور یہی طریقہ تھا ان کے باپ دادا کا کہ جس نے احرام باندھا مناۃ کے لیے وہ صفا اور مروہ میں سعی نہ کرتا تھا اور جب وہ لوگ مسلمان ہوئے تو انھوں نے رسول اللہؐ سے پوچھا تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے سو جو حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ لاوے اس کو گناہ نہیں ہے کہ سعی کرلے ان دونوں میں اور جس نے خوشی سے نیکی کی ہے اللہ تعالیٰ اس کا قدر دان اور جاننے والا ہے۔

٣٠٨٤- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَكْرَهُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى نَزَلَتْ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا.

٣٠٨٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار صفا اور مروہ کی سعی کو برا جانتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری ان **الصفا و المروة من شعائر الله**۔

بَاب بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ لَا يُكَرَّرُ

باب: سعی دوبارہ نہیں ہوتی

٣٠٨٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا.

٣٠٨٥- جابر کہتے تھے کہ سعی نہیں کی رسول اللہؐ نے اور نہ آپ کے یاروں نے صفا اور مروہ کی مگر ایک بار مسلم نے فرمایا کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان کو خبر دی محمد بن بکر نے ان کو ابن جریج نے اسی سند سے مثل روایت مذکور کے اور اس میں یہ

(٣٠٨٥) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج و عمرہ میں سعی کو ایک ہی بار کرنا چاہیے اور دوبارہ نہیں اس لیے کہ بدعت ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہؐ قارن تھے اس لیے کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے حال معلوم ہو گیا ان دعاؤں او روظیفوں او راشغال کا جو مشائخین میں مروج ہیں او رپیغمبر معصوم سے ثابت نہیں کہ وہ سب بدعت ہیں الخ

ہے کہ ایک ہی بار طواف کیا (یعنی صفا اور مروہ کا جو پہلی بار کیا تھا)

٣٠٨٦- و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا طَوَافَهُ الْأَوَّلَ.

٣٠٨٦- کچھ کمی و بیشی کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے مروی ہے۔

بَاب اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب: حاجی جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرنے تک لبیک پکارتا جائے

٣٠٨٧- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا ثُمَّ قُلْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى ثُمَّ رَدِفَ

٣٠٨٧- اسامہ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھا عرفات سے پھر جب آپ بائیں گھاٹی پر پہنچے مزدلفہ کے قریب تو اونٹ بٹھایا پیشاب کیا اور آئے۔ میں نے آپ پر پانی ڈالا سو آپ نے ہلکا سا وضو کیا پھر میں نے عرض کیا کہ نماز کا وقت آ گیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ سوار ہوئے اور مزدلفہ آئے اور نماز پڑھی پھر فضل کو اپنے پیچھے بٹھایا صبح کو مزدلفہ کی۔ کریب نے کہا کہ خبر دی مجھے

اس لیے کہ جب ایک چیز کی اصل ثابت ہے اس کی تکرار بدعت ہوئی تو جس کی سرے سے اصل بھی ثابت نہیں تو وہ بدرجہ اولیٰ بدعت ہے۔ اور معلوم ہوا کہ شارع نے ہر وظیفہ اور دعاؤں کی جو تعداد مقرر کر دی ہے اس سے زیادہ کرنا بھی بدعت ہو جاتا ہے اور وہ فعل بہ سبب اس زیادت محدثہ کے بدعت میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ بڑے کام کی بات ہے اور اس کو خوب یاد رکھنا چاہیے۔

(٣٠٨٧) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے سواری پر لوٹنا مستحب ہے اور ایک سواری پر دو شخصوں کا بیٹھنا بھی روا ہے جب سواری کو طاقت ہو اور بزرگوں کے پیچھے سواری پر بیٹھنا خلاف ادب نہیں۔ قولہ میں نے آپ پر پانی ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ وضو میں دوسرے شخص سے کبھی کبھی مدد لینا بھی روا ہے مگر عادت نہ کرے جیسے آپ کی عادت نہ تھی۔ اور اسامہ نے جو کہا نماز کا وقت آ گیا مراد اس سے نماز مغرب ہے کہ انھوں نے خیال کیا کہ عادت کے خلاف آج نماز میں دیر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے یعنی آج کے دن نماز مغرب مزدلفہ میں پڑھنا مشروع ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنا بڑا بوڑھا اگر معلوم ہو کہ کچھ بھول گیا تو یاد دلاوے جیسے اسامہ نے خیال کیا کہ حضرت نماز بھول گئے اور یاد دلائی اور آپ نے فرمایا کہ آج کے دن مغرب اور عشاء میں جمع تاخیر کرنا ہے اور مزدلفہ میں جمع کرنا ان دونوں نمازوں کا باجماع مسلمین سنت ہے۔ اور امام مالکؒ کا ایک قول شاذ ہے کہ اگر کسی نے راہ میں مغرب پڑھ لی تو اعادہ اس کا واجب ہے اور باقی کا قول ہے کہ اگر راہ میں پڑھ لے تو روا ہے مگر خلاف سنت ہوا اور معلوم ہوا کہ لبیک پکارتا رہے حاجی جب تک کہ رمی جمرہ عقبہ کی شروع نہ کرے قربانی کے دن صبح کو۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ابو ثور اور جماہیر علماء صحابہ و تابعین کا اور تمام فقہائے امصار و قریٰ کا۔ اور حسن بصری کا قول ہے کہ عرفہ کی صبح تک لبیک کہے پھر جب صبح کی نماز پڑھ چکے موقوف کرے اور حضرت علی اور ابن عمر اور عائشہ اور امام مالک ؒ

الْفَضْلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ.

عبداللہ بن عباسؓ نے فضل سے کہا کہ جناب رسالت مآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ پر پہنچے (یعنی جمرہ عقبہ پر)۔

۳۰۸۸- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۳۰۸۸- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھالیا فضل کو مزدلفہ سے اور راوی نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ابن عباسؓ نے کہ خبر دی ان کو فضل نے کہ نبیؐ لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ رمی کی جمرہ عقبہ کی۔

۳۰۸۹- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا ((**عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ**)) وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتَّى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ ((**عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ**)) وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ.

۳۰۸۹- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فضل بن عباسؓ جو ردیف تھے رسول اللہؐ کے انھوں نے کہا کہ رسول اللہؐ عرفہ کی شام کو اور مزدلفہ کی صبح کو لوگوں سے فرماتے تھے کہ آرام سے چلو اور آپ اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے چلتے تھے یہاں تک کہ محسر میں داخل ہوئے اور محسر منیٰ میں ہے تو وہاں پر آپ نے فرمایا کہ چٹکی سے مارنے کی کنکریاں اٹھالو کہ ان سے جمرہ کو مارا جاوے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کو کنکریاں ماریں۔

۳۰۹۰- و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ وَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ.

۳۰۹۰- مسلمؒ نے کہا اور روایت کی ہم سے یہی حدیث زہیر بن حرب نے ان سے ابن جریج نے ان سے ابوالزبیر نے اسی سند سے مگر اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول اللہؐ لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کو کنکر مارے اور یہ بات زیادہ بیان کی کہ نبیؐ اشارہ کرتے تھے ہاتھ سے (یعنی جب کنکرے اٹھانے کا حکم دیا تھا) کہ جیسے چٹکی سے پکڑ کر آدمی کنکرے پھینکتا ہے (یعنی ایسے کنکرے اٹھانا)۔

ﷺ اور جمہور فقہائے مدینہ کا قول ہے کہ عرفہ کے دن زوال شمس تک لبیک کہے اور جب وقوف عرفات شروع کرے تب موقوف کرے اور امام احمد اور اسحاق اور بعض سلف کا قول ہے کہ جب تک رمی جمرہ عقبہ سے فارغ نہ ہو کہی جائے اور دلیل امام شافعیؒ اور جمہور کی یہی حدیث ہے جس کا ابھی ترجمہ ہوا ہے اور آگے کی روایات بھی اس کی مؤید ہیں۔

(۳۰۸۸) ☆ احمد اور اسحاق کی دلیل یہی روایت ہے اور جمہور اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک رمی شروع نہ کی۔

۳۰۹۱-عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَقَامِ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ)).

۳۰۹۱- عبدالرحمٰن نے کہا کہ عبداللہؓ ہم سے مزدلفہ میں کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے ان کو جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی ہے کہ وہ اس مقام میں لبیک پکارتے تھے۔

۳۰۹۲- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ لَبَّى حِينَ أَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ فَقِيلَ أَعْرَابِيٌّ هَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَنَسِيَ النَّاسُ أَمْ ضَلُّوا سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَكَانِ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ)).

۳۰۹۲- عبدالرحمٰن نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے لبیک پکاری جب مزدلفہ سے لوٹے تو لوگوں نے کہا کہ شاید یہ کوئی گاؤں کا آدمی ہے (یعنی جواب لبیک پکارتا ہے) تو عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا لوگ بھول گئے (یعنی سنت رسول اللہ کی) یا گمراہ ہوگئے میں نے خود سنا ہے ان سے جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی ہے کہ وہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے۔

۳۰۹۳-و حَدَّثَنَاه حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۳۰۹۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۰۹٤- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا سَمِعْنَا عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ هَاهُنَا يَقُولُ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ)) ثُمَّ لَبَّى وَلَبَّيْنَا مَعَهُ.

۳۰۹۴- ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عبداللہ بن اسود کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اس ذات سے سنا جس پر یہاں سورۂ بقرہ نازل ہوئی آپؐ فرمارہے تھے "لبيك اللهم لبيك" پھر عبداللہ بن مسعود نے بھی تلبیہ پڑھی اور ہم نے آپ کے ساتھ پڑھی۔

بَاب التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ فِي الذَّهَابِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

باب: لبیک اور تکبیر کہنے کا بیان جب منیٰ سے عرفات کو جائے عرفہ کے دن

۳۰۹٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّي

۳۰۹۵- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب ہم صبح کو چلے منیٰ سے عرفات کو رسول اللہؐ کے ساتھ تو کوئی ہم میں سے لبیک پکارتا تھا

(۳۰۹۱) ☆ یہی مذہب ہے جمہور کا جیسے آگے گزرا اور اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء کہنا درست ہے اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین کا اور قول عبداللہ بن مسعود کا جو اس حدیث میں مذکور ہوا کہ انھوں نے کہا میں نے سنا ہے ان کو جن پر سورۂ بقرہ اتری ہے اس میں سورۂ بقرہ کی تخصیص اس لیے کہ اس میں اکثر مناسک حج کے مذکور ہیں۔

(۳۰۹۲) ☆ مسلم نے کہا کہ یہی روایت بیان کی ہم سے حسن حلوانی نے انہوں نے روایت کی یحییٰ بن آدم سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے حصین سے اسی اسناد سے۔ اور کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے یوسف بن حماد نے ان سے زیاد یعنی بکائی نے ان سے حصین نے ان سے کثیر بن مدرک نے ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے اور اسود بن یزید نے دونوں نے کہا سنا ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ فرماتے تھے مزدلفہ میں کہ سنا میں نے ان سے جن پر سورۂ بقرہ اتری ہے کہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے۔ پھر انہوں نے لبیک پکاری اور ہم لوگوں نے بھی ان کے ساتھ لبیک پکاری۔

وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

اور کوئی تکبیر کہتا تھا۔

۳۰۹۶- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي غَدَاةِ عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ فَأَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ قَالَ قُلْتُ وَاللهِ لَعَجَبًا مِنْكُمْ كَيْفَ لَمْ تَقُولُوا لَهُ مَاذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَصْنَعُ.

۳۰۹۶- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ تھے عرفہ کی صبح کو سو کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا اور کوئی لا الہ الا اللہ اور ہم ان میں سے تھے جو اللہ اکبر کہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے تم نے ان سے یہ کیوں نہ پوچھا کہ رسول اللہؐ کو کیا کرتے دیکھا (سبحان اللہ! عاشق سنت ایسے ہوتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہؐ کا فعل دریافت کیوں نہ کیا کہ آپ کیا فرماتے تھے)۔

۳۰۹۷- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

۳۰۹۷- محمد بن ابو بکر ثقفی نے انس بن مالکؓ سے پوچھا اور وہ دونوں منیٰ سے عرفات کو جاتے تھے کہ تم لوگ کیا کرتے تھے آج کے دن جناب رسول اللہؐ کے ساتھ؟ سو انسؓ نے کہا کہ کوئی ہم میں سے لا الہ الا اللہ کہتا تھا سو اس کو کوئی منع نہ کرتا تھا اور کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا سو کوئی اس کو منع نہ کرتا تھا۔

۳۰۹۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُولُ فِي التَّلْبِيَةِ هَذَا الْيَوْمَ قَالَ سِرْتُ هَذَا الْمَسِيرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ وَلَا يَعِيبُ أَحَدُنَا عَلَى صَاحِبِهِ.

۳۰۹۸- انس بن مالکؓ سے عرفہ کی صبح تلبیہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں اور نبی اکرمؐ کے ساتھی اس سفر میں نبی اکرمؐ کے ساتھ تھے تو کوئی ہم میں سے تکبیر کہتا اور کوئی تہلیل اور کوئی بھی اپنے ساتھی پر عیب نہ لگاتا تھا۔

بَاب الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ وَاسْتِحْبَابِ صَلَاتَيْ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ جَمِيعًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ

باب: عرفات سے مزدلفہ لوٹنے اور اس رات مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھنے کا بیان

۳۰۹۹- عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ

۳۰۹۹- کریب جو ابن عباسؓ کے غلام آزاد ہیں انھوں نے اسامہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا لوٹے محمدؐ عرفات سے یہاں تک کہ جب گھاٹی کے پاس آئے اترے اور پیشاب کیا اور ہلکا سا وضو کیا

(۳۰۹۷) ☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تکبیر اور تہلیل دونوں مستحب ہیں جب آدمی منیٰ سے عرفات کو جائے عرفہ کے دن اور لبیک ان دونوں سے افضل ہے اور ان روایتوں سے ان کا قول رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ لبیک پکارنی چھوڑ دے بعد صبح کے عرفہ کے دن۔

فَقَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغْ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةَ قَالَ ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتْ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

پورا نہیں۔ میں نے کہا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے اور پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ میں آئے اور اترے اور وضو کیا پوری طرح سے پھر نماز کی تکبیر ہوئی اور مغرب پڑھی پھر ہر ایک نے اپنا اونٹ جہاں تھا وہیں بٹھا دیا پھر تکبیر ہوئی اور عشاء پڑھی اور ان کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا (یعنی سنت نہ پڑھی)۔

۳۱۰۰- عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ لِحَاجَتِهِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَقُلْتُ أَتُصَلِّي فَقَالَ ((الْمُصَلَّى أَمَامَكَ)).

۳۱۰۰- کریب نے کہا کہ اسامہ بن زید نے کہا کہ لوٹے رسول اللہؐ عرفات سے اور بعض گھاٹیوں میں اترے حاجت کے واسطے اور میں نے آپ پر پانی ڈالا یعنی وضو کے وقت اور کہا کہ آپ نماز پڑھیں گے تو فرمایا نماز کی جگہ آگے تمہارے ہے (یعنی مزدلفہ اور باقی تفصیل اس حدیث اسامہ کی اوپر ہو چکی ہے)۔

۳۱۰۱- عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أُسَامَةُ أَرَاقَ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةَ قَالَ ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتَّى بَلَغَ جَمْعًا فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.

۳۱۰۱- کریب نے وہی مضمون اسامہ سے روایت کیا اور اس میں اسامہ کے پانی ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور یہ بات زیادہ ہے کہ پھر آپ مزدلفہ پہنچے اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی۔

۳۱۰۲- عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَيْفَ صَنَعْتُمْ حِينَ رَدِفْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقَالَ جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِي يُنِيخُ النَّاسُ فِيهِ لِلْمَغْرِبِ فَأَنَاخَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهُ وَبَالَ وَمَا قَالَ أَهْرَاقَ الْمَاءَ ثُمَّ دَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةَ فَقَالَ ((الصَّلَاةُ

۳۱۰۲- کریب نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جب تم سوار ہوئے رسول اللہؐ کے پیچھے تو کیا کیا عرفہ کی شام کو؟ انھوں نے کہا کہ ہم اس گھاٹی تک آئے جہاں لوگ اونٹوں کو بٹھاتے ہیں نماز مغرب کے لیے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اور اترے اور پیشاب کیا اور پانی دینے کا ذکر اسامہ نے نہیں کیا پھر وضو کا پانی مانگا اور ہلکا سا وضو کیا پورا نہیں (یعنی ایک ایک بار اعضاء دھوئے) اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! نماز' آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ سوار

أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ حَتَّى جِئْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ فِي مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوا حَتَّى أَقَامَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَصَلَّى ثُمَّ حَلُّوا قُلْتُ فَكَيْفَ فَعَلْتُمْ حِينَ أَصْبَحْتُمْ قَالَ رَدِفَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَانْطَلَقْتُ أَنَا فِي سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلَى رِجْلَيَّ.

ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آئے اور مغرب کی تکبیر ہوئی اور لوگوں نے اونٹ بٹھائے اور کھولے نہیں یہاں تک کہ عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ نے نماز عشاء بھی پڑھی پھر اونٹ کھول دیے۔ میں نے کہا کہ پھر تم نے صبح کو کیا کیا؟ انھوں نے کہا کہ پھر فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کی راہ سے پیدل چلا۔

٣١٠٣– عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَتَى النَّقْبَ الَّذِي يَنْزِلُهُ الْأُمَرَاءُ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أَهْرَاقَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةَ فَقَالَ ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)).

٣١٠٣- وہی مضمون ہے جو اوپر کئی بار گزرا اس میں یہ ہے کہ اس گھاٹی میں آپ اترے جہاں امراء اترتے تھے۔

٣١٠٤– عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الشِّعْبَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا رَجَعَ صَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بِهَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

٣١٠٤- وہی مضمون ہے مگر اس میں ہے کہ آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور اسامہؓ نے چھاگل سے پانی ڈالا تب آپ نے وضو فرمایا۔

٣١٠٥– عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَأُسَامَةُ رِدْفُهُ قَالَ أُسَامَةُ فَمَا زَالَ يَسِيرُ عَلَى هَيْئَتِهِ حَتَّى أَتَى جَمْعًا.

٣١٠٥- ابن عباسؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ عرفات سے لوٹے اور اسامہ آپ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور اسامہؓ نے کہا کہ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ میں پہنچے۔

٣١٠٦– عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ أَوْ قَالَ سَأَلْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

٣١٠٦- ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے سامنے کسی نے اسامہ سے پوچھا یا انھوں نے خود پوچھا اور جناب رسول اللہؐ نے ان کو اپنی اونٹنی پر سوار کیا تھا عرفات سے کہ رسول اللہؐ کیونکر چلتے تھے؟ یعنی اونٹنی کو کس چال سے لیے جاتے تھے تو انھوں نے کہا کہ میٹھی چال چلاتے تھے پھر جب ذرا کھلی جگہ پاتے یعنی جہاں بھیڑ کم ہوتی تو اس جگہ ذرا تیز کر دیتے۔

٣١٠٧– عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ حُمَيْدٍ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ

٣١٠٧- ہشام بن عروہ سے اسی اسناد سے وہی مضمون مروی ہوا مگر حمید کی روایت میں یہ ہے کہ ہشام نے کہا کہ نص جو اونٹنی کی

الْعَنَقِ.

چال ہے وہ عنق سے تیز ہے۔

٣١٠٨- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

٣١٠٨- ابو ایوب سے روایت ہے کہ انھوں نے نماز پڑھی حجۃ الوداع میں رسول اللہؐ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے مزدلفہ میں۔

٣١٠٩- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْكُوفَةِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ.

٣١٠٩- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

٣١١٠- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

٣١١٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے مزدلفہ میں پڑھی۔

٣١١١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي بِجَمْعٍ كَذَلِكَ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ تَعَالَى.

٣١١١- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی مزدلفہ میں اور ان کے بیچ میں ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی دو پڑھیں اور عبداللہؓ بھی آخر عمر تک مزدلفہ میں اسی طرح پڑھتے رہے۔

٣١١٢-عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِجَمْعٍ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ صَلَّى مِثْلَ ذَلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ.

٣١١٢- سعید بن جبیر نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر سے پڑھی اور بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہمانے بھی ایسا ہی کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہمانے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا۔

٣١١٣- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ صَلَّاهُمَا بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

٣١١٣- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی منقول ہے۔اور اس میں یہ ہے کہ دونوں نمازیں ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں۔

٣١١٤- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

٣١١٤- ابن عمر رضی اللہ عنہماروایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا مزدلفہ کے مقام پر۔مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعت پڑھیں ایک ہی اقامت کے ساتھ۔

٣١١٥- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتَّى أَتَيْنَا جَمْعًا فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ هَكَذَا صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْمَكَانِ.

٣١١٥- سعید نے کہا کہ ہم لوٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اور آئے مزدلفہ میں اور وہاں مغرب اور عشاء ایک تکبیر سے پڑھی اور کہا کہ اسی طرح ہمارے ساتھ رسول اللہؐ نے یہاں نماز پڑھی تھی۔

بَاب اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيسِ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

باب: بہت سویرے صبح کی نماز پڑھنے کا بیان مزدلفہ میں عید کی صبح کو

٣١١٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

٣١١٦- عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو جب دیکھا تو نماز وقتوں ہی پر پڑھتے دیکھا مگر دو نمازیں ایک مغرب و عشاء کہ مزدلفہ میں آپ نے ملا کر پڑھیں اور اس کی صبح کو صبح کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔

٣١١٧- عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ.

٣١١٧- اعمش سے اسی اسناد سے مروی ہے یہی روایت اور اس میں یہ ہے کہ صبح کی نماز کو وقت سے پہلے پڑھا اندھیرے میں۔

بَاب اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ دَفْعِ الضَّعَفَةِ مِنَ النِّسَاءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُزْدَلِفَةَ

باب: ضعیفوں اور عورتوں کو مزدلفہ سے سویرے روانہ کرنا مستحب ہے

٣١١٨- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَدْفَعُ قَبْلَهُ وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتْ امْرَأَةً ثَبِطَةً يَقُولُ الْقَاسِمُ وَالثَّبِطَةُ الثَّقِيلَةُ قَالَ فَأَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ

٣١١٨- حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ سودہؓ نے اجازت مانگی رسول اللہؐ سے مزدلفہ کی رات کو کہ آپ سے پہلے منیٰ کو لوٹ جاویں اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے آگے نکل جاویں اور وہ ذرا فربہ بی بی تھیں۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ نے ان کو اجازت دی اور وہ روانہ ہو گئیں قبل رسول اللہؐ کے لوٹنے کے اور ہم لوگ سب

(٣١١٥) ☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ مغرب میں قصر نہیں بلکہ وہ ہمیشہ تین پڑھی جاتی ہیں اور سنت یہی ہے کہ جہاں جمع ہوں دو نمازیں وہاں بیچ میں سنت نہ پڑھی جائے۔

(٣١١٧) ☆ غرض یہ مراد نہیں ہے کہ طلوع فجر سے پہلے پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بعد طلوع فجر کے اور دنوں سے پہلے پڑھے۔ چنانچہ بخاری میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں نماز پڑھی اور کہا کہ رسول اللہؐ نے بھی صبح کی نماز اسی گھڑی میں پڑھی تھی جو جمہور کا مذہب ہے کہ جمیع ایام میں نماز اول وقت ادا کرنا مستحب ہے اور علی الخصوص آج کے دن مزدلفہ میں اور زیادہ سویرے ضروری ہے اس لیے کہ حجاج کو آج نہانا دھونا بڑے بڑے کام ہیں اور یہی وجہ ہے آج کے دن بہت سویرے نماز ادا کرنے کی۔

دَفْعِهِ. وَحَبَسْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهِ وَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأَكُونَ أَدْفَعُ بِإِذْنِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ.

رکے رہے یہاں تک کہ صبح کی ہم نے اور حضرتؐ کے ساتھ لوٹے اور اگر میں بھی اجازت لیتی جناب رسول اللہؐ سے جیسے سودہ نے لی تھی اور آپ کی اجازت سے چلی جاتی تو خوب تھا اور اس سے بہتر تھا جس کے سبب سے میں خوش ہو رہی تھی۔

۳۱۱۹- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ضَخْمَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنْ تُفِيضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَيْتَنِي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ لَا تُفِيضُ إِلَّا مَعَ الْإِمَامِ.

۳۱۱۹- جناب عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ سودہ بہت بھاری بھر کم بی بی تھیں سو انھوں نے رسول اللہؐ سے اجازت لے لی کہ مزدلفہ سے رات ہی رات روانہ ہو جائیں (یعنی منیٰ جانے کی)۔ سو آپ نے ان کو اجازت دے دی سو حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ کاش میں بھی آپ سے اجازت لے لیتی جیسے سودہ نے لی تھی۔ جناب عائشہؓ کی عادت تھی کہ آپ مزدلفہ سے امام کے ساتھ لوٹا کرتی تھیں۔

۳۱۲۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأُصَلِّي الصُّبْحَ بِمِنًى فَأَرْمِي الْجَمْرَةَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ فَكَانَتْ سَوْدَةُ اسْتَأْذَنَتْهُ قَالَتْ نَعَمْ إِنَّهَا كَانَتِ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا.

۳۱۲۰- جناب عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آرزو کی کہ میں بھی اجازت لیتی رسول اللہؐ سے جیسے سودہ نے اجازت لی تھی اور نماز صبح کی منیٰ میں پڑھتی اور لوگوں کے آنے سے پہلے رمی جمرہ کر لیتی تو کسی نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ کیا سودہ نے اجازت لی تھی؟ انھوں نے کہا ہاں وہ فربہ عورت تھیں سو جناب رسول اللہؐ سے اجازت مانگی آپ نے دے دی۔

۳۱۲۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۳۱۲۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۱۲۲- عَنْ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ قَالَ قَالَتْ لِي أَسْمَاءُ وَهِيَ عِنْدَ دَارِ الْمُزْدَلِفَةِ

۳۱۲۲- عبداللہ جو آزاد کردہ غلام ہیں اسماءؓ کے انھوں نے کہا کہ مجھ سے جناب بی بی اسماءؓ نے فرمایا اور وہ مزدلفہ کے گھر کے پاس

(۳۱۲۲) ☆ ان حدیثوں کی رو سے لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ شب کو کتنی دیر رہنا چاہیے مزدلفہ میں پس امام شافعی کا قول ہے کہ وہاں رہنا رات کو واجب ہے کہ اگر کوئی ترک کرے تو اس پر قربانی واجب ہے مگر حج اس کا صحیح ہے اور یہی قول ہے فقہائے کوفہ اور ارباب حدیث کا اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ سنت ہے کہ اگر کسی نے چھوڑ دیا تو فضیلت سے اس کی محروم رہ گیا باقی نہ اس پر گناہ ہے نہ قربانی اور یہ قول ہے امام شافعی کا۔ اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا حج ہی صحیح نہیں اور یہ نخعی وغیرہ سے منقول ہے اور دو شخص شافعی مذہب بھی اسی طرف گئے اور وہ ابو عبدالرحمن نواسے ہیں شافعی کے اور ابو بکر بن خزیمہ اور عطاء اور اوزاعی سے مروی ہے کہ انھوں نے

هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ ارْحَلْ بِي فَارْتَحَلْنَا حَتَّى رَمَتْ الْجَمْرَةَ ثُمَّ صَلَّتْ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ هَنْتَاهُ لَقَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ كَلَّا أَيْ بُنَيَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ.

ٹھہری ہوئی تھیں کہ کیا چاند غروب ہو گیا؟ میں نے کہا نہیں تو انھوں نے تھوڑی دیر نماز پڑھی پھر مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بچے چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ روانہ ہو سو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ انھوں نے جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر نماز پڑھی اپنی فرودگاہ میں۔ سو میں نے کہا اے بی بی ہم بہت سویرے روانہ ہوئے انھوں نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اے میرے بیٹے نبیؐ نے عورتوں کو اجازت دی ہے سویرے روانہ ہونے کی۔

۳۱۲۳- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَتْ لَا أَيْ بُنَيَّ إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَذِنَ لِظُعُنِهِ.

۳۱۲۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے سوائے اس کے کہ اس میں ہے کہ اے بیٹے نبی اکرمؐ نے اپنی بی بی کو اجازت دے دی تھی۔

۳۱۲۴- عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ ابْنَ شَوَّالٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بِهَا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

۳۱۲۴- عطاء کو ابن شوال نے خبر دی کہ وہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انھوں نے کہا کہ مجھے نبیؐ نے مزدلفہ سے رات کو روانہ کر دیا۔

۳۱۲۵- عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى وَفِي رِوَايَةِ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ.

۳۱۲۵- سالم بن شوال سے مروی ہے کہ ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ یہی کرتی تھیں نبیؐ کے زمانہ مبارک میں کہ اندھیرے میں چل نکلتی تھیں مزدلفہ سے منیٰ کو۔ اور ایک روایت میں جو ناقد سے مروی ہے یوں ہے کہ ہم اندھیرے میں چل نکلتی تھیں مزدلفہ سے۔

ﷺ نے کہا کہ مزدلفہ میں رات کو رہنا نہ رکن ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب بلکہ وہ ایک منزل ہے جیسے اور منزلیں ہیں چاہے وہاں ٹھہرے چاہے نہ ٹھہرے اور یہ قول محض باطل ہے۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ کتنی دیر ٹھہرنا واجب ہے سو صحیح قول امام شافعی کا یہ ہے کہ ایک ساعت رات کے نصف ثانی تک اور ایک قول ان کا یہ ہے کہ صرف ایک ساعت نصف ثانی کی اس رات کے یا بعد اس کے طلوع شمس تک اور تیسرا قول ان کا یہ ہے کہ بڑا ٹکڑا رات کا وہاں کاٹے۔ اور امام مالکؒ سے تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ رات ساری رہے دوسرا یہ کہ بڑا حصہ رات کا تیسرا یہ کہ تھوڑا وقت رات کا۔ اور اس حدیث سے خوش خلقی حضرت اسماء کی اور اس زمانہ کی عورتوں کی معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے اپنے غلاموں کو فرزند کے برابر رکھا بات چیت میں نہ یہ کہ ان کے ساتھ حقارت کی باتیں کریں اور لونڈا چھوکرا بولیں۔ کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے یہی حدیث علی بن خشرم نے ان سے عیسیٰ نے ان سے ابن جریج نے اسی سند سے اور ان کی روایت میں یہ ہے کہ اسماء نے فرمایا میرے بچے! نبیؐ نے اجازت دی تھی اپنی بی بی صاحبہ کو۔

۳۱۲۶- عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الثَّقَلِ أَوْ قَالَ فِي الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

۳۱۲۶- عبیداللہ نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ فرماتے تھے مجھے رسول اللہؐ نے سامان کے ساتھ روانہ کردیایا یوں کہا کہ ضعیفوں کے ہمراہ روانہ کردیا مزدلفہ سے رات کو۔

۳۱۲۷- عَنْ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

۳۱۲۷- ابن عباس نے کہا کہ میں ان میں تھا جن کو آگے روانہ کردیا تھا رسول اللہؐ نے اپنے گھر کے ضعیفوں میں۔

۳۱۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

۳۱۲۸- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

۳۱۲۹- عَنِ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ بَعَثَ بِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِسَحَرٍ مِنْ جَمْعٍ فِي ثَقَلِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قُلْتُ أَبَلَغَكَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِي بِلَيْلٍ طَوِيلٍ قَالَ لَا إِلَّا كَذَلِكَ بِسَحَرٍ قُلْتُ لَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَأَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ قَالَ لَا إِلَّا كَذَلِكَ.

۳۱۲۹- ابن عباسؓ نہ کہا کہ مجھ کو بھیج دیا رسول اللہؐ نے آخر شب میں مزدلفہ سے سامان کے ساتھ۔ میں نے کہا کیا تم کو خبر پہنچی ہے کہ انھوں نے یوں کہا کہ مجھ کو روانہ کیا بہت رات سے؟ تو راوی نے کہا کہ نہیں مگر یوں ہی کہا کہ سحر کو یعنی آخر شب کو روانہ کیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ ابن عباسؓ نے یہ بھی کہا کہ کنکر مارے ہم نے جمرہ کو فجر سے پہلے اور نماز کہاں پڑھی؟ انھوں نے کہا نہیں یہ کچھ نہیں کہا فقط اتنا ہی کہا جو اوپر کہا ہے۔

۳۱۳۰- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِاللَّيْلِ فَيَذْكُرُونَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَدْفَعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوْا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَرْخَصَ فِي أُولَئِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ.

۳۱۳۰- سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اپنے ساتھ کے ضعیف لوگوں کو آگے بھیج دیتے تھے کہ وہ المشعر الحرام میں جو مزدلفہ میں ہے وقوف کرلیں رات کو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیں جب تک چاہیں۔ پھر لوٹ جائیں امام کے وقوف کرنے کے پہلے اور امام کے لوٹنے سے پیشتر سو ان میں سے کوئی تو صبح کی نماز کے وقت منیٰ پہنچ جاتا تھا اور کوئی اس کے بعد پہنچتا تھا اور ابن عمر کہا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ضعیفوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

(۳۱۳۰) ☆ المشعر الحرام فقہاء کے نزدیک ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں اور مفسرین کے نزدیک اور اہل سیر کے نزدیک تمام مزدلفہ ہے۔ اور ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور لڑکوں کو آگے رات کو مزدلفہ سے روانہ کرنا کہ وہ بھیڑ بھاڑ سے حاجیوں کے پہلے سے رمی جمرہ سے فارغ ہو جائیں روا ہے۔

بَاب رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَتَكُونُ مَكَّةُ عَنْ يَسَارِهِ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

باب : جمرہ عقبہ کی کنکریاں مارنے کا بیان اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنے کا بیان

۳۱۳۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ أُنَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ هَذَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۳۱۳۱- عبدالرحمٰن نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے پچھلے جمرہ کو کنکریاں نالے کے اندر سے ماریں اور سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے سو ان سے کسی نے کہا کہ لوگ تو اوپر سے ان کو کنکریاں مارتے تھے تو عبداللہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس معبود کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ مقام (جہاں سے میں نے ماری ہیں) اس کا ہے جس پر سورۂ بقرہ اتری (یعنی نبیؐ کا)۔

۳۱۳۲-عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلِّفُوا الْقُرْآنَ كَمَا أَلَّفَهُ جِبْرِيلُ السُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا النِّسَاءُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا آلُ عِمْرَانَ قَالَ فَلَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِهِ فَسَبَّهُ وَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَأَتَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِي فَاسْتَعْرَضَهَا فَرَمَاهَا مِنْ بَطْنِ

۳۱۳۲- اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج بن یوسف کو سنا کہ وہ خطبہ میں کہتا تھا (کہ قرآن شریف کی وہی ترتیب رکھو کہ جو جبریلؑ نے رکھی ہے کہ وہ سورت پہلے ہو جس میں بقرہ کا ذکر ہے۔ پھر وہ جس میں نساء کا ذکر ہے پھر وہ جس میں آل عمران کا ذکر ہے اعمش نے کہا کہ پھر میں ابراہیم سے ملا اور ان کو اس بات کی خبر دی تو انھوں نے اس کو برا کہا اور پھر کہا کہ روایت کی مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے کہ وہ عبداللہ بن مسعود کے ساتھ تھے اور جمرہ عقبہ پر آئے اور نالہ کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور جمرہ کو آگے کیا اور اس کو سات کنکریاں ماریں نالہ کے بیچ سے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے۔

(۳۱۳۲) ☆ حجاج بن یوسف کی غرض اس ترتیب سے اگر ترتیب آیات ہے تو صحیح ہے کہ ترتیب آیتوں کی خود نبیؐ نے کی ہے اور توقیفی ہے یعنی شارع کی طرف سے ہے کہ اس میں کسی کی رائے کو دخل نہیں اور اس پر اجماع ہے سب مسلمانوں کا اور اگر ترتیب سورتوں کی مراد ہے تو یہ ترتیب اماموں اور قاریوں کی رائے سے ہوئی ہے اور شارع کی طرف سے نہیں۔ اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ یہاں جو حجاج نے سورۂ نساء کو آل عمران سے پہلے ذکر کیا تو یہ دلیل ہے اس کی کہ ان کو ترتیب آیات مقصود تھی کہ آیتوں کی ترتیب نہ بدلو کہ وہ شارع کی طرف سے ہے۔ اور اعمش نے جو ابراہیم سے یہ بات بیان کی تو ان کی غرض یہ تھی کہ سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء بقول حجاج کہنا درست نہیں اس پر انھوں نے رد کیا اور یوں روایت کی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے خود کہا ہے کہ سورۂ بقرہ کو تو یہ کہنا روا ہوا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کی رمی اسی طرح مستحب ہے کہ نالے کے بیچ میں کھڑا ہو کر جمرہ کے نیچے اور مکہ کو بائیں طرف رکھے اور منیٰ کو داہنی طرف اور جمرہ عقبہ کی طرف منہ کرے اور سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہے یہی صحیح مذہب ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے جمہور کا اور اس روایت سے ثابت

الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ النَّاسَ يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ هَذَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

راوی نے کہا کہ پھر میں نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے عبداللہ بن مسعود کی) لوگ تو اوپر سے کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ جگہ' اس معبود کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے' اس کی ہے جس پر سورہ بقرہ اتری ہے۔

۳۱۳۳- عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ لَا تَقُولُوا سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَاقْتَصَّا الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ.

۳۱۳۳- اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ یوں نہ کہو سورۂ بقرہ اور بیان کی حدیث مثل ابن مسہر کی یعنی وہی روایت جو اوپر گزری۔

۲۲۸٤- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ هَذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۳۱۳۴- عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حج کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور جمرہ کو کنکریاں ماریں سات اور کعبہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو داہنی طرف اور کہا یہ جگہ اس کی ہے جس پر سورۂ بقرہ اتری ہے۔

۳۱۳۵- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا أَتَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۳۱۳۵- شعبہ سے اس اسناد سے یہی روایت مروی ہے اور اس میں یوں ہے کہ جمرہ عقبہ پر آئے باقی مضمون وہی ہے۔

۳۱۳٦- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قِيلَ لِعَبْدِ اللهِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ فَرَمَاهَا عَبْدُ اللهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ مِنْ هَاهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَمَاهَا الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

۳۱۳٦- مضمون وہی ہے جو اوپر کئی بار گزرا۔

بَاب اسْتِحْبَابِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا

باب: نحر کے دن رمی جمار کا حکم

۳۱۳۷- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ رضي الله عنه أَنَّهُ

۳۱۳۷- ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے

ﷺ ان جاہلوں کی بے وقوفی بھی معلوم ہو گئی جو نماز میں ترتیب سورۂ کو واجب جانتے ہیں اور اگر کسی نے اول رکعت میں پچھلی سورت پڑھ دی اور دوسری رکعت میں اگلی پڑھی تو اعتراض کرتے کہ یہ نہیں جانتے کہ ترتیب سورتوں کی شارع کی طرف سے نہیں نہ اس ترتیب سے سورتیں نازل ہوئی ہیں جس ترتیب سے مصحف عثمانی میں موجود ہیں اور دوسری یہ ہے کہ ہر رکعت کا حکم جدا ہے اور ہر ایک کی قرأت جدا پھر ان میں ترتیب چہ معنی دارد؟

(۳۱۳۷) ☆ یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا کہ جو سوار ہو کر منیٰ میں پہنچے وہ سواری ہی پر سے کنکریاں مارے اور اگر اتر کر ماریں تو بھی ﷺ

سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلي الله عليه و سلم يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُولُ ((لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ)).

کہا میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے تھے اپنی اونٹنی پر سے قربانی کے دن اور فرماتے تھے کہ سیکھ لو مجھ سے مناسک اپنے حج کے اس لیے کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد حج کروں۔

۳۱۳۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأُسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُودُ بِهِ رَاحِلَتَهُ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَوْلًا كَثِيرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ((إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ)) حَسِبْتُهَا قَالَتْ ((أَسْوَدُ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا)).

۳۱۳۸- یحییٰ نے اپنی دادی ام الحصینؓ سے سنا کہ وہ فرماتی تھیں کہ حج کیا میں نے جناب رسول اللہؐ کے ساتھ حجۃ الوداع سو میں نے آپ کو دیکھا کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور لوٹے اور آپ سوار تھے اپنی اونٹنی پر اور آپ کے ساتھ بلال اور اسامہ تھے کہ ایک تو آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھینچتا تھا اور دوسرا اپنا کپڑا رسول اللہؐ کے سر مبارک پر پکڑے ہوئے تھا دھوپ کے سبب سے۔ سو ام حصین نے کہا کہ آپ نے بہت باتیں فرمائیں پھر میں نے سنا کہ فرماتے تھے اگر تمہارے اوپر ایک غلام کنکٹا حاکم کیا جاوے میں خیال کرتا ہوں کہ ام حصین نے یہ بھی کہا کہ کالا غلام ہو اور کہا کہ تم کو کتاب اللہ کے مطابق حکم دیوے تو بھی اس کی بات سنو اور اس کا کہنا مانو۔

۳۱۳۹- عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ جَدَّتِهِ قَالَتْ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَالَ مُسْلِم وَاسْمُ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ وَهُوَ خَالُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ رَوَى عَنْهُ وَكِيعٌ وَحَجَّاجٌ الْأَعْوَرُ.

۳۱۳۹- ام الحصینؓ سے وہی مضمون مروی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہا مسلمؒ نے کہ نام ابو عبدالرحیم کا خالد بن ابو یزید ہے اور وہ ماموں ہیں محمد بن سلمہ کے اور روایت کی ہے ان سے وکیع اور حجاج اعور نے۔

لیے روا ہے اور جو منیٰ میں پیدل آوے اس کو منیٰ میں پیدل ہی مارنا چاہیے یوم النحر کا اور بعد اس کے دو دن میں ایام تشریق یعنی گیارہویں بارہویں سنت یہی ہے کہ جمیع جمرات کو پیدل ہی مارے اور تیسرے دن سوار ہو کر مارے اور ایسا ہی سوار ہو کر چلا جاوے یہی مذہب ہے شافعی اور مالک وغیرہما کا اور احمد اور اسحاق کے نزدیک یوم النحر میں مستحب ہے پیدل مارنا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ ابن عمر اور ابن زبیر اور سالم پیدل ہی مارتے تھے اور اس پر اجماع ہے کہ جس طرح مارے درست ہو جاتا ہے جب کنکری جمرات پر پڑے۔

بَاب اسْتِحْبَابِ كَوْنِ حَصَى الْجِمَارِ بِقَدْرِ حَصَى الْخَذْفِ

باب: کنکریاں مٹر کے برابر ہونی چاہئیں

۳۱۴۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

۳۱۴۰- جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے جمرہ کو وہ کنکریاں ماریں جو چٹکی سے پھینکی جاتی ہیں۔

بَاب بَيَانِ وَقْتِ اسْتِحْبَابِ الرَّمْيِ

باب: رمی کے لیے کونسا وقت مستحب ہے

۳۱۴۱- عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

۳۱۴۱- جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماریں جمرہ کو نحر کے دن پہر دن چڑھے اور بعد کے دنوں میں جب آفتاب ڈھل گیا۔

۳۱۴۲- عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۳۱۴۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بَاب بَيَانِ أَنَّ حَصَى الْجِمَارِ سَبْعٌ

باب: کنکریوں کی تعداد سات ہونے کا بیان

۳۱۴۳- عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

۳۱۴۳- جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ڈھیلے لینا استنجی کے طاق ہیں اور کنکریاں جمرہ کی طاق ہیں اور سعی صفا اور مروہ کی

(۳۱۴۰) ☆ نوویؒ نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ مستحب ہے کہ کنکریاں دانہ باقلا کے برابر ہوں اور اگر اس سے بڑی مارے تو بھی روا ہے مگر مکروہ ہے۔

(۳۱۴۱) ☆ نوویؒ نے فرمایا کہ یہی مستحب ہے کہ دسویں تاریخ کو پہر دن چڑھے رمی کرے اور ایام تشریق میں سے دو دن یعنی گیارہویں بارہویں کو بعد زوال کے اور تیرھویں کو بھی ایسا ہی کرے اور مذہب شافعیہ اور مالکؒ اور احمد اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ ان تینوں دنوں میں تشریق کے قبل زوال رمی روا نہیں اور سند ان کی یہی حدیث ہے۔ اور طاؤس اور عطا کا قول ہے کہ ان تینوں دنوں میں بھی قبل زوال روا ہے اور ابو حنیفہ اور اسحٰق بن راہویہؒ نے کہا ہے کہ تیسرے دن البتہ قبل روا ہے اور دلیل شافعیہ کی تو یہی روایت ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ مناسک حج کے مجھ سے سیکھ لو جس وقت آپ نے کی ہے وہی اولیٰ ہے۔ اور جمرے تین ہیں اور مستحب ہے کہ جب جمرہ اولیٰ کی رمی کر چکے تو تھوڑی دیر ٹھہر کر دعا کرتا رہے قبلہ رخ ہو کر اور اسی طرح دوسرے جمرے کی رمی کے بعد بھی اور تیسرے کے بعد پھر نہ ٹھہرے۔ یہی مروی ہوا ہے صحیح روایت میں ابن عمر سے اور یہی مضمون ہے بخاری میں اور اس دعا میں رفع الیدین مستحب ہے اور شافعیہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام مالکؒ کا قول ہے کہ اگر کسی نے اس وقوف اور دعا کو چھوڑ دیا تو اس پر کچھ گناہ نہیں مگر ثوری سے منقول ہے کہ وہ کسی فقیر کو کھانا کھلا دے یا ایک قربانی کرے۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث علی نے خبر دی ان کو عیسیٰ نے خبر دی انکو ابن جریج نے ان کو ابو الزبیر نے کہ انھوں نے سنا جابر بن عبداللہ سے کہ فرماتے تھے مثل حدیث مذکور کے۔

((الْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَرَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَإِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ)).

طاق ہے اور طواف کعبہ کا طاق ہے (یعنی یہ تینوں سات سات ہیں) اور اسی لیے ضروری ہے کہ جو لیوے ڈھیلے استنجے کو تو طاق لیوے (یعنی تین یا پانچ جس میں طہارت خوب ہو جاوے۔ اگر طہارت چار میں ہو جاوے تو بھی ایک اور لے کہ طاق ہو جاویں اور بعضے بے وقوف سفہاء نام کے فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ ڈھیلے کے تئیں طہارت کے وقت تین بار ٹھونک لے کہ تسبیح سے باز رہے یہ بدعت اور بے اصل اور لغو حرکت ہے اور طاق لینا ڈھیلوں کا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے)۔

بَاب تَفْضِيلِ الْحَلْقِ عَلَى التَّقْصِيرِ وَجَوَازِ التَّقْصِيرِ

باب : سر مونڈنا افضل ہے کتروانا جائز ہے

٣١٤٤- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ حَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ. قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ)) مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ ((وَالْمُقَصِّرِينَ)).

۳۱۴۴- نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے سر منڈایا اور ایک گروہ نے آپ کے اصحاب سے سر منڈایا اور بعضوں نے فقط بال کترائے۔ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے سر منڈانے والوں پر ایک بار دعا کی یا دو بار پھر فرمایا کہ کتروانے والوں پر بھی۔

٣١٤٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((اللَّهُمَّ ارْحَمْ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((اللَّهُمَّ ارْحَمْ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((وَالْمُقَصِّرِينَ)).

۳۱۴۵- عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے دعا کی کہ یااللہ! رحمت کر سر منڈانے والوں پر۔ لوگوں نے عرض کی کتروانے والوں پر اے رسول اللہؐ! تو پھر آپ نے دعا کی کہ یااللہ! رحمت کر سر منڈانے والوں پر۔ لوگوں نے پھر عرض کی کہ کتروانے والوں پر بھی اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا کتروانے والوں پر بھی۔

٣١٤٦- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((وَالْمُقَصِّرِينَ)).

۳۱۴۶- وہی مضمون ہے مگر اس میں سر منڈانے والوں کو تین تین بار دعا دی اور کترانے والوں کو چوتھی بار۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابن مثنیٰ نے ان سے عبدالوہاب نے ان سے عبیداللہ نے اسی سند سے اور اسی حدیث میں بھی جب چوتھی بار ہوا تو آپ نے فرمایا اور کتروانے والوں پر بھی۔

٣١٤٧- عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي

۳۱۴۷- اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

الْحَدِيثِ فَلَمَّا كَانَتْ الرَّابِعَةُ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ.

۳۱۴۸– عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((**اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ**)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ ((**اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ**)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ ((**اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ**)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ ((**وَلِلْمُقَصِّرِينَ**)).

۳۱۴۸- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے دعا کی کہ یااللہ! بخشش کر سر منڈانے والوں پر۔ عرض کی گئی کہ کتروانے والوں کی یا رسول اللہ! پھر فرمایااللہ! بخشش کر منڈانیوالوں کی۔ صحابہؓ نے عرض کیاکہ یارسول اللہ! کتروانے والوں کی بھی۔ آپ نے فرمایا اللہ! بخشش کر منڈانے والوں کی۔ پھر لوگوں نے عرض کی کہ کتروانے والوں کی۔ آپ نے فرمایااور کتروانے والوں کی بھی۔ کہامسلم نے اور روایت کی مجھ سے امیہ نے ان سے یزید نے ان سے روح نے ان سے علاء نے ان سے ان کے باپ نے ان سے ابوہریرہؓ نے انھوں نے روایت کی جناب رسول اللہؐ سے وہی مضمون جوابوزرعہ نے ابوہریرہؓ سے اوپر روایت کیا۔

۳۱۴۹– عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۳۱۴۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۱۵۰– عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِينَ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ وَكِيعٌ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۳۱۵۰-یحیٰی نے اپنی دادی سے روایت کی کہ انھوں نے حجۃالوداع میں نبیؐ کو سنا کہ آپ نے سرمنڈانے والوں کے لیے تین بار دعا کی اور کترانے والوں کے لیے ایک بار اور وکیع کی روایت میں حجۃ الوداع کالفظ نہیں ہے۔

(۳۱۵۰) ☆ نوویؒ نے فرمایاکہ علماء کااجماع ہے کہ حلق افضل ہے اور بال کتروانا روا ہے مگر جوابن منذرؒ نے حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہاکہ پہلے حج میں منڈانا ضروری ہے اور کتروانا روا نہیں 'اگر یہ قول ان کا ثابت بھی ہو تو اجماع اور نصوص صریحہ 'روایات صحیحہ کے آگے مردود ہے اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ حلق اور تقصیر دونوں مناسک حج وعمرہ سے ہیں اور ایک رکن ہے ان کے ارکان میں سے اور یہی قول ہے کافہ علماء کااور ادنیٰ درجہ کفایت کا حلق و تقصیر میں شافعیؒ کے نزدیک تین بال ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک چوتھائی سر اور ابو یوسف کے نزدیک آدھا سر اور مالک اور احمد کے نزدیک اکثر سر اور امام مالک سے ایک روایت میں سارا سر بھی آیا ہے اور سارے سر کے افضل ہونے پر سب متفق ہیں یا سارے سر کا کتروانا ہو۔ اور عورتوں کے حق میں کتروانا ہی ہے منڈانا نہیں ہے اور اگر کسی دیوانی نے منڈالیا تو بھی نسک ادا ہو گیا فقط وہ سر منڈی کہلائے گی اور اتفاق ہے اس پر کہ حلق ہو خواہ تقصیر بعد کنکریاں مارنے کے ہو اور بعد ذبح قربانی کے اگر قربانی اس کے ساتھ ہو اور طواف افاضہ سے قبل ہو برابر ہے کہ وہ قارن ہو یا مفرد۔ اور ابن جہم نے یہ کہا ہے کہ قارن حلق نہ کرے جب تک طواف و سعی سے فارغ نہ ہو یعنی طواف افاضہ سے یہ قول باطل و مردود ہے اور حضرتؐ سے طواف افاضہ کے قبل ہی حلق ثابت ہوا ہے۔ فصل۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ ہم نے مقدمہ شرح میں ذکر کیا ہے کہ ابراہیم بن سفیان جو شاگرد ہیں مسلمؒ کے اس کو اس کتاب کے سننے میں تین مقام باقی رہ گئے ☜

۳۱۵۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۳۱۵۱- عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈایا اپنا حجۃ الوداع میں۔

بَاب بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَرْمِيَ ثُمَّ يَنْحَرَ

باب: نحر کے دن پہلے رمی کرے پھر باقی کام

۳۱۵۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَتَى مِنًى فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ.

۳۱۵۲- انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ جب منیٰ میں آئے تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور کنکریاں ماریں پھر اپنے فرودگاہ میں تشریف لائے، منیٰ میں اترے، قربانی کی پھر حجام سے کہا کہ لو اور اشارہ کیا داہنی طرف سر کے اور پھر بائیں طرف پھر لوگوں کو دینے شروع کیے (یعنی موئے مبارک اپنے)۔

۳۱۵۳- وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ لِلْحَلَّاقِ ((هَا)) وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ هَكَذَا فَقَسَمَ شَعَرَهُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشَارَ إِلَى الْحَلَّاقِ وَإِلَى الْجَانِبِ الْأَيْسَرِ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أُمَّ سُلَيْمٍ.

وَأَمَّا فِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ فَبَدَأَ بِالشِّقِّ الْأَيْمَنِ فَوَزَّعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْأَيْسَرِ فَصَنَعَ بِهِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ ((هَا هُنَا أَبُو طَلْحَةَ)) فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ.

۳۱۵۳- روایت کی ہم سے ابو بکر بن ابو شیبہ اور ابن نمیر اور ابو کریب نے تینوں نے کہا کہ روایت کی ہم سے حفص بن غیاث نے انھوں نے ہشام سے اسی اسناد سے۔ ابو بکر نے انہی روایات میں کہا کہ حضرتؐ نے اشارہ فرمایا حجام سے یہاں اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے داہنی طرف اس طرح اور بانٹ دیئے بال اپنے ان لوگوں کو جو قریب تھے آپ سے۔ کہا راوی نے کہ پھر اشارہ کیا حجام کو بائیں طرف کے سر کا تو اس طرف کے بال مونڈے تو ام سلیم کو عطا فرمائے اور ابو کریب کی روایت میں ہے کہ داہنی طرف سے شروع کیا اور ایک ایک دو دو بال بانٹ دیئے لوگوں کو پھر بائیں طرف اشارہ کیا اور ان کو بھی ایسا ہی کیا یعنی منڈایا پھر فرمایا کہ یہاں ابو طلحہؓ ہیں سو ان کو دیدیا۔

۳۱۵۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ

۳۱۵۴- انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہؐ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی اور پھر آئے تو اونٹ کو ذبح کیا اور حجام

ﷺ ہیں کہ اول مقام ان میں سے یہ ہے کتاب الحج میں اور یہ جگہ وہی ہے (یعنی جہاں ترجمہ میں ابراہیم کا ذکر ہے کہ وہ مسلم بن حجاج سے روایت کرتے ہیں) اور آگے اس مقام سے اول و آخر تنبیہ ہو چکی ہے۔ غرض اول اس مقام کا وہی جہاں سے ابن عمر کی روایت شروع ہوئی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا رحمت کرے اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر۔

(۳۱۵۴) ☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اعمال حج میں سے نحر کے دن جب مزدلفہ سے لوٹ کر منیٰ میں آویں تو چار عمل ضروری ﷺ

انْصَرَفَ إِلَى الْبُدْنِ فَنَحَرَهَا وَالْحَجَّامُ جَالِسٌ وَقَالَ بِيَدِهِ عَنْ رَأْسِهِ فَحَلَقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَقَسَمَهُ فِيمَنْ يَلِيهِ ثُمَّ قَالَ ((احْلِقِ الشِّقَّ الْآخَرَ)) فَقَالَ ((أَيْنَ أَبُو طَلْحَةَ)) فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

بیٹھا ہوا تھا آپ نے اشارہ فرمایا سو داہنی طرف کا سر منڈایا اور ان بالوں کو تقسیم کیا ان لوگوں میں جو آپ کے نزدیک تھے پھر فرمایا کہ اب دوسری جانب مونڈو۔ سو فرمایا کہ ابو طلحہ کہاں ہیں؟ وہ بال ان کو عنایت فرمائے۔

٣١٥٥- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهُ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ ((اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ)).

٣١٥٥- انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرمؐ نے جمرہ کو کنکریاں مار لیں اور قربانی کر لی اور سر منڈوایا تو آپ نے اپنی دائیں جانب آگے کی اس نے مونڈ دی تو آپ نے ابو طلحہ انصاریؓ کو بلایا اور ان کو وہ بال دے دیئے پھر آپ نے اپنی بائیں جانب آگے کی کہ اس کو مونڈو جب وہ مونڈ دی گئی تو آپ نے ابو طلحہ کو وہ بال دیئے کہ لوگوں میں تقسیم کر دو۔

بَاب مَنْ حَلَقَ قَبْلَ النَّحْرِ أَوْ نَحَرَ قَبْلَ الرَّمْيِ

باب: رمی سے پہلے ذبح جائز ہے

٣١٥٦- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

٣١٥٦- عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ بیچ منیٰ کے حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے کہ لوگ آپ سے مسئلہ پوچھیں سو

؎ ہیں رمی جمرہ عقبہ، قربانی کا ذبح، پھر سر منڈانا یا کترانا پھر مکہ جا کر طواف افاضہ کرنا اور اس کے بعد سعی کرنا اگر طواف قدوم کے بعد نہیں کی ہے اور طواف قدوم کے بعد کر چکا ہے تو دوبارہ مکروہ بلکہ بدعت ہے جیسا اوپر گزر گیا اور ان چاروں عملوں کو اسی ترتیب سے بجالانا سنت ہے۔ پھر اگر کسی نے کچھ الٹ پلٹ کیا تو بھی روا ہو گیا ان صحیح حدیثوں کی رو سے جو مسلم میں بعد اس کے آویں گی اور یہی مستحب ہے کہ جب منیٰ میں آوے تو پہلے کہیں نہ جاوے بلکہ سواری ہی پر سے جمرہ عقبہ کی رمی کر کے پھر اپنی منزل میں اترے اور اسی طرح مستحب ہے کہ قربانی کا نحر اور ذبح منیٰ میں ہو اگرچہ حرم میں کہیں بھی ہو تو روا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منڈانا افضل ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے شروع کرے منڈانے والا اپنے سر کو اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جمہور کا بخلاف ابو حنیفہؒ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ منڈانے والا بائیں طرف سے پہلے منڈائے اور قول ان کا چونکہ خلاف روایات مذکورہ ہے اس لیے مردود ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور یہی صحیح ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبیؐ کے موئے مبارک متبرک ہیں اور ان کو رکھنا جائز ہے مگر بسند متصل معلوم ہوا کہ یہ آپ ہی کے بال ہیں اور یہ جو لوگ اس زمانہ میں موئے مبارک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا دعویٰ صحیح نہیں۔ اس لیے کہ ان کی سند متصل تو کیا منقطع بھی بلکہ معضل بھی نہیں 'قوی تو کیا ضعیف بھی نہیں۔ پس غیر نبیؐ کے بالوں کو نبیؐ کے بال جاننا ناحق کا وبال مول لینا ہے اور گویا غیر نبی کو نبیؐ کے برابر اپنی میزان خرد میں تول لینا ہے۔ وما ھذا الا ضلال بعید اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ حجام کون تھا اور اس کا نام کیا تھا جس نے رسول اللہؐ کی خدمت مبارک کی حجۃ الوداع میں تو صحیح اور مشہور تو یہ ہے کہ یہ معمر بن عبداللہ عدوی ہیں اور بخاری میں بھی یہی ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ وہ معمر بن عبداللہ ہیں اور بعضوں نے کہا کہ وہ خراش بن امیہ بن ربیعہ کلبی ہیں بضم کاف کہ منسوب ہیں کلیب بن حبشیہ کی طرف۔ (نوویؒ)

فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَقَالَ ((اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ)) ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)).

ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! میں نے نہ جانا اور سر منڈالیا اونٹ نحر کرنے سے پہلے تو آپؐ نے فرمایا اب اونٹ نحر کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نہ جانا اور قربانی ذبح کر لی کنکر مارنے سے پہلے تو آپ نے فرمایا اب کنکر مار لو اور کچھ مضائقہ نہیں۔ غرض آپ سے جس عمل کی تقدیم و تاخیر کو پوچھا یہی فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں اب کر لو۔

۳۱۵۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَطَفِقَ نَاسٌ يَسْأَلُونَهُ فَيَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((فَارْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ وَطَفِقَ آخَرُ يَقُولُ إِنِّي لَمْ أَشْعُرْ أَنَّ النَّحْرَ قَبْلَ الْحَلْقِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَيَقُولُ ((انْحَرْ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ يُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ عَنْ أَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا إِلَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((افْعَلُوا ذَلِكَ وَلَا حَرَجَ)).

۳۱۵۷- عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے تھے کہ رسول اللہؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر کھڑے رہے اور لوگ آپ سے مسئلے پوچھنے لگے سو ایک نے کہا یا رسول اللہؐ! میں نے نہ جانا کہ رمی نحر کے قبل ضروری ہے اور میں نے نحر کر لیا رمی سے پہلے۔ سو آپ نے فرمایا کہ اب رمی کر لو اور کچھ مضائقہ نہیں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے نہ جانا کہ نحر قبل حلق کے ہے اور حلق کر لیا قبل نحر کے تو آپ فرماتے تھے کہ اب نحر کر لو اور کچھ حرج نہیں ہے۔ راوی نے کہا میں نے بھی سنا کہ جس نے اس دن آپ سے کوئی ایسا کام پوچھا کہ جسے انسان بھول جاتا ہے اور آگے پیچھے کر لیتا ہے اور اس کی مانند تو آپ نے یہی فرمایا کہ اب کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ کہا امام مسلمؒ نے اور روایت کی ہم سے حسن حلوانی نے ان سے یعقوب نے ان سے ان کے باپ نے ان سے صالح نے ان سے ابن شہاب نے مثل حدیث یونس کی جو زہری سے مروی ہو چکی آخر تک۔

۳۱۵۸- حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلَى آخِرِهِ.

۳۱۵۸- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

۳۱۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ مَا

۳۱۵۹- عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ نبیؐ نے نحر کے دن خطبہ پڑھا اور ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! آگے وہی مضمون ہے جو اوپر کی روایتوں میں کئی بار گزرا۔ کہا مسلم نے

كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ قَالَ ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)).

اور روایت کی ہم سے یہی حدیث عبد بن حمید نے ان سے محمد بن بکر نے اور کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے سعید بن یحییٰ اموی نے ان سے ان کے باپ نے اور سب نے روایت کی ابن جریج سے اسی اسناد سے مگر ابن بکر کی روایت مثل روایت عیسیٰ کی ہے مگر قول ان کا کہ یہ تین چیزیں (یعنی رمی اور نحر اور حلق) یہ مذکور نہیں۔ اور یحییٰ کی روایت میں یوں ہے کہ ایک نے کہا حلق کیا میں نے قبل نحر کے اور نحر کی قبل رمی کے اور اسی کی مانند۔

٣١٦٠- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رِوَايَةُ ابْنِ بَكْرٍ فَكَرِوَايَةِ عِيسَى إِلَّا قَوْلَهُ لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ وَأَمَّا يَحْيَى الْأُمَوِيُّ فَفِي رِوَايَتِهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ.

٣١٦٠- چند الفاظ کے اختلاف سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٣١٦١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ ((فَاذْبَحْ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)).

٣١٦١- عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا قربانی کر کوئی حرج نہیں۔ کہا کہ میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رمی کر اور کوئی حرج نہیں۔

٣١٦٢- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى نَاقَةٍ بِمِنًى فَجَاءَهُ رَجُلٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

٣١٦٢- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

٣١٦٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى

٣١٦٣- عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہؐ کو اور ان کے پاس ایک شخص آیا نحر کے دن اور جمرہ کے پاس آپ کھڑے

(٣١٦٣) ☆ نحر کے دن چار کام ہیں اول رمی جمرہ عقبہ کی پھر ذبح پھر حلق پھر طواف افاضہ اور سنت یہی ہے کہ یہ چاروں کام اسی ترتیب سے بجالائے اور یہی مذہب ہے سلف کا اور شافعیہ کا اور دلیل ان کی یہی روایات ہیں اور ان کا قول ہے کہ اگر کسی نے ان میں آگے پیچھے کیا کسی کام کو تو روا ہے اور اس پر فدیہ نہیں اور نہ قربانی ہے اور ابو حنیفہؒ اور مالک اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور نخعی اور قتادہؒ کا قول ہے کہ اس پر قربانی لازم ہے (اور ایک قول شاذ ابن عباسؓ کا بھی ایسا ہی ہے مگر ان سب پر روایات باب حجت ہیں اور ظاہر اس لفظ سے جو حضرتؐ نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کو نہ گناہ ہے نہ اور کوئی چیز واجب ہے قربانی وغیرہ سے اور اگر کچھ واجب ہوتا تو آپ یہاں بیان فرما

بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَتَاهُ رَجُلٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَاقِفٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ((**ارْمِ وَلَا حَرَجَ**)) وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ((**ارْمِ وَلَا حَرَجَ**)) وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ((**ارْمِ وَلَا حَرَجَ**)). قَالَ فَمَا رَأَيْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ ((**افْعَلُوا وَلَا حَرَجَ**)).

ہوئے تھے سو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے سر منڈا لیا کنکریاں مارنے سے پہلے۔ آپ نے فرمایا اب کنکریاں مار لو اور کچھ مضائقہ نہیں اور دوسرا آیا اور عرض کی کہ میں نے ذبح کیا رمی سے پہلے۔ آپ نے فرمایا اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں اور تیسرا آیا اور عرض کی کہ میں نے طواف افاضہ کیا بیت اللہ کا رمی سے پہلے۔ آپؐ نے فرمایا اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ راوی نے کہا اس دن حضرتؐ سے جو چیز پوچھی کہ آگے پیچھے ہو گئی آپ نے فرمایا اب کر لو اور کچھ حرج نہیں۔

٣١٦٤– عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ ((**لَا حَرَجَ**)).

۳۱۶۴– ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے قربانی، حلق، رمی کے آگے پیچھے ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

بَاب اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب: طواف افاضہ نحر کے دن بجالانا مستحب ہے

٣١٦٥–عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِمِنًى وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ.

۳۱۶۵– نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کیا نحر کے دن اور لوٹے اور ظہر منیٰ میں پڑھی۔ نافع نے کہا ابن عمرؓ طواف افاضہ کرتے تھے نحر کے دن اور پھر لوٹ کر منیٰ میں ظہر پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ نبیؐ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ﷺ فرمادیتے اور اس پر تو اجماع ہے کہ عامد اور بھولنے والا اس میں برابر ہے۔ پھر جن کے نزدیک قربانی واجب ہے اور جن کے نزدیک نہیں تو دونوں پر نہیں اور اتنا فرق ہے کہ قصداً کرنے والا خلاف سنت سے گنہگار ہوتا ہے اور بھولنے والا نہیں ہوتا اور یہ جو وارد ہوا کہ آپ اونٹنی پر سوار ہو کر کھڑے رہے جیسا کہ عبداللہ کی روایت میں اوپر مذکور ہوا اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت کے وقت سواری پر بیٹھنا روا ہے اگرچہ کہیں جانا منظور نہ ہو اور خطبہ پڑھا آپ نے نحر کے دن اور خطبے حج کے شافعیہ کے نزدیک چار ہیں اول مکہ میں کعبہ کے نزدیک ساتویں تاریخ کو ذی الحجہ کی۔ دوسرا نمرہ میں عرفہ کے دن۔ تیسرا منیٰ میں نحر کے دن۔ چوتھا پھر منیٰ میں ایام تشریق کے دوسرے دن میں اور یہ سب ایک ہی ایک خطبے ہیں اور بعد نماز ظہر کے سوا اس خطبہ کے جو نمرہ میں ہے کہ وہ دو خطبے ہیں اور قبل صلوٰۃ ظہر کے ہیں اور بعد زوال کے اور دلائل ان کے میں نے احادیث صحیحہ سے شرح مہذب میں بیان کئے ہیں ایسا ہی کہا نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں۔)

(۳۱۶۵) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ طواف افاضہ نحر کے دن اول روز میں کر لینا مستحب ہے۔

باب اسْتِحْبَابِ النُّزُولِ بِالْمُحَصَّبِ يَوْمَ النَّفْرِ

باب: کوچ کے دن محصب میں اترنا مستحب ہے

٣١٦٦- عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ شَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ مَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

٣١٦٦- عبدالعزیز، رفیع کے فرزند نے کہا کہ پوچھا میں نے انس بن مالکؓ سے کہ خبر دو مجھے جو تم نے یاد رکھا ہو کہ رسول اللہؐ نے ترویہ کے دن (یعنی آٹھویں تاریخ) نماز ظہر کہاں پڑھی؟ انھوں نے کہا منیٰ میں۔ پھر میں نے کہا نماز عصر کہاں پڑھی کوچ کے دن؟ کہا ابطح میں۔ پھر کہا کرو تم جیسا کرتے ہیں تمہارے حاکم لوگ۔

٣١٦٧- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ.

٣١٦٧- عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ اور ابو بکر و عمر ابطح میں اترا کرتے تھے۔

٣١٦٨- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيبَ سُنَّةً وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ.

٣١٦٨- نافع نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ وہ محصب میں اترنے کو سنت جانتے تھے اور ظہر وہیں پڑھتے تھے نحر کے دن کی۔ نافع نے کہا کہ محصب میں اترے ہیں رسول اللہؐ اور آپ کے بعد اترے ہیں خلیفہ آپ کے۔

٣١٦٩- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نُزُولُ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ إِذَا خَرَجَ.

٣١٦٩- عائشہؓ نے فرمایا کہ محصب میں اترنا کچھ واجب نہیں اور جناب رسول خداؐ تو صرف اس لیے وہاں اترے ہیں کہ وہاں سے نکلنا آسان تھا جب مکہ سے آپ نکلے۔

٣١٧٠- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

٣١٧٠- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

٣١٧١- عَنْ سَالِمٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذَلِكَ وَقَالَتْ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ مَنْزِلًا أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ.

٣١٧١- سالم نے کہا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ اور ابن عمر ابطح میں اترے تھے۔ زہری نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی جناب عائشہ صدیقہؓ سے کہ وہ نہیں وہاں اترتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو وہاں اترتے تھے تو اس لیے کہ وہاں سے روانہ ہو جانا مکہ سے آسان تھا۔

٣١٧٢- عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ

٣١٧٢- عطاء نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ محصب میں اترنا

(٣١٦٧) ☆ ابطح وہی ہے جسے محصب کہتے ہیں۔

التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ.

کچھ سنت وواجب نہیں وہ تو ایک منزل ہے کہ وہاں رسول اللہؐ اترے ہیں۔

٣١٧٣- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَمْ يَأْمُرْنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَنْزِلَ الْأَبْطَحَ حِينَ خَرَجَ مِنْ مِنًى وَلَكِنِّي جِئْتُ فَضَرَبْتُ فِيهِ قُبَّتَهُ فَجَاءَ فَنَزَلَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَةِ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ.

٣١٧٣- سلیمان بن یسار نے روایت کی کہ ابو رافع نے کہا کہ رسول اللہؐ نے مجھے حکم نہیں کیا تھا کہ میں اتروں ابطح میں جب آپ منیٰ سے نکلے مگر میں آیا اور میں نے وہاں قبہ لگادیا پھر آپ آئے اور وہاں اتر پڑے۔ ابو بکر کی روایت میں صالح سے یوں ہے کہ انھوں نے کہا سنا میں نے سلیمان بن یسار سے اور قتیبہ کی روایت میں ہے کہ ابو رافعؓ نے کہا اور ابو رافعؓ رسول اللہؐ کے سامان پر مقرر تھے۔

٣١٧٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((**نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ**)).

٣١٧٤- ابو ہریرہؓ نے رسول اللہؐ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کل ہم خدا چاہے گا تو خیف بنی کنانہ میں اتریں گے جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی آپس میں۔

٣١٧٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((**وَنَحْنُ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ**)) وَذَلِكَ إِنَّ قُرَيْشًا وَبَنِي كِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُحَصَّبَ.

٣١٧٥- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منیٰ میں کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی اور کیفیت اس کی یہ تھی کہ قریش نے اور بنی کنانہ نے قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے یعنی ان کے قبیلوں سے نہ نکاح کریں نہ خرید و فروخت کریں جب تک وہ جناب رسول اللہؐ کو ان کے سپرد نہ کردیں اور مراد خیف بنی کنانہ سے محصب ہے (تفصیل اس کے آگے آوے گی انشاءاللہ تعالیٰ)۔

٣١٧٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

٣١٧٦- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ اگر

(٣١٧٦) ☆ غرض یہ محصب میں اترنا اس میں اختلاف تھا صحابہ کا، کوئی اس کو منزل اتفاقی کہتے تھے اور یہاں اترنا مسنون نہ جانتے تھے اور کوئی اسے اقتدائے رسول جان کر مستحب ٹھہراتے تھے۔ چنانچہ امام شافعی اور مالک اور جمہور کے نزدیک مستحب ہے بنظر اقتدائے رسول اللہؐ و پیروی خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین مگر اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو اس پر کچھ الزام نہیں اور مستحب ہے کہ وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھے اور کچھ رات تک ٹھہرے یا ساری رات بنظر اقتدائے رسول اللہؐ اور محصب اور ابطح اور حصبہ اور بطحاء اور خیف بنی کنانہ یہ سب نام ایک ہی مقام کے ہیں۔ اور اصل میں خیف اس زمین کو کہتے ہیں جو نشیب میں واقع ہے پہاڑ کے دامن میں اور وہاں سے مدینہ منورہ کو

مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ((إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)).

خدا نے چاہا اور فتح دی تو منزل ہماری خیف ہے جہاں قسم کھائی انھوں نے یعنی کافروں نے کفر پر۔

بَاب وُجُوبِ الْمَبِيتِ بِمِنًى لَيَالِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَالتَّرْخِيصِ فِي تَرْكِهِ لِأَهْلِ السِّقَايَةِ

باب: ایام تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا واجب ہے

۳۱۷۷- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِي مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ.

۳۱۷۷- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ عباسؓ نے اجازت مانگی رسول اللہؐ سے کہ رات کو منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہیں اس لیے کہ ان کے حصے زمزم پلانے کی خدمت تھی۔

لئی کا سید ھا راستہ ہے اسی لیے کہا کہ وہاں سے نکلنا آسان ہے اور حضرتؐ نے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم وہاں اتریں گے اس لیے کہ اللہ پاک کا حکم ہے کہ ولا تقولن لشيء اني فاعل ذلك غداً الا ان يشاء الله یعنی نہ کہنا کسی کو کہ کل میں اس کو کروں گا مگر یوں کہنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور کفار نے جب حضرت مکہ معظمہ میں تھے آپس میں قسم کھائی کہ رسول اللہؐ کو اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو مکہ سے نکال دیں اسی خیف بنی کنانہ کی گھاٹی میں اور آپس میں ایک اقرار نامہ لکھا اور طرح طرح کی لغویات اس میں تحریر کیں اور قطع رحم اور کفر پر کمر باندھی اور اس اقرار نامہ کو کعبہ میں لٹکا دیا۔ اللہ پاک نے ایک دیمک کو مقرر کیا کہ وہ سارا کاغذ کھا گئی صرف اللہ اور رسول کا نام اس میں رہ گیا اور جبرئیلؑ نے رسول اللہؐ کو خبر دی اور آپ نے اپنے چچا ابو طالب کو خبر دی اور وہ ان کافروں کے پاس آئے اور یہ امر ظاہر کیا پھر انھوں نے وہ کاغذ نکال کر دیکھا اور ویسا ہی پایا۔ چنانچہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وہاں اترنا آپ کا شکر الٰہی کے ارادہ سے تھا کہ اس نعمت کا شکر بجالاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو ظاہر کیا اور عاجزوں کو غالب اور کافروں کو مغلوب فرمایا ایسا ہی کہا نوویؒ نے۔

(۳۱۷۷) ☆ اس روایت سے دو مسئلے معلوم ہوئے اول یہ کہ منیٰ کی راتوں میں رات کو منیٰ ہی میں رہنا ضروری ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے کہ سنت ہے۔ امام شافعیؒ کے اس میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ واجب ہے اور مالک اور احمد کا بھی یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ سنت ہے اور اسی کے قائل ہیں ابن عباسؓ اور حسنؒ اور ابو حنیفہؒ۔ غرض جس نے واجب کہا ہے اس نے کہا ہے کہ اس کے ترک پر قربانی واجب ہوتی ہے اور جس نے سنت کہا ہے وہ تارک کے لیے قربانی مستحب کہتا ہے۔ اور کس قدر وہاں رہنا واجب ہے اس میں اختلاف ہے امام شافعیؒ کے دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ اکثر رات میں رہنا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک ساعت ہر رات میں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ زمزم پلاتے ہیں ان کو شب کو منیٰ میں رہنا ضروری نہیں بلکہ ان کو ضروری ہے کہ مکہ میں جاویں اور رات کو زمزم پلاویں اور حوضوں میں پانی بھریں کہ پینے والے فراغت سے پئیں۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ اولاد عباسؓ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو زمزم پلانے والا ہو اس کو رخصت ہے کہ منیٰ میں نہ رہے اور اسی طرح جو نیا شخص زمزم پلانے کا التزام کرے اس کو بھی رخصت ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ رخصت خاص آل عباسؓ کو ہے' بعضوں نے کہا خاص عباس کو تھی اور بعضوںؒ نے کہ بنی عباسؓ اور بنی ہاشم کو خاص ہے۔ غرض یہ چار قول ہیں اصحاب شافعیہ کے اور صحیح ان میں پہلا ہی قول ہے اور پانی پلانا خاص حق ہے آل عباسؓ کا اس لیے کہ ایام جاہلیت میں یہ خدمت خاص تھی عباس کو اور آنحضرتؐ نے انہی کے لیے قرار دی اور ہمیشہ ان کے واسطے ہے نوویؒ نے ایسا ہی کہا ہے۔

۳۱۷۸- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۳۱۷۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْقِيَامِ بِالسِّقَايَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى أَهْلِهَا وَتَسْتِحْبَابِ الشُّرْبِ مِنْهَا

باب: حج میں پانی پلانے کی فضیلت اور اس سے دینے کی فضیلت

۳۱۷۹- عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَأَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَا لِي أَرَى بَنِي عَمِّكُمْ يَسْقُونَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَأَنْتُمْ تَسْقُونَ النَّبِيذَ أَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ أَمْ مِنْ بُخْلٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ وَلَا بُخْلٍ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ فَاسْتَسْقَى فَأَتَيْنَاهُ بِإِنَاءٍ مِنْ نَبِيذٍ فَشَرِبَ وَسَقَى فَضْلَهُ أُسَامَةَ وَقَالَ ((أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوا)) فَلَا نُرِيدُ تَغْيِيرَ مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ.

۳۱۷۹- عبداللہ مزنی فرزند بکر نے کہا کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کعبہ کے نزدیک کہ ایک گاؤں کا آدمی آیا اور اس نے کہا کیا سبب ہے کہ میں تمہارے چچا کی اولاد کو دیکھتا ہوں کہ وہ شہد کا شربت اور دودھ پلاتے ہیں اور تم کھجور کا شربت پلاتے ہو کیا تم نے محتاجی کے سبب سے اسے اختیار کیا ہے یا بخیلی کی وجہ سے؟ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ الحمدللہ نہ ہم کو محتاجی ہے نہ بخیلی اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ نبیؐ تشریف لائے اپنی اونٹنی پر اور ان کے پیچھے اسامہ تھے اور آپ نے پانی مانگا سو ہم ایک پیالہ کھجور کے شربت کا لائے اور آپ نے پیا اور اس میں سے جو بچا وہ اسامہ کو پلایا اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خوب اچھا کام کیا اور ایسا ہی کیا کرو۔ سو ہم اس کو بدلنا نہیں چاہتے جس کا حکم رسول اللہؐ دے چکے ہیں۔

بَاب فِي الصَّدَقَةِ بِلُحُومِ الْهَدْيِ وَجُلُودِهَا وَجِلَالِهَا

باب: قربانی کا گوشت کھال وغیرہ سب صدقہ کردو

۳۱۸۰- عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجِلَّتِهَا وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ ((نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا)).

۳۱۸۰- حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں پر کھڑا رہوں اور ان کا گوشت اور کھالیں اور جھولیں خیرات کر دوں اور قصاب کی مزدوری اس میں سے نہ دوں۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مزدوری قصاب کی ہم اپنے پاس سے دیں گے۔

(۳۱۷۹) ☆ اس حدیث سے فضیلت پلانے کی ثابت ہوئی اور پلانے والوں کی تعریف نکلی اور آخر میں جو ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ ہم بدلنا نہیں چاہتے الخ اس سے ثابت ہوا اصل مذہب صحابہ کا کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ تغیر کریں کسی امر میں خواہ تغیر صفات کا ہو۔ مثلاً کسی طاعت کے اعداد یا اوقات یا تعینات میں تغیر کریں یا کسی عبادت کے کاموں میں کوئی صفت اپنی طرف سے بڑھادیں یا گھٹادیں کہ یہ سب منجملہ احداث ہیں اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور طریقہ ہے جماعت صحابہ کا اور اس سے رد ہو گئے تمام امور محدثہ اور اوامر و نواہی مبتدعہ وذلک المقصود۔

٣١٨١- عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

٣١٨١- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٣١٨٢- عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا أَجْرُ الْجَازِرِ.

٣١٨٢- حضرت علیؓ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں قصاب کی مزدوری کا ذکر نہیں ہے۔

٣١٨٣- عن عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا فِي الْمَسَاكِينِ وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا.

٣١٨٣- حضرت علی بن ابو طالب سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ان کو حکم دیا کہ کھڑے ہوں وہ آپ کی قربانی کے اونٹوں پر اور حکم دیا ان کو کہ سارا گوشت اور جھولیں خیرات کر دیں مسکینوں کو اور قصاب کی مزدوری اس میں سے کچھ نہ دیں۔

٣١٨٤- عَنْ عَلِيِّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ بِمِثْلِهِ.

٣١٨٤- ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بَابُ الْاِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ

باب: قربانی میں شریک ہونا جائز ہے

٣١٨٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

٣١٨٥- جابرؓ نے کہا کہ نحر کیا ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور بیل سات آدمیوں کی طرف سے۔

٣١٨٦-عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ

٣١٨٦- جابرؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ حج کا احرام باندھ

(٣١٨٣) ☆ بدنہ کا استعمال اکثر حدیث اور کتب فقہ میں اونٹ پر آتا ہے مگر اہل لغت نے گائے اور بکری پر بھی اطلاق کیا ہے۔ اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے اول معلوم ہوا کہ قربانی کا لے جانا مستحب ہے۔ دوسرے اس کے ذبح اور نحر کے لیے کسی کو نائب کرنا درست ہے۔ تیسرے خود نحر و ذبح کرنا مستحب ہے۔ چوتھے گوشت اور کھال اور جھول سب تقسیم و خیرات کرنا ضروری ہے۔ پانچویں اجرت قصاب کی اس میں سے نہ دینا چاہیے۔ چھٹے ثابت ہوئے کہ اجرت قصاب کی حلال اور درست ہے اور مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ فروخت کرنا کھال کا درست نہیں نہ گوشت وغیرہ کا اور نہ اس سے گھر میں نفع لینا خواہ وہ قربانی واجب ہو یا مستحب۔ اور یہی قول ہے عطاء اور نخعیؒ اور مالک اور احمد اور اسحٰق کا۔ اور ابن منذر ابن عمرؓ اور اسحٰق اور احمد سے راوی ہیں کہ اس میں کچھ حرج نہیں کہ کھال اس کی بیچ ڈالیں اور اس کی قیمت خیرات کر دیں اور ابو ثور نے بھی اجازت دی ہے بیچنے کی اور نخعی اور اوزاعی نے بھی کہا ہے کہ اس کے عوض میں کچھ مضائقہ نہیں اگر چھلنی اور سوپ اور ترازو وغیرہ خرید لیں اور حسن بصری نے کہا ہے کہ اجرت جزار میں کھال دینا روا ہے مگر یہ خلاف سنت ہے اور یہ قول حسن بصری خلاف حدیث ہے اس لیے مردود ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ جھول ڈالنا خاص اونٹ پر ہے اور سنت ہے اور سلف سے مروج ہے اور مالک اور شافعیؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ بعد کوہان چیرنے کے جھول ڈالی جائے کہ خون میں نہ بھرے اور کہا ہے قیمت جھول کی بھی اونٹ کی حیثیت کے موافق ہو یعنی جیسی قیمت کا قربانی کا اونٹ ہو اس کے مناسب جھول بھی ہو۔ جیسے مثل مشہور ہے شملہ بمقدار علم۔

ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ.

کر نکلے اور آپ نے ہم کو حکم دیا کہ شریک ہو جاویں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی ہم میں کے۔

۳۱۸۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَحَرْنَا الْبَعِيرَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

۳۱۸۷- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہم نے اونٹ اور گائے کو سات افراد کی طرف سے ذبح کیا۔

۳۱۸۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ اشْتَرَكْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ أَيُشْتَرَكُ فِي الْبَدَنَةِ مَا يُشْتَرَكُ فِي الْجَزُورِ قَالَ مَا هِيَ إِلَّا مِنَ الْبُدْنِ وَحَضَرَ جَابِرٌ الْحُدَيْبِيَةَ قَالَ نَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ بَدَنَةً اشْتَرَكْنَا كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ.

۳۱۸۸- جابرؓ نے کہا شریک ہوئے ہم ساتھ رسول اللہؐ کے حج اور عمرہ میں سات سات آدمی ایک بدنہ میں۔ ایک شخص نے جابر سے کہا کہ کیا بدنہ میں بھی اتنے ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں جتنے جزور میں ہوتے ہیں؟ تو جابر نے کہا کہ بدنہ اور جزور تو ایک ہی چیز ہے (یعنی دونوں اونٹ کو کہتے ہیں) اور حاضر ہوئے جابرؓ حدیبیہ میں تو انھوں نے کہا کہ نحر کیے ہم نے ستر اونٹ اور ہر اونٹ میں سات آدمی شریک تھے۔

۳۱۸۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ فَأَمَرَنَا إِذَا أَحْلَلْنَا أَنْ نُهْدِيَ وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ مِنَّا فِي الْهَدِيَّةِ وَذَلِكَ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا مِنْ حَجِّهِمْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

۳۱۸۹- جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے تھے نبیؐ کے حج کو تو کہا کہ حکم کیا ہم کو آپ نے کہ جب ہم احرام کھول ڈالیں تو قربانی کر لیں اور چند آدمی ہم میں سے ایک ایک قربانی میں شریک ہو جائیں اور یہ جب ہوا کہ آپ نے حجۃ الوداع میں احرام حج کا عمرہ کروا کے کھلوا دیا تھا۔

(۳۱۸۹)☆ ان حدیثوں سے شراکت قربانی میں ثابت ہوئی اور اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ مذہب شافعی یہی ہے کہ شراکت روا ہے خواہ قربانی واجب ہو خواہ مستحب اور برابر ہے کہ بعض شریکوں پر واجب ہو اور بعض کی نیت صرف قرب الٰہی ہو اور بعض صرف گوشت کھانے کا ارادہ رکھتے ہوں غرض سب کی شراکت درست ہے اور دلیل ان کی یہی حدیثیں ہیں اور امام احمد اور جمہور اور داؤد ظاہری کا قول کہ شراکت ہدی تطوع میں روا ہے نہ کہ واجب میں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور مالکیہ نے کہا کہ مطلق شراکت روا نہیں مگر یہ قول بالکل خلاف احادیث صحیح ہے۔ لہٰذا مسموع نہیں اور ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ شراکت جب درست ہے کہ سب کی نیت تقرب الی اللہ کی ہو اور نہیں تو نہیں (یعنی کوئی گوشت کھانے کی نیت اس میں نہ رکھتا ہو)۔ اور شراکت بکری میں جائز نہیں ہے اس میں سب کا اتفاق ہے اور ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور ہر ایک جانور ان میں سے گویا سات بکریوں کے برابر ہے یہاں تک کہ اگر کسی پر سات قربانیاں ہوں تو ایک اونٹ کرنا اس کو سب سے کافی ہو جاوے گا۔ اور جابر کی اخیر روایت سے معلوم ہوا کہ متمتع پر قربانی واجب ہے اور واجب قربانی میں بھی شراکت درست ہے اور اس سے امام مالک کا قول اور داؤد ظاہریہ وغیرہ کا رد ہو گیا۔ اور اسی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ متمتع کی قربانی بعد عمرہ کے ذبح کر ڈالے اور قبل احرام حج کے اور اس میں اختلاف بھی ہے مگر صحیح یہی ہے کہ بعد عمرہ کے ذبح کرے۔

٣١٩٠- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيهَا.

۳۱۹۰- جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم تمتع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تو ایک گائے میں سات آدمی شریک ہو جاتے تھے۔

٣١٩١- عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ.

۳۱۹۱- جابرؓ نے کہا رسول اللہؐ نے جناب عائشہؓ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی نحر کے دن۔

٣١٩٢- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِي حَجَّتِهِ.

۳۱۹۲- جابرؓ سے وہی مضمون مروی ہوا کہ آپ نے اپنی سب بیبیوں کی طرف سے قربانی کی اور ابن بکر کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اپنے حج میں۔

بَاب نَحْرِ الْبُدْنِ قِيَامًا مُقَيَّدَةً

باب: اونٹ کو بندھا کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے

٣١٩٣- عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَتَى عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ بَارِكَةً فَقَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

۳۱۹۳- زیادؓ نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونٹ کو بٹھا کر نحر کرتا ہے تو کہا کہ اس کو اٹھالو اور پیر باندھ دو اور نحر کرو یہ سنت ہے تمہارے نبی ﷺ کی۔

بَاب اسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ إِلَى الْحَرَمِ

باب: قربانی کو حرم محترم میں بھیجنا مستحب ہے

٣١٩٤- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

۳۱۹۴- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ مدینہ سے قربانی روانہ کر دیتے تھے اور میں ان کے گلوں کے ہار بٹ دیا کرتی تھی پھر وہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کیا کرتے تھے جیسے محرم پرہیز کیا کرتا ہے۔

٣١٩٥- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۳۱۹۵- ابن شہاب سے وہی مضمون مروی ہوا۔

٣١٩٦- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيَّ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِنَحْوِهِ.

۳۱۹۶- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے آپ کو دیکھتی ہوں کہ میں بٹا کرتی تھی رسول اللہؐ کی قربانیوں کے ہار۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

٣١٩٧- عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ

۳۱۹۷- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی

(۳۱۹۳) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ اونٹ کا بایاں پیر اس کے آگے کا باندھ کر کھڑا کر کے نحر کرنا سنت ہے کہ وہ تین پیروں پر کھڑا ہو اور بقر اور بکری کو لٹا کر ذبح کرنا چاہیے اور تین پیر گائے کے بھی باندھ دینے چاہیے اور ایک داہنا کھلا رہے اور یہی مذہب ہے شافعی کا کہ اونٹ کھڑے کر کے نحر کریں اور مالک اور احمد اور جمہور کا اور ابو حنیفہ اور ثوری کے نزدیک کھڑے بیٹھے دونوں برابر ہے اور یہ خلاف احادیث ہے لہٰذا مردود ہے۔

هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ.

قربانیوں کے ہار بنا کرتی تھی اپنے ہاتھوں سے پھر آپ کوئی چیز نہ چھوڑتے تھے۔

٣١٩٨- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا.

۳۱۹۸- عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں اپنے ہاتھوں سے نبی اکرمؐ کے اونٹوں کے ہار بنا کرتی تھی پھر آپ ان کے کوہانوں کو چیرا لگاتے پھر ہار ڈالتے اور بیت اللہ کی طرف بھیجتے۔ پھر آپ خود مدینہ میں قیام کرتے تو آپ پر کوئی چیز جو پہلے حلال تھی حرام نہ ہوتی۔

٣١٩٩- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ أَفْتِلُ قَلَائِدَهَا بِيَدَيَّ ثُمَّ لَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ لَا يُمْسِكُ عَنْهُ الْحَلَالُ.

۳۱۹۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق سے روایت کی گئی ہے۔

٣٢٠٠- عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَلَالًا يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ أَوْ يَأْتِي مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

۳۲۰۰- ام المومنینؓ نے فرمایا کہ میں نے ہار بٹے ہیں اون سے جو رکھی ہوئی تھی ہمارے پاس اور رسول اللہؐ ہمارے درمیان حلال رہے (یعنی قربانی بھیج کر) اور اپنی بیبیوں سے صحبت کرتے تھے جیسے حلال لوگ کرتے ہیں (یعنی جن کو احرام نہیں ہوتا)۔

٣٢٠١- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ فِينَا حَلَالًا.

۳۲۰۱- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے کو دیکھ چکی ہوں کہ بٹتی تھی ہار رسول اللہؐ کی قربانی کی بکریوں کے لیے اور آپ ان کو بھیج کر پھر حلال رہتے تھے (یعنی محرم نہ ہوتے تھے)۔

٣٢٠٢- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

۳۲۰۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے۔

٣٢٠٣- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا.

۳۲۰۳- جناب عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہؐ نے ایک بار بکریاں روانہ کیں بیت اللہ کو اور ان کے گلے میں ہار ڈالا۔

٣٢٠٤- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَلَالٌ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

۳۲۰۴- حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ہم بکریوں کی گردنوں میں ہار ڈالتے اور ان کو روانہ کر دیتے اور نبی اکرمؐ حلال ہی رہتے وہ کسی چیز کو اپنے پر حرام نہیں کرتے تھے۔

٣٢٠٥- عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ

۳۲۰۵- عمرہ عبدالرحمٰن کی بیٹی نے کہا کہ ابن زیاد نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ عبدالرحمٰن بن عباس رضی اللہ عنہما

اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِي فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ.

کہتے ہیں کہ جس نے قربانی بھیجی اس پر حرام ہو چکیں وہ چیزیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں جب تک کہ قربانی ذبح نہ ہو اور میں نے قربانی روانہ کی ہے سو جو حکم ہو مجھے لکھو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ابن عباس نے جیسا کہا ویسا نہیں ہے میں نے خود بٹے ہیں ہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے اور آپ نے ان کے گلے میں ڈال کر میرے باپ کے ساتھ قربانی روانہ کر دی اور کوئی چیز آپ پر حرام نہ ہوئی اس کے ذبح تک جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کی تھی۔

۳۲۰۶- عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ تُصَفِّقُ وَتَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا وَمَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ.

۳۲۰۶- مسروق نے کہا کہ میں نے جناب عائشہؓ سے سنا کہ وہ پردے کی آڑ میں دستک دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں بٹا کرتی تھی ہار قربانی کے اپنے ہاتھوں سے اور جناب رسول اللہؐ ان کو روانہ کر دیتے تھے اور پھر اس کے ذبح تک کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے تھے۔

۳۲۰۷- عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۲۰۷- اس سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتی ہیں۔

بَابُ جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنِ احْتَاجَ إِلَيْهَا

باب: قربانی کے اونٹ پر بوقت ضرورت سوار ہونا جائز ہے

۳۲۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ((ارْكَبْهَا)) قَالَ

۳۲۰۸- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے ایک شخص دیکھا کہ قربانی کا اونٹ کھینچ رہا ہے آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا۔ اس نے

(۳۲۰۶) ☆ ان سب روایتوں سے کئی مسئلے معلوم ہوگئے۔ (۱) قربانی بھیجنا حرم میں مستحب ہے۔ (۲) جو خود نہ جا سکے دوسرے کے ہاتھ روانہ کر دے۔ (۳) قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا اور کوہان کو چیرنا مستحب ہے۔ (۴) ہار ڈالنا بکری اور اونٹ اور گائے سب میں مستحب ہے۔ (۵) ہار بٹنا مستحب ہے۔ (۶) جو قربانی روانہ کرے محروم نہیں ہوتا کافہ علماء کے نزدیک اور یہی مذہب صحیح ہے اور جس نے خلاف کیا اس کا قول بسبب مخالفت حدیث کے مسموع نہیں۔ (۷) مالک اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ ہار ڈالنا صرف اونٹ اور گائے میں مستحب ہے اور تخصیص بھی حضرت عائشہ کی روایت سے باطل ہے کہ اس میں بکری بھی مذکور ہے۔ (۸) اور ابن زیاد جو اوپر روایت میں وارد ہوا ہے یہ غلطی ہے صحیح زیاد بن ابی سفیان ہے اور ایسا ہی بخاری اور مؤطا اور سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے اور ابن زیاد نے حضرت عائشہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ (نوویؒ)

(۳۲۰۸) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اس پر سوار ہونا روا ہے اور شافعی کے نزدیک بغیر ضرورت روا نہیں اور اس طرح

يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)) فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

عرض کی قربانی کا ہے۔ آپ پھر فرمایا سوار ہو جا۔ اس نے پھر وہی عرض کی۔ آپ نے تیسری یا دوسری بار فرمایا خرابی ہو تیری سوار ہو جا۔

۳۲۰۹- عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً.

۳۲۰۹- ابوالزناد کی روایت میں بھی وہی مضمون ہے اور اس میں ہے کہ اس اونٹ کے گلے میں ہار بھی تھا۔

۳۲۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((وَيْلَكَ ارْكَبْهَا)) فَقَالَ بَدَنَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((وَيْلَكَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ ارْكَبْهَا)).

۳۲۱۰- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کئی حدیثیں روایت کیں ان میں یہ بھی تھی کہ ایک شخص ایک اونٹ کو کھینچ رہا تھا جو اونٹ مقلد تھا (یعنی اس کے گلے میں ہار پڑا ہوا تھا) تو رسول اللہؐ نے فرمایا خرابی ہو تیری اس پر سوار ہو لے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ قربانی کا ہے۔ آپ نے فرمایا سوار ہو لے خرابی ہو تیری سوار ہو لے خرابی ہو تیری۔

۳۲۱۱- عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ((ارْكَبْهَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

۳۲۱۱- انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنی قربانی کے اونٹ کو دھکیل رہا تھا۔ آپؐ نے کہا سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ قربانی کا ہے۔ آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ سوار ہو جا۔

۳۲۱۲- عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ أَوْ هَدِيَّةٍ فَقَالَ ((ارْكَبْهَا)) قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ أَوْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ ((وَإِنْ)).

۳۲۱۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے اختلاف سے مروی ہے۔

۳۲۱۳- عن أَنَسٍ يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۲۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۲۱٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا

۳۲۱۴- جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کو پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے نبیؐ سے سنا ہے کہ اس پر ایسی طرح سوار ہو کہ تکلیف نہ دو اور جب تمہیں ضرورت ہو اور

ﷺ طرح سوار ہوئے کہ اسے تکلیف نہ ہو یعنی جانور کو اور یہی منقولہ ہے مالکؒ اور ایک جماعت کا اور دوسری روایت مالکؒ کی اور قول احمد اور اسحٰق کا یہ ہے کہ بغیر ضرورت بھی روا ہے اور اہل ظاہر کا مذہب بھی یہی ہے اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے اور ابو حنیفہ کا قول ہے نہایت مجبوری کے وقت روا ہے۔

لطیفہ ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقلد ہونا جانوروں کا کام ہے اور حضرتؐ نے اور صحابہ نے جو مقلد بنایا تو جانوروں کو بنایا اور حاملان حدیث کی سواریاں ہیں۔ پس وائے ہے ان لوگوں پر جو آدمی کی صورت ہو کر مقلد بنا چاہتے ہیں۔

أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا))۔

سواری نہ ملے۔

۳۲۱۵- عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا))۔

۳۲۱۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَاب مَا يَفْعَلُ بِالْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ فِي الطَّرِيقِ

باب: جب قربانی کا جانور راہ میں چل نہ سکے تو کیا کرے

۳۲۱۶- عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَسِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ مُعْتَمِرَيْنِ قَالَ وَانْطَلَقَ سِنَانٌ مَعَهُ بِبَدَنَةٍ يَسُوقُهَا فَأَزْحَفَتْ عَلَيْهِ بِالطَّرِيقِ فَعَيِيَ بِشَأْنِهَا إِنْ هِيَ أُبْدِعَتْ كَيْفَ يَأْتِي بِهَا فَقَالَ لَئِنْ قَدِمْتُ الْبَلَدَ لَأَسْتَحْفِيَنَّ عَنْ ذَلِكَ قَالَ فَأَضْحَيْتُ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْبَطْحَاءَ قَالَ انْطَلِقْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ نَتَحَدَّثْ إِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ شَأْنَ بَدَنَتِهِ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِسِتَّ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَأَمَّرَهُ فِيهَا قَالَ فَمَضَى ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا أُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ ((انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلَى صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ))۔

۳۲۱۶- موسیٰ بن سلمہ نے کہا میں اور سنان دونوں عمرے کو چلے اور سنان کے ساتھ ایک قربانی کا اونٹ تھا اور اسے کھینچتے تھے اور وہ راہ میں تھک گیا اور یہ اس کا حال دیکھ کر عاجز ہوئے کہ اگر یہ بالکل رہ گیا تو اسے کیونکر لاؤں گا۔ اور کہنے لگے کہ اگر میں بلدہ پہنچا تو اس کا حکم بخوبی معلوم کروں گا پھر اتنے میں پہر دن چڑھا اور ہم بطحاء میں اترے اور سنان نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ابن عباسؓ کے پاس چلو کہ ان سے ذکر کریں غرض ان سے جا کر ذکر کیا انھوں نے کہا تم نے خبر دار شخص کو پایا اب سنو جناب رسول اللہؐ نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ روانہ کئے اور وہ چلا پھر لوٹ آیا اور پوچھا یارسول اللہ اگر ان میں سے کوئی تھک جاوے تو کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اسے نحر کر دو اور اس کے گلے کی جوتیاں (جو ہار میں لٹکائی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ قربانی کا جانور ہے) اس کے خون میں رنگ کر اس کے کوہان میں چھاپا مار دو اور اس میں سے نہ تم کھاؤ نہ تمہارا کوئی رفیق۔

۳۲۱۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلي الله عليه و سلم بَعَثَ بِثَمَانَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ۔

۳۲۱۷- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے روانہ کرنے کا مضمون ہے مگر اس میں اٹھارہ اونٹ مذکور ہیں اور باقی مضمون وہی ہے اور اول کا قصہ سنان وغیرہ کا اس میں نہیں ہے۔

٣٢١٨- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُؤَيْبًا أَبَا قَبِيصَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُولُ ((إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهِ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ)).

٣٢١٨- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذویب نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ قربانی کے اونٹ روانہ کیے اور فرمایا کہ اگر کوئی ان میں سے تھک جاوے اور مرنے کا ڈر ہو تو اس کو نحر کرنا اور اس کی جوتیاں خون میں ڈبو کر اس کے کوہان میں چھاپا مار دینا اور نہ تم کھانا اور نہ تمہارا کوئی رفیق۔

بَاب وُجُوبِ طَوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوطِهِ عَنْ الْحَائِضِ

باب : طواف وداع کا بیان اور حائضہ سے ساقط ہونے کا بیان

٣٢١٩- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ)) قَالَ زُهَيْرٌ يَنْصَرِفُونَ كُلَّ وَجْهٍ وَلَمْ يَقُلْ فِي.

٣٢١٩- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ ادھر ادھر چل پھر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک چلتے وقت طواف نہ کر لے بیت اللہ کا۔ زہیر کی روایت میں "فی" کا لفظ نہیں۔

٣٢٢٠- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنْ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ.

٣٢٢٠- ابن عباسؓ نے کہا کہ لوگوں کو حکم ہوا ہے کہ آخر میں بیت اللہ کے پاس سے ہو کر جاویں (یعنی طواف کر کے) اور حائضہ پر تخفیف ہو گئی (یعنی طواف وداع کے لیے)۔

٣٢٢١- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ تُفْتِي أَنْ تَصْدُرَ الْحَائِضُ

٣٢٢١- طاؤس نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا اور زید بن ثابتؓ فتویٰ دیتے تھے کہ حائضہ عورت نکلنے سے پیشتر

(٣٢١٨) ☆ جب کوئی قربانی راہ میں تھک جاوے تو اس کا حکم یہی ہے جو مذکور ہوا اور اس کا کھانا صاحب قربانی اور اس کے ساتھ والوں کو حرام ہے خواہ وہ اس کے شامل ہوں کھانے پینے میں یا جدا ہوں۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر وہ قربانی نفل کی ہے تو کھانا کھلانا اور بیچنا وغیرہ اس کا سب روا ہے اور اگر ہدی نذر کی ہے تو اس کو ذبح کرنا اور چھوڑ دینا اگر ذبح نہ کیا اور وہ مر گئی تو اس کا بدل واجب ہے اور گوشت اس کا امراء کو روا نہیں مطلقاً سوا مساکین کے اور مساکین بھی وہ جو اس قربانی والے قافلہ میں نہ ہوں۔ جمہور کا قول یہی ہے اور اس کے ضائع ہونے کا خوف اس وجہ سے نہیں کہ قافلے پے در پے آتے ہیں دوسرا قافلہ آوے گا اسے کھالے گا۔

(٣٢٢٠) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ طواف وداع واجب ہے اور اگر اس کو ترک کر دے تو دم لازم آتا ہے اور یہی صحیح مذہب ہے شافعیہ کا اور اکثر علماء کا اور یہی قول ہے حسن بصریؒ اور حکم اور حماد اور ثوری اور ابو حنیفہ اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور مالک اور داؤد اور ابن منذر نے کہا کہ وہ سنت ہے اور اس کے ترک سے کچھ لازم نہیں آتا اور مجاہد سے دونوں روایتیں آئی ہیں اور حائضہ عورت کو معاف ہے۔

(٣٢٢١) ☆ غرض یہ ضروری نہیں کہ پہلے سے طواف کر رکھے قبل چلنے کے کہ شاید چلتے وقت حیض آجاوے بلکہ حکم یہ ہے کہ چلتے وقت اگر حیض نہ ہو طواف کرے اور اگر ہو تو معاف ہے۔

قَبْلَ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِمَّا لَا فَسَلْ فُلَانَةَ الْأَنْصَارِيَّةَ هَلْ أَمَرَهَا بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَرَجَعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَضْحَكُ وَهُوَ يَقُولُ مَا أَرَاكَ إِلَّا قَدْ صَدَقْتَ.

گویا حیض سے پہلے طواف رخصت کرے۔ سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے ہو تو فلانی انصار کی بی بی سے پوچھو کہ آیا رسول اللہؐ نے بھی اس کا حکم دیا ہے یا نہیں۔ سو زید بن ثابتؓ ابن عباسؓ کے پاس لوٹ کر آئے اور بولے میں جانتا ہوں کہ آپ ہی سچ کہتے ہیں۔

۳۲۲۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَذَكَرْتُ حِيضَتَهَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَحَابِسَتُنَا)) هِيَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ أَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَلْتَنْفِرْ)).

۳۲۲۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ ہم کو روکنے والی ہے؟ میں نے عرض کی۔ وہ طواف افاضہ کر چکیں ہیں تب حائضہ ہوئی ہیں آپ نے فرمایا تو کوچ کریں۔

۳۲۲۳- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَتْ طَمِثَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ طَاهِرًا بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

۳۲۲۳- ابن شہاب اس سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت صفیہ طواف اضافہ کے بعد حائضہ ہو گئیں۔ باقی حدیث گذشتہ کی طرح ہے۔

۳۲۲۴-عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ صَفِيَّةَ قَدْ حَاضَتْ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ

۳۲۲۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۲۲۵- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَتَخَوَّفُ أَنْ تَحِيضَ صَفِيَّةُ قَبْلَ أَنْ تُفِيضَ قَالَتْ فَجَاءَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((أَحَابِسَتُنَا صَفِيَّةُ)) قُلْنَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ ((فَلَا إِذَنْ)).

۳۲۲۵- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم ڈرتے تھے کہ صفیہ طواف افاضہ سے پہلے حائضہ نہ ہو جائیں۔ فرماتی ہیں کہ نبی اکرمؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا صفیہ ہم کو روکے رکھے گی۔ ہم نے بتایا کہ وہ طواف افاضہ کر چکیں ہیں آپ نے فرمایا تب نہیں۔

۳۲۲۶- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ قَدْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ))

۲۳۲۶- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق سے مروی ہے۔

قَالُوا بَلَى قَالَ ((فَاخْرُجْنَ)).

٣٢٢٧- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَرَادَ مِنْ صَفِيَّةَ بَعْضَ مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا حَائِضٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((وَإِنَّهَا لَحَابِسَتُنَا)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا قَدْ زَارَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ ((فَلْتَنْفِرْ مَعَكُمْ)).

٣٢٢٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارادہ ہوا جو مرد کو اپنی بی بی سے ہوتا ہے تو عرض ہوئی کہ وہ حائض ہیں آپ نے فرمایا تو ہم کو روکا چاہتی ہیں عرض کی کہ وہ نحر کے دن طواف افاضہ کر چکی ہیں تب فرمایا تمہارے ساتھ کوچ کریں۔

٣٢٢٨- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً حَزِينَةً فَقَالَ ((عَقْرَى حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا)) ثُمَّ قَالَ لَهَا ((أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ)) قَالَتْ نَعَمْ قَالَ ((فَانْفِرِي)).

٣٢٢٨- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب حضرتؐ نے کوچ کا ارادہ کیا صفیہؓ اپنے خیمہ کے دروازے پر غمگین اداس تھیں آپ نے فرمایا بانجیں سر مونڈیاں کیا ہم کو روکتی ہو پھر ان سے فرمایا کیا تم نے نحر کے دن طواف افاضہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا چلو (یعنی طواف وداع معاف)۔

٣٢٢٩- عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ الْحَكَمِ غَيْرَ أَنَّهُمَا لَا يَذْكُرَانِ كَئِيبَةً حَزِينَةً.

٣٢٢٩- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اس میں غمگین، اداس کے الفاظ نہیں ہیں۔

بَاب اسْتِحْبَابِ دُخُولِ الْكَعْبَةِ

باب: کعبہ کے اندر جانا مستحب ہے

٣٢٣٠- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ مَكَثَ فِيهَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ جَعَلَ عَمُودَيْنِ عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى.

٣٢٣٠- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم داخل ہوئے کعبہ میں اور دروازہ بند کر لیا اور آپ ٹھہرے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بلال سے پوچھا جب نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ تو انھوں نے کہا کہ تین ستون اپنے بائیں کیے اور ایک داہنے اور تین پیچھے اور کعبہ کے اندر ان دنوں چھ ستون تھے پھر نماز پڑھی۔

(٣٢٢٨) ☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ طواف وداع تو حائضہ کو معاف ہے اور طواف افاضہ رکن ہے کہ بغیر اس کے ادا کئے حائضہ روانہ ہو سکتی اور اگر وہ اپنے وطن چلی گئی بغیر طواف افاضہ کے تو محرمہ رہے گی اور معلوم ہوا کہ طواف افاضہ کو طواف زیارت بھی کہنا روا ہے اور مالک نے کہا کہ مکروہ ہے مگر ان کی کوئی دلیل معتبر نہیں۔

٣٢٣١- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَزَلَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَأَرْسَلَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ فَجَاءَ بِالْمِفْتَحِ فَفَتَحَ الْبَابَ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَأَمَرَ بِالْبَابِ فَأُغْلِقَ فَلَبِثُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَتَلَقَّيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجًا وَبِلَالٌ عَلَى إِثْرِهِ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى.

٣٢٣١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے فتح مکہ کے دن اور کعبہ کے میدان میں اترے اور عثمان بن طلحہؓ کے پاس کہلا بھیجا اور وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا۔ اور آپ اور بلالؓ اور اسامہؓ اور عثمان بن طلحہ اندر گئے اور دروازے کو حکم دیا کہ بند کر دو اور تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دروازہ کھولا پھر میں سب لوگوں سے پہلے آپ سے ملا کعبہ کے باہر اور بلالؓ سے میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی؟ انھوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کہاں؟ انھوں نے کہا کہ دو ستونوں کے بیچ میں اپنے منہ کے سامنے اور میں بھول گیا کہ پوچھوں کتنی رکعتیں پڑھیں۔

٣٢٣٢- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتَّى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَقَالَ ((**ائْتِنِي بِالْمِفْتَاحِ**)) فَذَهَبَ إِلَى أُمِّهِ فَأَبَتْ أَنْ تُعْطِيَهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتُعْطِيِنَّهُ أَوْ لَيَخْرُجَنَّ هَذَا السَّيْفُ مِنْ صُلْبِي قَالَ فَأَعْطَتْهُ إِيَّاهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

٣٢٣٢- حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ جس سال مکہ فتح ہوا اسامہ کی اونٹنی پر سوار کعبہ کے صحن میں آئے اور اونٹنی کو بٹھایا اور عثمان کو بلایا اور فرمایا کنجی لاؤ وہ اپنی ماں کے پاس گئے اور انھوں نے نہ دی۔ پھر عثمان نے کہا کہ تم کنجی دے دو نہیں تو یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی تب دی اور وہ لے کر حضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو دی آپ نے دروازہ کھولا۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا حماد کی روایت میں۔

٣٢٣٣- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ طَوِيلًا ثُمَّ فُتِحَ فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

٣٢٣٣- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کعبہ میں گئے اور اسامہؓ اور بلالؓ اور عثمانؓ آپ کے ساتھ تھے اور لوگوں نے آپ کے جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا بڑی دیر تک پھر دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر گیا اور میں بلالؓ سے ملا اور کہا کہ کہاں نماز پڑھی رسول اللہؐ نے؟ انھوں نے کہا دو ستونوں کے بیچ میں جو آگے ہیں اور میں بھولا کہ ان سے یہ نہ پوچھا کہ کتنی نماز پڑھی۔

٣٢٣٤- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ

٣٢٣٤- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

وَأَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ قَالَ فَمَكَثُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فُتِحَ الْبَابُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَقِيتُ الدَّرَجَةَ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ قَالُوا هَا هُنَا قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُمْ كَمْ صَلَّى.

۳۲۳۵- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

۳۲۳۵- وہی مضمون ہے لیکن اس میں اتنا ہے کہ راوی نے کہا کہ نماز پڑھی آپ نے یمانی دو ستونوں کے بیچ میں۔

۳۲۳۶- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَلَمْ يَدْخُلْهَا مَعَهُمْ أَحَدٌ ثُمَّ أُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَأَخْبَرَنِي بِلَالٌ أَوْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

۳۲۳۶- سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کعبہ میں گئے اور اسامہؓ اور بلالؓ اور عثمانؓ بھی اور کوئی ان کے ساتھ نہ گیا پھر دروازہ بند کر دیا۔ عبداللہ نے کہا کہ خبر دی مجھے بلالؓ نے یا عثمانؓ نے کہ جناب رسول اللہؐ نے نماز پڑھی کعبہ کے اندر دو یمانی ستونوں کے بیچ میں۔

۳۲۳۷- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ رضي الله عنه قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِدُخُولِهِ قَالَ لَمْ

۳۲۳۷- ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے کہا کہ تم نے سنا ہے ابن عباسؓ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ تم کو حکم ہوا ہے طواف کا اور نہیں حکم ہوا کعبہ کے اندر جانے کا؟ کہا عطا نے کہ وہ منع نہیں

(۳۲۳۷) ☆ یہی قبلہ ہے یعنی قیامت تک اسی کی طرف نماز ہوگی اور یہ منسوخ نہ ہوگا جیسے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا منسوخ ہو چکا یا یہ مراد ہے کہ آپ نے گویا امام کا کھڑا ہونا سکھا دیا کہ امام کو مسنون یہی ہے کہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو اور اس کے کونوں اور کناروں میں نہ کھڑا ہو اگرچہ نماز ہر طرف روا ہے مگر امام کی وہی جگہ مسنون ہے یا یہ مطلب ہے کہ قبلہ یہی کعبہ ہے نہ کہ ساری مسجد جو اس کے گردی ہے۔

اور ان سب روایتوں میں محدثین نے بلالؓ کی روایت سے تمسک کیا ہے جس میں کعبہ کے اندر نماز کا ذکر ہے اور اسامہ کی روایت سے تمسک نہیں کیا اس لیے کہ بلالؓ نے ایک امر زائد ثابت کیا اور مثبت مقدم ہے نافی پر اس لیے اس کو ترجیح ہوئی اور نماز سے مراد یہی نماز معہود ہے جس میں رکوع اور سجدہ ہوتا ہے اور اسی لیے ابن عمر نے کہا کہ میں بھول گیا کہ ان سے پوچھوں کتنی پڑھی اور اسامہ کے نہ دیکھنے کا اللہ

يَكُنْ يَنْهَى عَنْ دُخُولِهِ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ ((هَذِهِ الْقِبْلَةُ)) قُلْتُ لَهُ مَا نَوَاحِيهَا أَفِي زَوَايَاهَا قَالَ بَلْ فِي كُلِّ قِبْلَةٍ مِنَ الْبَيْتِ.

کرتے تھے اس کے اندر جانے سے مگر میں نے ان کو سنا کہ کہتے تھے کہ خبر دی مجھ کو اسامہ بن زید نے کہ نبیؐ جب داخل ہوئے کعبہ میں تو ہر طرف اس میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی پھر جب نکلے تو دو رکعت پڑھی قبلہ کے آگے اور فرمایا کہ یہی قبلہ ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا حکم ہے اس کے کناروں کا اور کیا حکم ہے اس کے کونوں میں نماز کا؟ تو انھوں نے کہا کہ ہر طرف بیت اللہ شریف کے قبلہ ہے۔

۳۲۳۸- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ.

۳۲۳۸- ابن عباسؓ نے کہا کہ نبیؐ داخل ہوئے کعبہ میں اور اس میں چھ ستون تھے سو ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔

۳۲۳۹- عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ فِي عُمْرَتِهِ قَالَ لَا.

۳۲۳۹- اسماعیل نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا جو صحابی تھے رسول اللہؐ کے کہ کیا داخل ہوئے ہیں نبیؐ بیت اللہ میں اپنے عمرہ کی حالت میں؟ انھوں نے فرمایا کہ نہیں۔

بقیہ سبب شاید یہ ہو کہ یہ اور گوشہ میں ہوں اور دعا میں مشغول ہوں اور حضرت سے دور ہوں بخلاف بلال کے کہ وہ جناب حضرتؐ سے قریب ہوں اور دروازہ بند ہونے سے اندھیرا بھی ہو اور نماز آپ کی وہاں ہلکی ہو اور علماء کا اختلاف ہے کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے میں بعضوں نے کہا ہے کہ جب کسی دیوار کی جانب یا دروازہ کی جانب ادا کرے اور دروازہ بند ہو تو نماز روا ہے خواہ نفل ہو خواہ فرض اور یہ قول ہے شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہ اور جمہور اور احمد کا اور مالک نے کہا نفل مطلق صحیح ہے اور فرض اور وتر اور سنتیں فجر کی اور دو رکعتیں طواف کی جائز نہیں اور بعض اہل ظاہر اور اصبغ مالکی کا قول ہے کہ کوئی نماز اس میں نہیں نہ نفل نہ فرض اور جمہور کی دلیل یہی روایات بلالؓ کی ہیں اور جب نفل روا ہوا تو جائز ہے کہ فرض بھی روا ہوا پس مذہب جمہور قوی ہے اور عثمان بن طلحہؓ سے آپ نے کنجی لی اور بنی طلحہ کے سپرد کی اور فرمایا کہ ہمیشہ تمہارے پاس ہی رہے گی غرض سدانت کعبہ کی ان ہی کے خاندان میں ہے رسول اللہؐ کے زمانہ سے اور جب تک ان میں کوئی لائق اور قابل ہو دوسرے کو دینا روا نہیں اور آپ کے اندر جانے کے بعد کعبہ کا دروازہ بند کر دیا۔ کہ ہجوم خلائق نہ ہو اور آپ کا دل مطمئن اور خاطر تسکین میں رہے۔

(۳۲۳۸) ☆ ان کی روایت نماز پڑھنے کے باب میں کیونکر مقبول ہو سکتی ہے اس لیے کہ یہ خود رسول اللہؐ کے ساتھ نہ تھے کعبہ کے اندر بخلاف بلالؓ کے کہ وہ ساتھ تھے۔ غرض بلال کی روایت کو ترجیح ہے کہ وہ مثبت ہے اور یہ نافی۔

(۳۲۳۹) ☆ مراد اس سے عمرہ قضا ہے کہ ساتویں سال ہجرت کے ہوا قبل فتح مکہ کے اور سبب اس وقت میں نہ جانے کا یہ تھا کہ کعبہ کے اندر بت رکھے تھے اور تصاویر تھیں اور مشرک ان کو وہاں سے اٹھانے نہیں دیتے تھے جس سال مکہ فتح ہوا بت نکال دئے گئے اور داخل ہوئے اور نماز پڑھی اور تصاویر ہٹا دی گئیں۔

بَاب نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَائِهَا

باب: کعبہ توڑ کر بنانے کا بیان

٣٢٤٠- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنهما قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ وَلَجَعَلْتُهَا عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا حِينَ بَنَتْ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا)).

٣٢٤٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ توڑ تا اور اس کو ابراہیمؑ کی نیو پر بنا دیتا اس لیے کہ قریش نے جب کعبہ بنایا تو چھوٹا کر دیا اور میں اس میں ایک دروازہ پیچھے بھی بناتا۔

٣٢٤١-و حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

٣٢٤١- کہا مسلمؒ نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور ابو کریب نے دونوں نے روایت کی ابن نمیر سے انھوں نے ہشام سے یہی حدیث اسی سند سے۔

٣٢٤٢- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوْا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ)) فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أُرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ.

٣٢٤٢- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ بنایا تو ابراہیم علیہ السلام کی نیووں سے کم کر دیا۔ سو میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں نہیں پھیر دیتے اس کو ابراہیم علیہ السلام کی نیو پر؟ سو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں البتہ ایسا کرتا۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ بے شک یہ سنا ہو گا جناب عائشہؓ نے رسول اللہؐ سے اس لیے میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہؐ نے چھونا ان دونوں کونوں کا اسی واسطے چھوڑ دیا کہ بیت اللہ ابراہیمؑ کی نیووں پر نہیں تھا۔

٣٢٤٣- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ)) أَوْ قَالَ بِكُفْرٍ ((لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَجَعَلْتُ

٣٢٤٣- جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ اگر تمہاری قوم نئی نئی جاہلیت کو نہ چھوڑی ہوتی یا کفر کو تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا (یعنی جہاد میں) اور اس میں دروازے زمین کے

(٣٢٤٢) ☆ پس اگر ان دونوں کو چھوتے تو پورے کعبہ کا طواف نہ ہوتا بلکہ کچھ زمین کعبہ کے اندر کی جو حطیم کی جانب میں ہے طواف سے رہ جاتی۔

بَابَهَا بِالْأَرْضِ وَلَأَدْخَلْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ))۔

برابر بناتا اور حطیم کو کعبہ میں ملا دیتا۔

۳۲۴۴-عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَائِشَةُ ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا وَزِدْتُ فِيهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ))۔

۳۲۴۴- وہی مضمون ہے مگر یہ زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں کعبہ کو گرا کر اگر زمین سے اس کے دروازے ملا دیتا اور دروازے رکھتا ایک شرق کی جانب دوسرا غرب کی طرف اور چھ ہاتھ حطیم میں سے زمین میں ملا دیتا اس لیے کہ قریش نے جب بنایا تو چھوٹا کر دیا۔

۳۲۴۵- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ أَوْ يُحَرِّبَهُمْ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَهَا أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَوْ كَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِي فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُ فِيهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى صَعِدَهُ رَجُلٌ فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوا فَنَقَضُوهُ

۳۲۴۵- عطاء نے کہا کہ جب کعبہ جل گیا یزید بن معاویہؓ کے زمانہ میں جب کہ مکہ میں آن کر شام والے لڑے تھے اور جو حال اس کا وہ ہوا اور ابن زبیر نے کعبہ شریف کو ویسا ہی رہنے دیا یہاں تک کہ لوگ موسم حج میں جمع ہوئے اور ابن زبیر کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو خانہ کعبہ دکھا کر جرأت دلاویں ان کو اہل شام کی لڑائی پر یا ان کا تجربہ کریں کہ انہیں کچھ حمیت دین ہے یا نہیں۔ پھر جب لوگ آگئے تو انھوں نے کہا اے لوگو! مشورہ دو مجھے خانہ کعبہ کے لیے کہ میں اسے توڑ کر نئے سرے سے بناؤں یا جو اس میں بودا ہو گیا ہے اسے درست کروں۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ مجھے ایک رائے سوجھی ہے اور میں تو یہ جانتا ہوں کہ تم صرف جو ان میں بودا ہو گیا ہے اس کی مرمت کر دو اور خانہ کعبہ کو ویسا ہی رہنے دو جیسا کہ لوگوں کے وقت تھا اور ان ہی پتھروں کو رہنے دو جن کے اوپر لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور جناب رسول اللہؐ مبعوث ہوئے ہیں تو ابن زبیر نے کہا کہ اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاوے تو اس کا دل کبھی نہ چاہے جب تک نیا نہ بناوے پھر تمہارے رب کا گھر تو اس سے کہیں افضل ہے اس کا کیا حال ہے اور میں اپنے رب سے استخارہ کرتا ہوں تین بار پھر مصمم ارادہ کرتا ہوں اپنے کام کا۔ پھر جب تین بار استخارہ ہو چکا تو ان کی رائے میں آیا کہ خانہ کعبہ کو توڑ کر بناویں اور جو لوگ خوف کرنے لگے کہ ایسا نہ ہو جو شخص کہ پہلے خانہ کعبہ کے اوپر توڑنے کو چڑھے اس پر کوئی بلائے آسمانی نازل نہ ہو (اس سے معلوم ہوا کہ مالک اس گھر کا اوپر ہے

حَتَّى بَلَغُوا بِهِ الْأَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَعْمِدَةً فَسَتَّرَ عَلَيْهَا السُّتُورَ حَتَّى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((**لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّي عَلَى بِنَائِهِ لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ أَذْرُعٍ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ**)) قَالَ فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ قَالَ فَزَادَ فِيهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى أَبْدَى أُسًّا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُولُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ذِرَاعًا فَلَمَّا زَادَ فِيهِ اسْتَقْصَرَهُ فَزَادَ فِي طُولِهِ عَشْرَ أَذْرُعٍ وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ أَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالْآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعُدُولُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ إِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي شَيْءٍ أَمَّا مَا زَادَ فِي طُولِهِ فَأَقِرَّهُ وَأَمَّا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِهِ.

اور تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا) یہاں تک کہ ایک شخص چڑھا اور اس میں سے ایک پتھر گرا دیا۔ پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کوئی بلا نہ اتری تو ایک دوسرے پر گرنے لگے اور خانہ کعبہ کو ڈھا کر زمین تک پہنچا دیا۔ اور ابن زبیر نے چند ستون کھڑے کر کے ان پر پردہ ڈال دیا (تاکہ لوگ اسی پردہ کی طرف نماز پڑھتے رہیں اور مقام کعبہ کو جانتے رہیں اور وہ پردے میں پڑے رہے۔) یہاں تک کہ دیواریں اس کی اونچی ہو گئیں) اور ابن زبیرؓ نے کہا کہ میں نے جناب عائشہؓ سے سنا ہے کہ فرماتی تھیں کہ نبیؐ نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ نئے نئے کفر نہ چھوڑے ہوتے اور میرے پاس اتنا خرچ بھی نہیں ہے کہ اس کو بنا سکوں ورنہ میں پانچ گز حطیم سے کعبہ کے اندر داخل کر دیتا اور ایک دروازہ تو اس میں ایسا رہنے دیتا کہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور دوسرا ایسا بناتا کہ لوگ اس سے باہر جاتے۔ پھر ابن زبیر نے کہا کہ ہم آج کے دن اتنا خرچ بھی رکھتے ہیں کہ اسے صرف کریں اور لوگوں کا خوف بھی نہیں۔ کہا راوی نے پھر ابن زبیر نے پانچ گز اس کی دیواریں زیادہ کر دیں حطیم کی جانب سے یہاں تک کہ نکلی وہاں پر ایک نیو کہ لوگوں نے اسے خوب دیکھا (اور وہ نیو تھی حضرت ابراھیمؑ کی) پھر اسی نیو پر سے دیوار اٹھانا شروع کی اور طول کعبہ کا اٹھارہ ذراع تھا پھر جب اس میں زیادہ کیا تو چھوٹا نظر آنے لگا (یعنی چوڑان زیادہ ہو گئی اور لمبان کم نظر آنے لگی) سو اس کی لمبان میں بھی دس ذراع زیادہ کیے اور اس کے دو دروازے رکھے ایک میں سے اندر جاویں دوسرے سے باہر آویں۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر شہید ہوئے تو حجاج نے عبدالملک بن مروان کو یہ خبر لکھ بھیجی اور لکھا کہ ابن زبیر نے جو بنا کی وہ ان ہی نیووں پر کی جس کو معتبر لوگ مکہ کے دیکھ چکے ہیں (یعنی بنائے ابراہیم پر کی) سو عبدالملک نے اس کو جواب لکھا کہ ہم کو ابن زبیرؓ کی لت پت سے کچھ کام نہیں اور تم ایسا کرو جو انہوں نے طول میں زیادہ کر دیا ہے اس کو تو رہنے دو اور جو حطیم کی طرف

سے زیادہ کیا ہے اس کو نکال ڈالو اور پھر حالت اولیٰ پر بنادو اور وہ دروازہ بند کر دو جو کہ انھوں نے زیادہ کھولا ہے۔ غرض حجاج نے اسے توڑ کر بنائے اول پر بنادیا۔

٣٢٤٦- عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدٍ وَفَدَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ مَا أَظُنُّ أَبَا خُبَيْبٍ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ مَا كَانَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهَا قَالَ الْحَارِثُ بَلَى أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْهَا قَالَ سَمِعْتَهَا تَقُولُ مَاذَا قَالَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((**إِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوا مِنْ بُنْيَانِ الْبَيْتِ وَلَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ أَعَدْتُ مَا تَرَكُوا مِنْهُ فَإِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِي أَنْ يَبْنُوهُ فَهَلُمِّي لِأُرِيَكِ مَا تَرَكُوا مِنْهُ**)) فَأَرَاهَا قَرِيبًا مِنْ سَبْعَةِ أَذْرُعٍ هَذَا حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ وَزَادَ عَلَيْهِ الْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((**وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ مَوْضُوعَيْنِ فِي الْأَرْضِ شَرْقِيًّا وَغَرْبِيًّا وَهَلْ تَدْرِينَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ تَعَزُّزًا أَنْ لَا يَدْخُلَهَا إِلَّا مَنْ أَرَادُوا فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَهَا يَدَعُونَهُ يَرْتَقِي حَتَّى إِذَا كَادَ أَنْ يَدْخُلَ دَفَعُوهُ فَسَقَطَ**)) قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِلْحَارِثِ أَنْتَ سَمِعْتَهَا تَقُولُ هَذَا قَالَ نَعَمْ

٣٢٤٦- حارث سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عبید نے کہا کہ حارث وفد بن کر گئے عبدالملک کے پاس جب عبدالملک خلیفہ تھا غرض کہ عبدالملک نے حارث بن عبداللہ سے کہا کہ مجھے گمان ہے کہ ابوخبیب یعنی عبداللہ بن زبیرؓ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ انھوں نے جناب عائشہؓ سے وہ حدیث سنی ہے (یعنی جس میں بنائے کعبہ کا ذکر ہے) تو وہ جھوٹ کہتے ہیں انھوں نے کچھ نہیں سنا۔ تب حارث نے کہا کہ نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ میں نے بھی جناب عائشہؓ سے وہ حدیث سنی ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم نے ان سے کیا سنا ہے؟ تو حارث نے کہا کہ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی بنا کو چھوٹا کر دیا اور اگر تمہاری قوم نے نیا شرک نہ چھوڑا ہوتا تو میں جتنا انھوں نے چھوڑ دیا ہے اس کو بنادیتا سو اگر تمہاری قوم کا ارادہ ہو کہ ویسا بناویں (جیسا میں چاہتا ہوں) میرے بعد تو آؤ میں دکھادوں جو انھوں نے چھوڑ دیا ہے۔ سو آپ نے جناب عائشہؓ کو دکھا دیا کہ وہ قریب سات ہاتھ تھا (یعنی حطیم کی طرف سے)۔ یہ تو عبداللہ بن عبید کی روایت ہوئی اور ولید بن عطاء نے یہ مضمون اور زیادہ کیا کہ نبیؐ نے فرمایا کہ میں اس میں دو دروازے زمین سے ملے ہوئے رکھتا ایک مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف اور تم جانتی ہو کہ تمہاری قوم نے دروازہ اس کا اونچا کیوں کر دیا؟ جناب عائشہؓ نے عرض کی کہ میں نہیں جانتی۔ آپ نے فرمایا تکبر کی راہ سے اور اس لیے کہ کوئی اندر نہ جاسکے مگر جسے وہ چاہیں اور حال ان کا یہ تھا کہ جب کوئی اندر جانے کا ارادہ کرتا تو اس کو جانے دیتے۔ جب اندر جانے لگتا تو اسے دھکیل دیتے کہ گر پڑتا۔ پھر عبدالملک نے حارث سے کہا کہ تم نے جناب عائشہؓ سے خود سنا ہے

قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً بِعَصَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي تَرَكْتُهُ وَمَا تَحَمَّلَ.

کہ وہ ایسا فرماتی تھیں؟ انھوں نے کہا ہاں۔ تب وہ اپنی چھڑی سے زمین کریدنے لگا (جیسے کوئی شرمندہ اور متفکر ہو جاتا ہے) اور پھر کہا میں آرزو کرتا ہوں کہ اسی طرح چھوڑ دیتا اور جو کچھ وہاں ہے۔ کہا مسلمؒ نے اور روایت کی ہم سے حدیث محمد بن عمرو نے ان سے ابو عاصم نے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان سے عبدالرزاق نے اور ان دونوں نے روایت کی ابن جریج سے اسی اسناد سے ابن بکر کی حدیث کے مانند جو اوپر گزری۔

٣٢٤٧- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ.

٣٢٤٧- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

٣٢٤٨- عَنْ أَبِي قَزَعَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَيْنَمَا هُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ قَالَ قَاتَلَ اللهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ سَمِعْتُهَا تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتَّى أَزِيدَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوا

٣٢٤٨- ابو قزعہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان طواف کر رہا تھا بیت اللہ کا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ ہلاک کرے ابن زبیرؓ کو کہ وہ جھوٹ باندھتا تھا ام المومنین جناب عائشہؓ پر اور کہتا تھا کہ میں نے ان سے سنا ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ کر حجر کو (حطیم کو) زیادہ کرتا اس لیے کہ تمہاری قوم نے بنائے

(٣٢٤٨) ☆ حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہؐ نے مفسدہ قوم کے خوف سے کعبہ کی تغیر روا نہ رکھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بعض امور شرعیہ میں بنظر مصلحت شرعیہ تاخیر روا ہے اور علماء نے کہا کہ کعبہ پانچ بار تیار ہوا۔ ایک بار فرشتوں نے بنایا پھر ابراہیم نے پھر قریش نے جاہلیت میں اور یہ تیسری بار تھی اور یہ حضرت کے سامنے ہوئی اور آپ کی عمر مبارک اس وقت پینتیس برس کی تھی یا پچیس کی اور اسی میں جب آپ کی تہہ گری ہے تو آپ زمین پر گر پڑے پھر چوتھی بار ابن زبیر نے بنایا اور پانچویں بار حجاج بن یوسف نے اور اب تک حجاج کی بنا موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا دو بار اور بنا ہے یا تین بار اور ہارون رشید نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ میں اسے توڑ کر ابن زبیر کی بنا پر بنا دوں؟ تو انھوں نے فرمایا اے امیر المومنین! میں آپکو قسم دیتا ہوں کہ اس کو بادشاہوں کا کھلونا نہ بنائیے اور یہ جو اوپر کی روایت میں آیا ہے کہ میں خرچ کر دیتا خزانہ کعبہ کا صرف اللہ کی راہ میں درست ہے مگر بنظر مصلحت آپ نے اس میں دست اندازی نہ فرمائی کہ لوگ طعن نہ فرمائیں اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حطیم سے چھ ذراع بیت اللہ کی طرف بیت اللہ ہی میں داخل ہے بلا خلاف اور اس کے زائد میں اختلاف ہے اور اگر حطیم میں سے چھ ہاتھ بیت اللہ سے چھوڑ کر طواف کیا تو اس میں دو قول ہیں ایک تو یہ ہے کہ روا ہے حسب ظواہر ان حدیثوں کے اور دوسرے یہ کہ حجر کے اندر اور اس کی دیوار پر بھی اگر طواف کیا جب بھی طواف صحیح نہ ہوا جب تک حجر کے باہر سے طواف نہ کرے اور یہی صحیح ہے اور اسی کی تصریح فرمائی ہے امام شافعیؒ نے اور اسی کے قائل ہیں جمیع علماء مسلمین کے اور خلاف کیا ان سب کا ابو حنیفہؒ نے اور انھوں نے کہا ہے کہ اگر حطیم کے اندر سے کسی نے طواف کیا اور مکہ میں ہے تو دوبارہ طواف کرے اور اگر چلا گیا تو قربانی دے اور طواف اس کا کافی ہو گیا اور جمہور علماء کی سند یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر کے باہر سے طواف کیا اور فرمایا مجھ سے سیکھ لو مناسک اپنے حج کے پس ثابت

فِي الْبِنَاءِ)) فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ لَا تَقُلْ هَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَنَا سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تُحَدِّثُ هَذَا قَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ أَنْ أَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلَى مَا بَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ.

کعبہ کم کر دی۔ سو حارث نے کہا کہ اے امیر المومنین ایسا نہ فرمائیں اس لیے کہ میں نے بھی ام المومنین سے سنا ہے وہ بھی یہی حدیث بیان فرماتی تھیں تو عبدالملک نے کہا کہ اگر کعبہ گرانے کے قبل میں یہ حدیث سنتا تو ابن زبیرؓ ہی کی بنا کو قائم رکھتا۔

بَاب جَدْرِ الْكَعْبَةِ وَبَابِهَا

باب: کعبہ کی دیوار اور دروازے کا بیان

۳۲۴۹- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ ((إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ)) قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ ((فَعَلَ ذَلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ)).

۳۲۴۹- جناب عائشہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ حطیم کی دیوار بیت اللہ میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (اس سے بھی رد ہو گیا مذہب ابو حنیفہ کا اور ناجائز ہوا طواف حطیم کے اندر اس لیے کہ وہ داخل بیت اللہ ہے)۔ میں نے پھر عرض کی کہ اس کو بیت اللہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قوم کی حرکت ہے کہ ان کے پاس خرچ کم ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ دروازہ اس کا کیوں اونچا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ بھی تمہاری قوم کا کیا ہوا ہے تا کہ جس کو چاہیں اسے جانے دیں اور جس کو چاہیں نہ جانے دیں اور اگر تمہاری قوم نے نئی نئی جاہلیت نہ چھوڑی ہوتی اور مجھے یہ خیال نہ ہو تا کہ ان کے دل بدل جائیں گے تو میں ارادہ کرتا کہ داخل کر دوں دیواروں کو یعنی حطیم کی بیت اللہ میں اور دروازہ اس کا زمین کو لگا دیتا۔ کہا مسلم نے روایت کی ہم سے یہی حدیث ابو بکر بن ابو شیبہ نے ان سے عبیداللہ یعنی ابن موسیٰ نے ان سے شیبان نے ان سے اشعث نے ان سے اسود نے ان سے حضرت عائشہؓ نے کہ انھوں نے کہا پوچھا میں نے رسول اللہؐ سے حجر کو اور بیان کی حدیث ابوالاحوص کی حدیث کے ہم معنی اور اس

ف قول ابو حنیفہ کا حدیث کے مخالف ہے اس لیے مردود ہے۔ اور ابن زبیر نے جب تک دیواریں اونچی نہیں ہوئیں پردے ڈالے رکھا۔ اور مذہب امام مالک کا یہی ہے کہ مقصود استقبال قبلہ سے بنائے قبلہ ہے نہ کہ زمین اور قاضی عیاض نے اسی سے تمسک کیا ہے اور کہا ہے ابن عباس نے ان کو یعنی ابن زبیر کو پردہ ڈالنے کا مشورہ دیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ اگر تم اس کو گراتے ہو تو لوگوں کو بغیر قبلہ کے مت چھوڑو بلکہ پردہ ڈال دو۔ اور جابر نے کہا کہ پردوں کی ضرورت نہیں بلکہ زمین کعبہ ہی قبلہ ہے اور مذہب شافعیؒ وغیرہ کا یہی ہے کہ نماز زمین کعبہ کی طرف روا ہے بلا خلاف خواہ دیوار وغیرہ اس کی اونچی ہو یا نہ ہو۔

میں یوں ہے کہ کہا انھوں نے کہ دروازہ اس کا اتنا اونچا کیوں ہے کہ بغیر سیڑھی کے اس پر نہیں جاسکتے اور حضرت کے جواب میں یوں ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل نفرت نہ کر جائیں۔

٣٢٥٠- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْحِجْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَقَالَ فِيهِ فَقُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا لَا يُصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسُلَّمٍ وَقَالَ ((**مَخَافَةَ أَنْ تَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ**)).

٣٢٥٥- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ اس میں اتنا فرق ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خانہ کعبہ کا دروازہ اتنا اونچا کیوں ہے کہ سیڑھی کے علاوہ نہیں چڑھا جا سکتا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہونے کے ڈر کی وجہ سے۔

بَاب الْحَجِّ عَنِ الْعَاجِزِ لِزَمَانَةٍ وَهَرَمٍ وَنَحْوِهِمَا أَوْ لِلْمَوْتِ

باب: بوڑھے اور میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان

٣٢٥١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ ((**نَعَمْ**)) وَذَلِكَ

٣٢٥١- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے پیچھے سو ایک عورت آئی خثعم قبیلہ کی اور وہ پوچھنے لگی اور فضلؓ اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیتے تھے۔ غرض اس عورت نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا وہ میرے باپ پر بھی ہوا اور وہ بوڑھے ہیں کہ سواری پر سوار نہیں ہو سکتے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں

(٣٢٥١) ☆ اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے (١) ایک سواری پر دو آدمیوں کا بیٹھنا روا ہے (٢) اجنبی عورت کی آواز عندالحاجت سننا روا ہے (٣) اور اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے (٤) امر بالمعروف ہاتھ سے کرنا کہ آپ نے ہاتھ سے فضل کا منہ پھیر دیا (٥) عاجز مایوس کی طرف سے نیابت کے طور پر حج کرنا درست ہے اور اسی طرح میت کی طرف سے (٦) مرد کی طرف سے عورت کو حج کرنا درست ہے (٧) اور والدین کی خدمت کہ ان کا فرض ادا کرنا یا ان کی طرف سے حج یا ان کو نفقہ دینا موجب سعادت مندی ہے (٨) واجب ہونا حج کا ایسے شخص پر جو خود قدرت سفر کی نہیں رکھتا مگر دوسرے سے حج کر سکتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا (٩) اور روا ہونا عورت کے حج کا بلا محرم جب وہ اپنی جان سے مطمئن ہو اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور جائز ہے ان سب کے نزدیک حج کرنا عاجز یا میت کی طرف سے اور مالک اور لیث اور حسن بن صالح کا قول ہے کہ حج میت کی طرف سے اور نہ کسی اور کی طرف سے درست نہیں ہے اگرچہ میت نے وصیت بھی کی ہو اور یہی روایت ہے امام مالک کی طرف سے مگر یہ حدیث ان سب پر حجت ہے۔

فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

اور یہ ذکر حجۃ الوداع کا ہے۔

۳۲۵۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ الْفَضْلِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلَيْهِ فَرِيضَةُ اللَّهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى ظَهْرِ بَعِيرِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((فَحُجِّي عَنْهُ)).

۳۲۵۲- فضل سے روایت ہے کہ ایک عورت قبیلہ خثعم کی اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ بوڑھا ہے اور اس پر حج اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا ہے اور وہ سواری کی پیٹھ پر بخوبی نہیں بیٹھ سکتا تو آپ نے فرمایا کہ تم اس کی طرف سے حج کرو۔

بَاب صِحَّةِ حَجِّ الصَّبِيِّ وَأَجْرِ مَنْ حَجَّ بِهِ

باب: بچے کا حج درست ہے اور اس کو حج کرانے والے کو ثواب ہے

۳۲۵۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنْ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا مَنْ أَنْتَ قَالَ ((رَسُولُ اللَّهِ)) فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ)).

۳۲۵۳- ابن عباسؓ نے نبیؐ سے روایت کی کہ آپ کو کچھ اونٹوں کے سوار لوگ ملے روحاء میں اور آپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا کہ مسلمان۔ آپ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ پاک کا رسول ہوں تو ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھوں سے بلند کیا اور عرض کیا کہ کیا اس کا حج صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں صحیح ہے اور ثواب اس کا تم کو ہے (یعنی ماں باپ کو)۔

۳۲۵۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتْ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ)).

۳۲۵۴- ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے بچے کو اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اور تیرے لیے اس کا اجر بھی ہے۔

(۳۲۵۳) ☆ اس حدیث سے کئی مسائل معلوم ہوئے اول یہ کہ لقب اصلی اور صحیح اور مسنون ہم لوگوں کا مسلمان ہے اور اس کے سوا جو القاب اب پھیلے ہوئے ہیں جیسے حنفی، شافعی، چشتی، قادری یہ سب منجملہ بدعات و محدثات ہیں۔ پس مومن کو لازم ہے کہ اسی لقب مسنون کو پسند کرے اور القاب محدثہ سے محترز رہے۔ دوسرے یہ کہ حج چھوٹے لڑکے کا صحیح و منعقد ہے اور اسی پر ثواب مرتب ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد اور جماہیر علماء کا مگر اتنا ہے کہ حج نفل ہوتا ہے اور یہی حدیث ان سب کی سند ہے اور خلاف کیا ہے اس کے ابو حنیفہؒ نے اور کہا ہے کہ حج اس کا صحیح نہیں اور قول ان کا خلاف حدیث ہے اس لیے مردود و مطرود و متروک ہے اور حدیث کے خلاف جس امتی کا قول ہو مردود ہے اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ لڑکوں کا حج جائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں مگر ایک گروہ مبتدعین کا تیسرے یہ معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکوں کی عبادت کا ثواب ماں باپ کو ہوتا ہے اسی لیے چھوٹے لڑکے کے لیے اگر حج کیا اور بعد بالغ ہوا تو اس پر حج فرض ہے اس پر سب کا اتفاق ہے مگر ایک گروہ کا کہ ان کی طرف علماء نے التفات نہیں کیا۔

۳۲۵۵ – عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ.

۳۲۵۵ – اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۲۵۶ – عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهِ.

۳۲۵۶ – مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آتی ہے۔

بَاب فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ

باب: حج ساری عمر میں ایک بار فرض ہے

۳۲۵۷ – عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا)). فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ)). ثُمَّ قَالَ ((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ)).

۳۲۵۷ – حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہؐ نے اور فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض ہوا ہے سو حج کرو۔ ایک شخص نے کہا کہ کیا ہر سال یارسول اللہ! آپ چپ ہو رہے اس نے تین بار یہی عرض کیا پھر آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہوتا اور پھر تم سے نہ ہو سکتا سو تم مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو کہ جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں اس لیے کہ اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے ہیں کہ انھوں نے اپنے نبیوں سے بہت سوال کیے اور ان سے بہت اختلاف کرتے رہے پھر جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں اس میں سے جتنا ہو سکے بجالاؤ اور جب کسی بات سے منع کروں اس کو چھوڑ دو۔

(۳۲۵۷) ☆ اس حدیث میں بڑے فوائد ہیں اور مروی ہے کہ یہ سائل اقرع بن حابس تھے اور اصولیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ امر مقتضی تکرار کا ہے یا نہیں اور اس میں تین مذہب ہیں اول یہ کہ مقتضی تکرار ہے ثانی یہ کہ نہیں ثالث یہ کہ محل توقف ہے اور جو قائل توقف ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ امر مقتضی توقف ہے جب ہی سائل نے سوال کیا اور باقی بحث اس کی کتب اصول میں ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو الخ اس سے ثابت ہوا کہ بندوں پر کوئی چیز واجب نہیں جب تک شارع کی طرف سے کوئی حکم نہ پہنچے اور یہی سچا مذہب ہے اصولیوں کا اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كنا معذبين حتىٰ نبعث رسولا اور اس سے ثابت ہوا کہ سلف نے جس کے بارہ میں سکوت کیا ہے اس میں ساکت رہنا جیسے مسئلہ وحدت وجود ہے یا مسائل کون و بروز یا تحقیق مسئلہ تقدیر ہے یا اور بہت سے مزخرفات اور خزعبلات ہیں کہ پچھلوں میں ان کی طویل ابحاث ہو رہی ہیں ایسی لایعنی باتوں اور بیہودہ تقریروں سے دور رہنا اور احکام میں آپ نے فرمایا کہ جتنا ہو سکے بجالاؤ معلوم ہوا کہ احکام جب فرض ہوتے ہیں کہ ان کی استطاعت ہو اور مناہی میں آپ نے یہ قید نہیں لگائی کہ اس سے بہر حال بچنا ضروری ہے اس لیے جلب منفعت دفع مضرت سے زیادہ اہم ہے۔

غرض یہ فرمانا آپ کا کہ جب میں حکم کروں تم کو الخ جوامع الکلم میں سے ہے کہ ہزارہا مسائل ہیں مثلاً نماز و وضو میں سے جتنا ممکن ہو بجالاؤ اور جس پر قدرت نہ ہو مثلاً قیام یا استعمال پانی کا وہ معاف ہے اور اسی طرح ازالہ منکرات میں جہاں تک ہو سکے بجالاؤ اور یہ حدیث موافق ہے اس قول اللہ تعالیٰ کے۔

بَاب سَفَرِ الْمَرْأَةِ مَعَ مَحْرَمٍ إِلَى حَجٍّ وَغَيْرِهِ

باب: عورت حج وغیرہ میں بغیر محرم کے سفر نہ کرے

۳۲۵۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((لَا تُسَافِرْ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).

۳۲۵۸- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سفر نہ کرے تین دن کا جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔

۳۲۵۹- عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.... فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ.... وَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِيهِ ((ثَلَاثَةً إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).

۳۲۵۹- عبیداللہ سے اسی سند سے ابو بکر کی روایت میں یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ اور ابن نمیر کی روایت میں ان کے باپ سے کہ تین دن مگر اس کے ساتھ کوئی ذو محرم ہو۔

۳۲۶۰- عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).

۳۲۶۰- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا حلال نہیں کسی عورت کو جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ سفر کرے تین رات کا مگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔

(۳۲۶۰) ☆ ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ ایک برید کا سفر نہ کرے اور برید آدھے دن کی مسافت ہے اور یہ اختلاف بہ سبب اختلاف سائلین کے ہے جیسا جس نے سوال کیا ویسا جواب پایا۔ اور یہ مراد نہیں کہ جہاں تین دن کی نہی مذکور ہے وہاں ایک دن کا سفر جائز ہے یا ایک برید کا۔ چنانچہ بیہقی نے یہی تصریح کی ہے مثلاً کسی نے پوچھا کہ ایک دن کا سفر عورت کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر کسی نے کہا دو دن کا کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں اور جس نے جیسا سنا روایت کر دیا اور سب روایتیں صحیح ہیں اور مطلب سب کا یہی ہے کہ مطلق جس پر سفر کا نام آئے خواہ بہت ہو یا تھوڑا بے محرم کے روا نہیں ہے اور یہی مضمون ہے ابن عباسؓ کی روایت کا جو مسلم میں وارد ہے کہ اس میں مطلق سفر کی نہی آئی ہے۔ اور اس پر اجماع ہے امت کا کہ عورت پر حج فرض ہے جب استطاعت ہو جیسے مرد پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے عام حکم دیا ہے علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً مگر اس میں اختلاف ہے کہ محرم شرط ہے یا نہیں؟ سو ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ حج کے واجب ہونے کو محرم شرط ہے مگر اس وقت کہ مکہ کے اور اس کے بیچ میں تین منزل سے مسافت کم ہو اور ایک جماعت محدثین کی ان کے موافق ہے او راصحاب رائے بھی اور حسن بصری اور نخعی اور لوگوں سے بھی مروی ہوا ہے اور عطا اور سعید بن جبیر اور ابن سیرین اور مالک اور اوزاعی اور شافعی کی مشہور روایت یہ ہے کہ محرم شرط نہیں بلکہ یہ شرط ہے کہ اس کو امن اور اطمینان ہو اپنی ذات کا۔ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ امن حاصل ہوتا ہے تین چیزوں سے یا شوہر ہو یا اور کوئی محرم ہو یا چند عورتیں معتبر قابل اطمینان ہوں اور جب تک ایک ان تینوں میں سے نہ ہو تو حج واجب نہیں اور اگر ایک عورت معتبر اس کو ملی تو حج واجب نہیں مگر جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور بعضوں نے حج نفل اور سفر تجارت وغیرہ کو روا رکھا ہے جب کئی عورتیں ثقہ ساتھ ہوں اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز نہیں جب تک شوہر یا محرم نہ ہو اور یہی صحیح ہے احادیث صحیحہ کی رو سے اور استدلال کیا ہے اصحاب ابو حنیفہ نے اس روایت سے جس میں تین دن کا ذکر ہے اس لیے ان کے یہاں قصر بھی اتنے ہی سفر میں روا ہے اور یہ استدلال کاسد اور متاع کاسد ہے اس لیے کہ روایات اس بارہ میں مختلف آئی ہیں اور سب کا مطلب ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور ایک ہی ہے یعنی مطلق سفر ممنوع ہے تھوڑا ہو خواہ بہت۔ اور سفر کا اطلاق ایک برید سے لے کر زیادہ تک سب پر آتا ہے اور ان کے شبہوں کا جواب دنداں شکن میں نے خوب دیا ہے شرح مہذب میں۔ ایسا کہا امام نوویؒ نے شرح مسلم میں۔

۳۲۶۱- عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ فَأَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ

۳۲۶۱- قزعہ نے کہا کہ میں نے ابو سعید سے ایک حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی اور میں نے ان سے کہا آپ نے رسول اللہؐ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا کہ جو میں نے ان سے نہ سنی ہوتی تو میں کیا رسول اللہؐ کی طرف نسبت کرتا ایسی بات جو آپ سے نہیں سنی اب سنو کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا نہ باندھو تم کجاووں کو (یعنی

(۳۲۶۱) ☆ اس میں بڑی فضیلت ہے ان تین مسجدوں کی اس لیے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی بنائی ہوئی ہیں اور افضل ہیں ان مساجد سے جو اور لوگوں نے بنائی ہیں۔ اور اگر نذر کی کسی نے المسجد الحرام کی تو وہ نذر لازم ہو گئی اور ضروری ہے اس کو کہ قصد کرے وہاں کا حج اور عمرہ کے لیے اور ان کے سوا دو مسجدیں یعنی مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی اگر نذر کرے تو اس میں امام شافعیؒ کے دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ قصد انکا بھی مستحب ہے اور واجب نہیں اور دوسرا قول ہے کہ واجب ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور سوا انکے باقی جتنی مساجد ہیں ساری دنیا کی نہ ان کا قصد نذر سے واجب ہوتا ہے نہ نذر سے ان کی زیارت کی منفعت ہوتی ہے یہی مذہب ہے ہمارا اور کافہ علماء کا مگر محمد بن مسلمہ مالکی نے کہا ہے کہ جب نذر کرے مسجد قبا کے جانیکی تو واجب ہو جاتا ہے قصد اس کا اس لیے کہ نبیؐ ہمیشہ ہر ہفتہ میں وہاں جاتے تھے کبھی سوار اور کبھی پیادہ اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ اور مسجدوں میں سوا ان تین مسجدوں کے اگر نذر کی تو منعقد ہی نہیں ہوتی اور نہ اس پر کچھ لازم آتا ہے اور امام احمد نے کہا ہے کہ کفارہ یمین یعنی قسم کا اس پر واجب ہوتا ہے اور علماء کا اختلاف ہے ان تینوں مسجدوں کے سوا اور جگہ کے سفر میں جیسے قبور صالحین کی زیارت کو یا اور مواضع فاضلہ دیکھنے کو تو شیخ ابو محمد جوینی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ وہ حرام ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے قاضی عیاض نے (نوویؒ)۔

مترجم کہتا ہے یہی قول حدیث سے مناسبت رکھتا ہے اس لیے کہ جب اور مساجد کی طرف سوا ان مسجدوں کے سفر درست نہ ہوا اور نہ نذر ان کی صحیح ہوئی حالانکہ وہ خدا کے نام مبارک پر بنائی گئی ہیں اور ان کی طرف جانے کے فضائل بھی بے شمار حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں کہ ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں اور بشارت دی ہے جناب رسول اللہؐ نے نور تام کی مساجد کی طرف اندھیرے میں جانے والوں کو اور اعتکاف کیا جاتا ہے ان میں خالص اللہ پاک کے واسطے اور ثواب پاتا ہے اس کو صاف رکھنے والا اور جھاڑو دینے والا اور بشارت جنت کی ہے اس کے بنانے والے کو اور خانہ خدا کہلاتا ہے پھر قبور صالحین وغیرہ کی طرف کیونکر جائز ہوگا کہ ان کے پختہ کرنے اور گنبد بنانے والے پر لعن وطعن شارع کی طرف سے مروی ہوئی ہے اور جب مسجد نبویؐ اور مسجد اقصیٰ کی نذر میں شافعیؒ کے اور محدثین کے دو قول ہوئے تو اور کسی جگہ کی نذر کب صحیح ہو سکتی ہے اور جب مسجد قبا کی نذر کے صحیح نہ ہونے میں تمام علماء کا اتفاق ہوا سوا محمد بن مسلمہ کے اور کوئی مقامات متبرکہ کی نذر کب صحیح ہو سکتی ہے غرض سفر کرنا قبور اولیاء کی زیارت کے لیے ناجائز ہے اور جن لوگوں نے اس کا خلاف کیا ہے ان کے پاس کوئی دلیل قوی نہیں جیسے امام الحرمین وغیرہ ہیں علی الخصوص اس وقت میں کہ مقابر اولیاء اوثان اور اصنام کا حکم پیدا کریں یعنی وہاں نذریں مانی جاویں دونے چڑھائے جاویں اور ان پر سجدے کئے جاویں طواف کیا جاوے معاذ اللہ من ذلک اس وقت وہ حکم اوثان میں ہیں اور مرتکبین ان امور کے بت پرست اور مشرکین کے حکم میں ہیں اور مقابر اور جنا بڈھانے اور منہدم کرنے کے قابل ہیں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ یااللہ! میری قبر کو بت مت بنائیوں کہ پوجی جاوے۔ پھر جب قبر مبارک مشرکوں کے حق میں بت ہو جاوے افعال شرکیہ کے ارتکاب سے تو بدہو شہید اور منگو پیر کے ساتھ تیرا کیا اعتقاد ہے پناہ اللہ تعالیٰ کی ان مشرکوں، گور پرستوں کے عقائد باطلہ سے جنھوں نے سفر مقابر کو حج سے بڑھ کر سمجھ لیا ہے اور مشرکوں کی طرح ان کو صنم اور وثن بنالیا ہے اور بڑے بڑے اکابر محدثین اور علمائے محققین نے ان کے ہدم و حرق کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ ابن قیم نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ ضروری ہے جلا دینا اماکن معصیت کا جن میں نافرمانی اللہ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ زَوْجُهَا)).

سفر نہ کرو) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد اور دوسری مسجد الحرام اور تیسری مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس)۔ اور سنا میں نے آپ سے کہ فرماتے تھے کہ کوئی عورت سفر نہ کرے دو دن کا زمانہ میں سے مگر اس کے ساتھ ذو محرم ہو یا اس کا شوہر ہو۔

۳۲۶۲- عَنْ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

۳۲۶۲- قزعہؒ نے کہا کہ میں نے ابو سعید خدریؓ سے سنا کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہؐ نے چار باتوں کو سو مجھے پسند

کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی جیسے جلادیا رسول اللہؐ نے مسجد ضرار کو اور حکم دیا اس کے گرانے کا حالانکہ اس میں نماز پڑھی جاتی تھی اور اللہ کا نام لیا جاتا تھا جب کہ بناء اس کی ضرار کے لیے اور مسلمانوں کو ایذا دینے کے لیے واقع ہوئی تھی اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی نیت سے اور منافقوں کو جگہ دینے کے ارادہ سے۔ اور معلوم ہوا اس سے کہ جو مکان اس نیت سے بنادیا جائے حکم اس کا بھی یہی ہے اور امام وقت اور حاکم زمان کو واجب ہے بیکار کردینا اس کا خواہ گرانے سے ہووے یا جلانے سے یا اس کی صورت بدل دینے سے اور اس کو اس وضع سے نکال دینے سے جس کے لیے وہ بنایا گیا ہے۔ اور جب یہ حال ہوا مسجد ضرار کا تو اب مشاہد شرک کہ جن کے مجاور لوگوں کو بلاتے ہیں کہ ان مشاہد کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیں اور بدرجہ اولیٰ جلانے اور گرانے کے لائق ہیں اور ان کا معدوم و منہدم کرنا مسجد ضرار سے زیادہ واجب ہے اور یہی حال ہے مقامات فسوق و معاصی کا جیسے شراب خانے اور بھنگ خانے ہیں اور تمام اماکن ہیں ارباب منکرات کے۔ اور حضرت عمرؓ نے ایک گاؤں پورا جلادیا کہ جس میں شراب بکتی تھی اور حانوت[1] رویشد ثقفی کا جلادیا اور اس کا نام خویسق رکھا اور محل سعد کا سرتاپا جلادیا جب وہ رعیت سے اپنے محل میں روپوش رہے[2] اور ان کی طرف التفات نہ کرتے تھے اور ارادہ کیا رسول اللہؐ نے ان لوگوں کے گھروں کے جلانے کا جو جمعہ اور جماعات میں نہ آتے تھے اور ان گھروں کو آپ نے صرف عورتوں اور لڑکوں کے خیال سے نہیں جلایا کہ وہ بے قصور جل جائیں گے حالانکہ ان پر حضور جماعت واجب نہیں۔ تمام ہوا مضمون زاد المعاد کا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ مقابر بلند بزرگوں کے اور جنائز عالیہ صالحوں کے یہ تو اسی غرض کے لیے بنائے گئے ہیں کہ ان کی پرستش کی جاوے اور اسی لیے ان کی زینت اور آرائش کی گئی ہے کہ وہ انداد من دون اللہ ٹھہرائے جاویں اور سوا اس غرض کے وہاں اور کوئی غرض ہو ہی نہیں سکتی۔ پس یہ مسجد ضرار سے بدرجہا بدتر ہیں اس لیے کہ جب شارع نے قبروں کے بلند کرنے اور ان پر بنا کرنے سے منع فرمایا تو اب کوئی غرض شرعی تو وہاں ممکن نہیں سوائے گور پرستی کے اور جن مقامات کے جلادینے کا ذکر اوپر ہوا ان سب میں ایک نوع کا فسق تھا اس پر خلیفہ راشد نے ان کو جلوادیا" پھر شرک تو اکبر الکبائر ہے اور بئس الفسوق ہے اس کے مکانات کا جلانا تو اہم مہمات سے ہے اور اوجب واجبات سے اور فرض فرائض سے ہے۔

---

[1] دکان مے فروشی۔

[2] جیسے اور امراء کا قاعدہ ہے کہ اپنے محلوں میں عیش میں مشغول ہیں' رعایا غریب امیدوار ہے' مستغیث دھکے کھا رہے ہیں' فریادی دھکیلے جاتے ہیں۔

أَرْبَعًا فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي نَهَى أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَاقْتَصَّ بَاقِيَ الْحَدِيثِ.

آئیں اور اچھی معلوم ہوئیں منع کیا آپ نے اس سے کہ سفر کرے عورت دو دن کا مگر جب اس کے ساتھ اس کا شوہر ہو یا ناتے والا اور بیان کی باقی حدیث۔

٣٢٦٣- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ منها)).

٣٢٦٣- وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

٣٢٦٤- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)).

٣٢٦٤- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین دن سے زیادہ کوئی عورت سفر نہ کرے سوائے محرم کے ساتھ۔

٣٢٦٥- عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.

٣٢٦٥- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

٣٢٦٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا)).

٣٢٦٦- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک رات کی مسافت طے کرے سوائے اس کے کہ اس کا کوئی محرم ساتھ ہو۔

٣٢٦٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)).

٣٢٦٧- ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسکے لیے ایک دن کی مسافت طے کرنا جائز نہیں سوائے اپنے محرم کے ساتھ۔

٣٢٦٨-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا)).

٣٢٦٨- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

٣٢٦٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا)).

٣٢٦٩- وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

٣٢٧٠- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ

٣٢٧٠-ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال نہیں اس عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا))۔

پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ تین دن کا سفر کرے یا زیادہ کا مگر جب اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا فرزند یا شوہر یا بھائی یا اور کوئی ناتے دار کہ جس سے پردہ نہ ہو۔

۳۲۷۱- و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

۳۲۷۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۲۷۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَقُولُ ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرْ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ((انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ))۔

۳۲۷۲- ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہؐ نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور نہ عورت سفر کرے مگر ناتے والے کیساتھ۔ سو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! میری عورت تو حج کو جاتی ہے اور میں فلاں لشکر میں لکھا گیا ہوں جو فلاں طرف جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

۳۲۷۳- عَنْ عَمْرٍو بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

۳۲۷۳- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۳۲۷۴- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ))۔

۳۲۷۴- چند الفاظ کے فرق سے اس سند سے یہی حدیث مروی ہے۔

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ إِلَى سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ

باب: مسافر کو سواری پر سوار ہو کر دعا پڑھنا (ذکر کرنا) مستحب ہے

۳۲۷۵- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَلَّمَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ

۳۲۷۵- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ اپنے اونٹ پر سوار ہوتے کہیں سفر میں جانے کو تو تین بار اللہ اکبر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے **سبحان** سے **والاھل** تک یعنی پاک ہے وہ پروردگار جس

(۳۲۷۲) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ جب دو چیزیں باہم جمع ہو جاویں اور دونوں ادا نہ ہو سکیں تو ان میں سے جو ضروری زیادہ ہو اس کو بجا لاویں اس لیے کہ غزوہ میں دوسرا شخص بھی جا سکتا ہے بخلاف حج کے کہ دوسرا اس کی عورت کے ساتھ نہیں جا سکتا۔

(۳۲۷۵) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ جو سفر کو جاوے سنت ہے کہ یہ دعا پڑھے تا کہ اس کے گھر میں اور سفر میں اللہ کی حمایت و ضمانت ہووے ایسا نہ کرے جیسے مشرکان بے دین کلمہ گویان مبتدعین کرتے ہیں کہ چلتے وقت امام ضامن کی ضامنی بولتے ہیں اور ان کے نام کا پیسہ روپیہ اشرفی بازو پر باندھ دیتے ہیں یہ خران بے دم بصورت مردم یہ نہیں سمجھتے کہ ایک امام کس کس کی ضامنی کریں گے ہر روز لاکھوں آدمی سفر ☆

((سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ)) وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ ((آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)).

نے ہمارا ذلیل کر دیا اس جانور کو اور ہم اس کو دبا نہ سکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں۔ یا اللہ! ہم مانگتے ہیں تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری اور ایسے کام جسے تو پسند کرے۔ یا اللہ! آسان کر دے ہم پر اس سفر کو اور اس لمبان کو ہم پر تھوڑا کر دے۔ یا اللہ! تو رفیق ہے سفر میں اور تو خلیفہ ہے گھر میں یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج و غم سے اور برے حال میں لوٹ کر آنے سے مال میں اور گھر والوں میں۔ (یہ تو جاتے وقت پڑھتے) مگر اس میں اتنا زیادہ کرتے آئبون سے آخر تک یعنی ہم لوٹنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے خاص اپنے رب کو پوجنے والے اور اسی کی تعریف کرنے والے۔

۳۲۷۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.

۳۲۷۶- عبداللہ بن سرجسؓ نے کہا ہے کہ رسول اللہؐ جب سفر کرتے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے سفر کی مشقتوں سے اور غمگین ہو کر لوٹنے سے اور بھلائی کے بعد برائی کی طرف لوٹنے سے اور اہل و عیال میں برائی کے دیکھنے سے۔

۳۲۷۷- عَنْ عَاصِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَفِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ خَازِمٍ قَالَ يَبْدَأُ بِالْأَهْلِ إِذَا رَجَعَ وَفِي رِوَايَتِهِمَا جَمِيعًا ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ)).

۳۲۷۷- عاصم سے اسی اسناد سے وہی دعا مذکور ہوئی مگر عبدالواحد کی روایت میں فی المال والاھل ہے اور محمد بن خازم کی روایت میں یہ ہے کہ اھل کا لفظ پہلے بولتے جب لوٹتے اور دونوں کی روایتوں میں یہ لفظ ہے اللّٰھم سے آخر تک یعنی یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقتوں سے۔

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا قَفَلَ مِنْ سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ

باب: سفر حج وغیرہ سے واپس آکر کیا دعا پڑھے

۳۲۷۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ

۳۲۷۸- عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ جب لوٹتے لشکروں سے یا

لا کرتے ہیں اور یہ طریقہ انھوں نے مشرکان مکہ سے سیکھا ہے کہ وہ ہر جنگل میں جب اترتے کہتے کہ اس جنگل کے جن کی پناہ میں آئے غرض غیر خدا کی حمایت میں آنے میں یہ اور وہ دونوں برابر ہیں نعوذ باللہ من ذلک۔

(۳۲۷۶) ☆ بھلائی کے بعد برائی کی طرف لوٹنا یہ ہے کہ اطاعت سے معصیت کی طرف یا ایمان سے کفر کی طرف یا سنت سے بدعت یا توحید سے شرک کی طرف آجانا۔ پناہ اللہ کی ایسی حالت سے۔

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوشِ أَوِ السَّرَايَا أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ إِذَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)).

چھوٹی جماعت سے لشکر کی یا حج و عمرہ سے تو جب پہنچ جاتے کسی ٹیلہ پر یا اونچی زمین کنکریلی پر تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر لا الہ الا اللہ سے آخر تک پڑھتے یعنی کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے سوا اللہ کے اور کوئی شریک نہیں اس کا اسی کی ہے سلطنت اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ہم لوٹنے والے رجوع کرنے والے عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اپنے رب کی خاص حمد کرنے والے ہیں۔ سچا کیا اللہ پاک نے اپنا وعدہ اور مدد کی اپنے غلام کی اور شکست دی لشکروں کو اسی اکیلے نے۔

٣٢٧٩- عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ إِلَّا حَدِيثَ أَيُّوبَ فَإِنَّ فِيهِ التَّكْبِيرَ مَرَّتَيْنِ.

٣٢٧٩- وہی مضمون نبیؐ سے مروی ہے مگر ایوب کی روایت میں تکبیر دوبارہ مذکور ہے۔

٣٢٨٠- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ وَصَفِيَّةُ رَدِيفَتُهُ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ قَالَ ((آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ)).

٣٢٨٠- انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور صفیہ سلام اللہ علیہا آپ کی اونٹنی پر آپ کے پیچھے سوار تھیں یہاں تک کہ ہم مدینہ کے پشت پر پہنچے آپ فرمانے لگے ائبون سے حامدون تک۔ غرض مدینہ تک یہی کہتے چلے آئے۔

٣٢٨١- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

٣٢٨١-اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

بَاب التَّعْرِيسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَالصَّلَاةِ بِهَا إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ

باب: بطحائے ذوالحلیفہ میں اترنے وغیرہ کا بیان

٣٢٨٢- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

٣٢٨٢- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے اونٹ بٹھایا کنکریلی زمین میں ذی الحلیفہ کی اور وہاں نماز ادا کی اور ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

٣٢٨٣- عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنِيخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنِيخُ بِهَا وَيُصَلِّي بِهَا.

٢٩٨٣- نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ بطحائے ذی الحلیفہ میں اپنا اونٹ بٹھاتے اور نماز پڑھتے اور فرماتے کہ رسول اللہؐ نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور نماز پڑھی ہے۔

٣٢٨٤- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا

٣٢٨٤- نافع نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ سے

صَدَرَ مِنْ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ يُنِيخُ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ

لوٹتے تو بطحائے ذی الحلیفہ میں اونٹ بٹھاتے جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بٹھاتے تھے۔

۳۲۸۵- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ.

۳۲۸۵-سالم نے اپنے باپؓ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ آخر شب میں ذوالحلیفہ میں اترے ہوئے تھے کہ آپ سے کہا گیا کہ تم مبارک میدان میں ہو۔

۳۲۸۶- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أُتِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ قَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ مِنْ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنْ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَسَطًا مِنْ ذَلِكَ

۳۲۸۶- سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبیؐ کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور آپ آخر شب میں ذی الحلیفہ میں اترے ہوئے تھے میدان میں سو آپ سے اس نے کہا کہ آپ مبارک میدان میں ہیں۔اور موسیٰ راوی نے کہا کہ ہمارے ساتھ سالم بن عبداللہ نے اونٹ بٹھائے اس جگہ میں نماز کی جہاں عبداللہ بٹھادیتے تھے اور اس کو جانتے اور خیال کرتے تھے کہ رسول اللہؐ کے اترنے کی جگہ ہے اور وہ اس مسجد سے نیچے ہے جو بطن وادی میں بنی ہوئی تھی اور مسجد اور قبلہ کے بیچ میں وہ مقام واقع ہوا ہے۔

بَاب لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَبَيَانُ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ

باب: مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کیا جائے اور یوم حج اکبر کا بیان

۳۲۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ

۳۲۸۷-ابوہریرہؓ نے کہا کہ مجھے ابوبکر صدیقؓ نے اس حج میں روانہ فرمایا جس میں رسول اللہؐ نے ان کو امیر کیا حجۃ الوداع کے

(۳۲۸۶) ☆ ان سب حدیثوں کی رو سے قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ اترنا بطحائے ذی الحلیفہ میں اگرچہ مناسک حج میں نہیں ہے مگر ایک فعل ہے جناب رسول اللہ کا اور عمل ہے اس پر اہل مدینہ کا جو برکت ڈھونڈتے ہیں آثار سے رسول اللہؐ کے اور اس لیے کہ وہ میدان مبارک ہے۔ اور امام مالکؒ نے بھی اسے مستحب کہا ہے اور وہاں نماز ادا کرنے کو بھی اور مستحب ہے کہ وہاں سے آگے نہ جاوے جب تک نماز نہ ادا کرے اور اگر ایسے وقت پہنچے کہ نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہرا رہے کہ وقت آجاوے اور نماز ادا کرے اور پھر چلے۔

(۳۲۸۷) ☆ یعنی اللہ پاک جل جلالہ نے حکم فرمایا واذان من الله ورسوله الى الناس يوم الحج الاكبر یعنی پکار دینا ضروری ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف سے تمام لوگوں میں حج اکبر کے دن کہ اللہ اور رسول بیزار ہیں مشرکوں سے۔ اور یہ پکارنا نحر کے دن ہوا تو قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ نحر ہی کا دن حج اکبر کا دن ہے اور یہ عوام کالانعام میں مشہور ہے کہ حج اکبر وہ ہے کہ عرفہ جمعہ کے دن پڑے۔ یہ شیطان علیہ اللعنۃ نے ان کو بتایا ہے اور قرآن و حدیث میں کہیں نہیں آیا اور محض خبط و جنون عوام ذی فنون ہے اور اکثر کٹھ ملا خطرہ ایمان ہے

عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُونَ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

قبل اور مجھے روانہ کیا اس جماعت میں کہ جو پکارتے تھے نحر کے دن کہ اس سال سے بعد اب کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ کوئی بیت اللہ کا ننگا ہو کر طواف کرے (جیسے مشرک لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے)۔ ابن شہاب زہری نے کہا کہ عبدالرحمٰن کے فرزند حمید یہی کہتے تھے کہ حج اکبر کا دن وہی نحر کا دن ہے اسی ابوہریرہؓ کی حدیث کے سبب سے۔

بَاب فِي فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ

باب : حج ، عمر اور عرفہ کے دن کی فضیلت

٣٢٨٨- عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنْ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمْ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ)).

٣٢٨٨- سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ جناب عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ

لے بھی اس خبط میں گرفتار ہیں۔ اور اختلاف ہے علماء کا کہ حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے یا نحر کا۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہور نے کہا ہے کہ یوم النحر ہے اور قاضی عیاض نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ عرفہ کا دن ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور جو قائل ہیں کہ حج اکبر عرفہ ہے انھوں نے استدلال کیا ہے اس سے کہ حدیث میں آیا ہے الحج عرفة کہ حج عرفہ ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ آج سے کوئی مشرک حج نہ کرے موافق ہے اس آیت مبارک کے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا یعنی مشرک ناپاک ہیں سو نزدیک نہ آویں المسجد الحرام کے اس سال کے بعد اور مراد مسجد حرام سے سارا حرم ہے غرض مشرک کو داخل ہونا حرم میں کسی حال میں روا نہیں یہاں تک کہ اگر کسی کا قاصد بن کر آوے تب بھی حرم سے باہر ٹھہرے اور وہاں سے کسی اور کو بھیج دے کہ اس کا پیغام پہنچا دے اور اگر آیا اور مر گیا بیمار ہو کر خفیہ اور بعد کو معلوم ہوا کہ مشرک تھا تو حکم ہے کہ اس کی قبر کھود کر مردہ کو حرم کے باہر لے کر گاڑ دیا جائے۔ اور جاہلیت میں عرب کا قاعدہ تھا کہ برہنہ طواف کرتے اور کہتے کہ جن کپڑوں سے ہم نے گناہ کئے ہیں ان سے طواف کیونکر کریں۔ حضرتؐ نے اس امر قبیح کو پردہ زمین سے مٹا دیا۔

(٣٢٨٨) ☆ عبدالرزاق نے اپنی مسند میں ابن عمرؓ سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس میں یوں ہے کہ اللہ پاک اترتا ہے آسمان دنیا میں اور بندوں کا فخر کرتا ہے فرشتوں پر اور فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں میرے پاس حاضر ہوئے ہیں پریشان بال اور گرد آلود چہروں سے اور میری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں حالانکہ مجھے انھوں نے دیکھا نہیں اور کیا حال ہو ان کا اگر مجھے دیکھیں؟ پھر باقی حدیث ذکر کی اور اس سے اترنا خدا کا آسمان دنیا پر ثابت ہوا اور اس کے ظاہر پر ہم ایمان لاتے ہیں اور کیفیت اس کی پروردگار کو سونپتے ہیں اور نہیں تاویل کرتے اور یہی مسلک ہے صحابہ کرام اور تابعین اور تمامی اسلاف صالحین کا۔

کس ارادہ سے جمع ہوئے ہیں؟

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ

باب: حج اور عمرہ کی فضیلت کا بیان

٣٢٨٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ)).

٣٢٨٩- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ کفارہ ہو جاتا ہے بیچ کے گناہوں کا اور حج مقبول کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

٣٢٩٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بن انس.

٣٢٩٠- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

٣٢٩١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَتَى هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)).

٣٢٩١- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو اس گھر میں آیا اور بے ہودہ شہوت رانی کی باتیں نہ کیں نہ گناہ کیا وہ ایسا پھرا کہ گویا اسے ماں نے ابھی جنا (یعنی گناہوں سے پاک ہو گیا)۔

٣٢٩٢-عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ .

٣٢٩٢- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

٣٢٩٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِثْلَهُ.

٣٢٩٣- ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث اس سند سے روایت کرتے ہیں۔

(٣٢٩١) ☆ حدیث اول سے اس باب کی استدلال کیا ہے جمہور نے اور شافعیہ نے کہ عمرہ کو مکرر سہ کرر ایک سال میں بجالانا مستحب ہے اور مالک نے اور اکثر ان کے شاگردوں نے کہا ہے کہ ہر سال میں ایک عمرہ سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور قاضی عیاض نے اور دوسرے عالموں نے کہا ہے کہ ہر ماہ میں ایک عمرہ سے زیادہ نہ لاوے اور جاننا چاہیے کہ سال بھر عمرہ کا وقت ہے مگر جو شخص افعال حج میں مشغول ہو سو اس کا عمرہ صحیح نہیں جب تک حج سے فارغ نہ ہو اور جو حاجی نہیں اس کو عرفہ کے دن بھی عمرہ مکروہ نہیں اور یہی حکم ہے عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کا جو حاجی نہ ہو اور اسی طرح سارے برس کے دنوں کا غرض کسی دن میں عمرہ مکروہ نہیں ہمارے نزدیک اور یہی قول ہے امام مالک اور جماہیر کا کہ غیر حاجی کو عرفہ اور ایام نحر و تشریق وغیرہ میں مکروہ نہیں ہے اور ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ پانچ دن مکروہ ہیں یوم عرفہ یوم النحر اور ایام تشریق اور امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ چار دن عرفہ اور ایام تشریق مگر ہم کو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی سند کیا ہے اور بے دلیل کے کسی کا قول قابل تسلیم نہیں اور عمرہ کے وجوب میں بھی علماء کا اختلاف ہے شافعی اور جمہور کا قول ہے کہ واجب ہے اور اس کے قائل ہیں عمرؓ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور طاؤس اور عطاء اور ابن المسیب اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور مسروق وغیرہم اور مالک اور ابو حنیفہ اور ابو ثور نے کہا ہے کہ سنت ہے اور واجب نہیں اور حج مقبول وہ ہے کہ اس میں کسی گناہ کی ملونی نہ ہو اور علامت قبول حج یہ ہے کہ حاجی پھر گناہوں کی طرف مائل نہ ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ قبولیت نصیب کرے جیسے توفیق حج عنایت فرمائے۔

بَاب النُّزُولِ بِمَكَّةَ لِلْحَاجِ وَتَوْرِيثِ دُورِهَا

باب: حاجیوں کے اترنے کا مکہ میں اور اس کے گھروں کے وارث ہونے کا بیان

۳۲۹۴- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ)) وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ.

۳۲۹۴- اسامہ بن زید بن حارثہؓ نے کہا کہ یارسول اللہؐ! آپ مکہ میں اپنے گھر میں اتریں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ بھلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی چار دیواری یا مکان چھوڑا ہے اور حقیقت اس کی یہ تھی کہ عقیل اور طالب وارث ہوئے ابو طالب کے اور جعفر اور علی کو ان کے ورثہ میں سے کچھ نہ ملا اس لیے کہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔

۳۲۹۵- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا وَذَلِكَ فِي حَجَّتِهِ حِينَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَقَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا)).

۳۲۹۵- حضرت اسامہ بن زیدؓ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! کل خدا نے چاہا اور ہم پہنچ گئے تو آپ کہاں اتریں گے؟ اور یہ بات فتح مکہ کے دنوں میں کہی تو آپ نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہی نہیں۔

۳۲۹۶- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ وَذَلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ قَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ)).

۳۲۹۶- اس سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

بَاب جَوَازِ الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ

باب: مہاجر کے مکہ میں رہنے کا بیان

۳۲۹۷- عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ

۳۲۹۷- عمر بن عبدالعزیز سائب بن یزید سے پوچھتے تھے کہ تم

(۳۲۹۴) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ اسامہؓ نے جو کہا کہ آپ اپنے گھر میں اتریں گے مراد اس سے یہ ہے کہ جس میں آپ کی سکونت تھی اس لیے کہ اصل میں تو وہ گھر ابو طالب کا تھا اس لیے کہ وہی متکفل تھے آپ کی پرورش کے اور ابو طالب بڑے بیٹے تھے عبدالمطلب کے اور عبدالمطلب کی ساری املاک کے وہی اکیلے وارث تھے جیسا قاعدہ تھا ایام جاہلیت کا اور یہی گمان ہے کہ شاید عقیل نے سب گھر بیچ ڈالے ہوں اور اپنی ملک سے نکال دیئے ہوں جیسے ابو سفیان وغیرہ نے مہاجرین کے گھر تمام بیچ ڈالے۔ چنانچہ داؤدی نے ایسا ہی کچھ کہا ہے۔
اور یہ جو فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی الخ اس سے استدلال کیا ہے شافعیہ نے اور ان کے موافقین نے کہ مکہ صلحاً فتح ہوا ہے اور مکان اس کے مملوک ہیں مکان والوں کے جیسے اور شہروں کے مکان ہیں اور ان میں میراث وغیرہ جاری ہوتی ہے اور بیع اور رہن اور اجارہ ان مکانوں کا روا ہے مثل اور تصرفات کے اور مالک اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور دوسرے فقہاء کا قول ہے کہ وہ جبر اور قہر کی راہ سے فتح ہوا ہے اور یہ تصرفات کوئی وہاں کے مالکوں کو اپنے مکانوں پر روا نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور یہ تمام علماء کا مذہب ہے۔

(۳۲۹۷) ☆ مراد اس سے یہ ہے کہ جو لوگ مکہ میں رہتے تھے اور پھر اسلام کی وجہ سے انھوں نے فتح مکہ سے پہلے مکہ سے ہجرت کی تھی وہ اگر حج کو آویں یا عمرہ کو تو بعد فراغ کے تین روز سے زیادہ مکہ میں نہ رہیں۔ اور اس سے شافعیہ نے استدلال کیا ہے کہ تین دن کی اقامت تک

السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((لِلْمُهَاجِرِ إِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ بِمَكَّةَ كَأَنَّهُ يَقُولُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا)).

نے مکہ میں رہنے کے باب میں کچھ سنا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے علاء بن حضرمی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہاجر کو اجازت ہے حج کے بعد لوٹنے کے پیچھے تین روز تک مکہ میں رہنے کی۔ مراد یہ تھی کہ اس سے زیادہ نہ رہے۔

۳۲۹۸- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ أَوْ قَالَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يُقِيمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا)).

۳۲۹۸- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مکہ میں تین دن قیام کر سکتا ہے۔

۳۲۹۹-عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((ثَلَاثُ لَيَالٍ يَمْكُثُهُنَّ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدَرِ)).

۳۲۹۹- اسی طرح کی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۳۰۰- عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَكْثُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا)).

۳۳۰۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۳۰۱- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۳۳۰۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آتی ہے۔

بَاب تَحْرِيمِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِ

باب : مکہ میں شکار وغیرہ کا حرام ہونا

۳۳۰۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا

۳۳۰۲- ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس دن مکہ فتح ہوا کہ آج سے مکہ کی ہجرت نہیں رہی مگر جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تم کو حکام جہاد کو بلائیں تو نکلو اور چلو اور فرمایا کہ یہ شہر ایسا

ﷺ حقیقت میں اقامت میں داخل نہیں بلکہ تین دن کا رہنے والا مسافر ہے اور اگر کوئی مسافر تین روز تک اقامت کی نیت کرے سوا روز خروج کے اور روز دخول کے تو وہ مقیم نہیں اور حکم مسافر میں ہے اور رخصتیں مسافر کی سب اس کو روا ہیں جیسے قصر نماز کا اور افطار روزہ کا۔

(۳۳۰۲)☆ علماء نے کہا ہے کہ ہجرت دار الحرب سے دار السلام کی طرف قیامت تک باقی ہے اور اس حدیث کی تاویل میں دو قول ہیں اول یہ کہ مراد یہ ہے کہ مکہ کی ہجرت اب نہیں رہی اسلئے کہ وہ دار الاسلام بن گیا بعد فتح کے اور ہجرت تو دار الحرب سے ہوتی ہے اور اس میں پیشینگوئی اور معجزہ ہے رسول اللہ کا کہ ہمیشہ یہ دار السلام رہے گا اور ایسا ہی ہوا اور دوسری یہ کہ جو ثواب ہجرت کا قبل فتح مکہ کے تھا وہ ثواب اب نہیں رہا گو کہ ہجرت باقی ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل یعنی جس نے بعد فتح کے جہاد کیا اور مال خرچ کیا وہ ان کے برابر نہیں ہیں جنھوں نے قبل فتح یہ کام کیے مگر جہاد و نیت ہے یعنی تحصیل ثواب کا ذریعہ یہ ہے کہ جہاد کرتے رہو اور نیک نیتی ﷺ

اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ ((إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ فَقَالَ ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)).

ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو ادب کی جگہ قرار دیا ہے جس دن سے آسمان و زمین بنایا ہے غرض وہ اللہ کے مقرر کرنے سے حرمت و ادب کی جگہ ٹھہرایا گیا ہے قیامت تک اور کسی کو اس میں قتال روا نہیں ہوا مجھ سے پیشتر اور مجھے بھی ایک دن کی صرف ایک گھڑی اجازت ہوئی تھی (یعنی لڑائی کی) اور وہ پھر ویسا ہی حرام ہو گیا اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے قیامت تک کہ نہ اس کا کانٹا اکھاڑا جاوے اور نہ اس کا شکار بھگایا جاوے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جاوے مگر وہ اٹھاوے جو اس کو پہنچوائے (کہ جس کی ہو اس کو دے دے) اور نہ اس کی ہری گھاس اکھاڑی جاوے۔ سو عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! مگر اذخر (یعنی اس کی اجازت دیجئے) کہ وہ ساروں لوہاروں کے کام آتی ہے اور اس سے گھر چھائے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مگر اذخر یعنی اس کے توڑنے کی اجازت ہے۔

۳۳۰۳- عَنْ مَنْصُورٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ)) وَقَالَ بَدَلَ الْقِتَالِ ((الْقَتْلَ)) وَقَالَ ((لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا)).

۳۳۰۳- چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

ﷲ سے اعمال صالح بجالاؤ کہ اس سے ثواب حاصل ہوگا جیسے ہجرت سے حاصل ہوتا تھا بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو ادب کی جگہ مقرر کیا ہے جس دن سے آسمان و زمین بنایا ہے یعنی اصل حرمت تو اسی دن سے ہے مگر وہ پوشیدہ ہو گئی تھی پھر حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے ظاہر ہو گئی۔ اس لیے کہ آگے مسلم میں مروی ہوا ہے کہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرر دیا ہے اور اس معنی میں دونوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور روایات سب سے ثابت ہوا ہے کہ قتال مکہ میں حرام ہے۔ چنانچہ ابوالحسن ماوردی نے احکام سلطانیہ میں لکھا ہے کہ خصائص حرم میں سے ہے کہ وہاں کے لوگوں سے لڑائی نہ کی جاوے پھر اگر سلطان عادل صاحب عدل سے وہاں کے لوگ بغاوت کریں تو ان کو تنگ کیا جاوے کہ اطاعت قبول کریں نہ کہ جنگ کی جاوے اور جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ اگر وہ اپنی بغاوت سے باز نہ آویں اور احکام شرع جو موافق عدل ہوں قبول نہ کریں تو البتہ ان سے لڑائی کی جاوے اس لیے کہ باغیوں سے لڑنا بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ہے اور یہی قول قرین صواب ہے اور اس پر تنصیص کی ہے امام شافعیؒ نے کتاب اختلاف الحدیث میں کتب ام سے۔ اور قفال مروزی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ اگر ایک جماعت کفار کی بھی قلعہ نشین ہو جاوے مکہ میں تو ہم کو ان سے لڑنا بھی روا نہیں جب تک وہ مکہ میں ہوں اور یہ قول قفال کا محض غلط ہے اور ہرگز قابل قبول نہیں اور مجوزین قتال ان احادیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد ان حدیثوں کی جو تحریم قتال میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ جب تک بغیر قتل کے کام نکلے جب تک اپنی جانب سے اہل مکہ سے لڑائی شروع نہ کرے اور جب مجبور ہو جاوے تو پھر روا ہے بخلاف اور شہروں کے کہ قتال وہاں ہر طور روا ہے۔

٣٣٠٤- عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((**إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ**)) فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

٣٣٠٤- ابو شریح عدویؓ نے عمرو بن سعید سے کہا کہ جس وقت وہ لشکروں کو روانہ کرتا تھا مکہ کے اوپر (یعنی عبداللہ بن زبیر کے قتل کو) کہ اجازت دو مجھے اے امیر کہ میں ایک حدیث بیان کروں کہ جو خطبہ کے طور سے کھڑے ہو کر فرمائی رسول اللہؐ نے دوسرے دن مکہ کی فتح کے اور میرے کانوں نے سنی اور دل نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے دیکھا آپ کو جب آپ نے وہ بیان فرمائی۔ پہلے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے اور لوگوں نے حرام نہیں کیا' سو کسی شخص کو روا نہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ اس میں کسی کا خون بہائے اور نہ یہ حلال ہے کہ اس میں درخت کاٹے۔ پھر اگر میرے قتال کی سند سے قتال کی اجازت کوئی شخص نکالے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی اس کی اور تم کو اجازت نہیں دی اور مجھے بھی دن میں ایک گھڑی کے لیے اجازت دی اور پھر اس کی حرمت آج ویسے ہی لوٹ آئی جیسے کل تھی اور ضروری ہے کہ جو حاضر ہے غائبوں کو یہ حدیث پہنچادے۔ لوگوں نے ابو شریح سے کہا کہ پھر عمرو نے آپ کو کیا جواب دیا؟ انھوں نے فرمایا کہ اس نے کہا کہ اے ابو شریح! میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں (ہائے ظالم) حرم پناہ نہیں دیتا نافرمان کو (یہ عبداللہ بن زبیرؓ کو کہا معاذ اللہ من ذلک) اور نہ اس کو جو خون کر کے بھاگا ہو اور نہ اس کو جو چوری اور فساد کر کے بھاگا ہو۔

(٣٣٠٤) ☆ قولہ روا نہیں ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو الخ اس سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو کہتے ہیں کہ کفار فروع اسلام کے مخاطب نہیں ہیں اور صحیح مذہب شافعیہ اور دوسرے فقہاء کا ہے کہ مخاطب ہیں فروع کے بھی جیسے مخاطب ہیں اصول کے۔ اور یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ پکا مومن تو وہی ہے جو متبع فرمان ہو اور محرمات شرعیہ سے بچنے والا ہو۔ اور یہ مراد نہیں کہ جو مومن نہ ہو مخاطب ہی نہیں۔

قولہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مکہ شریف قہراً اور قتالاً فتح ہوا ہے نہ کہ صلحاً اور جو کہتے ہیں صلحاً فتح ہوا ہے وہ اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ قتال کو تیار تھے مگر ضرورت نہ پڑی۔ پس تیاری بہ سبب جواز قتل کے تھی گو اتفاقاً قتال نہ ہوا۔

٣٣٠٥- عن أبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا فتحَ الله عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقْتَلَ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي قُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)) فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ)) قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ ((اكْتُبُوا لِي)) يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هَذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٣٣٠٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرَكِبَ

٣٣٠٥- ابوہریرہؓ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اپنے رسول کو تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اللہ پاک نے اصحاب فیل کو مکہ سے روک دیا اور اپنے رسول کو اور مومنوں کو اس کا حاکم فرمایا اور اس میں لڑنا کسی کو حلال نہیں ہوا مجھ سے پہلے اور مجھے بھی ایک گھڑی کی اجازت ملی دن سے اور اب کبھی حلال نہ ہوگا میرے بعد کسی کو پھر اس کا شکار بھگایا نہ جاوے اس کا کانٹا توڑا نہ جاوے اس کی گری پڑی چیز اٹھائی نہ جاوے مگر وہ شخص اٹھاوے جو بتاتا پھرے کہ جس کی ہو اسے دے دے۔ اور جس کا کوئی شخص مارا گیا اس کو دو باتوں کا اختیار ہے خواہ فدیہ لے لے یعنی خون بہا لے خواہ قاتل کو قصاص میں مروا ڈالے سو عباسؓ نے عرض کی کہ مگر اذخر یا رسول اللہ کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں ڈالتے ہیں اور گھروں کو اس سے چھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ خیر اذخر توڑ لو (گھاس کو اذخر کہا) پھر ابوشاہ ایک شخص یمن کا اٹھا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ مجھے لکھ دو آپ نے فرمایا لکھ دو ابوشاہ کو ولید نے کہا کہ میں نے اوزاعی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب کہ یا رسول اللہ! یہ مجھے لکھ دو؟ انہوں نے کہا یہی خطبہ جو رسول اللہؐ نے فرمایا (یعنی اس کو ابوشاہ نے لکھوالیا کہ بڑے نفع کی بات تھی)۔

٣٣٠٦- ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ خزاعہ والوں نے ایک شخص کو مار ڈالا قبیلہ بنی لیث سے جس سال مکہ فتح ہوا اپنے ایک مقتول کے بدلے جس کو بنی لیث نے مار ڈالا تھا اور اس کی خبر رسول اللہ کو ہوئی

(٣٣٠٥) ☆ اس حدیث سے امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے اور چاہے خون بہا لے اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور ابن سیرین اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور امام مالک نے کہا کہ ولی کو اختیار نہیں مگر قتل کا یا بخش دینے کا اور دیت کا اختیار نہیں مگر برضائے قاتل اور یہ اس حدیث کے خلاف ہے اور ابوشاہ کا نام نہیں معلوم سوا کنیت کے اور آپ نے جو حدیث لکھوا دی اس سے علماء کا لکھنا اور حدیثوں کا قلم بند کرنا اور کتب کا تصنیف کرنا روا ہو گیا اور اس کا جواز اور بھی روایتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اور اب تو امت کا اجماع ہے اس کے استحباب پر۔

رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْبَطُ شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْطَى يَعْنِي الدِّيَةَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ)) قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)).

اور آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے اصحاب فیل کو روکا اور اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر حاکم کیا اور وہ مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہیں ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کو حلال ہوگا اور مجھے بھی ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا اور اب اس گھڑی میں پھر ویسا ہی مجھ پر حرام ہو گیا (یعنی جیسے پہلے تھا) سو اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جاوے اور درخت نہ کاٹا جاوے اور پڑی چیز نہ اٹھائی جاوے مگر بتانے والا اٹھاوے اور جس کا کوئی شخص مارا جاوے اس کو دو چیزوں کا اختیار ہے خواہ دیت لے لے خواہ قصاص لے لے۔ پھر ایک شخص یمن کا آیا کہ اسے ابو شاہ کہتے تھے اور اس نے کہا کہ مجھے لکھ دیجئے یا رسول اللہ! آپ نے یاروں سے فرمایا کہ اسے لکھ دو۔ پھر ایک شخص نے قریش میں سے کہا کہ مگر اذخر کو کہ وہ ہمارے گھروں اور قبروں میں کام آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خیر مگر اذخر۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ حَمْلِ السِّلَاحِ بِمَكَّةَ بِلَا حَاجَةٍ

باب: مکہ مکرمہ میں بلا ضرورت ہتھیار اٹھانا منع ہے

۳۳۰۷– عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ)).

۳۳۰۷– حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے حلال نہیں کسی کو مکہ میں ہتھیار اٹھاوے۔

بَابُ جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

باب: مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا روا ہے

۳۳۰۸– عَنْ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قُلْتُ لِمَالِكٍ أَحَدَّثَكَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ

۳۳۰۸– یحییٰ نے یہ لفظ بیان کیے کہ میں نے مالک سے پوچھا کہ ابن شہاب نے انس سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ

(۳۳۰۷) ☆ یعنی بے حاجت کے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جماہیر کا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ اہل علم کے نزدیک یہ نہی محمول ہے اس پر کہ بلا ضرورت نہ اٹھاوے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور عطا کا اور حسن بصری نے مطلق ہتھیار باندھنا مکروہ کہا ہے بنظر ظاہر اسی حدیث کے۔ اور جمہور نے استدلال کیا ہے اس سے کہ رسول اللہؐ عمرہ قضاء میں شرط کئے تھے کہ ہتھیار لاویں گے میان میں اور اٹھانے سے مراد ہتھیار باندھنا ہے۔

(۳۳۰۸) ☆ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور دونوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ اول دخول کے وقت خود تھا پھر اسے اتار کر عمامہ باندھ لیا۔ اور اس حدیث سے سند لی ہے انھوں نے جنھوں نے کہا ہے کہ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہے اس کو جو

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ ((اقْتُلُوهُ)) فَقَالَ مَالِكٌ نَعَمْ.

میں آئے اور آپ کے سر پر خود تھا جس سال مکہ فتح ہوا پھر جب خود اتارا ایک شخص نے آکر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو۔ مالک نے کہا کہ ہاں مجھ سے یہ روایت بیان کی ہے۔

۳۳۰۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ.

۳۳۰۹- جابرؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا بغیر احرام کے اور آگے کی روایت میں ہے کہ جابرؓ نے روایت کی کہ نبیؐ داخل ہوئے فتح مکہ کے دن اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا۔

۳۳۱۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۳۳۱۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔

۳۳۱۱-عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۳۳۱۱- عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے خطبہ پڑھا اور آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔

۳۳۱۲- عَنْ جَعْفَرَ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ.

۳۳۱۲- جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں گویا دیکھ رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کے اوپر اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ ہے کہ آپ نے اس کے دونوں کناروں کو اپنے شانوں کے بیچ میں لٹکا دیا ہے۔ اور ابو بکر کی روایت میں منبر کا ذکر نہیں ہے۔

ﷺ جو ارادہ حج و عمرہ کا نہ رکھتا ہو اور کسی کام کے لیے آیا ہو یا ان کو روا ہے جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں جیسے لکڑیاں باہر سے لانے والے یا گھاس یا شکار لانے والے یا ان کے سوا کوئی اور غرض ہو سب کو رخصت ہے بلا احرام داخل ہونے کی جو ارادہ حج و عمرہ نہ رکھتا ہو اور برابر ہے کہ امن ہو یا خوف اور یہ صحیح تر قول ہے شافعی کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ داخل ہونا بغیر احرام کے روا نہیں ہے اس کو جس کو بار بار حاجت آنے کی نہیں ہوتی مگر اس کو جو مقاتل ہو یا خائف ہو قتال سے کسی ظالم کے کہ اگر اس پر ظاہر ہو جاوے تو اس کو ضرر پہنچے گا۔ اور نقل کیا قاضی نے یہ قول اکثر علماء سے۔

(۳۳۱۲) ☆ ان روایتوں سے سیاہ کپڑے پہننے کا جواز معلوم ہو گیا خواہ خطبہ کے وقت ہو یا سوا اس کے اور اگرچہ سفید کپڑا افضل ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔

بَاب فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَدُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهَا بِالْبَرَكَةِ وَبَيَانِ تَحْرِيمِهَا وَتَحْرِيمِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا وَبَيَانِ حُدُودِ حَرَمِهَا

باب: مدینہ کی فضیلت اور نبیؐ کی دعا اور اس کے شکار کے حرام ہونے اور اس کے حرم کی حدوں کا بیان

۳۳۱۳- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ)).

۳۳۱۳- عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ حرم مقرر کیا (یعنی حرمت اس کی ظاہر کی ورنہ حرمت اس کی آسمان و زمین کے بننے کے دن تھی) اور اس کے لوگوں کے لیے دعا کی اور میں نے مدینہ کو حرام کیا جیسے ابراہیم نے مکہ کو حرام کیا اور میں نے دعا کی مدینہ کے صاع اور مد کے لیے اس سے دو حصے برابر جیسے ابراہیمؑ نے کی تھی اہل مکہ کے لیے۔

۳۳۱٤- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَدِيثُ وُهَيْبٍ فَكَرِوَايَةِ الدَّرَاوَرْدِيِّ ((بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ)) وَأَمَّا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ فَفِي رِوَايَتِهِمَا مِثْلَ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ.

۳۳۱۴- عمرو سے اسی اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا اور لیکن وہیب کی روایت میں تو دراوردی کی مثل یہی ہے کہ میں نے دعا کی ابراہیمؑ کے دو حصہ برابر۔ اور سلیمان بن بلال اور عبدالعزیز کی روایت میں یہ ہے کہ دعا کی میں نے ابراہیمؑ کی دعا کے برابر۔

۳۳۱٥- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْمَدِينَةَ)).

۳۳۱۵- رافعؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں حرم قرار دیتا ہوں مراد آپ کی مدینہ ہے۔

۳۳۱٦- عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ خَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ مَا لِي أَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ تَذْكُرْ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَقَدْ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَذَلِكَ عِنْدَنَا فِي أَدِيمٍ خَوْلَانِيٍّ إِنْ شِئْتَ أَقْرَأْتُكَهُ قَالَ فَسَكَتَ مَرْوَانُ ثُمَّ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ ذَلِكَ.

۳۳۱۶- نافع نے کہا کہ مروان نے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا مکہ کا اور اس کے رہنے والوں کا سو پکارا اس کو رافع بن خدیج صحابی نے اور کہا کہ یہ کیا سنتا ہوں میں تجھ سے کہ تو نے ذکر کیا مکہ کا اور اس کے لوگوں کا اور اس کے حرم کے ہونے کا اور نہ ذکر کیا مدینہ کا اور نہ وہاں کے لوگوں کا اور نہ اس کے حرم ہونے کا اور رسول اللہؐ نے حرم ٹھہرایا ہے دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں اور یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی حرم ٹھہرانے کی ہمارے پاس ایک خولانی چمڑے پر لکھی ہوئی ہے اگر تم چاہو تو میں تم کو پڑھا دوں۔ راوی نے کہا کہ مروان خاموش ہو رہا اور کہا کہ میں نے بھی اس میں سے کچھ سنا ہے۔

۳۳۱۷- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا)).

۳۳۱۷- جابرؓ نے کہا کہ نبیؐ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے حرم مقرر کیا مکہ کا اور میں حرم مقرر کرتا ہوں مدینہ کا دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں (یعنی جو مدینہ کے دونوں طرف واقع ہیں) کوئی کانٹے دار درخت نہ کاٹا جاوے اور نہ کوئی جانور شکار کیا جاوے۔

۳۳۱۸- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لَا يَدَعُهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَ اللّٰهُ فِيهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَلَا يَثْبُتُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا وَجَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۳۳۱۸- عامر بن سعد نے اپنے باپؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے حرم مقرر کر دیا درمیان دونوں میدانوں کالے پتھر والوں کے کہ نہ کاٹا جاوے کانٹے دار درخت وہاں کا اور نہ مارا جاوے شکار وہاں کا اور فرمایا کہ مدینہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے کاش وہ اس کو سمجھتے (یہ خطاب ہے ان لوگوں کو جو مدینہ چھوڑ کر اور جگہ چلے جاتے ہیں یا تمام مسلمانوں کو) اور نہیں چھوڑتا کوئی مدینہ کو مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کوئی آدمی اس میں بھیج دیتا ہے اور نہیں صبر کرتا ہے کوئی اس کی بھوک پیاس پر اور محنت و مشقت پر مگر میں

(۳۳۱۸) ☆ ان حدیثوں سے استدلال کیا ہے ایک جماعت نے مدینہ کے حرم ہونے پر اور وہاں کے شکار کے حرام ہونے پر اور درخت نہ توڑنے پر اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور امام مالک اور ان کے موافقین کا اور ابو حنیفہ نے ان حدیثوں کا خلاف کیا ہے بہ سبب قلت علم حدیث کے اور احتجاج کیا ہے حلال ہونے پر شکار مدینہ کے حدیث **یا عمیر ما فعل النغیر** سے اور نغیر ایک چڑیا ہے کہ وہ کسی صحابی کے پاس تھی آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا ہوئی؟ حالانکہ اس حدیث سے استدلال ان کا محض لنگڑا اور پا بہ چوبیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ وہ چڑیا قبل ان حدیثوں کے پکڑی گئی ہو جب شکار حرام نہ ہوا ہو دوسرے یہ احتمال ہے کہ اس کو حل مدینہ سے یعنی حرم کے باہر سے پکڑ کر لائے ہوں اور یہ احتمال ثانی حنفیہ کے مذہب پر درست نہیں ہوتا اس لیے کہ ان کا مذہب کہ حل میں سے جو شکار پکڑ کر حرم میں لا دیں اس کا بھی چھوڑ دینا واجب ہے اس لیے کہ اس کا بھی حکم صیدی حرم کا ہے اور یہ اصل مذہب ان کا بھی محض بے اصل اور ضعیف و سست ہے اور جب حدیث نغیر میں احتمال ہو تو قابل استدلال نہیں خصوصاً ان احادیث صحیحہ متصل اسناد کے روبرو جس میں صاف نص صریح ہے مدینہ کے حرم ہونے پر اور مشہور مذہب مالک اور شافعی کا یہ ہے کہ صیدی مدینہ میں اور اس کے درخت اکھاڑنے میں اماں نہیں ہے اگرچہ حرام ہے اور ابن ابی ذئب اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اس میں بھی جزا واجب ہوتی ہے جیسے حرم مکہ صید و قطع اشجار میں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور شافعی کا قول قدیم یہ ہے کہ اس کے کپڑے اور سامان چھین لیا جائے یعنی جو مدینہ کا درخت کاٹے یا شکار کرے اس لیے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت میں جس کو مسلم نے ذکر کیا ہے ایسا ہی وارد ہوا ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ بعد صحابہ کے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا سوا امام شافعی کے کہ ان کا قول قدیمی ہے۔

اور قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے کہ مدینہ والوں کے لیے یہ جو فرمایا کہ میں شفیع ہوں گا یا گواہ مراد اس سے یہ ہے کہ اطاعت کرنے والوں کے لیے گواہ ہوں گا اور اہل معاصی کے لیے شفیع ہوں گا اور اس میں مزید فضیلت اور زیادہ خصوصیت نکلی مدینہ والوں کے لیے جیسے آپ نے شہدائے احد کے لیے فرمایا کہ میں ان لوگوں پر گواہ ہوں اور اس سے فضیلت ثابت ہوئی مدینہ کی اور بزرگی نکلی وہاں کی سکونت کی۔

اللہ تعالیٰ اس خادم حدیث کو مع اقارب و مومنین و احباب مخلصین کے وہاں کی سکونت اور موت عنایت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اس کا شفیع یا گواہ ہوتا ہوں قیامت کے دن۔

۳۳۱۹- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَلَا يُرِيدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ.

۳۳۱۹- عامر رضی اللہ عنہ نے وہی روایت بیان کی مثل حدیث ابن نمیر کی اور اس میں زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا کہ نہیں ارادہ کرتا کوئی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا مگر اللہ تعالیٰ اس کو گھلا دیتا ہے ایسا جیسے سیسہ گل جاتا ہے آگ میں یا نمک گل جاتا ہے پانی میں۔

۳۳۲۰-عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا أَوْ يَخْبِطُهُ فَسَلَبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى غُلَامِهِمْ أَوْ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ

۳۳۲۰- عامر بن سعد نے کہا کہ سعد اپنے مکان کو چلے جو عقیق میں تھا‘ راہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کاٹ رہا ہے یا پتے توڑ رہا ہے سو اس کے کپڑے چھین لیے اور اس کے گھر والے آئے اور انھوں نے کہا آپ وہ اس کو پھیر دیجئے یا ہم کو عنایت کیجئے انھوں نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ میں وہ چیز پھیر دوں جو مجھے بطریق انعام کے عنایت کی ہے رسول اللہؐ نے اور ہر گز نہ

(۳۳۲۰) ☆ غرض ان سب احادیث صحیح متواتر المعنی سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حرم مدینہ کا حکم ویسا ہی ہے جیسے حرم مکہ کا اور ابو حنیفہ کو شاید یہ احادیث نہ پہنچیں سو ان کا عذر مقبول ہے مگر متعصبان حنفیہ کو جن کو بخوبی ان کی آوازیں کان ٹھونک چکیں ان کا معلوم نہیں کیا حال ہوگا کہ بہ سبب تعصب کے اور تصلب فی التقلید کے امام ہی کے قول مردود کو لیے جاتے ہیں امام ابن قیمؒ نے کہا کہ رد کر دیا سنت صحیحہ صریحہ محکمہ کو جسے بیس پر کئی صحابیوں نے روایت کیا ہے کہ مدینہ حرم ہے اور وہاں کا شکار حرام ہے اور دعویٰ کیا کہ یہ اصول کے خلاف ہے اور معارضہ کیا اس کا ایک متشابہ قول سے رسول اللہؐ کے کہ آپ نے فرمایا اے ابا عمیر کیا حال ہے نغیر کا؟ اور بڑی تعجب کی بات ہے یا اللہ وہ کونسا اصول ہے جو ان سنن صحیحہ کا مقابل ہو سکے حالانکہ سنت اعظم اصول ہے اور لازم تھا کہ حدیث ابو عمیر کو ان روایتوں کی رو سے جو شہرت اور تصریح میں بدرجہا اس سے زیادہ تھیں رد کیا جاتا اور ہم تو اللہ پاک کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ رد کریں رسول اللہؐ کی کسی سنت صحیحہ کو جب تک اس کا نسخ نہ معلوم ہو جائے حالانکہ حدیث ابو عمیر میں چار احتمال ہو سکتے ہیں کہ ہر طرف ایک جماعت گئی ہے۔اور اول یہ کہ احادیث تحریم مدینہ سے مقدم ہو اور ان حدیثوں نے اسے منسوخ کر دیا۔ دوسرے یہ کہ ان سے متاخر ہو اور ان حدیثوں کو منسوخ کر دیا۔ تیسرے یہ کہ نغیر مدینہ کے حرم سے باہر پکڑی گئی ہو جیسے اکثر شکاری جانوروں میں ایسا ہوتا ہے کہ شہر کے باہر پکڑے جاتے ہیں چوتھے یہ کہ خاص اس لڑکے کے لیے اجازت دی گئی دوسروں کو نہیں جیسے ابو بردہ کو عناق کی قربانی کی اجازت دی گئی غرض ان چاروں احتمالات کی وجہ سے یہ حدیث نغیر متشابہ ہوئی اور ان نصوص صریحہ کے رد کے قابل نہ رہی جو صراحۃً بلا اشتباہ دلالت کرتی ہیں حرم ہونے پر مدینہ کے كذافي الروضة الندية. اور امام نوویؒ نے فرمایا ہے کہ ضمان واجب ہوتا ہے اس شخص پر جو پتے توڑتا یا درخت کاٹتا ہے مدینہ کے یہ قول قدیم ہے شافعی کا اور اس حدیث سعد سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث کا کوئی معارض نہیں۔ اور ضمان کی کیفیت میں دو وجہیں ہیں ایک تو وہ شکار جو اس نے مارا اور وہ درخت یا گھاس جو کاٹی ہے اس کی ضمانت اسی پر آتی ہے یعنی قیمت اس کی لازم ہوتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس شخص کی اشیاء جس نے یہ حرکت کی ہے سلب کی جاویں۔ اور اس میں دو قول ہیں اول یہ کہ فقط کپڑے اس کے چھین لیے جاویں اور جمہور کا یہ قول ہے کہ اس کا سب سامان سلب کر لیا جائے

سَلَّمَ وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ.

پھیرا انھوں نے سامان اس کا۔

۳۳۲۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ ((الْتَمِسْ لِي غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي)) فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ)).

۳۳۲۱- حضرت انسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ نے ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ ایک لڑکا ڈھونڈو جو ہماری خدمت کرے۔ سو ابو طلحہؓ مجھے لے کر گئے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر اور میں رسول اللہ کی خدمت کیا کرتا تھا جب آپ اترتے تھے پھر ایک حدیث میں کہا کہ آپ تشریف لائے یہاں تک کہ جب کوہ احد آپ کو دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا احد ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم احد کو دوست رکھتے ہیں۔ پھر جب مدینہ کے قریب آئے تو فرمایا کہ یا اللہ! میں حرام کرتا ہوں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کو جیسا ابراہیمؑ نے حرام کیا مکہ کو۔ یا اللہ! برکت دے ان کو انکے مد اور صاع میں۔

۳۳۲۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)).

۳۳۲۲- انس سے روایت ہے جناب رسول اللہؐ سے مثل اس کے جو اوپر گزرا مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں حرام ٹھہراتا ہوں درمیان دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں۔

۳۳۲۳-عَنْ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي هَذِهِ شَدِيدَةٌ ((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلاً)) قَالَ فَقَالَ ابْنُ أَنَسٍ أَوْ آوَى مُحْدِثًا.

۳۳۲۳- عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم ٹھہرایا مدینہ کو؟ کہا ہاں فلاں مقام سے فلاں تک سو جو اس میں کوئی نئی بات نکالے یعنی گناہ کی تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی، نہ قبول کرے گا اللہ اس سے قیامت کے دن فرض نہ نفل اور انس کے بیٹے نے کہا یا جگہ دی کسی نئے گناہ کی بات کرنے والے کو۔

۳۳۲۴- عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَحَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ هِيَ

۳۳۲۴- عاصم نے کہا کہ میں نے انسؓ سے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے کیا مدینہ کو حرم ٹھہرایا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں وہ حرم ہے

تلہ یعنی جیسے کافر مقتول کا سب سامان غازی قاتل لے لیتا ہے کہ اس میں گھوڑا اور ہتھیار اور نفقہ اس کا سب داخل ہے اور یہی قول صحیح ہے اور وہ سب سالب کا ہے جس نے اس سے سلب کیا ہے اور یہی موافق حدیث ہے۔

حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذَٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

نہ توڑا جاوے گا درخت اس کا اور جو ایسا کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہے۔

٣٣٢٥- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((**اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ**)).

٣٣٢٥- حضرت انسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہ برکت دے ان کو (یعنی مدینہ والوں کو) ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کے صاع میں اور برکت دے ان کے مد میں۔

٣٣٢٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ**)).

٣٣٢٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ! مدینہ میں مکہ سے دونی برکت دے۔

٣٣٢٧- عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةَ قَالَ وَصَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((**الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا**)) وَانْتَهَى حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ عِنْدَ قَوْلِهِ ((**يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ**)) وَلَمْ يَذْكُرَا مَا

٣٣٢٧- ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ خطبہ پڑھا ہم پر علیؓ بن ابو طالب نے اور فرمایا کہ جو دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس (یعنی اہل بیت کے پاس) کوئی اور چیز ہے سوا کتاب اللہ اور اس صحیفہ کے اور راوی نے کہا کہ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا ان کی تلوار کے میان میں تو اس نے جھوٹ کہا اور اس صحیفہ میں اونٹوں کی عمریں (یعنی زکوٰۃ کے متعلقات) اور کچھ زخموں کا بیان تھا (یعنی ان کے قصاص اور دیتوں کا بیان) اور اس صحیفہ میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا مدینہ حرم ہے عیر اور ثور کے بیچ میں۔ سو جو شخص کہ کوئی نئی بات نکالے اس جگہ یا جگہ دے کسی نئی بات نکالنے والے کو تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی، نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض نہ سنت۔ اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے کہ اعتبار کیا جاتا ہے ادنیٰ مسلمان کی پناہ دینے کا بھی اور جس نے اپنے کو اپنے باپ کے سوا غیر کا فرزند ٹھہرایا یا اپنے آقاؤں کے سوا کسی دوسرے کا غلام اپنے کو قرار دیا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور نہ قبول کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرض اور سنت۔ مسلمؒ نے کہا کہ روایت ابو بکر و زہیر کی تو وہیں تک ہو چکی کہ ادنیٰ

بَعْدَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ.

مسلمان کی پناہ دینے کا بھی اعتبار ہے اور ان دونوں کی روایت میں یہ ذکر نہیں کہ صحیفہ تلوار کے میان میں لٹکا ہوا تھا۔

۳۳۲۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ إِلَى آخِرِهِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ ((فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ)) وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ ذِكْرُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۳۳۲۸- اعمش نے اسی اسناد سے یہی مضمون مثل ابو کریب کے روایت کیا جو ابو معاویہ سے مروی ہے اخیر تک بیان فرمایا اور اتنا زیادہ کہا کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو پناہ توڑے کسی مسلمان کی اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی، نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن فرض اور سنت اور ان کی دونوں حدیثوں میں یہ مضمون نہیں ہے کہ جو اپنے کو باپ کے سوا کسی غیر کا فرزند بناوے اور وکیع کی روایت میں قیامت کا دن مذکور نہیں۔

۳۳۲۹- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ

۳۳۲۹- مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق کے ساتھ اس سند

(۳۳۲۸)☆حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو خطبہ میں فرمایا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ اور اس کے صحیفہ کے سوا کچھ نہیں الخ اس میں رد کر دیا زعم باطل رافضیوں اور شیعوں کے اور جھوٹا کر دیا ان کے اس قول کو جو کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو نبیؐ نے بہت سی وصیتیں کی تھیں اور اسرار علوم اور قواعد دین اور غوامض شریعت بتائے تھے اور اپنا وصی قرار دیا تھا اور اہل بیت کو بعض اشیاء ایسی تعلیم کی تھے کہ ان کے سوا اور کوئی ان پر مطلع نہیں ہوا۔ غرض اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ سب دعوے باطل اور خیالات فاسدہ ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں اور ان دعووں کے ابطال کے لیے صرف حضرت علیؓ کا قول کافی ہے اور اس سے جائز ہوا لکھنا علم کا۔

اور یہ جو فرمایا کہ مدینہ حرم ہے عیر اور ثور کے بیچ میں 'ثور کا لفظ غالباً یہاں غلط ہے راوی سے بھول ہو گئی اس لیے کہ جبل ثور تو مکہ کے قریب ہے اور صحیح یہ ہے کہ مدینہ حرم ہے عیر اور احد کے بیچ میں۔ چنانچہ مازری اور بعض علماء نے اس پر یہی کہا ہے اور شاید یہ بھی احتمال ہے کہ احد یا اس کے سوا ثور کسی اور پہاڑ کا نام ہو نواح مدینہ میں اور اب وہ نام مخفی ہو گیا۔

اور اوپر کی روایتوں میں جو وارد ہوا کہ درمیان دو کالے پتھر والے میدانوں کی حد ہے حرم مدینہ کی یہ بیان ہے اس کی حد کا جو مشرق سے مغرب تک ہے اور اس روایت میں جو وارد ہوا کہ حد اس کی درمیان دونوں پہاڑوں کے ہے یہ جنوب و شمال کی حد ہے۔ اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے مراد اس سے یہ ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ تک جو مسلمان کسی کافر کو پناہ دے دے وہ سب مسلمانوں کی پناہ میں آگیا اور کسی مسلمان کو روا نہیں کہ اسے ایذا دے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور ان کے موافقین متبعین سنت کا کہ اگر غلام اور عورت بھی کسی کافر کو امان دے تو امان دینا اس کا صحیح ہے۔

اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے اپنے باپ کے سوا کسی کی اولاد کہلانا یا جس نے اپنے کو آزاد کیا اس کے سوا کسی کو مولیٰ ٹھہرانا اور وعید ہے اس میں ان لوگوں کو جو اپنی ذات بدل دیتے ہیں یعنی شیخ سے سید ہو جاتے ہیں اور دوسروں کا غلام اپنے کو غلط سلط ٹھہرا لیتے ہیں مثلاً نام رکھ لیتے ہیں غلام محی الدین یا غلام علی یا غلام نبی۔ قولہ اور جس نے پناہ توڑی کسی مسلمان کی یعنی ایک مسلمان نے کسی کافر کو پناہ دی اب جو اس کو ایذا دے اس نے پناہ توڑی وہ موذی ملعون ہے۔

حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَوَكِيعٍ إِلَّا قَوْلَهُ مَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ وَذِكْرَ اللَّعْنَةِ لَهُ.

سے بھی مروی ہے۔

۳۳۳۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ)).

۳۳۳۰-ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ نبیؐ نے فرمایا کہ مدینہ حرم ہے پھر جو کوئی اس میں گناہ کرے یا کوئی گناہ کرنے والے کو جگہ دے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کوئی فرض نہ کوئی نفل۔

۳۳۳۱- عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ ((يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَادَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ)).

۳۳۳۱- مذکورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں "یوم القیامۃ" کے الفاظ نہیں۔ اور یہ اضافہ ہے کہ مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے اور ایک عام مسلمان کی پناہ کا بھی اعتبار کیا جائے گا جس کسی نے مسلمان کی پناہ کو توڑا تو اس پر اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے' اس سے قیامت کے روز کوئی نفل اور فرض قبول نہیں کیا جائے گا۔

۳۳۳۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ)).

۳۳۳۲- ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر میں کسی ہرن کو مدینہ میں چرتا دیکھوں تو کبھی نہ ڈراؤں۔ اس لیے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ دونوں کالے پتھروں والے میدانوں کے بیچ میں حرم ہے۔

۳۳۳۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَوْ وَجَدْتُ الظِّبَاءَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا مَا ذَعَرْتُهَا وَجَعَلَ اثْنَيْ عَشَرَ مِيلًا حَوْلَ الْمَدِينَةِ حِمًى.

۳۳۳۳-ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ نے حرم قرار دیا دونوں کالے پتھروں والے میدانوں کے بیچ میں کہ جو مدینہ کے مشرق اور مغرب کی طرف واقع ہیں۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ اگر میں کسی ہرن کو پاؤں جو ان کے بیچ میں چرتا ہو تو کبھی نہ ڈراؤں اور نہ بھگاؤں اس کو اور آپ نے بارہ میل کو مدینہ کے گرداگرد رمنہ مقرر کر دیا۔

۳۳۳۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي

۳۳۳۴- ابوہریرہؓ نے کہا کہ لوگوں کی عادت تھی کہ جب نیا کوئی پھل دیکھتے تھے (یعنی ابتدائے فصل کا) تو رسول اللہؐ کے پاس لاتے اور آپ جب اس کو لے لیتے تو دعا کرتے کہ یا اللہ! برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے شہر میں اور برکت

(۳۳۳۳) ☆ رمنہ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں حکام و امراء حکم کر دیتے ہیں کہ سوا ہمارے جانوروں کے اور کوئی نہ چرے تو حرم گویا اللہ تعالیٰ کا رمنہ ہے کہ سوا جنگلی جانوروں کے جو وہاں کے باشندے ہیں اور کوئی نہ چرے۔

ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ)) قَالَ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ لَهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرَ.

دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے مد میں۔ یا اللہ ابراہیمؑ تیرے غلام اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں تیرا غلام اور نبی ہوں اور انھوں نے دعا کی تجھ سے مکہ کے لیے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے لیے اس کے برابر جو انھوں نے مکہ کے لیے کی اور مثل اس کے اور بھی' اس کے ساتھ پھر بلاتے آپ کسی چھوٹے لڑکے اپنے کو اور وہ پھل دیدیتے اسے۔

٣٣٣٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِأَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً)) مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ.

٣٣٣٥- ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ کے پاس پہلا پھل آتا اور آپ دعا کرتے کہ یا اللہ! برکت دے ہمارے شہر میں اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینہ میں اور ہمارے صاع میں برکت پر برکت دے پھر وہ پھل دے دیتے کسی چھوٹے لڑکے کو جو اس وقت حاضر ہوتا۔

بَاب التَّرْغِيبِ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَالصَّبْرِ عَلَى لَأْوَائِهَا

باب: مدینہ میں رہنے کی ترغیب اور اس کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی فضیلت

٣٣٣٦- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَهْدٌ وَشِدَّةٌ وَأَنَّهُ أَتَى أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ لَهُ إِنِّي كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْقُلَ عِيَالِي إِلَى بَعْضِ الرِّيفِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَا تَفْعَلْ الْزَمْ الْمَدِينَةَ فَإِنَّا خَرَجْنَا مَعَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ حَتَّى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ وَاللهِ مَا نَحْنُ هَا هُنَا فِي شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ

٣٣٣٦- ابوسعید مولیٰ مہری نے کہا کہ ہم کو مدینہ میں ایک بار محنت اور شامت فاقہ کو پہنچی اور میں ابوسعید خدری کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں کثیر العیال ہوں اور ہم کو سختی پہنچی ہے اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے عیال کو کسی ارزاں اور سرسبز ملک میں لے جاؤں ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ مدینہ کو نہ چھوڑو اس لیے کہ ہم ایک بار نبیؐ کے ساتھ نکلے میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچ گئے اور وہاں کئی شب ٹھہرے سو لوگوں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہم یہاں بے کار ٹھہرے ہوئے ہیں اور ہمارے عیال پیچھے چھٹے ہوئے ہیں اور ہم کو ان کے اوپر اطمینان نہیں (یعنی خوف ہے کہ کوئی دشمن نہ ستاوے) اور یہ خبر جناب رسول اللہ صلی

(٣٣٣٥) ☆ حضرتؐ کے پاس وہ پھل اسی لیے لاتے تھے کہ آپ کی دعائے خیر کا ثمرہ پائیں اور موجب برکات ہو اور مد ایک سیر اور صاع چار سیر کے قریب ہے اور لین دین غلوں اور حبوب کا ان ہی سے ہوتا ہے اس لیے ان میں برکت کی دعا فرماتے اور چھوٹے بچوں کا دل خوش کرنا مکارم اخلاق و محبت و شفقت کا باعث ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ ((مَا هَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِكُمْ)) مَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَ ((وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ)) لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ ((لَآمُرَنَّ بِنَاقَتِي تُرْحَلُ ثُمَّ لَا أَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتَّى أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ)) وَقَالَ ((اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنَ الْمَدِينَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتَّى تَقْدَمُوا إِلَيْهَا)) ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَالَّذِي نَحْلِفُ بِهِ أَوْ يُحْلَفُ بِهِ الشَّكُّ مِنْ حَمَّادٍ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حَتَّى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا يَهِيجُهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْءٌ.

اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے وہ مجھ کو پہنچی ہے؟ راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا بات ہے۔ کیا قسم ہے اس خدا کی جسکی میں قسم کھاتا ہوں یا فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے البتہ میں نے ارادہ کیا یا فرمایا اگر چاہو تم میں نہیں جانتا کہ کیا فرمایا ان دونوں باتوں میں سے فرمایا کہ البتہ حکم کروں میں اپنی اونٹنی کو کہ وہ کسی جاوے اور پھر اس کی ایک گرہ بھی نہ کھولوں یہاں تک کہ داخل ہوں میں مدینہ میں اور فرمایا کہ اللہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ کو حرم ٹھہرایا دو گھاٹیوں یا دو پہاڑوں کے بیچ میں کہ نہ اس میں خون بہایا جاوے اور نہ اس میں لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھایا جاوے نہ اس میں کسی درخت کے پتے جھاڑے جاویں مگر صرف چارے کے لیے (کہ اس سے درخت کا چنداں نقصان نہیں ہوتا) یا اللہ برکت دے ہمارے شہر میں یا اللہ برکت دے ہماری چوسیری میں یا اللہ برکت دے ہمارے سیر میں یا اللہ برکت دے ہمارے شہر میں یا اللہ برکت کے ساتھ دو برکتیں اور دے اور فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی گھاٹی اور کوئی ناکہ مدینہ کا ایسا نہیں ہے جس پر دو فرشتے نگہبان نہ ہوں جب تک کہ تم وہاں نہ پہنچو گے (یعنی تب تک وہ نگہبان رہیں گے)۔ پھر آپ نے فرمایا کوچ کرو اور ہم نے کوچ کیا اور مدینہ میں آئے سو ہم قسم کھاتے ہیں اس پروردگار کی جس کی ہمیشہ قسم کھایا کرتے ہیں یا کہا جس کی قسم کھائی جاتی ہے غرض حماد کو اس میں شک ہوا غرض جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے ابھی کجاوے اونٹوں پر سے نہیں اتارے تھے کہ بنو عبداللہ بن غطفان نے ہم پر ڈاکہ ڈالا اور اس سے پہلے ان کی ہمت نہ ہوئی (کہ وہاں آسکیں) یہ تصدیق ہوئی رسول اللہؐ کے فرمانے کی کہ فرشتے وہاں نگہبان ہیں)

٣٣٣٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا

٣٣٣٧- ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے دعا کی کہ یا اللہ! برکت دے ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں

وَمُدِّنَا وَاجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ))۔

اور ایک برکت پر دو برکتیں اور عنایت فرما۔

۳۳۳۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۳۳۳۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۳۳۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ جَاءَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ لَيَالِي الْحَرَّةِ فَاسْتَشَارَهُ فِي الْجَلَاءِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَشَكَا إِلَيْهِ أَسْعَارَهَا وَكَثْرَةَ عِيَالِهِ وَأَخْبَرَهُ أَنْ لَا صَبْرَ لَهُ عَلَى جَهْدِ الْمَدِينَةِ وَلَأْوَائِهَا فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ لَا آمُرُكَ بِذَلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((**لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا فَيَمُوتَ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا**))۔

۳۳۳۹- ابوسعید مولیٰ مہری سے روایت ہے کہ وہ ابوسعید خدری کے پاس آئے حرہ کی راتوں میں (یعنی جن دنوں مدینہ طیبہ میں ایک فتنہ مشہور ہوا ہے اور ظالموں نے مدینہ طیبہ کو لوٹا ہے ۶۳ھ میں) اور مشورہ کیا ان سے کہ مدینہ سے کہیں اور چلے جاویں اور شکایت کی ان سے وہاں کی گرانی نرخ کی اور کثرت عیال کی اور خبر دی ان کو کہ مجھے صبر نہیں آسکتا مدینہ کی محنت اور بھوک پر تو ابوسعید خدری نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری میں تجھے تھوڑی یہاں رہنے کا حکم کرتا ہوں بلکہ میں نے جناب رسول اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ صبر نہیں کرتا کوئی یہاں کی تکلیفوں پر اور پھر مر جاتا ہے مگر میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں قیامت کے دن جب وہ مسلمان ہو۔

۳۳۴۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((**إِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ**)) قَالَ ثُمَّ كَانَ أَبُو سَعِيدٍ يَأْخُذُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَجِدُ أَحَدَنَا فِي يَدِهِ الطَّيْرُ فَيَفُكُّهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ.

۳۳۴۰- ابوسعیدؓ نے سنا رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے میں نے حرم مقرر کیا ہے درمیان دونوں کالے پتھروں کے میدانوں میں مدینہ کے جیسے حرم قرار دیا تھا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو یہاں تک کہ ایک ہم میں کا پاتا تھا یا لیتا تھا اپنے ہاتھ میں چڑیا اور اس کو جدا کر دیتا تھا پھر چھوڑ دیتا تھا۔

۳۳۴۱- عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ أَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ ((**إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ**))۔

۳۳۴۱- سہل بن حنیفؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے اپنا دست مبارک مدینہ کی طرف جھکایا اور فرمایا کہ وہ حرم ہے اور امن کی جگہ ہے۔

۳۳۴۲- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ

۳۳۴۲- جناب صدیقہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ اور ہم جب مدینہ تشریف لائے تو وہاں وبا تھی اور ابوبکر اور بلال بیمار ہوئے پھر

(۳۳۴۲) ☆ جحفہ ان دنوں وطن تھا یہود کا۔ غرض اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ بددعا کرنا کافروں پر بیماری اور ہلاکت اور خسران کے ساتھ درست ہے اور اس میں دعائے خیر ہوئی مسلمانوں کے ساتھ صحت اور تندرستی کے اور یہی مذہب ہے کافہ علماء کا کہ بددعا کافروں لله

وَاشْتَكَى بِلَالٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَكْوَى أَصْحَابِهِ قَالَ ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ)).

جب رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب کی بیماری دیکھی تو دعا کی یااللہ! دوست کردے ہمارے مدینہ کو جیسے دوست کیا تھا تو نے مکہ کو یا اس سے بھی زیادہ اور صحت عطا کر اس کے رہنے والوں کو اور برکت دے ہم کو اس کے چوسیری اور سیر میں اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف پھیر دے۔

۳۳۴۳–عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۳۳۴۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۳۴۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۳۳۴۴- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جو صبر کرے مدینہ کی بھوک پر میں اس کا شفیع یا گواہ ہونگا قیامت کے دن۔

۳۳۴۵- عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ اقْعُدِي لَكَاعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۳۳۴۵- یحنس زبیر کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی ایک آزاد باندی آئی اور ان کو سلام کیا اور یہ فتنہ کے دن تھے (یعنی فتنہ حرہ کے دن جس کا ذکر ابھی تھوڑی دور گزرا) اور اس نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے عبداللہ بن عمر کی) ہم پر سخت دن ہیں اور میں ارادہ کرتی ہوں مدینہ سے نکلنے کا تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ بیٹھ اے نادان! اس لیے کہ میں نے سنا ہے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے جو صبر کرے گا مدینہ کی بھوک پیاس اور مشقت پر تو میں اس کا شفیع ہوں گا (یعنی اگر وہ گنہگار ہے) یا گواہ ہوں گا (یعنی اگر وہ نیکوکار ہے) قیامت کے دن۔

۳۳۴۶- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَبَرَ عَلَى

۳۳۴۶- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہی قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

لے پر درست ہے اور قول بعض جہلائے صوفیہ کا مقبول نہیں جو اس کو منع کرتے ہیں اور موافقت کی ہے ان جہلائے متصوفہ نے معتزلہ کی کہ وہ بھی ایسی دعا کو بے فائدہ جانتے ہیں۔ غرض دونوں اس حدیث سے مردود ہو گئے اور اس حدیث میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ کا کہ آج تک جحفہ کا پانی جو پیتا ہے اسے بخار چڑھتا ہے۔

لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) يَعْنِي الْمَدِينَةَ.

۳۳۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْ شَهِيدًا)).

۳۳۴۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۳۴۸- عن أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۳۳۴۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۳۴۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ بِمِثْلِهِ)).

۳۳۴۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

بَاب صِيَانَةِ الْمَدِينَةِ مِنْ دُخُولِ الطَّاعُونِ وَالدَّجَّالِ إِلَيْهَا

باب: طاعون اور دجال سے مدینہ طیبہ کا محفوظ رہنا

۳۳۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ)).

۳۳۵۰- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے ناکوں پر فرشتے ہیں کہ اس میں طاعون اور دجال نہیں آسکتا۔

۳۳۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِينَةُ حَتَّى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ)).

۳۳۵۱- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح دجال آوے گا مشرق کی طرف سے ارادہ اس کا مدینہ کا ہوگا یہاں تک کہ اترے گا کوہ احد کے پیچھے اور فرشتے اس کا منہ وہیں سے شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں تباہ ہو جائے گا۔

(۳۳۵۰) ☆ اس حدیث سے فضیلت مدینہ کی اور ثواب وہاں کی سکونت کا اور درجہ وہاں کے ساکنین کا معلوم ہوا۔

(۳۳۵۱) ☆ مسیح کا لفظ جناب عیسیٰ کے واسطے بولا جاتا ہے اور دجال کے واسطے بھی اور اس کے دو معنی ہیں ایک چھونے والا۔ اس معنی سے حضرت عیسیٰ پر اس کا اطلاق آتا ہے کہ وہ جس کو چھودیتے تھے اچھا ہو جاتا تھا۔ اور مسیح کے معنی ممسوح بھی ہیں یعنی ملا ہوا دبا ہوا اُس کی آنکھ چونکہ اندھی ہے اس لیے اسے مسیح کہا یا اس نظر سے کہ وہ بھی دعویٰ کرے گا کہ میں مسیح ہوں اور لوگ اس خبیث کے دھوکے اور فریب میں آجائیں گے۔

بَاب الْمَدِينَةِ تَنْفِي شِرَارَهَا وَ تُسَمَّى طَابَةَ و طَيْبَةَ

باب: مدینہ کا طابہ اور طیبہ نام ہونا اور بری چیزوں کو اپنے سے دور کرنا

۳۳۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيبَهُ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تُخْرِجُ الْخَبِيثَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)).

۳۳۵۲- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک وقت لوگوں پر ایسا آوے گا کہ آدمی اپنے بھتیجے کو اپنے قرابت والے کو پکارے گا کہ آؤ ارزانی کے ملک میں آؤ ارزانی کے ملک میں اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا کاش کہ وہ جانتے ہوتے اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی شخص مدینہ سے بیزار ہو کر نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوسرا شخص بھیج دیتا ہے مدینہ میں آگاہ ہو کہ مدینہ ایسا ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ نکال دیتا ہے میل کو اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ نہ نکال دے گا اپنے شریر لوگوں کو جیسے کہ بھٹی نکال دیتی ہے لوہے کی میل کو۔

۳۳۵۳- عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبَ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)).

۳۳۵۳- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ فرماتے تھے کہ مجھے حکم ہوا ہے (یعنی ہجرت کا) ایسے قریہ کی طرف جو سب قریوں کو کھا جاوے گا۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے اور لوگوں کو ایسا چھانٹتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی میل چھانٹتی ہے

۳۳۵۴- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا

۳۳۵۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

(۳۳۵۲) ☆ شاید یہ بات دجال کے وقت ہوگی کہ حدیث میں آیا ہے کہ دجال جب مدینہ کے قریب پہنچے گا تو مدینہ میں تین بار زلزلہ آوے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے ہر کافر اور منافق کو نکال دے گا یا ہمیشہ مدینہ میں ایسا ہوتا ہے۔

(۳۳۵۳) ☆ سب قریوں کو کھا جاوے گا یعنی وہیں لشکر اسلام جمع ہو کر چاروں طرف پھیلے گا اور تمام بلاد کو مسخر اور فرمانبردار بنا دے گا' سب اطراف سے اموال غنیمت اسی میں آکر جمع ہونگے اور وہاں کے لوگوں کے صرف میں آویں گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور یثرب کو آپ نے مکروہ جانا اس لیے کہ وہ تثریب سے مشتق ہے اور تثریب کے معنی جھڑکنا اور ملامت ہے اور مسند احمد میں ایک روایت آئی ہے کراہت میں یثرب کہنے کے اور قرآن مجید میں جو یثرب واقع ہوا ہے وہ بھی مقولہ کفار کا ہے یا منافقین کا اور مدینہ جو قرآن مجید میں وارد ہوا ہے وہ منافقوں کا قول نہیں۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ اچھی چیز کا نام برا رکھنا یہ بھی ایک نفاق کا شعبہ ہے اور مسلک نبوت کے خلاف ہے جیسے محبت الٰہی کو شراب سے تعبیر کرنا یا عشق الٰہی کو جنون سے یا خداوند تعالیٰ کو معاذ اللہ صنم یا معشوق سے یا نبی کو بت سے' یہ تعبیرات جو اکثر شعراء کی زبان زد ہیں وہ سب مردود اور مذموم ہیں اور منجملہ محدثات اور شر امور ہیں' ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

((كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ الْخَبَثَ لَمْ يَذْكُرَا الْحَدِيدَ)).

۳۳۵۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا)).

۳۳۵۵- جابرؓ نے کہا کہ ایک گاؤں کا آدمی تھا کہ اس نے رسول اللہؐ سے بیعت کی اور اس کو شدت سے بخار آنے لگا مدینہ میں پھر وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا محمدؐ! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو تو آپ نے انکار کیا اور پھر آیا اور کہا کہ یا محمد! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو تو آپ نے پھر انکار کیا اور وہ پھر آیا اور کہا کہ یا محمد! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو آپ نے انکار کیا اور وہ اعرابی مدینہ سے چلا گیا تب جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مدینہ تو بھٹی کے مانند ہے کہ اپنی میل کو دور کر دیتا ہے اور پاک کو خالص اور صاف کر لیتا ہے۔

۳۳۵۶- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ (يَعْنِي الْمَدِينَةَ) ((وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)).

۳۳۵۶- زید بن ثابت نے نبیؐ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ اور پہلے پہل یہ مدینہ میل کو دور کرتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کو دور کرتی ہے۔

۳۳۵۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةَ.

۳۳۵۷- جابرؓ نے کہا سنا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے نام رکھا مدینہ کا طابہ۔

بَاب مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ

باب: اہل مدینہ سے برائی کرنا منع ہے اور جو ایسا کرے گا خدا اس کو سزا دے گا

۳۳۵۸- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظِ أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ هَذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوءٍ)) يَعْنِي الْمَدِينَةَ ((أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)).

۳۳۵۸- ابو عبداللہ قراظ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ابوالقاسمؐ نے فرمایا جو ارادہ اس شہر والوں کی (یعنی مدینہ والوں کی) برائی کا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

۳۳۵۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا بِسُوءٍ يُرِيدُ)) الْمَدِينَةَ ((أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)) قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي

۳۳۵۹- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

(۳۳۵۵) ☆ اس نے اسلام پر اور حضرت کے ساتھ قیام پر بیعت کی تھی پھر اس کا اقالہ آپ کیوں فرماتے۔

(۳۳۵۶) ☆ مدینہ کو طیبہ فرمایا یعنی پاکیزہ کہ نجاست شرک سے اور خباثات کفر سے پاک ہے یا طیب عشق وہاں حاصل ہے اور طابہ بھی اس معنی سے فرمایا جیسے آگے آتا ہے۔

حَدِيثِ ابْنِ يُحَنَّسَ بَدَلَ قَوْلِهِ بِسُوءٍ شَرًّا.

٣٣٦٠-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۳۳۶۰- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

٣٣٦١- عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)).

۳۳۶۱- ابوو قاصؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جو کوئی اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

٣٣٦٢-عَنْ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((بِدَهْمٍ أَوْ بِسُوءٍ)).

۳۳۶۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

٣٣٦٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَعْدًا يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي مُدِّهِمْ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)).

۳۳۶۳- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یااللہ! برکت دے مدینہ والوں کے مد میں اور آگے وہی مضمون بیان کیا جو اوپر کئی بار گزرا۔

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْمَدِينَةِ عِنْدَ فَتْحِ الْأَمْصَارِ

باب: لوگوں کو مدینہ میں سکونت کی ترغیب دینا جب شہر فتح ہو جائیں

٣٣٦٤- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَبُسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَبُسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ تُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَبُسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ)).

۳۳۶۴- سفیان نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ شام فتح ہوگا اور کچھ لوگ مدینہ سے نکلیں گے اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے لیے بہتر تھا کاش وہ جانتے ہوتے۔ پھر فتح ہوگا یمن اور نکلے گی ایک قوم مدینہ کی اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا کاش وہ جانتے۔ پھر فتح ہوگا عراق اور نکلے گی ایک قوم مدینہ کی اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا کاش وہ جانتے۔

٣٣٦٥- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((يُفْتَحُ الْيَمَنُ

۳۳۶۵- سفیانؓ نے کہا میں نے سنا رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے کہ یمن فتح ہوگا اور لوگ وہاں جاویں گے اونٹوں کو ہانکتے

(۳۳۶۵) ☆ ان حدیثوں میں چند معجزے ہیں رسول اللہؐ کے۔ اول یہ کہ آپ نے شام اور عراق و یمن کی فتح کی خبر دی اور ویسا ہی ہوا کہ خلفائے راشدین کے ہاتھ پر یہ ممالک فتح ہوئے اور مصداق خلافت راشدہ یہی لوگ ٹھہرے اور مواعید الٰہی ان کے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ ﷲ

فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ يُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ)).

ہوئے اور لادے جاویں گے اپنے گھر والوں کو جو ان کا کہنا مانے اور مدینہ ان کے لیے بہتر تھا اگر وہ جانتے ہوتے۔ پھر شام فتح ہوگا تو لوگ وہاں جاویں گے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور لادے جاویں گے اپنے گھر والوں اور جو ان کا کہنا مانے اور مدینہ بہتر تھا انکے لیے اگر وہ جانتے ہوتے۔ پھر عراق فتح ہوگا اور لوگ وہاں جاویں گے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور لادے جاویں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کا کہنا مانے اگر جانتے ہوتے تو مدینہ طیبہ ان کے حق میں بہتر تھا۔

بَاب فِي الْمَدِينَةِ حِينَ يَتْرُكُهَا أَهْلُهَا

باب: جناب رسول اللہؐ کا خبر دینا کہ لوگ مدینہ چھوڑ دیں گے

٣٣٦٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمَدِينَةِ ((لَيَتْرُكَنَّهَا أَهْلُهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ مُذَلَّلَةً لِلْعَوَافِي)) يَعْنِي السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ قَالَ مُسْلِم أَبُو صَفْوَانَ هَذَا هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ يَتِيمُ ابْنِ جُرَيْجٍ عَشْرَ سِنِينَ كَانَ فِي حَجْرِهِ.

٣٣٦٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے لیے کہ لوگ وہاں کے مدینہ کو چھوڑ دیں گے اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا اور ایسا چھوڑیں گے کہ وطن ہو جائے گا درندوں اور پرندوں کا۔

٣٣٦٧- عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرٍ)) مَا كَانَتْ ((لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِي)) يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ

٣٣٦٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے لوگ مدینہ کو چھوڑ دیں گے اور وہ بہتر ہوگا اور نہ رہے گا اس میں کوئی مگر درندے اور پرندے پھر نکلیں گے دو چرواہے قبیلہ مزنیہ سے

ﷺ دوسرے یہ کہ لوگ ان ملکوں میں جا بسیں گے اور اپنے اہل و عیال کو لے جاویں گے اور ایسا ہی ہوا ہے۔ تیسرے یہ کہ مفتوح ہونا ان بلاد کا اس ترتیب سے ہوگا کہ پہلے یمن پھر شام پھر عراق اور اسی ترتیب سے یہ بلاد فتح ہوئے اور روایتوں سے بڑی فضیلت سکونت مدینہ طیبہ کی ثابت ہوئی۔

(٣٣٦٦) ☆ یہ پیشین گوئی بھی آپ کی سچی ہے اور قیامت کے قریب ہوگی۔ مسلم نے کہا کہ ابو صفوان جن کا نام عبداللہ بن عبدالملک ہے وہ یتیم تھے اور ابن جریج کی گود میں دس برس پرورش پائی۔

(٣٣٦٧) ☆ یہ اخیر زمانہ میں ہوگا قیامت کے قریب کہ جب وہ دونوں ٹیلہ کے پاس پہنچیں گے قیامت آ جائے گی اور وہ اخیر میں ہوں گے ان سب لوگوں کے جن کا حشر ہوگا جیسا کہ بخاری میں ثابت ہوا ہے اور یہی مطلب اس حدیث کا ظاہر و مختار ہے۔ اور یہ معجزہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بعض فتن میں ایسا بھی ہو چکا ہے۔

((ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا)).

ارادہ کرتے ہونگے مدینہ کا للکارتے ہونگے اپنی بکریوں کو اور پاویں گے مدینہ کو ویران یہاں تک کہ جب پہنچیں گے ثنیۃ الوداع تک کہ ایک ٹیلہ ہے گر پڑیں گے منہ کے بل۔

بَاب مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

باب: قبر مبارک اور منبر کے درمیان اور موضع منبر کی فضیلت کا بیان

۳۳۶۸- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)).

۳۳۶۸- عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ایک چمن ہے جنت کے چمنوں میں سے۔

۳۳۶۹- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا بَيْنَ مِنْبَرِي وَبَيْتِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)).

۳۳۶۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۳۷۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي)).

۳۳۷۰- ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک کیاری ہے جنت کی کیاریوں میں سے اور منبر میرا میرے حوض پر ہے۔

بَاب أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

باب: احد پہاڑ کی فضیلت

۳۳۷۱- عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِي وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ))

۳۳۷۱- ابوحمید نے کہا کہ نکلے ہم رسول اللہؐ کے ساتھ غزوہ تبوک میں اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ کہا کہ چلے ہم یہاں تک کہ پہنچے وادی قریٰ میں اور رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں جلدی چلنے والا ہوں جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے اور جس کا جی چاہے ٹھہر کر آوے سو ہم نکلے یہاں تک کہ دیکھنے لگے ہم مدینہ کو

(۳۳۷۰) ☆ اس حدیث کے دو معنی ہوتے ہیں کہ حجرہ مبارک اور منبر کے بیچ کا ایک موضع جنت میں چلا جاوے گا قیامت کے دن۔ دوسرے یہ کہ وہاں عبادت کرنا جنت میں جانے کا سبب ہے کہ جس نے وہاں عبادت کی گویا داخل جنت ہوا اور بعضی روایتوں میں یوں آیا ہے کہ میری قبر اور منبر کے بیچ میں ایک کیاری ہے جنت کی اور مطلب اس کا بھی یہی ہے کہ قبر اور حجرہ مبارک گویا ایک ہے اس لیے کہ قبر حجرہ کے اندر ہے اور میرا منبر حوض پر ہے اس کی بھی دو مرادیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ جو منبر کے قریب عبادت کرے گا اس حوض سے سیراب ہوگا اور دوسرے یہ کہ یہی منبر مبارک آپ کے حوض کوثر پر رکھ دیا جائے گا یا میدان قیامت میں جو منبر عنایت ہوگا وہ حوض کوثر پر رکھا جاوے گا۔

فَخَرَجْنَا حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ ((هَذِهِ طَابَةُ وَهَذَا أُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)).

اور آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ ہے اور یہ احد ہے اور یہ پہاڑ ایسا ہے کہ ہم اس کو دوست رکھتے ہیں اور یہ ہم کو دوست رکھتا ہے۔

۳۳۷۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)).

۳۳۷۲- انس ؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ احد ایسا پہاڑ ہے کہ وہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو۔

۳۳۷۳- عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ ((إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)).

۳۳۷۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

بَاب فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ

باب: مسجد مکہ اور مدینہ میں نماز کی فضیلت

۳۳۷٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّم قَالَ ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

۳۳۷۴-ابوہریرہؓ اس بات کو جناب رسول اللہؐ تک پہنچاتے تھے کہ آپ نے فرمایا ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی افضل ہے سوا مسجد الحرام کے یعنی مکہ کی مسجد کے۔

۳۳۷٥-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

۳۳۷۵- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی افضل ہے سوا مسجد حرام کے۔

۳۳۷٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ ((صَلَاةٌ)) فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدَهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَبْدِ اللهِ لَمْ نَشُكَّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَنَعَنَا ذَلِكَ أَنْ نَسْتَثْبِتَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ أَبُو هُرَيْرَةَ تَذَاكَرْنَا ذَلِكَ وَتَلَاوَمْنَا

۳۳۷۶- ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ ایک نماز مسجد میں رسول اللہؐ کی افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی سوا المسجد الحرام کے اس لیے کہ رسول اللہؐ آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے (یعنی جو نبیوں نے بنائی ہیں)۔ اور ابو سلمہ اور ابو عبداللہ نے کہا کہ بلاشک ابوہریرہؓ نے جو یہ بات کہی تو رسول اللہؐ کی حدیث سے کہی ہوگی (اس لیے کہ ایسی بات کوئی قیاس سے نہیں کہہ سکتا) اور ہم نے اس حدیث کو ابوہریرہؓ سے پکے طور پے دریافت نہیں کیا تو اسی وجہ سے کہ انھوں نے حضرتؐ سے سنا ہوگا جب تو کہا یہاں تک کہ جب وفات ہوئی ابوہریرہؓ کی تو ہم نے آپس

(۳۳۷۲) ☆ معلوم ہوا کہ جس کے دل میں آپ کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے سخت اور بدتر ہے۔

أَنْ لَا نَكُونَ كَلَّمْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذَلِكَ حَتَّى يُسْنِدَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ جَالَسْنَا عَبْدَ اللهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ الْحَدِيثَ وَالَّذِي فَرَّطْنَا فِيهِ مِنْ نَصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْهُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ**)).

میں اس کا ذکر کیا اور ایک دوسرے کو ملامت کی کہ کیوں نہ پوچھ لیا ہم نے ابو ہریرہؓ سے اس کو کہ وہ نسبت کرتے اس حدیث کی رسول اللہؐ تک اگر آپ سے سنی ہوتی۔ غرض ہم اسی بات چیت میں تھے کہ عبداللہ بن ابراہیم کے پاس جا بیٹھے اور ان سے اس کا ذکر کیا اور یہ وجہ بیان کی جس کے سبب سے ہم نے ابو ہریرہؓ سے اس کو دریافت نہیں کیا تھا۔ تب عبداللہ نے ہم سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بیشک میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

٣٣٧٧- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا صَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((**صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ أَوْ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ**)).

٣٣٧٧- یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ میں نے ابو صالح سے پوچھا کہ تم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ جناب رسول اللہؐ کی مسجد میں نماز کی فضیلت بیان فرماتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ نہیں مگر مجھے عبداللہ بن ابراہیم نے خبر دی ہے کہ انھوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا کہ رسول اللہؐ فرماتے تھے کہ ایک نماز میری اس مسجد میں بہتر ہے ہزاروں نمازوں سے جو اور مسجدوں میں ادا ہوں مگر مسجد حرام میں۔

٣٣٧٨- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

٣٣٧٨- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

٣٣٧٩- عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ**)).

٣٣٧٩- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجد میں پڑھنے سے سوا مسجد حرام کے۔

٣٣٨٠- وَحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

٣٣٨٠- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

٣٣٨١- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ

٣٣٨١- ابن عمرؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آگے

ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ.

وہی جو اوپر گذرا۔

٣٣٨٢- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۳۳۸۲- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا ہے۔

٣٣٨٣- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوَى فَقَالَتْ إِنْ شَفَانِي اللهُ لَأَخْرُجَنَّ فَلَأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَبَرَأَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ فَجَاءَتْ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَتْهَا ذَلِكَ فَقَالَتْ اجْلِسِي فَكُلِي مَا صَنَعْتِ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((**صَلَاةٌ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنْ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ**)).

۳۳۸۳- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک عورت بیمار ہوئی اور اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی تو میں جاؤں گی اور بیت المقدس میں نماز پڑھوں گی۔ پھر وہ اچھی ہو گئی اور تیاری کی اس نے جانے کی اور میمونہؓ ام المومنین بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور ان کو سلام کیا اور اپنے ارادہ کی خبر دی تو انھوں نے فرمایا کہ جو تم نے توشہ تیار کیا ہے وہ کھاؤ اور رسول اللہؐ کی مسجد مبارک میں نماز پڑھو اس لیے کہ میں نے جناب رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ایک نماز اس میں ادا کرنا افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجدوں سے سوا مسجد کعبہ کے۔

بَاب لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

باب: تین مسجدوں کی فضیلت

٣٣٨٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((**لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى**)).

۳۳۸۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جاویں مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد یعنی جو مدینہ میں ہے اور مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس)۔

٣٣٨٥- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((**تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ**)).

۳۳۸۵- زہری سے اس سند سے روایت ہے کہ تین مسجدوں کی طرف کجاوے باندھے جائیں۔

٣٣٨٦- عن أَبِيْ هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا يُسَافَرُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ إِيلِيَاءَ

۳۳۸۶- ابوہریرہؓ خبر دیتے تھے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سفر نہ کرے کوئی مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد کعبہ اور میری مسجد اور مسجد ایلیاء (یعنی بیت المقدس)۔

(۳۳۸۶) ☆ جب کسی خانہ خدا کی طرف سفر درست نہ ہوا سوا ان تین کے تو قبروں کی زیارت کے لیے کیونکر درست ہوگا کہ وہ خانہ عباد ہیں اور اوپر اس کی شرح ہم خوب کر آئے ہیں جہاں بیان کیا ہے کہ عورت کو بغیر محرم کے درست نہیں۔

بَاب بَيَانِ أَنَّ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى

باب: اس مسجد کا بیان جس کی بنا تقویٰ پر ہے

۳۳۸۷- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ مَرَّ بِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ سَمِعْتَ أَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى قَالَ قَالَ أَبِي دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى قَالَ فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ ((**هُوَ مَسْجِدُكُمْ هَذَا**)) لِمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ قَالَ فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَاكَ هَكَذَا يَذْكُرُهُ.

۳۳۸۷- ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میرے پاس سے عبدالرحمٰن بن ابو سعید خدریؓ گزرے اور میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے والد کو کیسے سنا کہ وہ بیان فرماتے تھے کہ وہ مسجد کون سی ہے جس کی بنا تقویٰ پر ہوئی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ میرے باپ نے کہا کہ داخل ہوا میں رسول اللہؐ کے پاس آپ کی بیبیوں سے کسی کے گھر میں اور میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ! وہ مسجد کون سی ہے جس کو اللہ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے؟ سو آپ نے ایک مٹھی کنکر لیے اور زمین پر مارے اور فرمایا کہ وہ یہی تمہاری مسجد ہے مدینہ کی مسجد۔ سو میں نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد سے سنا ہے کہ ایسا ہی ذکر کرتے تھے اس مسجد کا۔

۳۳۸۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ فِي الْإِسْنَادِ.

۳۳۸۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مذکور ہے۔

بَاب فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَفَضْلِ الصَّلَاةِ فِيهِ وَزِيَارَتِهِ

باب: مسجد قباء کی فضیلت اور وہاں نماز پڑھنے اور اس کی زیارت کا ذکر

۳۳۸۹- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَزُورُ قُبَاءً رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

۳۳۸۹- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ زیارت کرتے تھے مسجد قباء کی سوار بھی اور پیادہ بھی۔

۳۳۹۰- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا فَيُصَلِّي

۳۳۹۰- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء کو تشریف لاتے تھے سوار بھی اور پیادہ بھی

(۳۳۸۷) ☆ اس روایت سے صاف کھل گیا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جس مسجد کو فرمایا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے وہ مسجد نبویؐ ہے نہ کہ مسجد قباء ہے اور رد ہو گیا ان مفسرین کے قول کا جنھوں نے مسجد قباء کو کہا ہے۔ اور آپ کا کنکر اٹھا کر مارنا تاکید کی راہ سے تھا کہ خوب یقین آجاوے سامع کو کہ یہی مسجد ہے۔

فِيهِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ.

اور اس میں دو رکعت ادا کرتے تھے۔

۳۳۹۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

۳۳۹۱- ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں پیدل اور سوار آیا کرتے تھے۔

۳۳۹۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى الْقَطَّانِ.

۳۳۹۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۳۹۳- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

۳۳۹۳- ترجمہ وہی جو اوپر گذرا۔

۳۳۹۴- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

۳۳۹۴- ترجمہ وہی جو اوپر گذرا۔

۳۳۹۵- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ وَكَانَ يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ.

۳۳۹۵- عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر ہر ہفتہ میں ایک بار جاتے تھے مسجد قباء میں اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا ہے کہ آپ ہر ہفتہ میں جاتے تھے۔

۳۳۹۶- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ يَعْنِي كُلَّ سَبْتٍ كَانَ يَأْتِيهِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا قَالَ ابْنُ دِينَارٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

۳۳۹۶- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء کو آتے تھے ہر ہفتہ میں اور آتے تھے آپ سوار بھی اور پیادہ بھی۔ اور ابن دینار نے کہا کہ ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۳۳۹۷- عَنِ ابْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ كُلَّ سَبْتٍ.

۳۳۹۷- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مذکور ہے مگر اس میں ہر ہفتے کا ذکر نہیں۔

☆ ☆ ☆

(۳۳۹۶) ☆ ان حدیثوں سے فضیلت قبا کی اور فضیلت وہاں کی مسجد کی اور فضیلت اس کی زیارت کی معلوم ہوئی اور زیارت اس کی سوار پیادہ دونوں طرح درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز نفل دن کو دو رکعت ہے اور یہی مذہب ہمارا اور جمہور کا ہے اور ابو حنیفہؒ نے ان کا خلاف کیا ہے اور قول ان کا بنظر مخالفت حدیث غیر مسموع ہے اور معلوم ہوا کہ زیارت مسجد یہی ہے کہ اس میں دو رکعت ادا کرے نہ کہ یہ اس کی گل کاریاں دیکھتا پھرے یا اینٹیں گنا کرے کہ یہ تماشائیوں کا کام ہے نہ کہ متبعان انبیاء کا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔

شرعی احکام کا دلنشین، دل آویز اور دلکش مجموعہ

ضیاء الکلام

از قلم: ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول متفق علیہ احادیث پر مشتمل یہ کتاب اُردو دان طبقے کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل دلرُبا، دلفریب اور دلکش انداز میں مرتب کی گئی ہے۔

- سب سے پہلے حدیث کا متن مع اعراب، پھر اس حدیث کا ترجمہ، پھر حدیث میں مذکور مشکل الفاظ کے معانی، پھر حدیث کا آسان انداز میں مفہوم اور آخر میں حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل ترتیب وار بیان کر دیئے گئے ہیں۔
- ہر حدیث کا تفصیلی حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔
- کاغذ، طباعت اور جلد ہر لحاظ سے اعلیٰ، عمدہ اور نفیس ہیں۔
- اہل نظر، اہل ذوق اور اہل دل کے لیے خوش نما گلدستہ احادیث کا ایک انمول تحفہ۔
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر لائبریری کی زینت۔
- خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی رغبت دلائیں۔